

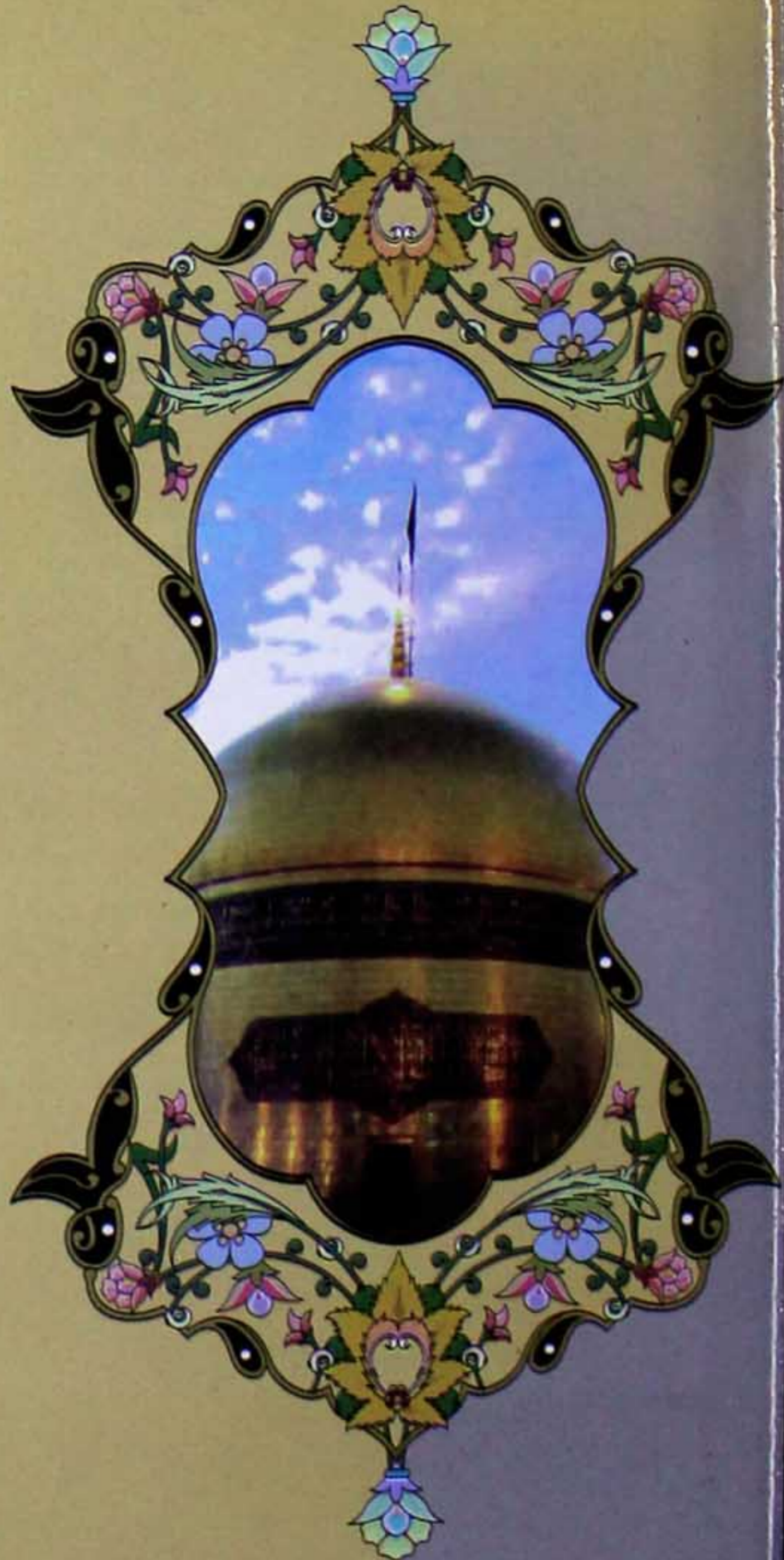
شانِ علیؑ بزبانِ نبیؐ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

شانِ مُرتضیٰ رضی اللہ عنہ بزبانِ مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مُصَنَّف
الشیخ طہر بن علی البختیاری

مترجم

مفتی محمد رفیع رحمانی
مدرسہ اسلامیہ قادری
(محلہ امامیہ)



شانِ علی رضی اللہ عنہ بزبان نبی صلی اللہ علیہ وسلم

شانِ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بزبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اس کتاب میں خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰ کی فضیلت، بچپن، جوانی، قبول اسلام، صحبت رسالت، علمیت، ولایت، انعامات، نکاح، پرورش اولاد، مکی و مدنی دور، دور خلافت، عدل و انصاف، حفاظت بیت المال اور شہادت و قضاء جیسے بے شمار موضوعات پر مشتمل پندرہ سو سے زائد احادیث و اقوال پر شیخ طعمہ حلبی کی کتاب ”فضائل علی“ کا ترجمہ شامل ہے۔

مصنف

الشیخ طعمہ حلبی البختری

مترجم

مفتی محمد وسیم اکرم القادری (ایم اے۔ ایم فل)

مشائق بک کارنر

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

ہماری کتابیں معیاری کتابیں
خوبصورت اور کم قیمت کتابیں

ناشر: مشتاق احمد

اہتمام: سلمان منیر

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	—	شانِ علی رضی اللہ عنہ بزبان نبی ﷺ (شانِ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بزبان مصطفیٰ ﷺ)
مصنف	—	الشیخ طعمہ حلبی البختری
ترجمہ	—	مفتی محمد وسیم اکرم القادری
کمپوزنگ	—	گل گرافکس
اشاعت	—	2012ء
ٹائٹل	—	عاطف بٹ
پرٹرز	—	آر۔ آر پرٹرز، بندر روڈ لاہور
قیمت	—	500 روپے

استدعا

پروردگارِ عالم کے فضل، کرم اور مہربانی سے، انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کمپوزنگ، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہ کرم مطلع فرمادیں۔ ان شاء اللہ اگلے ایڈیشن میں ازالہ کیا جائے گا۔ نشاندہی کے لیے ہم آپ کے بے حد مشکور ہوں گے۔ شکریہ۔ (ناشر)

انتساب

اپنے والدین کریمین

ابو جحیٰ مولانا بشیر احمد نقشبندی

امی جان خدیجہ اسماعیل

کے نام

جنہوں نے مجھے حب رسول و آل رسول و اصحاب رسول کا درس دیا اور اسی نہج پر میری تربیت فرمائی۔

جزا كما الله احسن الجزاء في الدنيا والاخرة

مزید

پرنسپل سورس گروپ آف کالجز سمبڑیاں

جناب محمد ازہر محمودی

کے نام

جو میرے بہت ہی شفیق دینی دوست ہیں۔

از

محمد وسیم اکرم القادری

ابتدائیہ

عظمت حضرت علی:

((قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: یا علی ما عرف اللہ حق معرفتہ
غیری و غیرک، وما عرفک حق معرفتک غیر اللہ و غیری))
(مناقب آل ابی طالب: 267/3)
”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! آپ کے اور میرے علاوہ کسی نے بھی اللہ کے مقام کو
نہیں پہچانا اور کسی نے بھی سوائے اللہ کے اور میرے جس عظمت کے تم لائق ہو، نہیں پہچانا۔“

حضرت علی جنت کا حلقہ ہیں:

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: علی بن ابی طالب حلقة معلقة
ببواب الجنة، من تعلق بها دخل الجنة))
(فرائد السمطين 180/1، احقاق الحق 168/7)
”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی بن ابی طالب بہشت کے دروازے پر لگا ہوا حلقہ ہیں، جو بھی
اس کو پکڑے گا وہ بہشت میں جائے گا۔“

خیر طعمہ حلبي

مترجم عرض گزار ہے کہ کتاب ہذا شیخ طعمہ حلبي البھتری کی تصنیف ہے جس میں انہوں نے شانِ علی رضی اللہ عنہ
کے متعلق تمام رطب و یابس روایات کو اکٹھا کر دیا ہے۔ ان روایات میں کچھ صحیح ہیں، کچھ حسن اور کچھ ضعیف و موضوع۔
مصنف نے کسی قسم کی کوئی تخریج نہیں کی۔ مترجم غفرلہ کہ جس حدیث کی تخریج میسر آسکی کر دی اور جس کی میسر نہ آسکی اس
کا فقط ترجمہ مع عنوان کے پیش کر دیا۔ کتاب کا ایک طویل حصہ صحاح ستہ اور دیگر مشہور کتب حدیث، سیر و تاریخ سے اخذ
ہے، اس لیے ان احادیث کی تخریج درج کر دی گئی ہے۔

فقط

محمد وسیم اکرم القادری

فہرست

10	☆ قصائد علیؑ
13	☆ شانِ صحابہ کرام
27	☆ غزوہ بدر اور صلح حدیبیہ میں شریک صحابہ کے فضائل
30	☆ عشرہ مبشرہ صحابہ کے فضائل
46	☆ خلفائے اربعہ کے فضائل
74	☆ صحابہ کرام سے محبت، ان کے باہمی اختلافات میں نہ پڑنے اور انہیں برانہ کہنے اور مواخات کا بیان
87	☆ اہل بیت
97	☆ فضائل و مقام علی اور قرآن مجید
101	☆ فضائل و مقام علی اور احادیث
113	☆ حضرت علی کی شان میں غلو کرنے کے مذمت
114	☆ حضرت علی کا نام
115	☆ حضرت علی کے القاب و کنیت کا بیان
116	☆ حضرت علی کی ولادت کی تاریخ اور مقام
118	☆ حضرت علی کی ولادت کی کیفیت کا بیان
119	☆ حضرت علی کا اپنے والدین کی طرف سے نسب اور سیدہ فاطمہ بنت اسد کا مقام
123	☆ حضرت علی تربیت نبی میں
125	☆ حضرت علی کے قبول اسلام کا بیان
127	☆ حضرت علی کو دیکھنا اور ان کا تذکرہ عبادت ہے
129	☆ حضرت علی کے فضائل بیان کرنا
131	☆ اگر تم نہ ہوتے تو مومنین کی پہچان نہ ہوتی
132	☆ حضرت علی کی معرفت لازم ہے
133	☆ حضرت علی کا علم و دانش..... باب علم رسول

- ☆ 149 حضرت علی اور شبِ معراج و بدر
- ☆ 152 حضرت علی کے اخلاق اور سیرت کا بیان
- ☆ 155 حضرت علی کا زہد و قناعت اور دنیا سے بے رغبتی
- ☆ 160 حضرت علی کی غذا
- ☆ 163 حضرت علی کی محنت اور شجرِ کاری کی برکتیں
- ☆ 164 حضرت علی کی سخاوت اور کرم کا بیان
- ☆ 170 حضرت علی کی عبادات و وظائف
- ☆ 178 واقعہ غدیر
- ☆ 214 رسول اللہ کا فرمان کہ جس کا میں ولی ہوں علی اس کا ولی ہے
- ☆ 222 حضرت علی المرتضیٰ کے خطبات
- ☆ 258 حضرت علی کی حکمت بھری باتیں
- ☆ 274 حضرت علی تمہارے لئے بہترین حاکم ہیں
- ☆ 276 حضرت علی کی معاملہ فہمی، اجتہادی قوت اور فیصلے
- ☆ 287 حضرت علی رضی اللہ عنہ کی استقامت
- ☆ 288 کراماتِ علی المرتضیٰ
- ☆ 294 سیدنا علی کی شجاعت و بہادری
- ☆ 302 حضرت علی صاحبِ علم
- ☆ 307 جناب علی کے زخم اور ان پر رسول اللہ کا غمگین ہونا
- ☆ 309 جس نے علی کو برا کہا پس اس نے مجھے (رسول اللہ کو) برا کہا
- ☆ 310 علی سے محبت کی ترغیب اور آپ سے عداوت پر ترہیب
- ☆ 316 مومن اور منافق میں فرق
- ☆ 317 اس مثال کا ذکر جس کو رسول اللہ نے حضرت علی کے لیے بیان فرمایا
- ☆ 318 حضرت علی کی منزلت اور نبی کریم سے ان کی قربت
- ☆ 327 نبی کریم کے کندھوں پر سوار ہونے میں حضرت علی کی فضیلت
- ☆ 328 سرگوشی کا ذکر اور حضرت علی کے طفیل امت مسلمہ پر آسانی
- ☆ 329 حضرت علی کی نماز کا ذکر
- ☆ 333 اللہ تعالیٰ کے ہاں حضرت علی کا مرتبہ

- ☆ رسول اللہ کے ہاں حضرت علی کا مرتبہ ----- 346
- ☆ رسول اللہ کی بارگاہ کے مقرب ترین کا تذکرہ ----- 357
- ☆ ذکر مواخات ----- 359
- ☆ حدیث کہ جناب علی کو اللہ کبھی شرمندہ نہیں کرے گا ----- 361
- ☆ نبی کریم کا حضرت علی کو مغفور فرمانا ----- 364
- ☆ حدیث کہ اللہ نے علی کے دل کو ایمان کے لیے آزمایا ہے ----- 368
- ☆ رسول اللہ کا حضرت علی سے فرمانا کہ اللہ تعالیٰ تیرے دل کو ہدایت دے گا اور تیری زبان کو ثابت رکھے گا ----- 369
- ☆ سیدنا علی سے پیزاری اور اس کے نتائج ----- 373
- ☆ حضرت علی پر اللہ، رسول اور فرشتوں کا فخر کرنا ----- 377
- ☆ حضرت علی کا رسول اللہ کے کندھوں پر سوار ہو کر بتوں کو توڑنا ----- 379
- ☆ شب ہجرت حضرت علی کا رسول اللہ کے بستر پر سونا ----- 380
- ☆ مباہلہ میں سیدنا علی المرتضیٰ کا مقام ----- 383
- ☆ حضرت علی اور حدیث رد شمس ----- 386
- ☆ جناب علی کے علاوہ تمام دروازے بند کرنا ----- 387
- ☆ رسول اللہ کا ارشاد کہ میں نے علی کو داخل نہیں کیا اور نہ تم کو نکالا ہے بلکہ اللہ نے اسے داخل کیا اور تمہیں نکالا ----- 390
- ☆ حضرت علی سفینہ نوح کی طرح اور سفینہ النجات ہیں ----- 393
- ☆ حضرت علی دین، ہدایت، ایمان اور امن کا دروازہ ہیں ----- 395
- ☆ علی بہترین انسان ہیں ----- 398
- ☆ علی سے کیا چاہتے ہو علی مجھ سے ہے ----- 400
- ☆ علی میری روح، میرے بھائی اور میرے دوست ہیں ----- 403
- ☆ حضرت علی اور مرغ بریاں کی حدیث ----- 412
- ☆ حضرت علی کے قائدانہ اوصاف ----- 414
- ☆ حضرت علی کے حق میں رسول اللہ کی دعا ----- 416
- ☆ حضرت علی اس امت کے سب سے زیادہ سچے اور حق و باطل کو الگ کرنے والے ہیں ----- 417
- ☆ علی حق کے ساتھ ہیں اور حق علی کے ساتھ ----- 419

- 423 ☆ قرآن علی کے ساتھ ہے اور علی قرآن کے ساتھ
- 424 ☆ حضرت علی کے لیے آسمان سے پانی نازل ہونا
- 425 ☆ حضرت علی ہی سیدہ فاطمہ کے کفو تھے
- 429 ☆ سیدہ فاطمہ کے حوالے سے حضرت علی کی اولین و آخرین میں خصوصیت
- 459 ☆ حضرت حسن و حسین کے والد ہونے کے حوالے سے خصوصیت علی المرتضیٰ
- 462 ☆ رسول اللہ کا حضرت علی سے فرمانا کہ تو مجھے فاطمہ سے زیادہ محبوب ہو اور فاطمہ مجھے تم سے زیادہ محبوب ہے
- 463 ☆ رسول اللہ کا ارشاد کہ اے علی جو کچھ میں نے اپنے لیے مانگا تیرے لیے بھی مانگا
- 464 ☆ سردی اور گرمی کی اذیت کو حضرت علی سے پھیر دینے میں آپ کی خصوصیت
- 466 ☆ حضرت علی اور جنت
- 469 ☆ حضرت علی امت مسلمہ کے باپ کے مقام پر
- 471 ☆ حضرت علی کی چند خصوصیات
- 473 ☆ رسول اللہ کی تجہیز و تکفین اور سیدنا علی المرتضیٰ
- 474 ☆ حضرت علی اور حدیث منزلت
- 476 ☆ اطاعت علی
- 480 ☆ رسول اللہ کا یہ فرمانا کہ میں علی سے ہوں اور وہ مجھ سے
- 483 ☆ رسول اللہ کا یہ فرمانا کہ علی میری جان کی مانند ہے
- 484 ☆ رسول اللہ کا فرمان: اے علی آپ میری صفی اور امین ہیں
- 484 ☆ حدیث کہ میری ذمہ داری ادا نہیں کرے گا مگر میں خود یا علی
- 485 ☆ سورۃ توبہ کے ساتھ حضرت علی کو بھیجنے میں رسول اللہ کی توجیہ
- 488 ☆ سب سے بڑے بد بخت کا ذکر
- 490 ☆ حضرت علی کی مدد کرنے کی ترغیب
- 491 ☆ محبت علی کا بیان
- 503 ☆ حضرت علی سے محبت کی فضیلت اور ان سے دشمنی کی مذمت
- 507 ☆ عدالت علی
- 507 ☆ حضرت علی اور بیت المال
- 510 ☆ ایثار علی
- 515 ☆ حضرت علی کا بیوہ عورتوں، یتیموں کی کفالت کرنا، غلام کو آزاد کرانا اور مستضعفین

- ☆ 521 ----- رسول اللہ کا فرمان کہ ایک بہترین گروہ خارجیوں کو قتل کرے گا
- ☆ 545 ----- ارشاد نبوی کہ جس طرح میں نے قرآن کی نزیل پر جنگ کی ہے علی اس کی تاویل پر (خوارج سے) جنگ کرے گا
- ☆ 546 ----- حضرت علی کی مظلومیت، وصیت اور شہادت کا بیان

.....☆☆☆.....

قصائد علیؑ

قصيدة اسد الله الغالب على ابن ابي طالب في مدحه ذاته:

محمد النبي اخي وصهري
 وحمزه سيد الشهداء عمي
 وجعفر الذي يمسي ويهني
 يطير مع الملائكة بناامي
 وبنت محمد سكني وعرسي
 منوت لحمها بدمي واغمي
 وسبطا احمد ابناي منها
 فايكمونه سهم كسهمي
 سبقتكم والى الاسلام طرا
 غلاما ما بلغت اعوان حلمي
 واصلت الصلوة وكنت فردا
 فمن ذا يدعي يوم كيوم

قصيدة على ابن ابي طالب في صفة الجنة:

اعمل لدار البقاء رضوان خازنها
 الجار احمد والرحمن باليها
 ارض لها ذهب والسمك طينتها
 والزعفران حشيش نابت فيها
 الهالبن محض ومن غسل
 والنخمر يجرى رحيقها في مجاريها
 والطير تجرى على الاغصان عاكفة
 تسبح الله جهرا في مغاليها

من يشتري الدار بالفردوس يعمرها
 بركعة في ظلام الليل يخفيها
 او سد جوعه مسكين بشبعته
 في يوم مسغبة عم الغلافيها
 النفس تطمع في الدنيا وقد علمت
 ان السلامة منها ترك ما فيها
 اموالنا لذوي الميراث نجمعها
 ودارنا لخراب البوم نبنيها
 لادار لمرء بعد الموت يسكنها
 الا التي كان قبل الموت يبنيها
 فمن بناها بغير طاب مسكنه
 من بناها بشر خاب بانيتها
 والناس كالحب والديار حتى نصبت
 للعالمين وكف الموت يلهيها
 فلا الاقامة تنجى النفس من تلف
 ولا الفرار من الاحداث ينجيها
 تلك المنازل في الافاق خاويه
 اضحت خرابا وذاق الموت بانيتها
 اين الملوك التي عن حظها غفلت
 حتى سقاها بكاس الموت ساقيا
 الفنى القرون الفنى كل ذى عمر
 كذلك الموت يفنى كل ما فيها
 ليهو نامل اما لانسربها
 شريعة الموت تطوينا وتطويها
 فاغرس اصول التقى ما دمت مقتدرا
 واعلم بانك بعد الموت لاقبها

تجنسی الثمار غدا فی دار مکرمه
 لا من فیها ولا التکدیر یاتیها
 الاذن والعین لم تسمع ولم تره
 ولم یجر فی قلوب الخلق ما فیها
 فیالهامن کرامات اذا حصلت
 ویاله من نفوس سوف تحویها

قصده علی ابن ابی طالب فی اهل الیمن:

ولما رأیت الخیل تفرع بالقنا
 فوارسها حممر النحر ودوام
 تیممت همدان الذین هم هم
 اذ اناب امر جنتی وحسامی
 فنادیت فیهم دعوة فاجابنی
 فوارس من همدان غیر لثام
 فوارس لیسو فی الحروب بعزل
 غداة الوغی من شاکر وشامی



شانِ صحابہ کرام

(جناب علی المرتضیٰ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور خاص قریبوں میں سے ہیں اس لیے اصحابِ انبی کی شان قرآن و احادیث کی روشنی میں بیان کی جاتی ہے۔)

الہی ہم میں پھر صدیق سا ایمان پیدا کر
اور عمر فاروق سا کوئی جری انسان پیدا کر
رگ تحریف کٹ جائے دم عثمان پیدا کر
علی المرتضیٰ شیر خدا کی آن پیدا کر

اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے:
”وَكَلَّا وَعَدَّ اللَّهُ الْحُسْنَى“

(القرآن المجید، پارہ 27، سورۃ نمبر 57 (الحدید)، آیت نمبر 10)

”ان سب (صحابہ کرام) سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا۔“

میرے نزدیک مسلمانوں کی پستی کی وجہ محض اپنے مذہب، بانی مذہب اور جملہ اکابرین اسلام کی تاریخ کو فراموش کر دینا ہے، کیونکہ جو قوم اپنی تاریخ اور اس کے بنانے والی مایہ ناز ہستیوں کو فراموش کر دیتی ہے اس کے جذبات اور انگلیں، جوصلے اور ولولے پست ہو جاتے ہیں جوئی الحقیقت ملل اقوام کی زندگی و تحرک اور نشوونما کا باعث ہیں۔
شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیا خوب فرمایا:

نام نیک رفتگان ضائع مکن تا بماند نام نیکت برقدار

”نیک لوگوں کے نام اور کارناموں کو ضائع نہ کر کیونکہ نیک لوگوں کے نام کی وجہ سے تو تمہارا نام باقی ہے۔“

ملتِ اسلامیہ کی عظیم ہستیاں جنہوں نے ہم تک دین اسلام پہنچایا، وہ صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ یہی عظیم لوگ قرآن کے اولین مخاطب اور وہ واجب الاحترام ہستیاں ہیں جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم سے بلا واسطہ شرف تربیت حاصل ہوا۔ اشاعتِ اسلام کے داعی و مبلغ ہونے کی اولیت و افضلیت اسی گروہ کے حصہ میں آئی۔ نیز اللہ تعالیٰ، دین اسلام اور رسول اکرم پر سچی، سچی فدائیت، راہِ حق میں مخلصانہ سرفروشی اور امتحانِ الہی میں کامیابی کے تاج انہیں کے سر کی زیب و زینت بنے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی جماعت وہ جماعت ہے جس نے اللہ کے کلام اور اس کے پیغمبر کی تصدیق فرمائی۔ قرآن و احادیث جیسی عظیم امانتوں کو اپنے مقدس سینوں میں محفوظ رکھا اور آنے والی نسلوں کی راہنمائی کے لیے ان کو من و عن منتقل فرمایا۔

یہ وہ مقدس ہستیاں ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ و صحبہ وسلم کی صحبت اور تربیت نصیب ہونے کے ساتھ ساتھ قرآن کے حکم کے مطابق ”صِبْغَةُ اللّٰهِ“ میں رنگ جانے کا اعزاز ملا۔ انہوں نے جمالِ رسول کو اس درجہ محفوظ کر لیا تھا کہ یہ ہر قسم کی آلائش سے پاک ہو گئے تھے۔

انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ و صحبہ وسلم سے ایسی محبت کی جیسا کہ اس کا تقاضا تھا اور اس محبت کا ہونا کتاب و سنت پر عمل پیرا ہونے کے لیے حد درجہ ضروری ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دماغ ارشاداتِ نبوی سے بھی منور و معطر تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا مقدس گروہ صحبتِ نبوی اور آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ و صحبہ وسلم کی درس گاہِ علم و حکمت کا فیض یافتہ، پروردہ اور اس میں کامیاب ہونے والا تھا۔

یہ اس درس گاہ میں پڑھے تھے جہاں قرآن کی تعلیم کے ساتھ ساتھ اخلاقی اور روحانی تربیت بھی سکھائی جاتی تھی اور وہاں کے مسند نشین رسولوں کے سالار، احمد مختار، محبوب پروردگار، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ و صحبہ وسلم تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جو اللہ کی رضا کی خاطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ و صحبہ وسلم کی اطاعت کے لیے ہر وقت کٹنے مرنے کے لیے تیار رہتے تھے۔ یہ میدانِ جہاد میں شمشیر بکف ہوتے اور ان کے پاؤں اللہ کے دین کی سر بلندی کی خاطر اشاعتِ اسلام میں گرد آلود ہوتے۔

یہ گروہ صحابہ ہمہ وقت رسول اللہ سے کلامِ الہی سننے اور آپ کے ارشادات پر گوشِ برآواز رہتا اور ان کے دل معلم کتاب و اخلاق کے فرمودات کو اپنے دماغ کی لوح پر محفوظ کرنے کے لیے تیار رہتے۔ یہ وہ لوگ تھے کہ جن کی زندگی اور موت صرف اسلام کے لیے تھی۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین شمع رسالت کے پروانے اور آسمانِ نبوت کے درخشندہ و تابندہ ستارے ہیں۔ جنہوں نے جہالت اور ضلالت کے اندھیروں کو مٹا کر دنیا میں علم و تہذیب کی روشنی پھیلائی اور توحید کا پرچم بلند کیا۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے بعد یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ، معزز، محترم اور محبوب ترین بندے ہیں۔ یہ وہ عظیم ہستیاں ہیں جن کا مقام و مرتبہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ و صحبہ وسلم کے نزدیک بہت بلند و بالا ہے۔

جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید کی آیات اور رسول اللہ نے احادیث و مقصدہ میں صاف صاف بیان فرما دیا کہ ”کسی کو بھی صحابہ کے خلاف زبانِ درازی کی اجازت نہیں“ اور گستاخ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لیے سخت سے سخت اور کڑی سے کڑی سزا کا حکم ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ و صحبہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جو کوئی آدمی صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کی شان میں گستاخی کرے تو اسے کوڑے لگاؤ۔“
ایک جگہ ارشاد فرمایا:

”جو آدمی میرے صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو برا کہے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت بھیجے۔“
ایک اور جگہ فرمایا:

”جس نے میرے صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔“
ایک بار فرمایا:

”میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو گالی مت دو! کیونکہ تم عمل اور ثواب کے اعتبار سے ان کے مقام کو پہنچ ہی نہیں سکتے۔“
ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

”میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کی محبت ایمان کی نشانی ہے اور ان کا بغض کفر کی نشانی ہے۔“
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی شان قرآن بھی بیان کرتا ہے اور احادیث نبویہ بھی۔

قرآن مجید کی روشنی میں:

1: جماعت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین وہ جماعت ہے جس کے متعلق قرآن بھی گواہی دیتا ہے کہ وہ سچے تھے، صادق تھے، ایمان والے تھے۔ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ اور ”أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ“ تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے متعلق اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

”أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى“

(القرآن المجید، پارہ 26، سورۃ نمبر 49 (الحجرات)، آیت نمبر 3)

”یہ وہ لوگ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا۔“

2: انہی کے متعلق قرآن بیان کرتا ہے:

”وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ“

(القرآن المجید، پارہ 11، سورۃ نمبر 9 (التوبة)، آیت نمبر 100)

”اور سب میں اگلے، پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے لیے تیار رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں، ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں، یہی بڑی کامیابی ہے“

3: انہی کے ساتھ مالک الملک نے حکومتِ ارضِ مقدس کا وعدہ فرمایا اور پھر ابد الابد کے لیے اور اقی تاریخ کو ان کی

صداقت پر شاہد موقت بنا دیا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشادِ باری ہے:

”وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا“

(القرآن المجید، پارہ 18، سورۃ نمبر 24 (النور)، آیت نمبر 55)

”اللہ نے وعدہ دیا ان کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کیے کہ ضروران کے لیے جمادے گا ان کا وہ دین جو ان کے لیے پسند فرمایا ہے اور ضروران کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا۔ میری عبادت کریں، میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں۔“

4: انہی کی منقبت کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے:

”وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ“

(القرآن المجید، پارہ 2، سورۃ نمبر 2 (البقرۃ) آیت نمبر 143)

”اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا (بنایا) سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو۔“

5: انہی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم کا مشیر ٹھہرا کر ان کی فضیلت و عظمت میں مزید اضافہ فرمایا اور درج

ذیل آیت کریمہ کو نازل فرمایا:

”فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ“

(القرآن المجید، پارہ 4، سورۃ نمبر 3 (آل عمران)، آیت نمبر 159)

”تو (اے غیب کی خبریں دینے والے نبی) تم انہیں معاف فرماؤ اور ان کی شفاعت کرو اور کاموں میں ان سے مشورہ لو۔“

6: انہیں کی بزرگی و شرف میں چار چاند لگا کر نورِ افروز عالم بنا دیا گیا۔ اس پر یہ آیت شاہد ہے:

”كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ“

(القرآن المجید، پارہ 4، سورۃ نمبر 3 (آل عمران)، آیت نمبر 110)

”تم بہتر ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔“

7: انہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اخلاقِ حسنہ کے متعلق کلامِ ذیل نازل فرما کر ان کے جلالِ سطوت اور کمال

فضیلت کو اس طرح روشن اور ظاہر فرمایا:

”مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ“

رُكِعَاسُجَّدًا يَتَعَوْنَ فَضُلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِّنْ اَثْرِ السُّجُودِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهُ فَازْرَعَهُ فَاسْتَعْلَظَ فَاسْتَوَى عَلٰى سُوْقِهِ يُعْجَبُ الزَّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

(القرآن المجید، پارہ 26، سورۃ نمبر 48 (الفتح)، آیت نمبر 29)

”محمد (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔ تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے، سجدے میں گرتے، اللہ کا فضل و رضا چاہتے، ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے۔ یہ ان کی صفت تورات میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں۔ جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے طاقت دی پھر دبیز ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی، کسانوں کو بھلی لگتی ہے تاکہ ان سے کافروں کے دل جلیں۔ اللہ نے وعدہ کیا ان سے جو ان میں ایمان اور اچھے کام والے ہیں بخشش اور بڑے ثواب کا“

8: اسی جماعت کے متعلق اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا یہ ارشادِ گرامی ہے:

”وَكَانُوا عَدَالَةً الْحُسْنٰی“

(القرآن المجید، پارہ 27، سورۃ نمبر 57 (الحدید)، آیت نمبر 10)

”ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا۔“

9: انہی کی عظمت و شان اور رفعت مکان کے صدقے میں مومن مردوں اور عورتوں کو بشارتِ عظیمہ کا مستحق ٹھہرایا گیا۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

”يَوْمَ تَرٰى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُورُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰكُمُ الْيَوْمَ جَنٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝“

(القرآن المجید، پارہ 27، سورۃ نمبر 57 (الحدید)، آیت 12)

”جس دن تم ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا نور ہے ان کے آگے اور ان کے داہنے دوڑتا ہے۔ ان سے فرمایا جا رہا ہے کہ آج تمہاری سب سے زیادہ خوشی کی بات وہ جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں، تم ان میں ہمیشہ رہو یہی بڑی کامیابی ہے“

10: انہی کے متعلق ایک اور جگہ فرمایا:

”وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ وَالشّٰهَدٰٓءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ“

(القرآن المجید، پارہ 27، سورۃ نمبر 57 (الحدید)، آیت نمبر 19)

”وہ لوگ جو اللہ اور اسکے رسولوں پر ایمان لائے یہی وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں، ان کے لیے اجر اور نور ہوگا۔“

11: یہی وہ جماعت ہے جن کے متعلق قرآن میں فرمایا گیا ہے:

”لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا“

(القرآن المجید، پارہ 26، سورۃ نمبر 48 (الفتح)، آیت نمبر 18)

”بیشک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے تو اللہ نے جانا جو ان کے دلوں میں ہے تو ان پر اطمینان اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا۔“

12: انہی کے متعلق فرمایا گیا:

”لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَتْلِ أَوْلِيكَ أَعْظَمَ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَتَلُوا وَكَلَّا وَعَدَّ اللَّهُ الْحُسْنَى“

(القرآن المجید، پارہ 27، سورۃ نمبر 57 (الحديد)، آیت نمبر 10)

”تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے خرچ اور جہاد کیا۔ وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا۔“

13: انہی کے متعلق ارشاد فرمایا گیا:

”وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقِ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ“

(القرآن المجید، پارہ 28، سورۃ نمبر 59 (الحشر)، آیت نمبر 9)

”اور جنہوں نے پہلے سے اس شہر اور ایمان میں گھر بنا لیا دوست رکھتے ہیں انہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے گئے اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اس چیز کی جو دیئے گئے اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں، اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی کامیاب ہیں“

14: انہی کے متعلق قرآن فرماتا ہے:

”ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا“

(القرآن المجید، پارہ 22، سورۃ نمبر 35 (الفاطر)، آیت نمبر 32)

”پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا اپنے چنے ہوئے بندوں کو۔“

15: انہی کی شان کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا:

”لَكِنَّ الرَّسُولَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَأَوْلِيكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ وَأَوْلِيكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ“

(القرآن المجید، پارہ 10، سورۃ نمبر 9 (التوبہ) آیت نمبر 88)

”لیکن رسول اور جو ان کے ساتھ ایمان لائے انہوں نے اپنے مالوں، جانوں سے جہاد کیا اور انہی کے لیے بھلائیاں ہیں اور یہی مراد کو پہنچے“

16: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قول:

((قل الحمد لله والصلوة والسلام على عباده الذين اصطفى))

”فرمادیتے سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور سلام ہو اللہ کے برگزیدہ بندوں پر، کی تفسیر نبی علیہ السلام کے صحابہ ہیں، جنہیں اللہ نے اپنے نبی کی سنگت کے لیے چن لیا۔“

ان احادیث کو خیشمہ بن سلیمان صحابی رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

17: ابوصالح فرماتے ہیں کہ قول باری تعالیٰ:

((الذين ان مكناهم في الارض اقاموا الصلوة))

”وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں حکومت دے دیں تو وہ نماز قائم کریں گے۔“ سے مراد نبی علیہ السلام اور آپ کے صحابہ ہیں۔“

18: حضرت مسروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی علیہ السلام سے صحابہ نے عرض کیا:

”یا رسول اللہ! آپ ہمیں دنیا میں تنہا چھوڑ کر نہ جائیں کیونکہ اگر آپ ہم سے جدا ہو گئے تو پھر آپ کا دیدار کیسے نصیب ہوگا۔“

تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمادی:

((من يطع الله والرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين و الصديقين والشهداء و الصالحين و حسن اولئك رفيقاً))

”جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہ ان لوگوں کے ساتھی ہو گئے، جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء صدیقین، شہداء اور صالحین اور ایسے لوگوں کی سنگت بہت ہی خوب ہے۔“

19: ارشاد الہی ہے:

((والسابقون الاولون من المهاجرين و الانصار و الذين اتبعواهم باحسان رضی الله عنهم و رضوا عنه و أعد لهم جنت تجری من تحتها الانهر خلدین فیها ابدًا ذلك الفوز العظيم))

(القرآن الکریم)

”سب سے پہلے اور اول مہاجروں اور انصار میں سے اور جنہوں نے نیکی میں ان کی اتباع کی اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے اور اللہ نے ان کے لیے جنتیں تیار فرما رکھی ہیں جن کے نیچے نہریں رواں دواں ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔“

احادیث کی روشنی میں:

1: اس جماعت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

”أَصْحَابِي كَالنَّجْمِ بَأْيِهِمْ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ“

”میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) ستاروں کی طرح ہیں کہ تم ان میں سے جس کی بھی اقتداء کروں گے ہدایت پا جاؤ گے۔“

2: انہی کی منقبت کو سرکارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم کے ارشادِ عالی نے اس طرح آشکار فرمایا ہے:

”خَيْرُ أُمَّتِي الْقَرْنُ الَّذِي بُعِثْتُ فِيهِمْ“

”میری امت کے عظیم لوگ وہ ہیں جن میں مجھے بھیجا گیا ہے۔“

3: ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

”خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي“

”سب سے بہتر لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں۔“

4: ایک اور حدیث میں صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کی شانِ رفعت مکان کو اتنا بلند فرما دیا کہ ان کے ادب، تعظیم

اور احترام کو علامتِ ایمانی اور ذوقِ ایقانی قرار دیا، فرمایا:

”مَنْ سَرَّتَهُ حَسَنَتُهُ وَسَاءَتْهُ سَيِّئَتُهُ فَذَلِكَ الْمُؤْمِنُ“

”تم میں سے وہی مومن ہیں جن کو صحابہ کے کام اچھے لگیں اور ان کو برا کہنا برا معلوم ہو۔“

5: صحیح مسلم شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”لَا تَسْبُوا أَصْحَابِي فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ أَحَدًا نَفَقَ مِثْلَ أَحَدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مَدَّ أَحَدِهِمْ وَنَصِيفَهُ“

”میرے صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو برا مت کہو۔ مجھے اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا تو وہ ان میں سے کسی ایک کے مد (ناپنے کا ایک پیمانہ) بلکہ نصف مد کے ثواب کے برابر بھی حاصل نہیں کر سکے گا۔“

6: ایک اور جگہ صحابہ کو دیکھنے والے کو جہنم سے آزادی کی نوید سنائی گئی۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَانِي أَوْ رَاي رَانِي“

”اس شخص کو (دوزخ کی) آگ نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا ہو یا پھر اس شخص (صحابی) کو دیکھا ہو جس نے مجھے دیکھا۔“

7: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو امت میں وہ مقام حاصل ہے کہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہمارا قاعد منتخب فرمایا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”مَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِي يَمُوتُ بَارِضٍ إِلَّا بُعِثَ قَائِدًا أَوْ نُورًا لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“

”میرا کوئی صحابی کسی علاقے میں انتقال کر جائے تو وہ روزِ قیامت اس علاقہ والوں کے لیے باعثِ نور اور راہنما ہوگا۔“

8: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”صحابہ کو گالی نہ دو کیونکہ تمہارے ساری عمر کے نیک اعمال انکی ایک لمحہ بھر کی نیکی کے برابر بھی نہیں ہو سکتے۔“

9: حضرت عبداللہ بن مفضل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اللَّهُ اللَّهُ فِي أَصْحَابِي اللَّهُ اللَّهُ فِي أَصْحَابِي لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِي فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِابْغَضِي أَبْغَضَهُمْ وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللَّهَ فَيُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ“

”اللہ سے ڈرو! اللہ سے ڈرو! اللہ سے ڈرو! میرے صحابہ کے معاملے میں اللہ سے ڈرو!۔ میرے بعد ان کو نشانہ نہ بنانا۔ جان لو کہ جو شخص ان کو دوست رکھتا ہے تو وہ میری محبت کی وجہ سے ان کو دوست رکھتا ہے اور جو شخص ان سے دشمنی رکھتا ہے تو وہ مجھ سے بغض رکھنے کے سبب ان سے دشمنی کرتا ہے اور جس شخص نے ان کو اذیت پہنچائی تو بیشک اس نے مجھے اذیت پہنچائی اور جس شخص نے مجھے اذیت پہنچائی تو اس نے اللہ کو اذیت پہنچائی اور جس شخص نے اللہ کو اذیت پہنچائی تو وہ دن دوڑ نہیں جب اللہ اس کو اپنے عذاب میں گرفتار فرمائے گا۔“

10: ایک اور جگہ صحابہ کے دشمنوں کے بارے میں ارشاد فرمایا:

”إِنَّ أَشْرَأُ قَوْمٍ أَجْرُوهُمْ عَلَى أَصْحَابِي“

”بیشک میری امت کے بدترین لوگ وہ ہیں جو میرے صحابہ کے گستاخ ہیں۔“

11: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”إِذَا رَأَيْتُمُ الدِّينَ يَسْتَبْرِئُهُ أَصْحَابِي فَقُولُوا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى شَرِّكُمْ“
 ”جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو برا کہتے ہوں تو تم کہو اللہ کی لعنت
 ہو تمہاری اس بری حرکت پر۔“

12: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
 ”میرے صحابہ کو گالی نہ دو کیونکہ تم میں سے اگر کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو
 ایک صحابی کے چار سیر بلکہ دو سیر گندم خرچ کرنے کے برابر نہیں ہو سکتا۔“
 اسے بخاری و مسلم نے اور ابو بکر برقانی نے بخاری مسلم کی شرائط پر روایت کیا ہے۔

13: ابو بکر برقانی کی روایت میں یہ بھی ہے:
 ”میرے صحابہ کو گالی نہ دو انہیں چھوڑ دو اس لیے کہ تم میں سے کسی کا ہر روز احد پہاڑ کے برابر سونا راہ الہی
 میں خرچ کرنا ایک صحابی کے صرف ایک دن 4 سیر گندم خرچ کرنے کے برابر نہیں ہو سکتا۔“
 14: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

”حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو گالی نہ دو کیونکہ تمہارے ساری عمر کے نیک اعمال ان کی
 ایک لحظہ نیکی کے برابر نہیں ہو سکتے۔“
 اسے علی بن حرب طائی اور خیشمہ بن سلیمان نے روایت کیا ہے۔

15: حضرت عبدالرحمن بن سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم (تینوں دادا، باپ اور بیٹا ایک دوسرے سے متوارثاً) روایت
 کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء میں سے مجھے چنا اور میرے لیے ساتھی چنے، پھر انہیں میں سے میرے سر اور
 مددگار بنائے تو جو انہیں برا کہے اس پر اللہ، تمام فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ روز محشر اللہ تعالیٰ
 اس کا کوئی عمل قبول نہیں کرے گا۔“

16: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:
 ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا کوئی صحابی کسی علاقے میں انتقال کر جائے تو وہ روز قیامت اس علاقہ
 والوں کے لیے باعث نور اور راہنما ہوگا۔“

17: حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:
 ”نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کے درمیان میرے صحابہ کی مثال ایسے ہے جیسے کھانے میں
 نمک ہوتا ہے۔“

چنانچہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

”ہائے افسوس قوم کا نمک جاتا رہا (صحابہ دنیا سے اٹھ گئے)۔“

18: حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے ان معاملات کے بارے میں اللہ سے سوال کیا جن میں میرے صحابہ میرے بعد اختلاف کریں گے۔ اللہ نے مجھے بذریعہ وحی فرمایا: (اے محمد!) آپ کے صحابہ میرے نزدیک ستاروں کی مانند ہیں۔ بعض کا نور دوسروں سے زیادہ ہے تو جس شخص نے صحابہ کے مابین کسی اختلافی مسئلہ کی ایک شق کو اختیار کر لیا اس کا یہ عمل میرے ذمہ پر ہوگا۔ (اس پر مواخذہ نہ ہوگا)“

اسے نظام الملک نے اپنی امالی میں بیان کیا ہے۔ اس میں یہ بات بھی معلوم ہو رہی ہے کہ ہر مجتہد کو اپنے عمل کی ثواب ضرور ملتا ہے۔

19: تمام صحابہ کرام کا ستاروں کی مانند ہونا کتب شیعہ میں صراحت کے ساتھ مذکور ہے۔ مشہور شیعہ محقق ملا باقر مجلسی امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے یہ حدیث نقل کرتے ہیں:

((فانما مثل اصحابی فیکم کمثل النجوم یا یہا احد احدثی و بای اقویل اصحابی اقتدیتم احدثیتم))

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کی تم میں مثال ستاروں جیسی ہے۔ جس کے پیچھے چل پڑے ہدایت مل گئی۔ میرے صحابہ میں سے جس کی بھی تم اقتداء کر لو گے ہدایت پا جاؤ گے۔“

(بحار الانوار، جلد 26 صفحہ 307 طبع جدید۔ نقل عن معانی الاخبار 5 طبع جدید)

20: حضرت واثلہ بن اسقع سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا:

”اے لوگو! تم بھلائی میں رہو گے جب تک کوئی ایک بھی مجھے دیکھنے اور میری سنگت کرنے والا (صحابی) تمہارے اندر موجود ہے۔ اللہ کی قسم! تم بھلائی میں رہو گے جب تک میری سنگت اور دید کرنے والے کو کوئی دیکھنے والا (تابعی) تمہارے اندر موجود ہے۔ اور اللہ کی قسم! تم بھلائی میں رہو گے جب تک کوئی ایسا شخص تم میں موجود ہے جس نے میرا دید اور میری سنگت کرنے والوں کو دیکھنے والوں کو دیکھا ہے۔ (تابعی)۔“

21: صحابہ، تابعین اور تبع تابعین تینوں طبقات کا دوسری امت سے برتر ہونے کے بارے میں شیعہ حضرات کے ہاں بھی احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں۔ دیکھیے:

((عن امیر المؤمنین علیہ السلام۔ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول طوبی لمن رآنی اور آئی من رآنی اور آئی من رآی من رآنی))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مبارک ہے اسے جس نے مجھے دیکھا یا مجھے دیکھنے والے کو دیکھا یا میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا۔“

(امالی شیخ صفحہ 281 تا 282 (2) بحار الانوار، جلد 22 صفحہ 311)

اسے حافظ سلفی نے سدا سیاست میں بیان کیا ہے۔

22: حضرت ابی برزہ اسلمی کہتے ہیں کہ میں زیاد (اموی گورنر کوفہ) کے پاس گیا۔ وہاں میں نے کہا: ”سب سے برے نگہبان بادشاہ ہوتے ہیں۔“

زیاد بولا:

”خاموش! تم صحابہ کے چھلکوں کی مثل ہو۔“

میں نے کہا:

”مسلمانو! کیا نبی کے صحابہ کے چھلکے بھی تھے۔ ان کی تو مکمل ذات ہی مغز تھی۔ پھر میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں آئندہ تیرے پاس نہ آؤں گا۔“

اسے ابوالحسن علی بن جعفر نے روایت کیا ہے۔

23: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے جو آپ کی مرض اور نبی علیہ السلام کی عیادت کے متعلق ہے۔ اس میں نبی علیہ السلام کی یہ دعا موجود ہے:

”اے اللہ میرے صحابہ کی ہجرت قبول فرما اور انہیں اُلٹے قدم واپس نہ پلٹا دے۔“

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

24: حضرت عبدالرحمن بن سلم بن عبداللہ (دادا باپ اور بیٹا ایک دوسرے سے متوارثا) روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اللہ نے مجھے (انبیاء میں سے) چنا اور میرے لیے ساتھی چنے، انہیں سے میرے سر اور مددگار بنائے تو جو انہیں برا کہے اس پر اللہ تعالیٰ، تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ روز قیامت اس کا کوئی عمل قبول نہ ہوگا۔“

اسے ابن مہندی نے اپنی مشیخت میں بیان کیا ہے۔

ازالہ بدگمانی:

مسلمہ حقیقت ہے جس کو خاص و عام سب نے اپنی کتب میں لکھا ہے:

”اول من اسلم فهو ابو بکر“

”سب سے پہلے ایمان لانے والے ابو بکر صدیق ہیں۔“

(مفسر علامہ قمی شیعہ)

مردوں میں سب سے پہلے کلمہ پڑھنے والے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، عورتوں میں سب سے پہلے

ایمان لانے والی حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں اور بچوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔

شیعہ عالم علامہ طبری تفسیر مجمع البیان میں لکھتا ہے:

”حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا عورتوں میں سب سے پہلے ایمان لائیں اور ان کے بعد جس نے کلمہ پڑھا وہ ابو بکر ہیں۔“

حضرت علی اسد اللہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

”لوگو! ابو بکر صدیق کئی باتوں میں ہم سے سبقت لے گئے۔ وہ اسلام لانے میں سبقت لے گئے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اپنا مال خرچ کرنے میں ہم سے سبقت لے گئے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”اے لوگو! جب ساری کائنات میرا انکار کر رہی تھی اس وقت ابو بکر صدیق نے میری تصدیق کی۔ جب ساری دنیا میرے ساتھ عداوت کر رہی تھی، میرے ساتھ دشمنی کر رہی تھی تو اس وقت صدیق اکبر نے میری محبت کا اقرار کیا۔ جب ساری دنیا میرے خون کی پیاسی تھی تو اس وقت صدیق اکبر نے مجھ پر اپنا تن من سب کچھ نثار کر دیا۔“

امام حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ والوں کی امانتیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دے کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر آئے اور فرمایا:

”اے ابو بکر! میں ہجرت کرنا چاہتا ہوں ساتھ کس کو لے کر جاؤں۔“

ابھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ حضرت جبرائیل نے آ کر کہا:

((ان الله امرک ان تصحب ابا بکر))

”بیشک اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ اپنے سفر میں ابو بکر صدیق کو اپنا ساتھی بنا لیں۔!“

روضۃ الشفاء کا مصنف لکھتا ہے:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرہ مبارک سے اس انداز میں نکلتے ہیں کہ دائیں طرف صدیق اکبر، بائیں طرف حضرت امیر حمزہ، درمیان میں رسول اللہ، آپ کے آگے حضرت علی اور ان کے آگے حضرت عمر فاروق جا رہے ہیں اور آپ کے پیچھے چالیس صحابہ کرام کا لشکر ہے۔ جب یہ لوگ کعبہ کے قریب پہنچے تو کافر کہنے لگے: آج تمہارا کیا ارادہ ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کہنے لگے: آج ہم اللہ تعالیٰ کا نام خانہ کعبہ میں لیں گے۔ وہ کہنے لگے: ہمارے ہوتے ہوئے کوئی ایسا نہیں کر سکتا۔ جب مکہ والوں نے یہ کہا کہ ہمارے ہوتے اللہ تعالیٰ کا نام کوئی نہیں بلند کر سکتا تو اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ہے کوئی اپنی اولاد کو یتیم کرنے والا تو آئے اور عمر کے ساتھ مقابلہ کرے۔ لوگو! آج عمر اسلام کی آغوش میں آ گیا ہے۔ آج عمر اللہ کا نام بلند کر کے ہی رہے گا۔“

جب صفِ اسلام میں فاروقِ اعظم آ گئے
کافروں کے دلوں پر مایوسی کے بادل چھا گئے
حق کو پھیلانے کی خاطر اس کی سرگرمی نہ پوچھ
اس کی نگاہ اٹھی تو باطل کو پسینے آ گئے

روضۃ الشفاء کا مصنف مزید لکھتا ہے:

”کعبہ کے اندر سب سے پہلے جس نے علی الاعلان نماز باجماعت پڑھی وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
تھے۔“

بعض حضرات کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کے محبوب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے تو تین صحابہ کے علاوہ
باقی تمام صحابہ مرتد ہو گئے تھے۔ نعوذ باللہ من ذلک الکفر۔

یہ بات ”کتاب رجال کشی“ میں موجود ہے۔ ان کی کتاب احتجاج طبری جلد اول میں موجود ہے۔ اس میں
لکھا ہے:

((كان الناس بعد النبي ﷺ اهل ردة الاثلاثة))

”وصال نبی کے بعد تین صحابہ کے علاوہ باقی سب مرتد ہو گئے تھے۔“
وہ جو تین صحابہ بزعم ان کے اسلام پر قائم رہے تھے ان کے نام یہ ہیں:

1: حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ۔

2: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ۔

3: حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ۔

میں (مصنف کتاب) ان (دشمنان صحابہ) سے پوچھتا ہوں کہ جو صحابہ کرام مرتد ہونے سے بچ گئے تھے کیا ان
میں حضرت علی تھے۔؟

((وروی: ان الجنة تشتاق الی ابی بکر و عمر و عثمان و علی و سلیمان))

”مروئی ہے کہ ابو بکر، عمر، عثمان، علی اور سلیمان فارسی ایسے لوگ ہیں کہ جنت ان کی مشتاق ہے۔“

☆☆☆

غزوہ بدر اور صلح حدیبیہ میں شریک صحابہ کے فضائل

(جناب علی المرتضیٰ کیونکہ غزوہ بدر اور صلح حدیبیہ میں شامل تھی اس لیے ان صحابہ کی شان قرآن و احادیث کی روشنی میں بیان کی جاتی ہے جو ان مقامات پر موجود تھے۔)

1: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور میرے ساتھ حضرت زبیر، حضرت طلحہ اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہم کو بھیجا:

”فلاں باغ میں جاؤ! وہاں ایک عورت ہوگی جس کے پاس ایک خط ہے وہ خط اس سے لے آؤ۔“
چنانچہ ہم گھوڑے دوڑاتے وہاں پہنچے وہ عورت وہاں موجود پائی۔ ہم نے کہا:
”خط ہمارے حوالے کر دے!“
کہنے لگی:

”میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔“
ہم نے اسے دھمکی دی:

”خط نکال نہیں تو ہم تیری جامہ تلاشی لیں گے۔“

تب اس نے اپنے بالوں سے خط نکالا جس کا مضمون یہ تھا:

”حاطب ابن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین مکہ کی طرف یہ خط ہے۔ نبی علیہ السلام تم پر حملہ کرنے والے ہیں۔“

جب یہ خط نبی علیہ السلام کو پیش کیا گیا تو آپ نے حاطب سے مخاطب ہو کر فرمایا:
”یہ کیا ہے؟“

انہوں نے عرض کیا:

”ذرا ٹھہریے! میری بات سن لیجئے۔! میں مکہ سے ہجرت کر کے یہاں مدینہ چلا آیا جب کہ میں نسا قریش میں سے نہ تھا اور آپ کے دیگر مہاجرین سا تھی قریش میں سے ہیں جس کی وجہ سے ان کے اہل و عیال کی نگہداشت قریش نے اپنے ذمہ لی ہے اور میرے گھر والوں کا کوئی پرسان حال نہیں تو میں نے قریش پر ایک احسان کرنا چاہا کہ اس کی وجہ سے میرے گھر کو کچھ تحفظ مل جائے اور میں نے یہ کام دین سے برگشتہ ہو کر نہیں کیا۔ کیونکہ مجھے تو اسلام کے دامن رحمت میں پناہ مل چکی ہے۔“

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

”حاطب سچ کہتا ہے۔“

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

”یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں کہ اس منافق کا سرا تار دوں۔“

نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

”حاطب بدر میں شریک تھا اور تم کیا جانو اللہ نے بدریوں پر نظر کرم فرمائی اور فرمایا: تم جو چاہو کرو میں نے

تمہیں بخش دیا ہے۔“

2: سہل بن مالک اپنے والد سے اور وہ سہل کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے بدر اور حدیبیہ والوں کی بخشش فرمادی ہے۔“

اسے خلعی اور حافظ دمشق نے اپنے اپنے معجم میں بیان کیا ہے۔

3: حضرت ام مبشر رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جبکہ آپ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے

گھر میں تشریف فرما تھے:

”جس شخص نے بھی درخت کے نیچے (حدیبیہ) میری بیعت کی ہے انشاء اللہ وہ جہنم میں نہ جائے گا۔“

میں نے عرض کیا:

”ہاں! یا رسول اللہ!“

سیدہ حفصہ نے کہا:

”اللہ تو فرماتا ہے:

((وان منکم الا واردھا))

”تم سے ہر کوئی جہنم پر وارد ہوگا۔“

نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

”ساتھ ہی اللہ نے یہ بھی فرمایا ہے:

((ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظالمین فیہا جثیا))

”پھر ہم تقویٰ والوں کو بچالیں گے اور ظالموں کو وہیں چھوڑ دیں گے۔“

اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

4: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے واقعہ

میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

”تمہیں کیا پتہ؟ اللہ نے بدر والی جماعت پر نظر رحمت فرمائی ہے اور فرمایا ہے: جو چاہو کرو تمہاری بخشش

ہوگئی ہے۔“

اسے بھی صرف مسلم نے ہی روایت کیا ہے۔

5: یہی روایت اہل تشیع کی معتبر کتاب ناسخ التواریخ حالات پیغمبر، جلد اول، صفحہ 275 میں یوں موجود ہے:

((فقد وجبت لكم الجنة))

”اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل بدر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ”بے شک اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی طرف نظر رحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تم جو چاہو عمل کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔“ اور ایک روایت میں ہے کہ تمہارے لیے جنت واجب ہوگئی ہے۔“

6: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حاطب کا غلام نبی کریم علیہ السلام کے پاس ان کی شکایت لایا اور کہا:

”اللہ کی قسم! حاطب ضرور جہنم میں جائے گا۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تم جھوٹ کہتے ہو! حاطب نے بدر اور حدیبیہ میں شرکت کی ہے۔“

یہی روایت بالفاظ الناسخ التواریخ حالات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جلد سوم صفحہ 12 پر موجود ہے۔

7: حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا:

”آپ کے صحابہ میں افضل کون شمار ہوتے ہیں؟“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”بدری صحابہ!“

جبرائیل نے عرض کیا:

”یونہی آسمانوں میں وہ فرشتے سب سے افضل ہیں جو بدر میں مسلمانوں کی امداد کو اترے تھے۔“

اسے ابن بشران نے روایت کیا ہے۔

بدر میں شریک ملائکہ کا تمام دیگر ملائکہ سے افضل ہونا ناسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد اول صفحہ 275 پر موجود ہے۔

8: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے:

”جس نے بھی درخت کے نیچے بیعت کی ہے وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔“

9: اسے ترمذی نے بیان کیا ہے اور اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔ اور اپنی سیرت میں اسے بیان کیا ہے۔ ”اور حدیبیہ میں“ کا لفظ بڑھایا ہے اور ساتھ ہی یہ لفظ لکھے ہیں:

”نبی علیہ السلام نے فرمایا: آگ میں داخل نہ ہوگا وہ شخص جس نے مجھے دیکھا اور ایمان لایا یا ایمان کے ساتھ میرے دیکھنے والے کو دیکھ لیا۔“

عشرہ مبشرہ صحابہ کے فضائل

(جناب علی المرتضیٰ کیونکہ عشرہ مبشرہ (ایسے دس صحابہ جن کو جنت کی خوشخبری کی گئی) میں سے ہیں اس لیے ان صحابہ کے فضائل قرآن و احادیث کی روشنی میں بیان کیے جاتے ہیں۔)

دس صحابہ کے لئے جنت کی بشارت:

1: حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ابوبکر جنت میں جائیں گے، عمر جنتی ہیں، عثمان جنتی ہیں، علی جنتی ہیں، طلحہ جنتی ہیں، زبیر جنتی ہیں، عبدالرحمن بن عوف جنتی ہیں، سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں، سعد بن زید جنتی ہیں اور ابو عبیدہ بن جراح جنتی ہیں۔“

2: حضرت سعید بن زید سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”دس آدمی جنتی ہیں: ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبدالرحمن بن عوف، ابو عبیدہ بن جراح، سعد بن ابی وقاص اور حضرت سعید بن زید۔“

نو افراد گن کر دسویں کا ذکر کیے بغیر آپ چپ ہو گئے۔ لوگوں نے کہا:

”آپ کو اللہ کی قسم! دسویں کا نام لیں۔“

فرمایا:

”تم نے مجھے اللہ کی قسم دے دی ہے اس لیے بتلاتا ہوں کہ وہ دسواں ابوالاعور (سعید بن زید) ہے۔“

3: اسے ترمذی نے روایت کرتے ہوئے کہا ہے:

”امام بخاری نے اس باب میں اسے سب سے صحیح حدیث قرار دیا ہے یعنی سابق الذکر حدیث عبدالرحمن بن عوف سے بھی یہ حدیث زیادہ قوی ہے۔“

حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”قریش میں سے دس افراد جنتی ہیں: ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبدالرحمن بن عوف، سعد بن مالک اور ابو عبیدہ بن جراح۔“

حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں:

”حضرت سعید نے فرمایا: دس جنتیوں میں ایک صحابی اور بھی ہے۔ اور غالباً وہ خود حدیث کے راوی

(حضرت سعید بن زید خود) ہیں۔“

اس حدیث اور اس جیسی دیگر احادیث کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ صرف دس صحابی جنتی ہیں اور باقی جنتی نہیں بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ دس وہ صحابی ہیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی کہا ہے۔ یہ وہ خوش نصیب جنتی ہیں جنہیں زبانِ نبوت سے مژدہ جنت مل گیا۔

اسے دارقطنی نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے اسے ایک اور سند سے بھی روایت کیا ہے اور طبرانی نے اپنے معجم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ حدیث بیان کی ہے جس میں حضرت سعید رضی اللہ عنہ کا صاف نام موجود ہے۔

4: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ عائشہ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا:

”اے عائشہ! تمہیں ایک بشارت نہ دوں؟“

انہوں نے عرض کیا:

”یا رسول اللہ! کیوں نہیں؟“

فرمایا:

”تمہارے والد ابو بکر جنتی ہیں، وہاں ان کے ساتھی ابراہیم علیہ السلام ہونگے۔ عمر جنتی ہیں، ان کے ساتھ حضرت نوح علیہ السلام ہوں گے۔ عثمان جنتی ہیں ان کا ساتھی میں خود ہوں گا۔ علی جنتی ہیں ان کے ساتھ حضرت یحییٰ علیہ السلام ہوں گے۔ طلحہ جنتی ہیں وہاں ان کے ساتھی حضرت داؤد علیہ السلام ہیں۔ زبیر جنتی ہیں ان کے ساتھی حضرت اسماعیل علیہ السلام ہوں گے۔ سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں، ان کے ساتھی سلیمان بن داؤد علیہ السلام ہوں گے۔ سعد بن زید جنتی ہیں ان کے ساتھی موسیٰ علیہ السلام ہوں گے اور ابو عبیدہ بن جراح جنتی ہیں ان کے ساتھی اور لیس علیہ السلام ہوں گے۔“

پھر فرمایا:

”اے عائشہ! میں سید المرسلین ہوں۔ تمہارا والد افضل الصدیقین ہے اور تم ام المؤمنین ہو۔“

عشرہ مبشرہ کا نسب:

علامہ محمد بن احمد بن خلف رحمہ اللہ نے عشرہ مبشرہ کا نسب درج ذیل عربی اشعار میں بیان کیا ہے:

صلوٰۃ ربی دائما والطیین البررہ۔

علی النبی المصطفیٰ وآلہ والعشرۃ

وآلہ ان فاطم ومن احیہ حیدرہ

وشیۃ الحمد لہم اصل اطاب الثمرۃ

وبعدہم عثمان من عبد مناف الخیرہ
ومن قصی لحق الزبیر مردی الکفرہ
سعد المفدی من کلاب وابن عوف آزرہ
صدیقنا وطلحہ من مرۃ ما الشہدہ
فاروقنا من کعبہم سعید بقفوا اثرہ
وعامر الامین من فہر کمال العشرۃ

1: اللہ تعالیٰ اور تمام پاک لوگوں کا درود و سلام ہونی علیہ السلام پر آپ کی آل اور اس صحابہ پر۔

2: آپ کی آل میں سیدہ فاطمہ اور آپ کے بھائی علی حیدر قرار ہیں۔ ان سب کیلئے تعریف ہے اور عبدالمطلب ایسا درخت ہے جس کے پھل بڑے عمدہ ہیں۔

3: ان کے بعد عثمان غنی ہیں جو عبد مناف میں سے بہترین انسان ہیں اور قصی سے حضرت زبیر جاملے ہیں جو کفار کو ہلاک کرنے کا شیوہ رکھتے ہیں۔

4: جاثار نبی حضرت سعد "کلاب" کی اولاد میں سے ہیں اور عبدالرحمن بن عوف بھی بنی کلاب ہی سے ہیں۔ صدیق اکبر اور طلحہ "مرہ" سے مشہور ہیں۔

5: فاروق اعظم کعب سے تعلق رکھتے ہیں۔ سعید بھی ان کے پیرو ہیں اور ابو عبیدہ بن جراح "فہر" کی اولاد میں ہیں تو عشرہ مبشرہ مکمل ہوئے۔

حضرت علی کا نسب نبی علیہ السلام کی دوسری پشت میں آپ سے مل جاتا ہے، جبکہ عثمان غنی چوتھی، عمر فاروق آٹھویں، ابو بکر صدیق ساتویں اور ابو عبیدہ بن جراح گیارہویں پشت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملتے ہیں۔ اسی طرح دیگر افراد عشرہ مبشرہ کا نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔

عالم ارواح اور عشرہ مبشرہ:

روایت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح کو میں عشرہ مبشرہ کی ارواح جمع فرمایا اور ان کے انوار سے ایک پرندہ بنایا جو جنتوں میں رہتا ہے۔

اسے دیگر مصنفین نے اپنی اپنی سیرت کی کتب میں بیان کیا ہے۔

گویا عشرہ مبشرہ کو دنیا میں پیدا کرنے سے پہلے ہی عالم ارواح میں اکٹھا کر دیا تھا اور جب دنیا میں آئے تو عالم ارواح کی طرح یہاں بھی اکٹھے ہو گئے۔ نسب میں بھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں بھی، رشتہ مواخات میں بھی اور پھر جنت میں بھی اکٹھے ہوں گے۔ تو خوش بخت ہے وہ انسان جس نے ان سے محبت کی اور کسی ایک میں فرق نہ کیا اور ان کے راستے پر چلا اور بد بخت ہے وہ انسان جو ان کے باہمی اختلافات میں الجھا رہا اور کسی ایک میں فرق کرنے کا

خطرہ مول لیا اور نفس کی پیروی کرتے ہوئے ایک کی گستاخی کا مرتکب ہوا۔ اللہ ہی کو حمد ہے جس نے ہمیں اس گناہ سے محفوظ رکھا۔ دعا یہ ہے کہ یہ کرم ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے۔

عشرہ مبشرہ میں سے کچھ کے لیے زبان رسالت سے خصوصی دعائیں:

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اے اللہ! تو نے میرے صحابہ کی وجہ سے امت کو برکت عطا فرمائی ہے۔ تو ان سے یہ برکت واپس نہ لے۔ انہیں ابو بکر کی محبت پر اکٹھا کر دے۔ اس کا کام نہ بکھیر! کیونکہ اس نے ہمیشہ اپنی رضا پر تیری رضا کو ترجیح دی ہے۔ اے اللہ! عمر بن خطاب کو عزت، عثمان کو صبر، علی کو توفیق، طلحہ کو بخشش، زبیر کو ثابت قدمی، سعد کو سلامتی اور عبدالرحمن کو وقار عطا فرما۔ اے اللہ! اول مہاجرین و انصار کو اور نیکی میں ان کی پیروی کرنے والے تمام مسلمانوں کو (جنت میں) میرا ساتھی بنا دے۔“

اسے حافظ ثقفی نے اور واحدی نے مسند روایت کیا ہے اور واحدی نے ان الفاظ کو ان سے برکت واپس نہ لے کے بعد یہ الفاظ زائد کیے ہیں:

”اے اللہ! تو نے میرے صحابہ کو ابو بکر کی وجہ سے برکت عطا فرمائی ہے تو ان سے یہ برکت واپس نہ لے اور ابو بکر کی محبت پر انہیں اکٹھا کر دے۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میں نے اپنے رب سے صحابہ کے لیے جنت کا سوال کیا تو اللہ نے انہیں یقیناً جنت سے نواز دیا۔“

اسے ابو الخیر حاکمی قزوینی نے روایت کیا ہے۔

ابن عبدالبر نے استیعاب میں روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میں نے اپنے رب جل شانہ سے سوال کیا کہ وہ شخص دوزخ میں نہ جائے جس نے مجھے سر بنایا یا جسے میں نے سر بنایا۔“

(لوامع التنزیل، جلد دوم صفحہ 476)

جنت میں عشرہ مبشرہ کے مقامات رفیعہ:

حضرت عبداللہ بن ابی ادنیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کے لیے تشریف لائے اور فرمایا:

”اے محمد کے ساتھیو! آج رات میں نے جنت میں تمہارے مکانات کا اپنے مکان سے قرب دیکھا ہے۔“

یہ کہہ کر آپ حضرت علی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

”اے علی! کیا تم یہ پسند کرو گے کہ جنت میں تمہارا مکان میرے مکان کے سامنے ہو جیسے دو بھائیوں کے

منازل باہم بالمقابل ہوتے ہیں؟“

انہوں نے عرض کیا:

”یا رسول اللہ! کیوں نہیں؟“

یہ کہتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ گریاں ہو گئے۔ پھر آپ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

”میں ایک ایسے شخص کا نام اور اس کے والدین کا نام بھی جانتا ہوں جب وہ جنت میں آئے گا تو وہاں کا ہر

مکان اور پانی کا ہر گھونٹ مرحبا مرحبا پکاراٹھے گا۔“

حضرت سلمان فارسی عرض کرنے لگے:

”یا رسول اللہ! ایسا شخص ناکام کب ہو سکتا ہے۔“

فرمایا:

”وہ ابو بکر ہے۔“

پھر آپ نے حضرت عمر کی طرف التفات فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”اے ابو حفص! میں نے جنت میں سفید جوہر سے بنا ایک محل دیکھا جس پر سفید موتیوں کا جڑاؤ کیا

ہوا تھا۔ میں نے فرشتہ رضوان سے پوچھا: یہ محل کس کے لیے ہے؟ کہنے لگا: ایک قریشی جوان کے لیے۔

میں نے سمجھا کہ شاید میرا ہے۔ وہ خود ہی بول اٹھا: یہ عمر بن الخطاب کا ہے۔ پھر میں نے اس کے اندر جانا

چاہا تو مجھے تیری غیرت یاد آگئی۔“

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ سن کر آب دیدہ ہو گئے اور عرض کرنے لگے:

”یا رسول اللہ! کیا مجھے آپ پر غیرت آئے گی؟“

پھر آپ نے عثمان غنی کی طرف رخ منور کیا اور فرمایا:

”ہر نبی کا ایک ساتھی ہوتا ہے اور میرے جنت کے ساتھی تم ہو۔“

پھر عبدالرحمن کی طرف نگاہ التفات اٹھی تو فرمایا:

”کیا وجہ ہے کہ میں نے تمہیں تمام صحابہ سے دیر کے ساتھ آتے دیکھا ہے۔؟ کیا سبب ہے؟“

انہوں نے عرض کیا:

”مجھ سے حساب ہوتا رہا کہ فلاں مال تمہیں کہاں سے ملا؟ کہاں خرچ کیا؟ بلکہ مجھے تو گمان گزرا کہ شاید

آپ کو نہ دیکھ پاؤں گا۔ میرے سوا دنٹ مصر سے مال تجارت سے لدے ہوئے آئے ہیں۔ جنہیں میں

مدینہ کے قیموں اور بیواؤں میں تقسیم کرنے کا اعلان کرتا ہوں شاید کہ اسی سبب سے اللہ میرا حساب آسان

کردے۔“

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت طلحہ اور زبیر کی طرف دیکھا تو فرمایا:
 ”ہر نبی کے حواری (مددگار) ہوتے ہیں اور میرے حواری تم دونوں ہو۔“
 اسے قاضی ابوبکر یوسف بن فارس نے روایت کیا ہے۔

وہ حدیث جو عشرہ مبشرہ میں سے بعض کی اہلیت خلافت پر دال ہے:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا:

”اگر نبی علیہ السلام اپنے بعد کسی کو خلیفہ بناتے تو کسے بناتے؟“

فرمایا:

”ابوبکر کو۔“

عرض کیا گیا:

”(اگر بالغرض زندہ نہ ہوتے تو) اس کے بعد کسے بناتے؟“

فرمایا:

”عمر کو۔“

سوال ہوا:

”پھر کسے بناتے؟“

فرمایا:

”ابوعبیدہ بن جراح کو۔“

اس کے آگے سیدہ نے کسی کا نام نہیں لیا۔

کچھ عشرہ مبشرہ اور کچھ دیگر صحابہ کے حق میں نازل شدہ آیات قرآنیہ:

1: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آیت کریمہ:

”جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر دوڑے چلے آئے۔“

ستر صحابہ کے حق میں نازل ہوئی جن میں ابوبکر صدیق اور حضرت زبیر بھی تھے۔ جنگ اُحد کے لیے جب آپ نے صحابہ کو بلایا تو وہ فوراً حاضر خدمت ہو گئے۔“

اسے واحدی اور ابوالفرج ابن جوزی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

2: جناب عطاء (تابعی) سے روایت ہے کہ آیت مبارکہ:

((واذا جاءك الذين يؤمنون بآياتنا))

”جب آپ کے پاس ہماری آیات کو ماننے والے آتے ہیں تو انہیں سلامتی کا پیغام دیجئے۔“

سے مراد ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضیٰ، امیر حمزہ، جعفر طیار، عثمان بن مظعون، ابوعبیدہ بن جراح،

مصعب بن عمیر، سالم، ابوسلمہ، ارقم بن ابی ارقم، عمار، یاسر اور حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہم ہیں۔“
اسے ابوالفرج نے اسباب النزول میں روایت کیا ہے۔

3: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ درج ذیل آیت کریمہ:

((ونزنا ما فی صدورہم من غل))

”ہم نے ان کے دلوں سے ہر قسم کا بغض و کینہ نکال پھینکا ہے۔“

کا نزول حضرت ابوبکر، عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضیٰ، طلحہ، زبیر، سعد بن ابی وقاص، عبدالرحمن بن عوف، سعید بن زید اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کے حق میں ہوا۔“

اسے حثیمہ بن سلیمان اور ابوصالح نے روایت کیا ہے۔

جناب ابو جعفر سے پوچھا گیا:

”اس آیت میں کینہ اور بغض سے کیا مراد ہے۔؟“

فرمایا:

”زمانہ جاہلیت میں بنو ہاشم، بنی تیم اور بنی عدی کے مابین رنجش تھی۔ جب یہ لوگ اسلام لائے تو دل و جان سے ایک دوسرے کو چاہنے والے ہو گئے۔“

4: امام حسن سے روایت ہے:

”یہ آیت اہل بدر کے حق میں نازل ہوئی ہے۔“

5: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق اسلام لائے تو ان کے پاس عبدالرحمن بن عوف، عثمان، طلحہ، زبیر، سعید بن زید اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم آئے اور پوچھا:

”آپ نے کونسا دین اختیار کیا ہے۔؟“

جب آپ نے انہیں اپنے دین سے آگاہ کیا تو وہ بھی اسلام سے لے آئے تو یہ آیت نازل ہوئی:

((فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ))

(سورۃ الزمر، آیت نمبر 17)

”میرے ان بندوں کو خوشخبری سنا دیں جو سچی بات سن کر اس کی خوب پیروی کرتے ہیں۔“

اس آیت میں القول (سچی بات) سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بات ہے۔

6: مفسر ضحاک سے مروی ہے کہ آیت مبارکہ:

((والذین امنوا باللہ ورسولہ اولئک ہم الصدیقون))

(سورہ حدید، آیت نمبر 19)

”اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے والے ہی سچے ہیں۔“

سے مراد یہ آٹھ صحابی ہیں: حضرت ابوبکر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت زید بن حارثہ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد اور حضرت حمزہ۔ جب کہ حضرت عمر فاروق ان کے نوویں ساتھی ہیں۔ جنہیں اللہ نے ان کے صدق دل کے سبب ان سے ملا دیا۔“

اسے ابو الفرج نے اسباب النزول میں بیان کیا۔

7: امام جعفر صادق اپنے والد امام محمد باقر سے اور وہ اپنے آباء سے روایت کرتے ہیں کہ ارشاد الہی:

((محمد رسول اللہ والذین معہ))

سے مراد ابوبکر صدیق ہیں۔

((أشداء علی الکفار))

(کافروں پر سخت) سے مراد عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔

((رحماء بینہم))

(آپس میں رحم دل) سے مراد عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں۔

((تراہم رکعاً سجداً))

(تم ہمیشہ انہیں رکوع و سجدہ کرتے ہی دیکھو گے) سے مراد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔

((یتبعون فضلا من اللہ ورضوانا))

(اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے متلاشی) سے مراد طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما ہیں۔

((سیمہم فی وجوہہم))

(عبادت سے ان کی جبینوں میں محراب ہیں) سے مراد سعد بن ابی وقاص اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما

ہیں۔

8: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ارشاد الہی:

((لا تجد قومًا یؤمنون باللہ والیوم الآخر یرادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اباءہم

او ابناءہم او اخوانہم))

(سورۃ المجادلہ، آیت نمبر 42)

”اللہ اور روز قیامت پر ایمان لانے والی قوم کو آپ ایسا نہیں پائیں گے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے

دشمنوں سے دوستی رکھیں خواہ وہ ان کے والدین اولاد اور بھائی ہی کیوں نہ ہوں۔“

یہ آیت درج ذیل صحابہ کرام کے حق میں نازل ہوا ہے:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جنہوں نے اپنے کافر بیٹے کو جنگ بدر میں مقابلے کیلئے لاکارا اور عرض کیا:

یا رسول اللہ! آج مجھے سب سے پہلے قربان ہو لینے دیجئے تو آپ نے فرمایا: ابوبکر! ہمیں اپنی جان کے

ساتھ نفع بہم پہنچائیے۔ جانتے نہیں ہو کر تمہاری حیثیت میرے لیے کانوں اور آنکھوں کی ہے۔
 حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جنہوں نے جنگ بدر میں اپنے ماموں عاص بن ہشام کو تہہ شمشیر کر ڈالا۔
 حضرت علی المرتضیٰ اور امیر حمزہ رضی اللہ عنہما جنہوں نے شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عقبہ کو بدر میں فانی النار کیا۔
 حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جنہوں نے غزوہ احد میں اپنا باپ عبداللہ بن جراح مار ڈالا۔
 حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جنہوں نے غزوہ احد میں اپنے بھائی عبیدہ بن عمیر کو جہنم رسید کیا، اسی لیے
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”وہ لوگ اللہ اور رسول کے دشمنوں کو دوست نہیں بناتے خواہ وہ ان کے والدین اولاد بھائی یا عزیز رشتہ دار
 ہوں۔“

اسے واحدی اور ابوالفرج نے بیان کیا ہے۔

عشرہ مبشرہ صحابہ کے درجات:

1: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا:

”یا رسول اللہ! لوگوں میں سے کون آپ کو زیادہ محبوب ہے؟“

فرمایا:

”عائشہ۔“

میں نے عرض کیا:

”مردوں میں کون۔؟“

فرمایا:

”ابوبکر۔“

میں نے پھر عرض کیا:

”ان کے بعد کون؟“

فرمایا:

”عمر۔“

میں نے کہا:

”پھر کون؟“

فرمایا:

”عثمان۔“

میں نے کہا:

”پھر کون؟“

فرمایا:

”علی۔“

تو میں خاموش ہو گیا۔ اب آپ بولے:

”عبداللہ! جو چاہو پوچھو۔“

میں نے عرض کیا:

”علی کے بعد کون آپ کو زیادہ محبوب ہے؟“

فرمایا:

”طلحہ، پھر زبیر، پھر سعد (بن مالک)، پھر سعید بن زید، پھر عبدالرحمن بن عوف اور پھر ابو عبیدہ بن جراح۔“

ملاں نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے مگر یہ حدیث غریب ہے۔

2: جب کہ اس بارے میں صحیح حدیث حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی ہے۔ وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا:

”یا رسول اللہ! مردوں میں سے کون آپ کو زیادہ محبوب ہے؟“

فرمایا:

”عائشہ کا باپ (ابو بکر صدیق)۔“

میں نے عرض کیا:

”پھر کون؟“

فرمایا:

”عمر بن الخطاب۔“

اس کے بعد آپ نے بہت سے لوگوں کے نام لئے کہ فلاں کے فلاں شخص مجھے محبوب ہے۔

اسے احمد۔ مسلم اور ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

3: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ہی سے ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جیش ذات

السلاسل کا امیر بنا کر بھیجا۔ جبکہ لشکر میں ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر صحابہ بھی

تھے۔ میرے دل میں یہ بات آئی کہ ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما جیسے صحابہ پر مجھے امیر بنایا جانا اس بناء

پر ہے کہ آپ کے ہاں میرا مرتبہ ان سے بڑھ کر ہے تو میں آپ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔

پھر میں نے عرض کیا:

”یا رسول اللہ! لوگوں میں سے آپ کے ہاں پسندیدہ تر شخص کون ہے؟“

آپ نے فرمایا:

”ابوبکر، پھر عائشہ.....“

آگے حدیث مثل سابق کے ہے۔

یہ حدیث ابو حاتم نے حضرت انس کی روایت سے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت میں بھی درج کی ہے۔

یہ احادیث عشرہ مبشرہ صحابہ کرام کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں قدر و منزلت پر پوری طرح سے روشنی ڈالتی ہیں۔ تاہم پھر بھی یہ مذکورہ احادیث بظاہر متعارض ہیں مگر حقیقتاً ایسا نہیں ہے۔ اس لیے کہ ابو حاتم اور مسلم والی حدیث میں جو ہے کہ آپ نے کئی مردوں کے نام گئے کہ فلاں کے بعد فلاں محبوب ہے ممکن ہے اس سے مراد یہی عشرہ مبشرہ ہوں جنہیں ملاں نے اپنی روایت میں صراحتاً بیان کیا ہے۔

4: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا:

”نبی کریم علیہ السلام کو صحابہ میں سے کون زیادہ محبوب تھا؟“

فرمایا:

”ابوبکر۔“

پوچھا گیا:

”پھر کون؟“

فرمایا:

”عمر۔“

پوچھا گیا:

”پھر کون؟“

فرمایا:

”ابوعبیدہ بن جراح۔“

اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مبشرہ صحابہ سے کینہ و بغض رکھنے کی سزا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اے مسلمانو! اگر تم عبادت کرتے کرتے کمانوں کی طرح کوز پشت ہو جاؤ اور مسلسل روزہ رکھتے رکھتے کانوں کی طرح سوکھ جاؤ اور نماز ادا کرنے کے لیے قافلوں سے پھڑے پھرو۔ پھر بھی اگر تم میں سے کسی نے عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے کسی سے بغض رکھا تو اسے ناک کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔“

اسے حضرت ابوسعید نے شرفِ النبوت میں بیان کیا ہے۔

عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ صفات حمیدہ:

1: حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میری ساری امت سے زیادہ رحم دل ابو بکر ہیں، دین میں سب سے زیادہ مضبوط عمر، حیا میں سب سے بڑھ کر عثمان، سب سے زیادہ قوت فیصلہ کے مالک علی بن ابی طالب ہیں، ہر نبی کے حواری تھے اور میرے حواری (خدمتگار) طلحہ و زبیر ہیں۔ سعد بن ابی وقاص جہاں ہوں گے حق ان کے ساتھ ہوگا۔ سعید بن زید محبوبانِ الہی میں سے ہیں۔ عبدالرحمن بن عوف اللہ کے تاجروں میں سے (سب سے زیادہ اللہ کے عبادت گزار اور اجر و ثواب کا لین دین کرنے والے) ہیں۔ ابو عبیدہ بن جراح اللہ اور اس کے رسول کے امین ہیں۔ ہر نبی کا محرم راز ہوتا ہے اور میرا محرم راز امیر معاویہ بن ابی سفیان ہیں۔ ان سب سے محبت کرنے والا نجات پا گیا اور بغض رکھنے والا تباہ ہو گیا۔“

اسے ملاں نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

2: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میری ساری امت میں سے امت پر سب سے زیادہ مہربان ابو بکر ہے۔ دین میں سب سے پختہ عمر ہے۔ حیا میں سب سے سچا عثمان ہے۔ اللہ کی کتاب کا سب سے بڑا قاری ابی بن کعب ہے۔ فرائض کو سب سے زیادہ جاننے اور عمل کرنے والا زید بن ثابت ہے اور حلال و حرام کو سب سے زیادہ ماننے والا معاذ بن جبل ہے۔ یاد رکھو! ہر امت کا ایک امین ہے اور اس امت کا امین ابو عبیدہ بن جراح ہے۔“

اے ابو حاتم اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ ترمذی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

3: طبرانی نے یہ حدیث یوں روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ساری امت میں سے امت پر زیادہ مہربان ابو بکر، امت کے لئے سب سے بڑا نرم دل عمر اور ساری امت میں سے سب سے بڑا قاضی علی ہے۔“

عشرہ مبشرہ الذین سبقت لہم منا الحسنی کے مصداق اول ہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی:

((ان الذین سبقت لہم منا الحسنی))

(سورۃ انبیاء)

”جن کے لیے ہم اچھی عاقبت لکھ چکے ہیں وہ جہنم سے دور رہیں گے۔“

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”میں انہیں میں سے ہوں، ابو بکر، عمر، عثمان اور دیگر تمام عشرہ مبشرہ میں شامل صحابہ بھی انہیں میں سے

ہیں۔“

اسے ابوالفرج بن جوزی رحمۃ اللہ نے اسباب النزول میں بیان کیا ہے۔

عشرہ مبشرہ میں صدیقین اور شہداء:

1: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ”حراء“ پہاڑ پر چڑھے تھے، آپ کے ساتھ ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ پہاڑ حرکت میں آ گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اے حراء! اپنی جگہ ٹھہر! تجھ پر نبی، صدیق اور شہداء ہی تو ہیں۔“

یہ روایت مسلم نے بیان کی ہے۔

2: ترمذی نے یہ روایت مناقب عثمان غنی میں درج کرتے ہوئے کی جگہ احد پہاڑ لکھا ہے۔ جب کہ حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور ترمذی نے اسے حضرت سعید بن زید کی روایت سے بھی بیان کیا ہے، مگر اس میں یہ لکھا ہے کہ ”حرا“ پر ابو عبیدہ کے سوا تمام افراد عشرہ مبشرہ موجود تھے۔

3: زیلعی نے اسے روایت کیا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم مجھے کہتے ہو کہ میں اپنے بھائیوں کو برا کہوں جب کہ اللہ ان پر درود بھیجتا ہے یا یہ کہ اللہ نے انہیں معاف کر دیا ہے۔“

اس کے بعد راوی نے یہ ذکر کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حراء میں تھے کہ وہ ہلنے لگا۔ آپ نے فرمایا:

”حراء ٹھہر جا!“

راوی نے اس روایت میں یہ کہا ہے کہ اس وقت وہاں حضرت ابو عبیدہ کے سوا تمام افراد عشرہ موجود تھے۔

4: علاوہ ازیں یہ روایت حربی نے ابن عباس سے لی ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں کہ آپ حراء پر تھے کہ اچانک وہ دھل پڑا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ٹھہر جا! تجھ پر نبی، صدیق اور شہداء ہی تو ہیں۔“

جب کہ آپ کے ساتھ وہاں ابو عبیدہ کے سوا تمام افراد عشرہ مبشرہ موجود تھے۔

5: علاوہ ازیں اسے حافظ اسحاق بن ابراہیم بغدادی نے ان روایات میں درج کیا ہے جو بڑوں نے چھوٹوں سے

اور اباؤ اجداد نے اولاد سے روایت کی ہیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک یہ بھی ہے:

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر، عمر، عثمان، علی، عبدالرحمن بن عوف،

زبیر، طلحہ، سعد اور حضرت سعید حراء پر کھڑے تھے کہ وہ ہلنے لگ پڑا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: حرا! ٹھہر جا!

تجھ پر نبی، صدیق اور شہید ہی تو ہیں۔ چنانچہ یہ سنتے ہی حراء ٹھہر گیا۔“

البتہ یہاں صدیق سے مراد بظاہر صرف ابو بکر صدیق ہیں کیونکہ وہی صحابہ میں سے اس صفت کے ساتھ زیادہ مشہور ہیں اور شہید سے مراد پانچ صحابہ ہیں یعنی حضرت عمر، عثمان، علی، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم، کیونکہ یہ پانچوں صراحتاً تیغ سے شہید ہوئے ہیں۔ البتہ حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہم اگرچہ بظاہر شہید نہیں ہوئے، مگر ممکن ہے کہ وہ کسی اور معنی کے ساتھ مقام صدیقیت یا شہادت میں داخل ہوں۔ اس لیے نبی علیہ السلام نے انہیں صدیقین اور شہداء میں رکھا ہے۔

عشرہ مبشرہ کا ساری امت سے موازنہ:

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میں جنت میں گیا۔ وہاں میں نے (اپنے آگے) کسی کے قدموں کی سرسراہٹ سنی۔ پوچھنے پر بتلایا گیا کہ یہ بلال ہیں۔ میں نے جنت کی سیر کی اور دیکھا کہ وہاں کے اکثر باشندے فقراء مہاجرین ہیں اور مسلمان مالدار لوگ اور عورتیں نظر نہ آئیں۔ پھر معلوم ہوا کہ مالدار تو جنت کے دروازوں پر محاسبین بن کر کھڑے ہوئے ہیں اور عورتوں کو دوسرے چیزوں سونا اور ریشم نے تباہ کر ڈالا ہے (وہ اکثر جہنم میں ہیں) پھر میں جنت کے آٹھ دروازوں میں سے ایک سے باہر آیا۔ ابھی میں دروازے کے پاس ہی تھا کہ ایک ترازو لایا گیا جس کے ایک پلے میں مجھے اور دوسرے میں میری ساری امت کو رکھ کر تو لایا گیا تو میں سب سے بھاری نکلا۔ پھر ابو بکر، عمر اور علی کو باری باری لایا گیا اور ساری امت سے ان کا وزن کیا گیا اور ان میں سے ہر ایک ساری امت سے بھاری نکلا۔ پھر میری ساری امت کو ایک ایک کر کے میرے سامنے سے گزارا گیا۔ جب عبدالرحمن بن عوف کی باری آئی تو میں نے دیکھا وہ آہستہ آہستہ چل رہے ہیں۔ پھر وہ ذرا آگے جا کر واپس آگئے اور کہا: یا رسول اللہ! آپ پر میرے والدین قربان! اس اللہ کی قسم! جس نے آپ کو نبی بنا کر دنیا میں مبعوث فرمایا ہے۔“

کچھ افراد عشرہ مبشرہ اور کچھ دیگر صحابہ کی عظمت:

1: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ہر نبی کو سات برگزیدہ ساتھی یا محافظ عطا کیے گئے اور مجھے چودہ۔“

ہم نے عرض کیا:

”وہ کون ہیں؟“

فرمایا:

”میں خود، میرے بیٹے، جعفر (طیار)، امیر حمزہ، ابو بکر، عمر، مصعب بن عمیر، بلال، سلمان، عمار اور عبداللہ بن مسعود۔“

اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

2: یہی حدیث تمام رازی نے فوائد میں یوں ذکر کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ہر نبی کو وزراء یا محافظین سات عدد دیئے گئے اور مجھے چودہ۔ امیر حمزہ، جعفر طیار، ابوبکر، عمر، علی، حسن، اور حسین، ابن مسعود، عمار، حذیفہ، ابوذر، مقداد اور بلال (مصعب بن عمیر)۔“

مذکورہ دونوں احادیث قریش کے سات افراد تو بالاتفاق آئے ہیں جب کہ ترمذی نے مصعب بن عمیر کا نام بڑھایا

ہے۔

علاوہ ازیں ترمذی نے سات افراد کے علاوہ پانچ افراد ذکر کیے ہیں جن میں حذیفہ ابوذر اور مقداد رضی اللہ عنہم نہیں ہیں۔ جبکہ دوسری حدیث میں ان تینوں کے ساتھ ابن مسعود، عمار اور بلال رضی اللہ عنہم کا ذکر بھی ہے مگر مصعب اور سلمان رضی اللہ عنہما کا نہیں (جبکہ پہلی حدیث میں یہ دونوں موجود ہیں)۔

3: عرض کیا گیا:

”یا رسول اللہ! آپ کے برگزیدہ چودہ ساتھی کون ہیں؟“

فرمایا:

”میں خود، میرے بیٹے حسن اور حسین، حمزہ، جعفر، عقیل، ابوبکر، عمر، عثمان، مقداد، سلمان، عمار، طلحہ اور زبیر۔“
گویا اس حدیث میں گیارہ قریشی صحابہ ہیں اور تین غیر قریشی۔

4: یہی حدیث ابن سمان نے ”الموافقة“ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے چودہ عدد کی تفصیل کرتے ہوئے روایت کی

ہے جبکہ روایت امام احمد بن حنبل سے اسماء میں اختلاف آگیا۔ الفاظ یہ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
”ہر نبی کو سات برگزیدہ ساتھی عطا کیے گئے، جبکہ مجھے چودہ۔ سات قریش میں سے: علی، حسن، حسین، حمزہ، جعفر طیار، ابوبکر اور عمر اور سات دیگر مہاجرین میں سے: عبداللہ بن مسعود، سلمان، ابوذر، مقداد، حذیفہ، عمار اور بلال۔“

5: ابن سمان کی دوسری روایت یوں ہے:

”ابوبکر، عمر، عثمان، علی، فاطمہ، حسن، حسین، حمزہ، جعفر، ابن مسعود، بلال، عمار، ابوذر اور سلمان۔“

عشرہ مبشرہ سے رضائے نبی:

سہل بن مالک اپنے باپ سے اور وہ سہل کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے

لوٹے تو ممبر پر تشریف لا کر وعظ فرمایا۔ اللہ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا:

”اے لوگو! ابوبکر نے مجھے کبھی بھی دکھ نہیں دیا۔ اس کی یہ صفت نوٹ کر لو! اے لوگو! عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر،

سعد بن مالک، عبدالرحمن بن عوف اور اول مہاجرین تمام سے میں راضی ہوں۔ ان کی یہ صفت نوٹ

کر لو!“

اسے خلقی نے اور حافظہ مشقی نے اپنے معجم میں روایت کیا ہے۔

چند صحابہ جو زبان نبوت کے مطابق بہترین انسان ہیں:

1: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ابو بکر بہترین انسان ہے۔ عمر بہت اچھا آدمی ہے۔ معاذ بن عمرو بن جموح بہت بہترین شخص ہے۔ معاذ بن جبل نہایت بہتر انسان ہے۔ ابو عبیدہ بن جراح نفیس بندہ ہے۔“

اسے ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔ ترمذی نے بھی روایت کیا ہے مگر اسد بن حضیر اور ثالث بن قیس کا ذکر بھی کیا ہے۔ کچھ تقدیم تاخیر بھی کی ہے اور حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

2: ابی یخامر سکسکی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اے اللہ! ابو بکر پر درود بھیج کہ وہ تجھے اور تیرے رسول کو محبوب رکھتا ہے۔ اے اللہ! عمر پر درود بھیج کہ وہ تیرا اور تیرے نبی کا محبت ہے۔ اے اللہ! عثمان پر درود بھیج کہ وہ تیرا اور تیرے محبوب کا حیدار ہے۔ اے اللہ! ابو عبیدہ بن جراح پر درود بھیج کہ وہ تجھے اور تیرے نبی کو دوست رکھتا ہے۔ اے اللہ! عمرو بن العاص پر درود بھیج کہ اللہ اور رسول کو اپنا حبیب بنائے ہوئے ہے۔“

کچھ وہ صحابہ جو جمعہ کے روز نبی کریم کے ساتھ رہے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ مدینہ منورہ میں فلعے کا قافلہ آ گیا (جب کہ قحط سالی طاری تھی) تو لوگ قافلے کی طرف دوڑ پڑے اور نبی علیہ السلام کے ساتھ بارہ آدمی رہ گئے جن میں ابو بکر و عمر بھی تھے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

کچھ وہ صحابہ جو نبی کریم کو سب سے زیادہ محبوب ہیں:

شفیق کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب صحابہ میں زیادہ عزیز کون تھا۔؟“

فرمایا:

”ابو بکر۔“

میں نے کہا:

”اس کے بعد کون؟“

فرمایا:

”عمر۔“

میں نے کہا:

”اس کے بعد کون؟“

فرمایا:

”ابوعبیدہ بن جراح۔“

میں نے کہا:

”اس کے بعد کون؟“

توسیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا خاموش ہو گئیں۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور حسن حدیث قرار دیا ہے۔

☆☆☆

فصل نمبر 4:

خلفائے اربعہ کے فضائل

(جناب علی المرتضیٰ کیونکہ چہارم خلیفہ ہیں اس لیے احادیث کی روشنی میں خلفاء اربعہ کے فضائل بیان کیے جاتے

ہیں۔)

قرآن در شان یاران نبی:

1: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ارشاد الہی:

((مثلهم فی التوراة و مثلهم فی الانجیل کزرع اخرج شطنه فازره فاستغلط فستوی

علی سوقه))

(سورۃ فتح، آیت 29)

”نبی کے صحابہ کی مثال ایک کھیتی کی سی ہے جس نے اپنے پتے نکالے، پھر انہیں قوت دی تو وہ گھنی ہو گئی

اور اپنی شاخ پر سیدھی کھڑی ہو گئی۔“

میں کھیتی سے مراد نبی علیہ السلام ہیں، پتے ابو بکر صدیق کی ذات ہے، یہ کھیتی عثمان غنی کی برکت سے گھنی ہوئی اور

علی مرتضیٰ کی قوت پر سیدھی کھڑی ہو گئی۔

اسے جوہری نے اور ابن عبد اللہ نے اپنی امالی میں روایت کیا ہے۔

2: حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی علیہ السلام کی خدمت میں سورۃ العصر تلاوت

کی۔ پھر عرض کیا:

”یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان! اس سورۃ کی تفسیر کیا ہے۔؟“

فرمایا:

”والعصر اللہ فرماتا ہے: مجھے قسم ہے دن کی آخری ساعات کی۔“

((ان الانسان لفي خسر))

(بے شک انسان سخت نقصان میں ہے) یہ ابو بکر جہل ہے۔

((الا الذين آمنوا))

” (سوائے ایمان والوں کے) یہ ابو بکر صدیق ہیں۔“

((و عملوا الصالحات))

” (اور اچھے عمل کرنے والوں کے) یہ عمر فاروق ہیں۔“

((وتواصوا بالحق))

” (جو سچی بات کی تلقین کرتے ہیں) یہ عثمان غنی ہیں۔“

((وتواصوا بالصبر))

” (اور جو صبر کی وصیت کرتے ہیں) یہ علی مرتضیٰ ہیں۔“

اسے واحدی نے بیان کیا ہے۔

سب امتوں سے افضل:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”انبیاء و مرسلین کے سوا تمام جہانوں پر اللہ نے میرے صحابہ کو عظمت دیدی ہے۔ پھر صحابہ میں سے ابو بکر

عمر، عثمان اور علی کو افضلیت سے نوازا دیا اور میری امت کو تمام امتوں سے افضل بنا دیا ہے۔ پھر امت میں

سے جو لوگ پہلی سے چوتھی صدی تک آئیں گے بعد والوں سے افضل ہیں۔“

اسے بزار نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے اور بزار سے عبدالحق نے کتاب ”الاحکام“ میں اسے لیا ہے۔ جبکہ ابن

سلمان نے بھی الموافقة میں یہ حدیث مختصراً نقل کی ہے جس کے بعض الفاظ یہ ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے انبیاء و مرسلین کے سوا اگلے پچھلے تمام جہانوں پر میرے صحابہ کو افضلیت عطاء فرمائی ہے۔“

خلفائے اربعہ اور رسول اللہ سے تعلق:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

”اے علی! اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ ابو بکر کو اپنا وزیر، عمر کو مشیر، عثمان کو سہارا اور تجھے اپنا مددگار بناؤں۔ تو تم

چار ہوئے۔ جن کے متعلق اللہ نے ام الکتاب (لوح قدرت) میں لکھ دیا ہے کہ انہیں دوست رکھے گا تو

مومن اور ان سے حسد رکھے گا تو صرف منافق۔ تم ہی میرے جانشین۔ میری ذمہ داریوں کو اٹھانے والے

اور امت کے آگے میری صداقت کی دلیل ہو۔ لہذا یہ رشتہ توڑ نہ دینا اور سیدھے راستے سے دائیں بائیں

ہٹ نہ جانا۔“

اسے ابن سمان نے موافقہ میں روایت کیا ہے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق کے ساتھ بھی یہ حدیث روایت کی ہے۔

چاروں کی محبت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ان چار آدمیوں کی محبت صرف اور صرف مومن کے دل میں ہی یکجا موجود ہو سکتی ہے: ابو بکر، عمر، عثمان اور علی۔“

اسے ابن سمان اور ابن ناصر سلامتی نے روایت کیا ہے۔

محبوبان الہی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ان چاروں (سیدنا ابو بکر، عمر فاروق، عثمان غنی اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم) سے اللہ کے محبوبان محبت کرتے ہیں اور اللہ کے دشمن بغض رکھتے ہیں۔“

اسے ملاں نے سیرت میں روایت کیا ہے۔

خلفائے اربعہ کی خصوصیات:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ابو بکر میرا وزیر ہے اور امت میں میرا نائب، عمر میرا حبیب ہے اور میری زبان سے بولنے والا، عثمان مجھ سے ہے اور علی میرا بھائی اور میرا علم بردار ہے۔“

اسے ابن سمان نے موافقہ میں روایت کیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ ابو بکر پر رحمت نازل کرے جس نے مجھ سے اپنی بیٹی بیاہی پھر مجھے دار ہجرت (مدینہ منورہ) کی طرف اٹھالایا۔ غار میں میرا ساتھی رہا اور اپنے مال سے بلال کو آزاد کیا۔ عمر پر اللہ رحم کرے جو سچی بات کہہ دیتا ہے خواہ وہ کڑوی ہو۔ جب کوئی بھی اس کا ساتھی نہ ہو (اتنے تنہا مجبور ہو) تو بھی حق بات کہہ دیتا ہے۔ عثمان پر اللہ کی رحمتیں ہوں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں اور علی پر اللہ رحمت برسائے۔ اے اللہ! علی جہاں جائے حق اس کا ساتھ نہ چھوڑے۔“

اسے ترمذی خلعی اور ابن سمان نے روایت کیا ہے۔

چار یار:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ممبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ حمد و ثنا کے بعد فرمایا:
 ”لوگو! تمہیں کیا ہے کہ میرے صحابہ کے بارے میں اختلاف رکھتے ہو۔؟ جانتے نہیں کہ میرے اہل بیت
 اور میرے صحابہ کی محبت اللہ نے امت پر روز قیامت تک فرض فرمادی ہے۔“
 پھر فرمایا:

”ابو بکر کہاں ہے۔“

انہوں نے عرض کیا:

”یا رسول اللہ! میں یہ موجود ہوں۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میرے قریب آ جاؤ!“

آپ نے انہیں سینے سے چمٹا کر ان کی آنکھوں کے درمیان ماتھے کا بوسہ لیا۔ ہم (صحابہ) نے دیکھا کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمان مبارک رخساروں پر آنسو بہا رہی ہیں۔ پھر آپ نے ابو بکر کا ہاتھ پکڑ
 کر بلند آواز سے فرمایا:

”مسلمانو! یہ ابو بکر صدیق ہے۔ تمام مہاجرین و انصار کا سردار اور میرا ساتھی ہے۔ جب لوگوں نے مجھے
 جھٹلایا تو اس نے میری تصدیق کی۔ لوگوں نے مجھ سے صرف نظر کیا تو اس نے مجھے پناہ دی اور بلال کو
 میری رضا کے لیے اپنے مال سے خرید کر آزاد کیا۔ اس سے دشمنی رکھنے والے پر اللہ اور تمام جہان کی لعنت
 اور اللہ اس سے بری ہے اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے ہاں سرخرو ہونا چاہتا ہے وہ ابو بکر صدیق کی
 عداوت سے باز آ جائے۔ یہ باتیں دوسروں تک پہنچا دو۔“

پھر فرمایا:

”ابو بکر! بیٹھ جاؤ! اللہ نے تمہارے لیے ان باتوں کا فیصلہ فرمادیا ہے۔“

پھر فرمایا:

عمر بن خطاب کہاں ہے؟“

عمر فاروق رضی اللہ عنہ جلدی سے سامنے آ گئے اور عرض کیا:

”یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”قریب آ جاؤ۔“

وہ قریب آئے تو آپ نے انہیں سینے سے لگا کر پیشانی پر بوسہ دیا۔ ہم (صحابہ) نے آپ کے رخساروں

پر آنسو بہتے دیکھے۔ پھر آپ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر آواز بلند فرمایا:

”مسلمانو! یہ عمر بن الخطاب تمام مہاجرین و انصار کا سردار۔ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اسے اپنا مددگار اور مشیر بناؤں۔ اس کے دل، زبان اور ہاتھ پر اللہ حق بات اتارتا ہے، خواہ کوئی حماقتی نہ ہو۔ یہ حق بات کہنے سے نہیں رکنا چاہیے سچی بات کتنی ہی کڑوی کیوں نہ ہو۔ احکامِ الہی کی بجا آوری میں کسی انسان کی ملامت گہری کو خاطر میں نہیں لاتا۔ شیطان اس کی شخصیت سے بھاگتا ہے۔ یاد رکھو! عمر جنتیوں کا نور ہے۔ اس کے دشمن پر اللہ اور تمام جہانوں کی لعنت ہے۔ اللہ بھی اس سے بری اور میں بھی اس سے بری۔“

پھر فرمایا:

”عثمان بن عفان کہاں ہے۔؟“

تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فوراً سامنے آئے اور عرض کیا:

”میں حاضر ہوں۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قریب بلا کر سینے سے لگایا۔ آپ کے رخساروں پر آنسو بہ رہے تھے۔ پھر آپ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر بلند آواز سے فرمایا:

”مسلمانو! یہ مہاجرین و انصار کا سردار ہے۔ انہی کے بارے میں اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اسے اپنا سہارا اور داماد بناؤں۔ اگر میری تیسری بیٹی بھی ہوتی تو میں اسی سے بیاہتا۔ اس سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔ اس کے دشمن پر اللہ اور تمام جہانوں کی لعنت ہے۔“

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”علی بن ابی طالب کہاں ہے؟“

حضرت علی رضی اللہ عنہ عجلت میں سامنے آ کر بولے:

”میں حاضر ہوں۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میرے قریب آؤ!“

وہ قریب آئے تو آپ نے ان سے معانقہ کیا اور آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ جبکہ آنسو آپ کے گالوں پر بہ رہے تھے۔ اس کے بعد آپ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر بلند آواز سے فرمایا:

”مومنو! یہ مہاجرین و انصار کا سردار ہے۔ میرا بھائی، میرے چچا کا بیٹا اور میرا داماد ہے۔ میرے گوشت

خون اور بالوں کا حصہ ہے۔ حسن و حسین کا والد ہے جو نو جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔ یہ تمہارا دوست ہے

اور اللہ کا شیر ہے۔ اور دشمنانِ الہی کے لیے لنگتی تلوار ہے۔ اس کے دشمن پر اللہ اور تمام لعنت کرنے والوں

کی لعنت ہے۔ اللہ بھی اس سے بری اور میں بھی اس سے بری۔ جو شخص اللہ کے ہاں سرخرو ہونا چاہتا ہے وہ

علی کی عداوت سے باز رہے۔ جو لوگ موجود ہیں وہ دوسروں تک یہ باتیں پہنچادیں۔“
پھر فرمایا:

”ابوالحسن! بیٹھ جاؤ اللہ نے تمہارے لیے یہ باتیں لکھ دی ہیں۔“
اسے ابوہل نے شرف النبوٰت میں بیان کیا ہے۔

محبت خلفاء فرض:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
”اللہ تعالیٰ نے تم پر ابو بکر، عمر اور علی کی محبت ایسے ہی فرض قرار دیدی ہے جیسے نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج فرض ہے۔ جو ان کی عظمت کا منکر ہے اللہ نہ اس کی نماز قبول کرے گا، نہ زکوٰۃ، نہ حج۔“
اسے ملاں نے سیرت میں ذکر کیا ہے۔

محمد بن وزیر کا خواب:

حضرت محمد بن وزیر سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے خواب میں دیکھا۔ میں نے قریب ہو کر عرض کیا:

”الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ!“

جواب ملا:

”وعلیک السلام یا محمد بن وزیر! تمہاری کوئی حاجت ہے؟“

میں نے عرض کیا:

”ہاں یا رسول اللہ! عیال زیادہ ہے اور مال تھوڑا۔ چاہتا ہوں کہ آپ مجھے چند دعائیں ارشاد فرمادیں جنہیں میں سفر حضر میں ہر وقت پڑھتا رہا کروں، تاکہ میری غربت ختم ہو جائے۔“
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”بیٹھ جاؤ اور یہ تین دعائیں ہیں جنہیں ہر مشکل کے وقت اور ہر نماز کے بعد پڑھا کرو۔“
(یا قدیم الاحسان)

”اے ہمیشہ سے احسان فرمانے والے!“

(ویامن احسانہ فوق کل احسان)

”وہ ذات جس کا احسان ہر احسان سے بڑا ہے۔“

(ویامالک الدنيا والآخرة)

”اے دنیا و آخرت کے مالک!“

پھر آپ کی نگاہ التفات اٹھی تو فرمایا:

”اسلام اور سنت پر مرنے کی کوشش کرو۔ ابو بکر، عمر، عثمان اور علی کی محبت پر مرنے کی کوشش کرو، کیونکہ ایسی موت کے بعد جہنم نزدیک نہیں آتی۔“

صفات انبیاء کرام:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میری امت میں انبیاء میں سے ہر نبی جیسا ایک شخص ضرور موجود ہے۔ ابو بکر ابراہیم علیہ السلام کی مثل ہے۔ عمر موسیٰ علیہ السلام کی طرح ہے۔ عثمان حضرت ہارون علیہ السلام کے مشابہ ہے اور علی بن ابی طالب میری مانند ہے۔“

اسے ملاں اور خلعی نے روایت کیا ہے۔

ابو بکر و عمر ایک مٹی اور عثمان و علی ایک مٹی سے ہیں:

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ابو بکر و عمر ایک مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں اور عثمان اور علی ایک مٹی سے اٹھائے گئے ہیں۔“

سیدنا آدم اور خلفائے اربعہ:

1: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا:

”جبریل نے مجھے بتلایا کہ اللہ نے جب آدم علیہ السلام کے جسد میں روح ڈالی تو مجھے حکم ہوا کہ ایک جنتی سیب کا رس لا کر جناب آدم علیہ السلام کے گلے میں پکاؤں۔ میں نے ایسے ہی کیا۔ تو یا رسول اللہ! اس سے بننے والے پہلے نطفہ سے آپ کا جوہر بنا۔ جبکہ دوسرے سے ابو بکر کا، تیسرے سے عمر کا، چوتھے سے عثمان کا اور پانچویں سے علی کا جوہر بنا۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا: یہ کون ہیں جنہیں اتنا بڑا اعزاز بخشا گیا؟ اللہ نے فرمایا: یہ تمہاری اولاد میں سے پانچ وجود ہیں جنہیں میں نے تمام مخلوق پر افضلیت دی ہے۔ پھر جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطا ہوئی تو انہوں نے عرض کیا: اے پروردگار! ان پانچ برگزیدہ ہستیوں کے صدقے میں میری توبہ قبول فرما۔ تو اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔“

2: امام محمد بن اور لیس شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کو نبی علیہ السلام تک پہنچاتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

”میں ابو بکر، عمر، عثمان اور علی ہم پانچوں پیدائش آدم علیہ السلام سے قبل عرشِ اعظم کی دائیں جانب انوار کی شکل میں تھے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تو ہمیں ان کی پشت میں لٹھیرایا گیا۔ پھر ہم پاک صاف پشتوں میں سے منتقل ہوتے رہے۔ تا آنکہ مجھے اللہ نے حضرت عبداللہ کی پشت میں، ابو بکر کو ابو قحافہ کی، عمر کو خطاب کی، عثمان کو عفان کی اور علی کو ابوطالب کی پشت میں لٹھیرا۔ پھر انہیں میرا صحابی بنا دیا گیا۔ اور ابو بکر کو صدیق، عمر کو فاروق، عثمان کو ذوالنورین اور علی کو میرا وصی بنا دیا گیا۔ تو انہیں گالی دینا

مجھے گالی دینا ہے اور مجھے گالی دینا اللہ کو دینا ہے اور جو اللہ کو گالی دے اللہ اسے ناک کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینکے گا۔“

اسے ملاں نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

روز قیامت سب سے پہلے قبور سے محسور ہونا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سب سے پہلے میرے لیے زمین پھٹے گی اور پھر ابو بکر (پھر عمر) پھر عثمان، پھر علی کے لیے پھٹے گی۔ اس کے بعد ہم آ کر جنت البقیع والوں کو اٹھائیں گے اور مکہ والوں کا انتظار کریں گے۔ ان کے لیے زمین پھٹے گی (تو وہ نکل کر ہمارے پاس آ پہنچیں گے) اور پھر سارا جہان زمین سے باہر آ جائے گا۔“

روز قیامت خلفاء اربعہ کی امتیازی شان:

1: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ابو بکر صدیق کو یہ عرض کرتے دیکھا:

”یا رسول اللہ! روز قیامت سب سے پہلے کس کا حساب ہوگا؟“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ابو بکر! تمہارا۔“

انہوں نے عرض کیا:

”پھر کس کا ہوگا؟“

فرمایا:

”عمر کا۔“

عرض کیا:

”پھر کس کا؟“

فرمایا:

”علی کا۔“

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

”پھر کس کا؟“

فرمایا:

”عثمان کا۔“

پھر آپ نے فرمایا:

”میں نے اللہ سے دعا کی ہے کہ عثمان کا حساب میرے سپرد کر دے تو اللہ نے میری دعا قبول فرمائی۔“
اسے بخمدی نے روایت کیا ہے۔

2: بخمدی نے یہ بھی کہا ہے کہ حافظ بغدادی کے بقول اسی حدیث کی دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:
”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری ایک پوشیدہ حاجت اللہ نے پوری کر دی کہ عثمان کا حساب پوشیدہ لیا جائے۔“

ان دونوں روایات کا مفہوم باہم متعارض نہیں ہے۔ اس لیے کہ پہلی حدیث کا بھی یہی مفہوم ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حساب لوگوں کے درمیان آشکارا نہ کیا جائے۔ سو یہ دعا قبول ہوگئی۔
زبانِ نبوت سے خلفاء اربعہ کیلئے اعلانِ جنت:

1: حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم علیہ السلام کی تلاش میں نکلا تو آپ کو مدینہ شریف کے باغات میں سے ایک باغ میں ایک درخت کے نیچے محو استراحت پایا۔ میں نے آپ کو بیدار نہ کرنا چاہا۔ البتہ کھجور کی ایک خشک ٹہنی میں نے کسی مقصد کے لیے توڑی تو اس کی آواز سے آپ جاگ گئے اور یوں گویا ہوئے:
”تمہیں اور دوسرے تیسرے اور چوتھے شخص کو جنت کی مبارک باد ہو۔“

اتنے میں ابو بکر آگئے۔ آپ نے انہیں جنت کی بشارت دی۔ پھر عمر آئے تو انہیں بھی بشارت دی گئی۔ پھر عثمان آئے تو انہیں بھی جنت کا مژدہ سنایا گیا، پھر حضرت علی آگئے تو انہیں بھی آپ نے جنت کی بشارت عطا فرمائی۔
اسے ابو بکر اسماعیلی نے اپنے معجم میں روایت کیا ہے۔

2: حضرت کعب بن عجز سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
”میں تمہیں جنتی مردوں کی خبر نہ دوں؟“

ہم نے عرض کیا:

”کیوں نہیں! یا رسول اللہ“

فرمایا:

”نبی جنت میں ہے، صدیق جنت میں ہے، شہید جنت میں ہے اور اللہ کی رضا کے لیے اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کرنے والا شخص بھی جنتی ہے۔“

اسے حمیمہ بن سلیمان نے روایت کیا ہے۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حضرت ابو بکر کے لیے صدیقیت ثابت ہے اور صحابہ ثلاثہ کے لیے شہادت۔

خلفاء اربعہ نبی کریم کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے:

1: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ شہر کے دروازہ سے نکلے اور کیفیت

یہ تھی کہ وہ دایاں ہاتھ ابو بکر صدیق کے کندھے پر اور بایاں عمر فاروق کے کندھے پر رکھا تھا۔ عثمان غنی نے پیچھے سے دامن پکڑ رکھا تھا اور علی مرتضیٰ آگے آگے تھے۔ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

”ہم پانچوں یونہی جنت میں داخل ہوں گے۔ جو ہم میں فرق کرے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔“

2: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبوی کی طرف آیا۔ نبی علیہ السلام کے بارے میں پوچھنے پر معلوم ہوا کہ آپ باہر کو نکل گئے ہیں۔ میں بھی ادھر کو ہولیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ اریس نامی باغ میں واقع کنویں پر جا پہنچے تھے۔ میں باغ کے دروازہ پر بیٹھ گیا جو کھجور کی لکڑی سے بنا ہوا تھا۔ آپ نے باغ میں قضائے حاجت فرمائی، وضو کیا اور کنوئیں کی کافی چوڑی منڈیر پر چڑھ کر اس کے پتھوں بیچ بیٹھ گئے۔ میں دروازے کے اندرونی جانب بیٹھا رہا اور دل میں ٹھان لی کہ آج میں نے اللہ کے رسول کی پہرہ داری کرنی ہے۔ اتنے میں ابو بکر صدیق آگئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا:

”کون؟“

جواب ملا:

”ابو بکر۔“

میں نے کہا:

”ٹھہریئے۔!“

یہ کہہ کر میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

”ابو بکر اندر آنے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔؟“

آپ نے فرمایا:

”انہیں بلا لاؤ اور انہیں جنت کی بشارت دے دو۔“

تو حسب ارشاد میں واپس آ کر ابو بکر صدیق کو اندر لے آیا اور انہیں بتلایا کہ نبی علیہ السلام آپ کو جنت کی

بشارت عطا فرماتے ہیں۔ چنانچہ وہ اندر آئے اور نبی علیہ السلام کے دائیں پہلو میں منڈیر پر بیٹھ گئے اور

آپ کی تقلید کرتے ہوئے پاؤں کنوئیں میں لٹکالیے۔ میں (ابو موسیٰ اشعری) واپس آ کر پھر دروازہ میں

بیٹھ گیا۔ جب کہ میں (شہر میں) اپنے بھائی کو وضو کر کے اپنے پیچھے آنے کو کہہ آیا تھا۔ اب دل میں سوچ رہا

تھا کہ اگر میرا بھائی یہاں آ پہنچے تو کیا اچھا ہو (کہ شاید اسے بھی جنت کی بشارت مل جائے) اتنے میں کوئی

شخص دروازے پر دستک دینے لگا۔ میں نے پوچھا:

”کون؟“

جواب ملا:

”عمر بن الخطاب۔“

میں نے کہا:

”ٹھہریے۔!“

پھر میں نے نبی علیہ السلام کو جا کر اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا:

”اسے اندر آنے دو اور جنت کی بشارت بھی دے دو۔“

چنانچہ میں نے ایسے کیا۔ تو وہ آئے اور منڈیر پر نبی علیہ السلام کے بائیں پہلو میں کنوئیں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ میں واپس آ کر اپنی جگہ بیٹھ گیا اور بھائی کا انتظار کرنے لگا۔“

خلافت کی خبر:

اہل تشیع کے شیخ الطائفہ اور امام الکمل علامہ ابو جعفر طوسی اپنی کتاب تلخیص الثانی، جلد سوم، صفحہ 39 میں اسی حدیث کے مفہوم کو جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ یوں بیان کرتے ہیں:

((واستدلوا علی صحة امامته بما روی عن انس (ان رسول الله صلی الله علیه وسلم امره - عند اقبال ابی بکر ان یشره بالجنة) وبالخلافة بعده وان یشر عمر بالجنة وبالخلافة بعد ابی بکر))

”اہل سنت نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت کی صحت پر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو جب ابو بکر آئے تھے یہ حکم دیا کہ انہیں جنت کی اور میرے بعد خلافت کی بشارت دے دو۔ اسی طرح جب عمر فاروق آئے تو آپ نے حضرت انس کو پھر حکم دیا کہ انہیں جنت کی اور ابو بکر کے بعد خلافت کی بشارت دے دو۔“

حوض کوثر کے چاروں کونوں پر خلفاء اربعہ متعین ہوں گے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میرے حوض کے چار کونے ہیں۔ پہلا کونہ ابو بکر صدیق کے ہاتھ میں ہوگا۔ دوسرا عمر فاروق، تیسرا عثمان غنی اور چوتھا کونہ حضرت علی کے ہاتھ میں ہوگا۔ تو جو شخص ابو بکر صدیق سے محبت اور عمر سے عداوت رکھے اسے ابو بکر حوض کوثر سے نہیں پلائیں گے۔ جو حضرت علی سے محبت اور عثمان غنی سے دشمنی رکھے اسے علی نہیں پلائیں گے (جو ان چاروں میں سے کسی ایک کا بھی دشمن ہوگا وہ حوض کوثر سے محروم رہے گا) یاد رکھو! ابو بکر صدیق سے محبت رکھنے والے نے اس عمل سے اپنا دین مضبوط کیا، عمر فاروق سے عقیدت رکھنے والے نے اپنے لیے ہدایت کا راستہ متعین کر لیا، عثمان غنی کا محبت اللہ کے نور سے روشن ہو گیا اور علی مرتضیٰ کے حُب دار نے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا۔“

اسے ابو سعد نے شرف النبوة میں روایت کیا ہے۔ علاوہ ازیں علامہ غیلانی نے بھی اسے روایت کیا ہے۔

روز قیامت خلفاء اربعہ کے خصوصی اختیارات:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”روز قیامت عرش کے نیچے ایک منادی ندا کرے گا: محمد کے صحابی کہاں ہیں؟ تو ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی اور علی مرتضیٰ کو پیش کیا جائے گا۔ چنانچہ ابو بکر صدیق سے کہا جائے گا: آپ جنت کے دروازہ پر کھڑے ہو جائیں۔ اللہ کی رحمت سے جسے چاہیں داخل کریں اور اللہ کے علم سے جسے چاہیں واپس کر دیں۔ عمر فاروق سے کہا جائے گا: آپ ترازو پر کھڑے ہو جائیں اور اللہ کی رحمت سے جس کے نیک اعمال چاہیں بڑھائیں اور اللہ کے علم سے جس کے چاہیں گھٹائیں۔ عثمان غنی کو دو خلعتیں پہنائی جائیں گی۔ اللہ فرمائے گا: اے عثمان! انہیں پہن لیجئے۔ جب سے میں نے زمین و آسمان بنائے ہیں تب سے آپ کے لیے یہ خلعتیں بنا دی تھیں۔ اور علی مرتضیٰ کو جنت کے ایک درخت جسے اللہ نے اپنے دست قدرت سے اگایا ہے، سے بنایا ہوا ایک عصا دیا جائے گا کہ اس سے برے لوگوں کو حوض کوثر سے ہٹائیں۔“

اسے ابن غیلان نے روایت کیا ہے۔

برابر درجہ:

علامہ محبت الدین طبری فرماتے ہیں کہ بعض اہل علم سے یہ کہتے سنا گیا ہے کہ اللہ نے فضیلت و کرامت میں چاروں خلفاء کو برابر درجہ عطا فرمایا ہے۔

چار یارانِ نبی کے اسماء کی تحریر:

امام جعفر صادق اپنے والد حضرت امام باقر سے اور وہ اپنے آباء سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”کیا میں تمہیں یہ بتلاؤں کہ عرش پر کیا لکھا ہے۔؟“

ہم نے عرض کیا:

”یا رسول اللہ! کیوں نہیں؟“

فرمایا:

”عرش پر لکھا ہے:

((لا اله الا الله محمد رسول الله ابو بکر الصديق عمر الفاروق عثمان الشهيد علي الرضا))

”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ ابو بکر سچے ہیں، عمر حق و باطل میں فرق کرنے والے ہیں، عثمان شہید ہیں اور علی سے اللہ راضی ہے۔“

اسے ابوسعید نے شرفِ النبوة میں بیان کیا ہے۔

لواء الحمد اور خلفاء اربعہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا:

”لواء الحمد کیا ہے؟“

فرمایا:

”اس کے تین حصے ہیں۔ پہلے پر بسم اللہ الرحمن الرحیم اور سورہ فاتحہ تحریر ہے۔ دوسرے پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تحریر ہے اور تیسرے پر ابوبکر الصدیق، عمر فاروق، عثمان ذوالنورین، علی المرتضیٰ ثبت ہے۔“

اسے ملاں نے سیرت میں روایت کیا ہے۔

چار یارانِ نبی کی خلافت پر وال احادیث:

1: حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا:

”خلافت میرے بعد تیس سال رہے گی۔ پھر بادشاہت آجائے گی۔“

حضرت سفینہ کہتے ہیں:

”حضرت ابوبکر کی خلافت دو سال، حضرت عمر کی دس سال، حضرت عثمان کی بارہ سال اور حضرت علی کی چھ

سال (پانچ سال چھ ماہ اور سیدنا حسن کی چھ ماہ) تھی۔“

اسے ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت دو سال تین ماہ اور دس دن، حضرت عمر فاروق کی خلافت دس سال چھ ماہ اور پانچ

دن، حضرت عثمان غنی کی خلافت بارہ دن کم بارہ سال اور حضرت علی کی خلافت چار سال اور آٹھ ماہ رہی۔ یہ کل مدت

انیس سال پانچ ماہ اور تین دن بنتی ہے۔ امام حسن نے حضرت علی کی جانشینی میں پانچ چھ ماہ جو حکومت کی ہے وہ ایک

اعتبار سے خلافت حضرت علی کا ہی تکملہ تھی۔ اس طرح خلافت کی مدت کھمب تیس سال ہی بن جاتی ہے۔

2: حضرت سہل بن ابی خثیمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میرے بعد چار خلفاء ہوں گے اور مدتِ خلافت تیس سال ہوگی۔ پہلے نبوت ہے، پھر خلافت، پھر

بادشاہت، پھر جبریت و طواغیت (ظلم و تشدد) اور پھر عدل و انصاف ہوگا (امام مہدی کے دور میں) گویا

اس امت کا اول و آخر بہتر ہے۔“

اسے ابوالخیر قزدینی حاکمی نے روایت کیا ہے۔

3: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”اللہ نے یہ خلافت ابو بکر صدیق کے ہاتھوں پر رکھ لی۔ عمر نے اسے دو گنا اور عثمان غنی نے تین گنا کر دیا اور مجھ پر اس کی انتہا ہو گئی۔ ٹھیک اسی طرح جیسے نبی علیہ السلام پر نبوت کی انتہا ہوئی ہے۔“

4: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے اس وقت ہی رخصت ہوئے ہیں جب آپ نے مجھ سے یہ عہد لے لیا کہ ابو بکر صدیق میرے بعد خلیفہ ہوں گے، پھر عمر فاروق، پھر عثمان غنی اور پھر میں خلیفہ ہوں گا۔ صرف مجھی پر خلافت بند نہ ہوگی۔“ (یہ حدیث موضوع ہے۔)

5: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تب ہی رخصت ہوئے ہیں جب آپ نے مجھے یہ بھید دے دیا کہ میرے بعد ابو بکر صدیق خلیفہ بنیں گے۔“

نوٹ: یہ حدیث صحت سے دور ہے کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق کی بیعت سے حضرت علی مرتضیٰ نے چھ ماہ توقف کیا ہے۔ پھر حضرت عثمان غنی کی خلافت کے بارے میں حضرت عمر فاروق کی مقرر کردہ خلافت کمیٹی کے فیصلے کا انتظار بھی کیا ہے اور یہ ناممکن ہے کہ نبی علیہ السلام نے آپ کو مذکورہ بات سمجھائی ہو اور اتنا عرصہ آپ اسے بھولے ہی رہیں۔ اگر واقعاً ایسا ہوتا تو ابو بکر صدیق کی بیعت کرنے والے سب سے پہلے جناب علی ہوتے۔

6: ابو بکر ہزلی نے اپنے شیخ اور انہوں نے اپنے شیوخ سے روایت کیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

”جب تمہیں حکومت دی جائے گی تو قبول کرو گے؟“

عرض کیا:

”مر جاؤں گا! یا رسول اللہ!“

فرمایا:

”عمر تم؟“

عرض کیا:

”جب تو ہلاک ہو جاؤں گا۔“

فرمایا:

”عثمان تم؟“

عرض کیا:

”کھاؤں گا کھلاؤں گا۔ مستحقین کو ان کے حقوق دوں گا اور کسی پر ظلم نہ کروں گا۔“

فرمایا:

”علی تم؟“

عرض کیا:

”قوتِ لایموت لوں گا۔ آوازِ پست رکھوں گا۔ پھل (حقوق) بانٹوں گا اور انکارے تپا کر رکھوں گا (مجرموں کیلئے)“

فرمایا:

”تم سب کو حکومت ملے گی پھر اللہ تمہارے اعمال کا حساب لے گا۔“

یہ چاروں روایات ابن سمان نے موافقہ میں روایت کی ہیں۔

7: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا:

”یا رسول اللہ! میں نے خواب دیکھا ہے کہ آسمان سے ایک ڈول لٹکایا گیا، ابو بکر نے اسے دونوں طرف سے پکڑ کر تھوڑا سا پیا، پھر عمر فاروق آئے اور اسے دونوں طرف سے پکڑ کر اتنا پیا کہ پہلو نکل آئے، پھر عثمان غنی آئے اور دونوں طرف سے پکڑ کر پینا چاہا تو وہ چھلک پڑا۔ چنانچہ کچھ پانی ان کے اوپر گرا اور پھر انہوں نے اس سے اتنا پیا کہ پسلیاں پھول گئیں، پھر حضرت علی نے آکر اس سے پینا چاہا تو وہ چھلک پڑا۔“

اسے بخندی نے روایت کیا ہے۔

”حضرت ابو بکر صدیق کے تھوڑا سا پینے کا اشارہ ان کی دو سالہ قلیل المدت خلافت کی طرف ہے۔ حضرت عمر فاروق کے پہلو نکلنا ان کی طویل المدت خلافت (بارہ سال کی) غمازی ہے اور حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ کے پکڑنے سے ڈول کا چھلکنا ان کے ادوار میں ہونے والی بغاوتوں کا غماز ہے۔“

اتباع رسول میں آپ کے خلفاء کی تین تین اشیاء سے محبت:

مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے ایک بار فرمایا:

”لوگو! تمہاری دنیا میں سے صرف تین چیزیں اللہ کی طرف سے میرے لیے پسندیدہ قرار دی گئی ہیں: خوشبو، عورتیں، جب کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے۔“

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فوراً عرض کیا:

”یا رسول اللہ! مجھے بھی ساری دنیا میں سے صرف تین چیزیں ہی پسند ہیں۔ آپ کے نورانی چہرے کو دیکھتے رہنا، آپ پر قربان کرنے کے لیے مال اکٹھا کرنا اور آپ سے رشتہ قرابت جوڑ کر آپ کے دامن سے وابستہ رہنا۔“

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

”یا رسول اللہ! مجھے بھی تین چیزوں ہی سے محبت ہے۔ بھوکے انسان کو کھلانا، پیاسے کو پلانا اور ننگے کو کچھ

پہناتا۔“

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

”مجھے بھی یا رسول اللہ! تین ہی چیزیں محبوب ہیں۔ گرمیوں کے روزے، مہمانوں کی ضیافت اور میدان کا رزار میں تلوار سے جہاد۔“

اسے بھی بخمدی نے روایت کیا ہے۔

مشترکہ فضائل:

1: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنت میں کوئی ایسا درخت نہیں جس کے ہر پتے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے تین صحابہ کا نام نہ لکھا ہو۔“
اسے صاحب ”دیباچہ“ اور ابوالخیر قزوینی حاکمی نے روایت کیا ہے۔

2: حضرت سوید بن یزید سالمی کہتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں آیا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اکیلے بیٹھے ہیں۔ میں نے موقعہ ضمیمت جانا اور پاس آ کر بیٹھ گیا۔ اتنے میں کچھ لوگ آگئے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کرنے لگے۔ جس پر جناب ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جو واقعہ دیکھا تھا اس کے بعد میں عثمان غنی کو بھلائی کے سوا کسی لفظ کے ساتھ یاد نہیں کر سکتا۔ میں (ابوذر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خلوتوں میں بھی آپ کے ساتھ رہا کرتا تھا تا کہ کچھ نہ کچھ علم حاصل ہوتا رہا کرے۔ تو ایک دن آپ باہر تشریف لے گئے۔ ایک جگہ پہنچ کر آپ تشریف فرما ہوئے۔ میں بھی پیچھے جا کر پہنچا اور سلام کر کے پاس بیٹھ گیا۔ آپ نے پوچھا: تم کیسے آئے؟ عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول کے لئے۔ ابھی یہ بات ہوئی تھی کہ اچانک وہاں ابو بکر صدیق آپہنچے اور سلام عرض کیا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: کیسے آئے ہو؟ عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول کے لئے۔ یہ عرض کر کے آپ نبی علیہ السلام کی دائیں طرف بیٹھ گئے۔ اتنے میں عمر فاروق آگئے اور سلام کر کے ابو بکر صدیق کی دائیں جانب جاگزیں ہوئے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: عمر کیسے آئے ہو؟ عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول کے لئے۔ ابھی یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ عثمان غنی آگئے اور سلام کہہ کر عمر فاروق کی دائیں جانب جلوہ آراہ ہو گئے۔ نبی علیہ السلام نے پوچھا: کیوں آئے ہو؟ عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول کے لئے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات یا نو کنکریاں اٹھائیں اور انہیں ہاتھ میں لیا تو وہ تسبیح کہنے لگیں حتیٰ کہ شہد کی مکھی جیسی بھنھناہٹ سنائی دینے لگی۔ آپ نے انہیں اٹھا کر ابو بکر صدیق کے ہاتھ میں دے دیا تو وہ پھر تسبیح کہنے لگیں۔ جب انہوں نے انہیں زمین پر رکھا تو چپ ہو گئیں۔ نبی علیہ السلام نے انہیں اٹھا کر عمر فاروق کو تھا دیا تو وہ حسب سابق شہد کی مکھی جیسی آواز میں تسبیح پکارنے لگیں۔ جب آپ نے انہیں زمین پر رکھا تو کنکریاں چپ ہو گئیں۔ نبی کریم علیہ السلام نے وہ اٹھا کر عثمان غنی کو

پکڑادیں۔ جب عثمان غنی کے ہاتھ میں آئیں تو پھر تسبیح بول اٹھیں آواز حسب سابق تھی۔ جب عثمان غنی نے انہیں زمین پر رکھا تو وہ گونگی ہو گئیں۔“

3: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے سات کنکریاں اٹھائیں تو آپ کے ہاتھوں میں انہوں نے تسبیح کہنا شروع کر دی۔ آپ نے کنکریاں ابو بکر صدیق کو پکڑادیں تو ان کے ہاتھ میں بھی تسبیح کہہ رہی تھیں۔ ان سے عثمان غنی نے لے لیں تو ان کے ہاتھ میں بھی تسبیح کہتی جا رہی تھیں۔

ان دونوں احادیث کو خثیمہ بن سلیمان اور علی بن نعیم نے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث دلائل النبوة (ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ) جلد نمبر 2، صفحہ نمبر 555 کے تحت موجود ہیں۔

4: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار احد کے پہاڑ پر چڑھے۔ آپ کے پیچھے حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی چڑھ آئے تو احد پہاڑ کا پھینے لگا۔ نبی کریم علیہ السلام نے اسے پاؤں کی ٹھوکرا لگا کر فرمایا:

”ٹھہر جا! تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں۔“

اسے امام احمد بن حنبل، بخاری، ترمذی اور ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

5: حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حرا پہاڑ پر جلوہ افروز تھے۔ آپ کے ساتھ ابو بکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم بھی تھے کہ اچانک پہاڑ ہلنا شروع ہو گیا۔ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

”حرا! ٹھہر جا! تجھ پر نبی یا صدیق یا دو شہید ہی تو ہیں۔“

اسے امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

اس روایت میں حضرت علی، جناب طلحہ، حضرت سعد اور جناب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے نام بھی موجود ہیں۔

6: حضرت ثمامہ حضرت عثمان غنی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام مکہ کے پہاڑ ”ثمیر“ پر ابو بکر صدیق، عمر فاروق اور میرے سمیت موجود تھے کہ پہاڑ ہلنے لگا، بلکہ اس کے دامن میں سے کئی پتھر ٹوٹ ٹوٹ کر زمین پر گرنے لگے۔ آپ نے اسے پاؤں مبارک کی ٹھوکرا لگائی اور فرمایا:

”ثمیر! ٹھہر جا! تجھ پر نبی، صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں۔“

اسے ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

7: ثمیر اور حرا مکہ شریف میں باہم قریب قریب دو مشہور پہاڑ ہیں جبکہ احد مدینہ منورہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے جس کے بارے میں فرمان رسول ہے کہ یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ تاہم روایات کا

اختلاف اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ یہ واقعہ متعدد بار ہوا ہے۔ کبھی احد پر، کبھی ثمیر پر اور کبھی حرا پر۔

یاد رہے یہ امر بالکل واضح ہے کہ مذکورہ احادیث میں صدیق سے ابو بکر اور دو شہیدوں سے عمر فاروق اور عثمان غنی

مراد ہیں، کیوں کہ بظاہر ابو بکر صدیق نے شہادت نہیں پائی جب کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان کے حصہ میں ظاہر ایہ سعادت آئی ہے۔

8: امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اپنے والد امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

”عراقیو! ہم سے اسلامی محبت رکھو! اللہ کی قسم! ہمارے ساتھ تمہاری محبت ایک دور میں گالی گلوچ سے آلودہ ہو جائے گی (ہماری محبت میں تم ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دینا شروع کر دو گے۔)“

9: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان موجود تھے اس وقت ہی ہم تمام صحابہ سے ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی اور علی مرتضیٰ کو افضل سمجھا کرتے تھے۔“

اسے ابوالحسن حزی نے روایت کیا ہے۔

خلفائے راشدین اور حضرت علی کا نذرانہ عقیدت:

1: اصح بن نباتہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا:

”امیر المؤمنین! نبی علیہ السلام کے بعد کون افضل ہے؟“

فرمایا:

”ابو بکر۔“

میں نے کہا:

”پھر کون؟“

فرمایا:

”عمر فاروق“

میں نے کہا:

”پھر کون؟“

فرمایا:

”عثمان غنی“

میں نے کہا:

”پھر کون؟“

فرمایا:

”میں خود۔“

اسے ابوالقاسم نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے۔

2: حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک بار طویل خطبہ ارشاد فرمایا جس کے آخری الفاظ یہ تھے: ”یاد رکھو! اس امت میں نبی علیہ السلام کے بعد سب سے افضل ابو بکر صدیق ہیں۔ پھر ان کے بعد عثمان غنی اور ان کے بعد میں میں خود ہوں۔ میں نے یہ بات تمہاری گردنوں میں ڈال دی ہے، اب تم کوئی عذر نہیں کر سکتے (کہ ہمیں خلفاء ثلاثہ کی عظمت کا علم نہ ہوا تھا)۔“

3: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ میرے جانشینوں پر رحم کرے۔“

عرض کیا گیا:

”وہ کون ہیں یا رسول اللہ!“

فرمایا:

”جو میرے بعد آئیں گے۔ میری احادیث اور میری سنت کو پیش نظر رکھیں گے اور انہیں لوگوں تک پہنچائیں گے۔“

اسے نظام الملک نے روایت کیا ہے۔

4: حضرت علی فرماتے ہیں:

”میرے اور ابو بکر صدیق کے بارے میں نبی علیہ السلام نے فرمایا: تم میں سے ایک کے ساتھ جبرائیل ہے اور دوسرے کے ساتھ میکائیل و اسرافیل ہے۔“

خلفاء راشدین کی بارگاہ میں حضرت ابن عباس کا ہدیہ عقیدت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا:

”اللہ ان پر رحم کرے۔ ان کی یہ صفات تھیں: قرآن کی تلاوت کرنا۔ گناہ سے نفرت کرنا۔ نیکی کا حکم کرنا۔ برائی سے روکنا۔ رضائے الہی کے لیے صبر کرنا۔ بے حیائی کی طرف رغبت سے بے خبری۔ رات بھر کی عبادت۔ دن بھر کا روزہ۔ معرفت الہی۔ خوف الہی۔ اللہ کی حرام کردہ امور سے دوری۔ اور ہلاک کرنے والے اعمال سے اعراض۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات میں ساتھیوں پر سبقت لے گئے تھے۔ ان کی امانت اور نیکی بے مثل تھی۔ جو ان پر اعتراض کرے اللہ کی اس پر تاروز قیامت لعنت ہو۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا:

”صدیق اکبر کی مہر کا نقش کیا تھا؟“

فرمایا کہ آپ کی مہر پر یہ کندہ تھا:

((عبد ذلیل لرب جلیل))

”عزت والے رب کا حقیر بندہ۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال ہوا کہ عمر فاروق کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں۔؟
آپ نے فرمایا:

”اللہ ابو حفص پر رحم کرے۔! آپ اسلام کے علم بردار۔ یتیموں کے بچاؤ۔ ایمان کے مرکز۔ احسان کی انتہا۔ کمزوروں کے میزبان۔ بادشاہوں کے لیے دلیل راہ دین حق کا قلعہ اور دستگیر مومنوں تھے۔ آپ نے دین واضح تر کر دیا اور ممالک فتح کر کے چپے چپے پر ذکر اللہ جاری کر دیا۔ مشکل کا وقت ہو یا آسانی کا آپ ہر وقت اللہ کا شکر ادا کرتے رہا کرتے تھے۔ آپ سے بغض رکھنے والے کو اللہ روز قیامت شرمندہ کرے گا۔“

پوچھا گیا:

”آپ کی مہر کا نقش کیا تھا۔؟“

حضرت عباس نے فرمایا:

((اللہ المعین لمن صبر))

”صبر کرنے والوں کا اللہ مددگار رہے۔“

حضرت ابن عباس سے پوچھا گیا:

”آپ عثمان غنی کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟“

انہوں نے فرمایا:

”اللہ! ابو عمرو پر رحم کرے! آپ نیک لوگوں سے بہتر۔ دوستوں میں سے برگزیدہ، کثیر الاستغفار، شب زندہ دار، دوزخ کا ذکر چھڑ جانے پر کثرت سے گریہ کننا، شب و روز مفید کاموں میں مشغول، ہر بزرگی کے خواہاں، آخرت میں نجات دلانے والے ہر عمل کے شیدا، ہر ہلاکت خیز عمل سے گریزاں، وفادار، با کردار، پاک باز، جنگ تبوک کے تنگ دست اسلامی لشکر کے سرپرست، پیر رومہ کے واقف اور داماد رسول تھے۔ آپ کے قاتلوں کو اللہ قیامت تک دردناک عذاب میں مبتلا رکھے۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا:

”حضرت عثمان کی مہر کا نقش کیا تھا۔؟“

آپ نے فرمایا:

((اللهم احیني سعيدًا و امتني شهيدًا))

”اے اللہ! مجھے سعادت کے ساتھ زندہ رکھ اور شہادت کے ساتھ مار۔“

اور اللہ کی قسم! واقعاً آپ سعادت کے ساتھ دنیا میں رہے اور شہادت کے ساتھ یہاں سے گئے۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا:

”آپ حضرت علی کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟“

حضرت ابن عباس نے فرمایا:

”اللہ ابوالحسن پر رحمت نازل کرے۔! آپ ہدایت کا مینار، تقویٰ کی کان، عقل کا پہاڑ، دانائی کا محور، جسم فیاضی، انسانی علوم کی انتہا، اندھیروں میں چمکتے نور، دین متین کے داعی، اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے والے خلفاء میں سب سے زیادہ متقی، نبی علیہ السلام کے بعد قائم ہونے والی خلافت کبھی کے ممبران میں سب سے زیادہ معزز، صاحبِ قبلتین، حسنین کریمین کے پدر اور خیر النساء کے شوہر تھے۔ آپ سے بہتر کوئی آدمی نہ میری آنکھوں نے دیکھا، نہ کانوں نے سنا۔ آپ حرب و ضرب کے ماہر اور ہم پلہ دشمنوں کے لیے ہلاکت تھے۔ آپ سے حسد رکھنے والے پر اللہ اور اس کی تمام مخلوق کی قیامت تک لعنت ہو۔“

پوچھا گیا:

”حضرت علی کی مہر کا نقش؟“

فرمایا:

((اللہ الملک))

”اللہ ہی کی تمام حکومتیں ہیں۔“

(مروج الذهب۔ بلسعودی الشیبی ج 3 صفحہ 7۔ تاریخ التواتر بحالات امام حسن مجتبیٰ ج 1 صفحہ 301 تا صفحہ 304)

امام زین العابدین بن امام حسین اور خلفائے راشدین:

سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے والہانہ محبت کا ثبوت شیعہ کتب میں بھی ملتا ہے۔ چنانچہ کوئی لوگوں (شیعوں) کا ایک گروہ آپ کے پاس آیا اور آپ کے سامنے پہلے تین صحابہ کے متعلق نازیبا الفاظ کہے۔ آپ نے ان سے فرمایا:

”اے صحابہ پر اعتراض کرنے والو! کیا تم مہاجرین میں سے ہو جن کے متعلق قرآن یہ کہتا ہے:

((الذین اخرجوا من ديارهم واموالهم يبتغون فضلاً من الله ورضواناً وينصرون

اللہ ورسولہ اولئک ہم الصدقون))

عراقی وفد نے جواب دے دیا:

”ہم مہاجرین میں سے نہیں ہیں۔“

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”کیا تم انصار میں سے ہو جن کی عظمت قرآن میں یوں مذکور ہے:

((الذین تبونوا الدار والايمان من قبلهم))

وفد نے جواب دیا:

”ہم انصار میں سے بھی نہیں۔“

آپ نے فرمایا:

”پھر تمہیں ان مقدس ہستیوں کے متعلق اعتراضات کرنے کا کیا حق ہے؟“

((اخر جو افعول اللہ بکم))

”میری آنکھوں سے دور ہو جاؤ! اللہ تمہیں اس بری حرکت کی سزا دے۔“

(کشف الغمہ، جلد دوم، صفحہ 78۔ جلاء العیون، جلد اول، صفحہ 393)

عبداللہ بن امام حسن اور خلفائے راشدین:

1: حضرت عبداللہ بن حسن بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم سے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں سوال ہوا تو

آپ نے فرمایا:

”میں ان کی فضیلت کا قائل ہوں اور ان کے لئے استغفار کرتا ہوں۔“

عرض کیا گیا:

”ممکن ہے آپ یہ بات بطور تقیہ کہہ رہے ہوں جب کہ آپ کے دل میں یہ بات نہ ہو۔“

آپ نے فرمایا:

”اگر ایسا ہو تو مجھے نبی علیہ السلام کی شفاعت نہ ملے۔“

2: حضرت عبداللہ بن امام حسن فرماتے ہیں:

”حضرت ابوبکر و عمر پر اللہ درود بھیجتا ہے اور جو ان پر درود نہ پڑھے تو اللہ اس پر سے رحمت اٹھالیتا ہے۔“

3: حضرت عبداللہ بن امام حسن نے ایک رافضی (شیعہ) سے فرمایا:

”اگر تم ہمسائے نہ ہو تو تمہیں قتل کر دینا بہت بڑا اجر ہے۔“

4: ابی محمد بن صالح حضرت عبداللہ بن امام حسن کا قول نقل کرتے ہیں کہ آپ نے مجھے فرمایا:

”اے ابن صالح! مجھے کعبہ کے رب کی قسم! امامت کے بارے میں تمہارا عقیدہ سراسر باطل ہے (کہ ایک

امام کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا ہوتا ہے اور ایک ہی نسل سے ہوتے ہیں۔ یا پھر یہ کہ امامت

فقط حضرت علی کی نسل سے خاص ہے اور امام گناہوں سے انبیاء کی طرح معصوم ہوتا ہے اور اس کا انکار کفر

ہوتا ہے وغیرہ۔“

حضرت عبداللہ بن امام حسن کا یہ ارشاد اہل تشیع کے عقیدہ امامت کی تردید کیلئے نہایت ٹھوس اور روزنی حجت

ہے۔ شیعوں کے نزدیک تمام اعمال و عقائد اسلامیہ میں امامت اہم ترین عقیدہ ہے، بلکہ ان کے بقول

انبیاء سے بھی بارہ اماموں کی امامت کا اقرار کروایا گیا مگر اس حقیقت سے کسی کو قطعاً انکار نہیں کہ قرآن

میں عقیدہ امامت کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں، بلکہ ایسا اشارہ بھی نہیں جبکہ عقیدہ توحید و رسالت پر نصف سے زیادہ آیات قرآنیہ وارد ہیں۔ یونہی نماز روزہ اور حج و زکوٰۃ کے بارے میں نصوص قرآنیہ شمار سے باہر ہیں تو اگر عقیدہ امامت ان سب سے اہم تر تھا تو کسی جگہ اس کا ذکر بھی چاہئے تھا۔

حضرت حسن مثنیٰ بن امام حسن بن علی المرتضیٰ اور خلفائے راشدین:

حضرت حسن مثنیٰ نے ایک عالی رافضی سے فرمایا:

”تم پر ہلاکت ہو۔ ہم سے صرف اسلامی محبت رکھو۔ اگر ہم اللہ کی اطاعت کریں تو ہمیں چاہو۔ نا فرمانی کریں تو ہماری مخالفت کرو۔“

وہ رافضی کہنے لگا:

”آپ تو نبی علیہ السلام کے قریبی رشتہ دار ہیں۔“

فرمایا:

”اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری بغیر اعمال صالحہ کا رگر ہوتی تو رسول کے قریبوں کو نفع کر دیتی۔ مجھے تو ڈر ہے کہ اگر ہم دین کی پیروی نہ کریں تو ہمیں دو گنا عذاب ہو اور یہ امید بھی ہے کہ ہر نیکی کا ثواب ہمیں دو گنا ملے گا۔ اگر ہمارے آباؤ اجداد اور ہماری ماؤں نے ہمیں دین کی باتیں نہیں بتلائیں اور ہمیں ان کی ترغیب و نصیحت نہیں کی تو انہوں نے ہم پر ظلم کیا ہے۔ تم لوگوں کی نسبت ہم اپنے آباء کے زیادہ قریب اور تربیت و تبلیغ کے زیادہ مستحق ہیں۔ اگر واقعتاً یہ بات درست ہوتی (جیسا کہ اہل تشیعہ کا عقیدہ ہے) کہ نبی علیہ السلام نے حضرت علی کو مسلمانوں کا فرمانروا بنایا تھا اور لوگوں کو ان کی حکومت تسلیم کرنے کا امر فرمایا تھا تو پھر حضرت علی اس بات میں بہت بڑے مجرم ہیں کہ انہوں نے اللہ کے نبی کا فرمان پورا کرنے کی جدوجہد کیوں نہیں کی۔“

رافضی کہنے لگا:

”نبی علیہ السلام نے کیا یہ نہیں فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے؟“

حضرت حسن مثنیٰ نے فرمایا:

”اگر ایسا ہی تھا تو نبی علیہ السلام نے علی کی خلافت صاف صاف اعلان کیوں نہ کیا: من كنت مولاه
جیسا مبہم اعلان کیوں کیا؟ جب کہ نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ قرآن و حدیث میں بڑی صراحت سے بیان ہوئے ہیں۔ نبی علیہ السلام کو تو پھر یوں اعلان کرنا چاہئے تھا۔ لوگو! یاد رکھو میرے بعد خلیفہ علی ہے۔
اللہ کی بات مانو اور اس کی اطاعت کرو (مگر ایسے اعلان نہیں فرمایا گیا۔)“

امام باقر بن زین العابدین اور خلفائے راشدین:

1: ابن ابی حفصہ سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر اور امام جعفر صادق سے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے

میں سوال کیا تو امام باقر نے فرمایا:

”وہ دونوں عدل کرنے والے حکمران تھے۔ تم ان سے دوستی رکھو اور ان کے دشمنوں سے نفرت کرو۔“

یہ کہہ کر آپ اپنے بیٹے (امام جعفر) کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

”اے جعفر! کیا تمہارا نانا صدیق اکبر نہیں؟ مجھے اپنے نانا نبی علیہ السلام کی شفاعت نصیب نہ ہو اگر میں

حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر سے دوستی اور ان کے دشمنوں سے نفرت نہ رکھوں۔“

2: حضرت امام باقر سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

”ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت نہ جاننے والا شخص سنت نبوی سے جاہل رہا ہے۔“

3: امام باقر سے سوال کیا گیا:

”شیخین (حضرت ابو بکر و عمر) کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے۔؟“

آپ نے فرمایا:

”وہ میرے محبوب ہیں۔ میں ان کے لیے استغفار کرتا ہوں اور میں نے تو اپنے خاندان اہل بیت میں

جسے بھی دیکھا ابو بکر و عمر کا گرویدہ ہی پایا ہے۔“

4: حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ سے اس قوم کے بارے میں سوال کیا گیا جو ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دیتی ہے

تو آپ نے فرمایا:

”یہ لوگ اسلام سے برگشتہ ہو گئے ہیں۔“

5: امام باقر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”شیخین (حضرت ابو بکر و عمر) میں شک کرنے والے نے سنت نبوی میں شک کیا ہے۔ شیخین کا بغض بھی

منافت ہے اور انصار صحابہ کا بغض بھی منافقت۔ بنو ہاشم بنی تیم (خاندان صدیق اکبر) اور بنی عدی

(خاندان عمر فاروق) میں اسلام سے پہلے رنجشیں تھیں، مگر اسلام کے بعد یہ ایک دوسرے کے جانی دوست

ہو گئے۔ اللہ نے ان کے دلوں سے تمام عداوتیں سلب کر لیں۔ حتیٰ کہ ایک بار ابو بکر صدیق کے پہلو میں

درد تھا تو علی مرتضیٰ آگ پر ہاتھ تپاتا تھا کہ ان کے پہلو پر پھیرتے تھے تاکہ ان کا درد جلد ختم ہو۔ انہی کے

بارے میں یہ آیت نازل ہے:

((وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلٰی سُرْرٍ مُّتَقَبِلِينَ))

(سورۃ الحجرات: 47)

”ہم نے ان کے دلوں سے ہر کدورت نکال لی ہے۔ اور وہ روز قیامت جنت میں تختوں پر ایک دوسرے

کے سامنے بیٹھے ہوں گے۔“

6: جناب جابر بھی کہتے ہیں کہ مجھے امام باقر نے فرمایا:

”جابر! مجھے اطلاع ملی ہے کہ عراق کے کچھ لوگ ہماری محبت کا دعویٰ کرنے کے باوجود ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی گستاخی کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ میں نے انہیں اس کا حکم دیا ہے۔ انہیں میری یہ بات پہنچا دے کہ میں ان سے بری ہوں۔ اس اللہ کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر مجھے حکومت مل جائے تو میں ایسے گستاخوں کا خون بہا کر اللہ کی رضا حاصل کروں گا۔ اگر میں شیخین سے محبت نہ رکھوں تو روز قیامت مجھے اپنے نانا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حاصل نہ ہو۔“

7: جابر جھٹی کہتے ہیں کہ مجھے امام باقر نے فرمایا:

”کو فیوں شیعوں کو بتلا دے کہ میں اس شخص سے بیزار ہوں جو ابو بکر و عمر سے بیزار ہے۔“

8: امام جعفر روایت کرتے ہیں کہ امام باقر نے فرمایا:

”نبی علیہ السلام کے دور مبارک میں ابو بکر صدیق کی آل آل محمد کہلاتی تھی۔ خیبر فتح ہوا تو وہاں کی کھجوریں اور چھوڑے مہاجرین و انصار کے مابین تقسیم کیے گئے، جبکہ گندم اور جو بنو ہاشم میں بانٹے گئے اور ابو بکر صدیق کی آل کو بنو ہاشم کے ساتھ رکھا گیا، کسی اور کو ساتھ نہیں ملا یا گیا۔“

9: امام باقر نے فرمایا:

”بے شک ابو بکر صدیق نے تلوار پر زیور چڑھایا ہوا تھا۔“

ایک شخص بولا:

”آپ ابو بکر کو صدیق کہتے ہیں؟“

آپ غصے سے اچھل پڑے فرمایا:

((ومن لم يقل له الصديق فلا صدق الله له قولاً في الدنيا ولا في الآخرة))

”ہاں! وہ صدیق ہے اور جو انہیں صدیق نہ کہے اللہ اسے دنیا و آخرت میں جھوٹا کرے۔!“

(کشف الغمہ، جلد 2، صفحہ 147)

زید شہید بن زین العابدین اور خلفائے راشدین:

1: حضرت زید شہید پسر امام زین العابدین فرماتے ہیں:

”جو ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے بیزار ہے وہ حضرت علی سے بھی بیزار ہے۔ اب جو چاہے آگے آئے یا پیچھے

ہٹ جائے۔“

2: حضرت زید شہید رحمۃ اللہ علیہ سے ایک بار سوال ہوا:

”آپ حضرت ابو بکر و حضرت عمر کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟“

آپ نے فرمایا:

”میں انہیں اپنا محبوب رکھتا ہوں۔“

عرض کیا گیا:

”انہیں جو تمرا کرتا ہو؟“

فرمایا:

”میں موت تک اس سے بیزار ہوں۔“

3: ابی ابن ابی رواد حسن مغیرہ واسطی کہتے ہیں کہ حضرت زید شہید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک جماعت حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی:

”رسول اللہ کے بیٹے! آپ ابو بکر صدیق اور عمر فاروق پر تمرا کرتے ہوئے حکومت وقت سے علم بغاوت بلند کریں۔“

آپ نے فرمایا:

”ہرگز نہیں!“

وہ کہنے لگے:

”ہم پھر آپ سے بیزار ہیں۔ بصورتِ دیگر آپ شیخین کی عداوت کے ساتھ خروج کریں تو ہمارے ساتھ ہزار سر آپ کے قدموں میں ہوں گے اور تلواریں انہیں اڑا چکی ہوں گی۔“

آپ نے جواب دیا:

”ٹھہرو! میں تمہیں نبی کی حدیث سناؤں۔ میرے والد امام زین العابدین اپنے والد امام حسین سے اور وہ اپنے والد حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: اے علی! تجھے بشارت ہو تم اور تمہارے محبت جنت میں جائیں گے۔ مگر یاد رکھو! ایک قوم تمہیں چاہنے والی آئے گی وہ اپنی زبانوں پر اسلام ظاہر کریں گے، مگر اسلام سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے ان کا قلب رافضی ہوگا۔ اے علی! اگر انہیں تم پاؤ تو قتل کر دو! وہ مشرکین ہیں۔“

اس کے بعد حضرت زید بن امام زین العابدین نے فرمایا:

”اللہ کی قسم! وہ قوم تم ہو۔“

پھر کہا:

”اے اللہ! یہ لوگ دنیا و آخرت میں میرے دشمن ہیں۔“

اس کے بعد آپ نے اس قوم کے لیے بددعا کی۔

4: حضرت زید بن زین العابدین سے باغ فدک کے غصب کیے جانے کی بابت سوال کیا گیا۔ (کہ حضرت

ابو بکر صدیق نے سیدہ فاطمہ سے ان کا فدک نامی باغ ناحق طور پر چھین لیا تھا؟) آپ نے فرمایا:

”سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابو بکر صدیق سے کہا تھا کہ یہ باغ نبی علیہ السلام مجھے دے گئے ہیں۔“

انہوں نے کہا: اپنے اس دعویٰ پر گواہ لائیں تو وہ ایک مرد اور ایک عورت کو لے آئیں۔ ابو بکر صدیق نے کہا: نہیں! یہ گواہی ناکافی ہے۔ ایک مرد اور لائیں یا ایک عورت اور لائیں، تاکہ مرد کے ساتھ مرد مل کر یا مرد اور عورت کے ساتھ دوسری عورت مل کر گواہی کا نصاب پورا ہو جائے اور اسلامی عدل و انصاف کے مطابق فدک آپ کے حوالہ کر دیا جائے تو سیدہ فاطمہ یہ بات پوری نہ کر سکیں۔“

اس کے بعد حضرت زید نے فرمایا:

”اللہ کی قسم! اگر فدک کا معاملہ میرے سامنے فیصلہ کے لیے لایا جاتا تو میں وہی فیصلہ کرتا جو ابو بکر صدیق نے کیا۔“

(شرح نہج البلاغہ مصنفہ ابن ابی حدید، جلد 4 صفحہ 82) (شرح نہج البلاغہ مصنف ابن میثم، جلد 5، صفحہ 107)

5: دوسری روایت میں ہے کہ حضرت زید بن زین العابدین نے فرمایا:

”صدیق اکبر نے فرمایا: نبی علیہ السلام باغ فدک سے تم اہل بیت کے لیے روزی بھر مال علیحدہ کر کے باقی غرباء میں تقسیم کر دیتے تھے میں بھی ایسے ہی کروں گا۔“

((فرضیت فاطمة بذالك و اخذت العهد عليه))

”سیدہ فاطمہ یہ فیصلہ سن کر راضی ہو گئیں اور اس پر عہد لے لیا۔“

((ثم قال زيد و ايم الله لورجع الامر الى لقضيت فيه بقضاء ابى بكر))

”پھر حضرت زید نے کہا: اگر یہ معاملہ فدک میرے پاس لایا جاتا تو میں بھی ابو بکر والا ہی فیصلہ کرتا۔“

6: حضرت زید بن زین العابدین فرماتے ہیں:

”جس نے ابو بکر صدیق و عمر فاروق کو گالی دی اس پر اللہ تعالیٰ، تمام فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔“

امام جعفر صادق بن محمد باقر اور خلفائے اربعہ:

1: مفضل بن عمر اپنے باپ سے اور مفضل کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے صحابہ کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا:

”ابو بکر صدیق کا دل مشاہدہ ربوبیت سے بھرا تھا اور آپ اللہ کے سوا سب کچھ غیر موجود پاتے تھے۔ اسی لیے آپ ہر وقت یہ کہتے رہا کرتے تھے: لا الہ الا اللہ۔ عمر فاروق کی نگاہ میں ماسویٰ اللہ سب کچھ حقیر و صغیر تھا۔ اس لیے آپ کا تکیہ کلام تھا: اللہ اکبر۔ عثمان غنی اللہ کے سوا ہر ایک چیز کو ناپائیدار اور فانی سمجھتے تھے اور تمام صفات کا جامع صرف اللہ ہی کو جانتے تھے۔ اسی لیے اکثر کہتے رہا کرتے تھے: سبحان اللہ۔ اور حضرت علی بن ابی طالب سمجھتے تھے کہ جہان اللہ ہی سے ہے، اللہ ہی کے ارادہ کے ساتھ قائم ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ جائے گا۔ اس لیے آپ الحمد للہ سے رطب اللسان رہتے تھے۔“

اسے نجدی نے اربعین میں روایت کیا ہے۔

2: امام جعفر خود فرماتے ہیں:

”مجھے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دوبارہ جنا ہے تو کیا کوئی آپ اپنے باپ کو گالی دے سکتا ہے۔؟“
(احقاق الحق، صفحہ 7) اور ناسخ التواریخ حالات امام جعفر ج 1 صفحہ 11)

3: امام جعفر سے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے فرمایا:

”جو ان سے بزار ہے میں اس سے بزار ہوں۔“

عرض کیا گیا:

”شاید آپ یہ بات بطور تقیہ فرما رہے ہیں؟“

فرمایا:

”نہیں اس طرح تو میں اسلام سے نکل جاؤں گا اور مجھے نبی علیہ السلام کی شفاعت حاصل نہ ہوگی۔“
امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”جتنی مجھے حضرت علی کی شفاعت کی آرزو ہے اسی قدر میں ابو بکر صدیق کی شفاعت کا طلب گار ہوں۔“
امام جعفر صادق کا ارشاد ہے:

”حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق پر تبرا کرنے والے سے اللہ تعالیٰ بزار ہے۔“
امام جعفر سے کسی نے کہا:

”سنا ہے کہ آپ ابو بکر و عمر سے بزار ہیں۔؟“

آپ نے فرمایا:

”ایسے شخص سے تو اللہ تعالیٰ بزار ہوتا ہے۔ مجھے تو امید ہے کہ ابو بکر صدیق سے میری رشتہ داری کا نفع اور برکت مجھے اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔ مجھے جب کوئی تکلیف ہوتی ہے تو اپنے ماموں عبدالرحمن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق سے رابطہ قائم کرتا ہوں۔“
امام جعفر صادق فرمایا کرتے تھے:

”میں انتخاب نہیں کر سکتا کہ اپنے کس دادا کی شفاعت کی دعا کروں۔ ابو بکر صدیق کی یا علی مرتضیٰ کی۔ اور جو شخص ابو بکر کا لقب صدیق نہیں سمجھتا اللہ تعالیٰ اسے ہر مقام پر چھوٹا کرے۔“

امام جعفر صادق نے بستر ندالت پر فرمایا:

”اے اللہ! میں ابو بکر و عمر سے محبت رکھتا ہوں۔ اگر میرے دل میں اس کے سوا کچھ ہو تو مجھے محمد مصطفیٰ اصلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو۔“

امام جعفر سے شیخین کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے فرمایا:

”ایسے انسانوں کے بارے پوچھ رہے ہو جو جنت کے پھل کھا رہے ہیں؟“

10: اہل تشیع کی مشہور کتاب فروغ کافی، کتاب الروضہ، باب غلامات قیام القائم میں ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا:

”ہر روز شام کو آسمانوں میں ندا ہوتی ہے کہ حضرت عثمان غنی اور اس کے پیرو جنتی ہیں اور کامیاب۔“

حضرت موسیٰ کاظم اور خلفائے راشدین:

امام موسیٰ کاظم فرماتے ہیں:

”میرے والد ماجد امام جعفر صادق نے فرمایا: ابو بکر میرا نانا ہے اور عمر میرا دادا۔ تو کیا میں اپنے نانا اور

دادا کو گالی دوں۔؟“

یہ تمام احادیث جو ائمہ اہل بیت کے مذکورہ اقوال پر مشتمل ہیں حافظ ابو سعید رازی نے الموافقہ کتاب میں بیان کی

ہیں۔



فصل نمبر 5:

صحابہ کرام سے محبت، ان کے باہمی اختلافات میں نہ پڑنے اور انہیں برا

نہ کہنے اور مواخات کا بیان

صحابہ کو محبوب رکھنے والا جنت میں صحابہ کے ساتھ ہوگا:

1: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی علیہ السلام کے پاس آیا اور عرض کیا:

”یا رسول اللہ! اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو کسی قوم سے محبت کرتا ہے مگر ان میں شامل نہیں۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”روز قیامت انسان اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔“

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

2: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی علیہ السلام کے پاس آیا اور عرض کیا:

”یا رسول اللہ! قیامت کب آئے گی۔“

آپ نے فرمایا:

”تو نے اس کے لیے کیا تیار کر رکھا ہے؟“

اس نے عرض کیا:

”میں نے اللہ اور اس کے رسول کی محبت تیار کر رکھی ہے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تو پھر تو اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔“

3: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”اسلام لانے کے بعد ہمیں اس سے بڑھ کر کبھی خوشی نہ ہوئی جتنی نبی علیہ السلام کے اس ارشاد پر ہوئی کہ آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔ میں (حضرت انس) تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے محبت رکھتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ میرا حشر ان کے ساتھ ہوگا، اگرچہ ان جیسے میرے اعمال نہیں ہیں۔“

اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

4: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی اسی مضمون کی ایک اور روایت بھی مسلم میں موجود ہے۔

صحابہ سے بھلائی کرنے کا حکم:

1: حضرت ابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جابیہ (ایک جگہ) میں آئے اور فرمایا:

”ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی میری طرح کھڑے تھے اور فرما رہے تھے: میرے صحابہ کے ساتھ بھلائی کرو اور پھر انہیں دیکھنے والوں کے ساتھ بھی بھلائی کرو۔“

اسے مخلص ذہبی نے روایت کیا ہے اور حافظ ناصر سلامی نے اسے روایت کر کے کہا:

”یہ حدیث صحیح ہے اور اس کے راوی بخاری و مسلم کے راوی ہیں۔“

اس میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت ہے کہ مومنو! صحابہ سے محبت کرو اور ان کے لیے استغفار کر کے بھلائی کرو اور ان کے باہمی اختلافات میں نہ الجھو۔

2: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میرے صحابہ کی عزت کرو اور پھر ان کی جوان کے بعد آئیں گے (تابعین) پھر ان کی جوان کی جو ان کے بعد (تابع تابعین) آئیں گے۔“

اسے عمر بن سماک رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

3: حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں:

”لوگوں کو حکم تو یہ تھا کہ نبی علیہ السلام کے صحابہ کے حق میں استغفار کریں لیکن انہوں نے انہیں گالیاں دینا شروع کر دیں۔“

اسے مسلم اور ابومعاویہ نے روایت کیا ہے۔

یہ حدیث اس بات کی تائید کرتی ہے کہ صحابہ کے ساتھ بھلائی کرنے کے حکم سے مراد ان کے لیے استغفار کرنا بھی ہے۔

4: عبدالرحمن بن زید لعمی کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بتایا کہ ہم نے چالیس بڑے تابعین سے ملاقات کی ہے جو کئی صحابہ کرام سے روایت کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے میرے تمام صحابہ سے محبت کی ان سے پیار کا رشتہ جوڑا اور ان کیلئے استغفار کی اللہ سے صحابہ کے ساتھ جنت میں جگہ دے گا۔“

اسے ابن عرفہ عہدی نے روایت کیا ہے۔

5: حضرت عبداللہ بن حسن بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم سے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے فرمایا:

”میں ان کی فضیلت کا قائل ہوں اور ان کے لئے استغفار کرتا ہوں۔“

عرض کیا گیا:

”ممکن ہے آپ یہ بات بطور تقیہ کہہ رہے ہوں جب کہ آپ کے دل میں یہ بات نہ ہو۔“

آپ نے فرمایا:

”اگر ایسا ہو تو مجھے نبی علیہ السلام کی شفاعت نہ ملے۔“

صحابہ کے متعلق اچھی گفتگو کرنا:

1: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جس نے میرے صحابہ کے متعلق اچھی بات کہی وہ منافقت سے بری ہو گیا اور جس نے ان کے متعلق

بری بات کہی وہ میری سنت کا مخالف اور جہنم کا حق دار ہے اور یہ بہت برا انجام ہے۔“

اسے ابوسعید نے شرف النبوة میں روایت کیا ہے۔

2: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جس نے میرے صحابہ کے بارے میں بہتر بات کہی وہ مومن ہے۔“

اسے ابن غیلان نے روایت کیا ہے۔

3: ایک اور حدیث میں صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کی شانِ رفعت مکان کو اتنا بلند فرما دیا کہ ان کے ادب، تعظیم

اور احترام کو علامتِ ایمانی اور ذوقِ ایقانی قرار دیا، فرمایا:

((مَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهُ وَسَاءَتْهُ سَيِّئَتُهُ فَذَلِكَ الْمُؤْمِنُ))

”تم میں سے وہی مومن ہیں جن کو صحابہ کے کام اچھے لگیں اور انکو برا کہنا برا معلوم ہو۔“

مسلمان صحابہ کے اختلاف میں نہ پڑیں:

- 1: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میرے بعد میرے صحابہ سے (ممکن ہے کہ) لغزش ہو مگر اللہ سے معاف کر دے گا۔ بائیں سبب کہ وہ میری صحبت کے شرف کے ساتھ تمام امت سے سبقت حاصل کر چکے ہیں، مگر ان کی لغزش پر کچھ لوگ اپنا عمل کریں گے۔ اللہ انہیں منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں اوندھا کر کے پھینکے گا۔“
اسے رازی نے اپنے فوائد میں روایت کیا ہے۔
 - 2: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میرے صحابہ کی شکایت نہ پہنچایا کرو کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جب میں اپنے صحابہ کے پاس آؤں تو میرے دل میں ان کے بارے میں کوئی میل نہ ہو۔“
 - 3: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تقدیر میں لوگ الجھیں تو تم خاموش رہو اور جب میرے صحابہ کے بارے میں ایسا کریں (کہ کون افضل ہے؟) تو بھی تم خاموش رہو۔“
 - 4: حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
”میں نے ان معاملات کے بارے میں اللہ سے سوال کیا جن میں میرے صحابہ میرے بعد اختلاف کریں گے۔ اللہ نے مجھے بذریعہ وحی فرمایا: (اے محمد!) آپ کے صحابہ میرے نزدیک ستاروں کی مانند ہیں۔ بعض کا نور دوسروں سے زیادہ ہے تو جس شخص نے صحابہ کے مابین کسی اختلافی مسئلہ کی ایک شق کو اختیار کر لیا اس کا یہ عمل میرے ذمہ پر ہوگا۔ (اس پر مواخذہ نہ ہوگا)“
اسے نظام الملک نے اپنی امالی میں بیان کیا ہے۔ اس میں یہ بات بھی معلوم ہو رہی ہے کہ ہر مجتہد کو اپنے عمل کا ثواب ضرور ملتا ہے۔
- ### صحابی کی گستاخی اور تمہراء کا گناہ:
- 1: حضرت سہل بن مالک اپنے باپ سے اور وہ سہل کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے لوگو! میرے داماد عثمان ذی النورین اور علی المرتضیٰ اور سسر ابو بکر صدیق اور عمر فاروق اور میرے کسی صحابی کی گستاخی نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ اللہ اس کا حساب تم سے لے لے، کیونکہ یہ گناہ کبھی معاف نہیں کیا جائے گا۔ اے لوگو! مسلمانوں کی عیب جوئی نہ کیا کرو اور کسی کے مرجانے کے بعد اسے بہتری سے یاد کیا کرو۔“

2: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اللہ سے ڈرو! اللہ سے ڈرو! میرے صحابہ کے بارے میں۔ میرے بعد ان سے خود غرضی مت کرنا۔ جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھے محبوب بنایا جس نے ان سے بغض کیا اس نے مجھ سے بغاوت کی۔ انہیں ایذا دینا مجھے ایذا دینا ہے اور مجھے ایذا دینا اللہ کو ناراض کرنا ہے اور اللہ کو ناراض کرنے والا ممکن ہے کہ جلد گرفتار عذاب ہو جائے۔“

اسے مخلص ذہبی نے روایت کیا ہے۔

3: حافظ دمشقی نے اپنے معجم میں اسی روایت کو یوں لیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جس کسی نے میرے صحابہ سے محبت کی تو اس لیے کہ وہ میرا محبوب ہے اور جس نے ان سے بغض کیا تو اس وجہ سے کہ وہ میرے نزدیک مردود ہے۔“

حافظ دمشقی نے اس روایت کے ابتدائی اور آخری الفاظ اس سے قبل والی حدیث کی مثل بیان کیے ہیں۔

یہ روایت حافظ نے ابن شریط سے لی ہے جیسا کہ اس نے اس سے قبل والی روایت حضرت عبداللہ بن معقل رضی اللہ عنہ سے لی ہے۔

4: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جو میرے صحابہ کو برا کہے اس پر اللہ، تمام فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے اور اللہ اس کا کوئی عمل قبول نہیں فرماتا۔“

5: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جس نے میرے صحابہ کو گالی دی اور انہیں دکھ دیا اس نے مجھے دکھ دیا ہے۔“

6: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جس نے میرے صحابہ کو گالی دی اسے کوڑے لگاؤ۔“

ان تمام احادیث کو خثیمہ بن سلیمان اور ثالث بن سہاک نے روایت کیا ہے۔

7: یہ حدیث بعینہ انہیں الفاظ کے ساتھ اہل تشیع کی نہایت معتبر کتاب جامع الاخبار صفحہ 182 فصل نمبر 125 میں موجود ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

((قال عليهما السلام من سبني او اصحابي فقد كفر ومن سب اصحابي فاجلدوه))

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھے یا میرے صحابہ کو گالی دی وہ کافر ہو گیا اور اسے کوڑے لگاؤ۔“

8: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”کسی بھی نبی کی گستاخی کرنے والے کو قتل کر دو اور میرے کسی صحابی کو جو گالی دے اسے کوڑے لگاؤ۔“

9: صحیح مسلم شریف میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ أَحَدًا نَفَقَ مِثْلَ أَحَدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مَدًّا أَحَدِهِمْ وَنَصِيفَةً"

”میرے صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو برا مت کہو۔ مجھے اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا تو وہ ان میں سے کسی ایک کے مُد (ناپنے کا ایک پیمانہ) بلکہ نصفِ مُد کے ثواب کے برابر بھی حاصل نہیں کر سکے گا۔“

10: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”صحابہ کو گالی نہ دو کیونکہ تمہارے ساری عمر کے نیک اعمال انکی ایک لمحہ بھر کی نیکی کے برابر بھی نہیں ہو سکتے۔“

11: حضرت عبداللہ بن مفضل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللَّهُ اَللَّهُ فِي أَصْحَابِي اللَّهُ اَللَّهُ فِي أَصْحَابِي لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا مِّنْ بَعْدِي فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحَبِيٍّ أَحَبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِغَضِيٍّ أَبْغَضَهُمْ وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اَللَّهَ فَيُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ"

”اللہ سے ڈرو! اللہ سے ڈرو! اللہ سے ڈرو! اللہ سے ڈرو! میرے صحابہ کے معاملے میں اللہ سے ڈرو۔ میرے بعد ان کو نشانہ نہ بنانا۔ جان لو کہ جو شخص ان کو دوست رکھتا ہے تو وہ میری محبت کی وجہ سے ان کو دوست رکھتا ہے اور جو شخص ان سے دشمنی رکھتا ہے تو وہ مجھ سے بغض رکھنے کے سبب ان سے دشمنی کرتا ہے اور جس شخص نے ان کو اذیت پہنچائی تو بیشک اس نے مجھے اذیت پہنچائی اور جس شخص نے مجھے اذیت پہنچائی تو اس نے اللہ کو اذیت پہنچائی اور جس شخص نے اللہ کو اذیت پہنچائی تو وہ دن دو دن نہیں جب اللہ اس کو اپنے عذاب میں گرفتار فرمائے گا۔“

12: ایک اور جگہ صحابہ کے دشمنوں کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"إِنَّا أَشْرَأُكُمْ أَجْرًا مِّنْ عَمَلِي أَصْحَابِي"

”بیشک میری امت کے بدترین لوگ وہ ہیں جو میرے صحابہ کے گستاخ ہیں۔“

13: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِينَ يَسْتَبُونَ أَصْحَابِي فَقُولُوا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَىٰ شِرْكِكُمْ"

”جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو برا کہتے ہوں تو تم کہو اللہ کی لعنت ہو تمہاری اس بری حرکت پر۔“

14: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میرے صحابہ کو گالی نہ دو کیونکہ تم میں سے اگر کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر سونا راہِ الہی میں خرچ کرے تو ایک صحابی کے چار سیر بلکہ دو سیر گندم خرچ کرنے کے برابر نہیں ہو سکتا۔“
اسے بخاری و مسلم نے اور ابوبکر برقانی نے بخاری مسلم کی شرائط پر روایت کیا ہے۔

15: ابوبکر برقانی کی روایت میں یہ بھی ہے:

”میرے صحابہ کو گالی نہ دو۔ انہیں چھوڑ دو اس لیے کہ تم میں سے کسی کا ہر روز احد پہاڑ کے برابر سونا راہِ الہی میں خرچ کرنا ایک صحابی کے صرف ایک دن 4 سیر گندم خرچ کرنے کے برابر نہیں ہو سکتا۔“

16: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

”حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو گالی نہ دو کیونکہ تمہارے ساری عمر کے نیک اعمال اُن کی ایک لحظہ نیکی کے برابر نہیں ہو سکتے۔“

اسے علی بن حرب طائی اور خیشمہ بن سلیمان نے روایت کیا ہے۔

17: حضرت عبدالرحمن بن سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہم (تینوں دادا، باپ اور بیٹا ایک دوسرے سے متوارثاً) روایت

کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء میں سے مجھے چنا اور میرے لیے ساتھی چنے، پھر انہیں میں سے میرے سر اور بددگار بنائے تو جو انہیں برا کہے اس پر اللہ تمام فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ روز محشر اللہ تعالیٰ اس کا کوئی عمل قبول نہیں کرے گا۔“

18: حضرت عبدالرحمن بن سالم بن عبداللہ (دادا، باپ اور بیٹا ایک دوسرے سے متوارثاً) روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اللہ نے مجھے (انبیاء میں سے) چنا اور میرے لیے ساتھی چنے۔ انہیں سے میرے سر اور بددگار بنائے تو جو انہیں برا کہے اس پر اللہ تعالیٰ، تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ روز قیامت اس کا کوئی عمل قبول نہ ہوگا۔“

اسے ابن مہندی نے اپنی مشیخت میں بیان کیا ہے۔

19: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اے مسلمانو! اگر تم عبادت کرتے کرتے کمانوں کی طرح کوز پشت ہو جاؤ اور مسلسل روزہ رکھتے رکھتے کمانوں کی طرح سوکھ جاؤ اور نماز ادا کرنے کے لیے قافلوں سے پھڑے پھرو۔ پھر بھی اگر تم میں سے کسی نے عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے کسی سے بغض رکھا تو اسے ناک کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔“

اسے حضرت ابو سعید نے شرفِ نبوت میں بیان کیا ہے۔

20: سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک گروہ نے صحابہ کے متعلق نازیبا الفاظ کہے۔ آپ نے ان سے فرمایا:

”اے صحابہ پر اعتراض کرنے والو! کیا تم مہاجرین میں سے ہو جن کے متعلق قرآن یہ کہتا ہے:

((الذین اخرجوا من ديارهم واموالهم يبتغون فضلاً من الله ورضواناً وينصرون
الله ورسوله اولئك هم الصدقون))

عراقی وفد نے جواب دے دیا:

”ہم مہاجرین میں سے نہیں ہیں۔“

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”کیا تم انصار میں سے ہو جن کی عظمت قرآن میں یوں مذکور ہے:

((الذین تبوءوا الدار والايمان من قبلهم))

وفد نے جواب دیا:

”ہم انصار میں سے بھی نہیں۔“

آپ نے فرمایا:

”پھر تمہیں ان مقدس ہستیوں کے متعلق اعتراضات کرنے کا کیا حق ہے؟“

((اخرجوا فعل الله بكم))

”میری آنکھوں سے دور ہو جاؤ! اللہ تمہیں اس بری حرکت کی سزا دے۔“

(کشف الغمہ، جلد دوم، صفحہ 78۔ جلاء العيون، جلد اول، صفحہ 393)

21: حضرت عبداللہ بن امام حسن نے ایک راہِ نبوی (شیعہ) سے فرمایا:

”اگر تم ہمسائے نہ ہو تو تمہیں قتل کر دینا بہت بڑا اجر ہے۔“

22: جابر جھٹی کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق نے فرمایا:

”جابر! مجھے اطلاع ملی ہے کہ عراق کے کچھ لوگ ہماری محبت کا دعویٰ کرنے کے باوجود صحابہ کی گستاخی

کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ میں نے انہیں اس کا حکم دیا ہے۔ انہیں میری یہ بات پہنچا دے کہ میں ان سے

بری ہوں۔ اس اللہ کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر مجھے حکومت مل جائے تو میں ایسے

گستاخوں کا خون بہا کر اللہ کی رضا حاصل کروں گا۔“

23: جابر جھٹی ہی کہتے ہیں کہ مجھے امام باقر نے فرمایا:

”کوئیوں کو بتلا دے کہ میں اس شخص سے بیزار ہوں جو صحابہ سے بیزار ہے۔“

صحابہ کرام آپس میں بھائی بھائی ہیں:

1: حضرت زید بن ابی ادنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مسجد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”فلاں بن فلاں کہاں ہے؟“

آپ نے صحابہ کے چہرے ملاحظہ فرما کر ان میں سے کچھ کو غیر حاضر پایا تو انہیں بلا بھیجا۔ جب تمام اکٹھے ہو گئے تو آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کہی۔ پھر فرمایا:

”آج میں تمہیں ایک بات کہنے والا ہوں، اسے یاد کر لو اور بعد میں آنے والوں کو آگاہ کر دو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے بعض کو برگزیدہ بنایا۔“

پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

((اللہ یصطفیٰ من الملائکۃ رسلاً ومن الناس))

”اللہ فرشتوں سے رسول چن لیتا ہے اور انسانوں میں سے بھی۔“

اور میں بھی تم (صحابہ) میں سے بعض کو زیادہ محبوب رکھتا ہوں اور تمہارے درمیان بھائی چارہ قائم کرنے والا ہوں جیسا کہ اللہ نے فرشتوں کے مابین اخوت کے رشتے بنائے ہیں۔ تو اے ابوبکر! اٹھو اور میرے سامنے کھڑے ہو جاؤ۔ مجھ پر تمہارے کئی احسانات ہیں جن کا بدلہ اللہ ہی تمہیں دے گا۔ اگر میں کسی کو اپنا خلیل (دوست) بناتا تو تمہیں بناتا۔ تم میرے ساتھ وہ نسبت رکھتے ہو جو تمہیں کو بدن سے ہوتی ہے۔“

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”عمر! میرے قریب آ جاؤ۔“

وہ قریب آ گئے تو آپ نے فرمایا:

”عمر تم سب سے زیادہ ہماری مخالفت کیا کرتے تھے۔ میں نے اللہ سے دعا کی کہ تمہاری ساتھ یا ابوجہل بن ہشام کی ساتھ اسلام کو شوکت دے دی جائے تو اللہ نے میری دعا کو تمہارے حق میں قبول فرمایا۔ تو تم میرے ساتھ جنت میں ہو گے۔ ساری امت میں سے تیسرے نمبر پر جنت میں داخل ہونے والے۔“

یہ سن کر عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک طرف ہٹ گئے تو نبی علیہ السلام نے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو ایک دوسرے کا

بھائی قرار دیا۔ پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور ارشاد فرمایا:

”اے ابوعمر و عثمان! میرے قریب آ جاؤ۔“

وہ آہستہ آہستہ قریب ہونے لگے، حتیٰ کہ نبی علیہ السلام کے گھٹنوں سے اپنے گھٹنے ملا لیے۔ تب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور تین بار سبحان اللہ العظیم کہا۔ پھر عثمان غنی کو دیکھا تو ان

کی چادر کھلی ہوئی تھی۔ آپ نے اپنے ہاتھوں سے وہ چادر باندھ دی اور فرمایا:

”چادر کے دونوں پلو سینے کے اوپر سے گزار لو۔! آسمانوں میں تمہاری تعریف کی جاتی ہے۔ تم روز قیامت میرے پاس حوض کوثر پر آؤ گے جب کہ تمہاری گردن کی رگوں سے خون بہتا ہوگا۔ میں کہوں گا: تمہارے ساتھ یہ حشر کس نے کیا ہے؟ تم کہو گے: فلاں فلاں نے۔ یہی بات ہوتی ہوگی کہ کوئی آواز دینے والا آسمانوں سے آواز دے گا: یاد رکھو! عثمان تمام مظلومین کا امیر ہے۔“

چنانچہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ ایک طرف ہو گئے تو نبی علیہ السلام نے حضرت عبدالرحمن بن عوف کو بلایا اور فرمایا: ”اے اللہ کے امین! میرے قریب آؤ! تم اللہ کے امین ہو۔ آسمانوں میں تمہیں امین کہا جاتا ہے۔ جو تمہارا حق ہے اللہ اس پر تمہیں ضرور قبضہ دے گا۔ میرے پاس تمہارے لیے ایک دعا ہے جو ابھی تک میں نے بارگاہ الہی میں پیش نہیں کی۔“

انہوں نے عرض کیا:

”یا رسول اللہ! پیش کر دیجئے۔“

آپ نے فرمایا:

”تم نے مجھ پر ایک امانت لارکھی ہے (دعا کی قبولیت اور طلب کردہ چیز کا حصول)“ پھر فرمایا:

”عبدالرحمن! تمہارا ایک مقام ہے۔ اللہ تمہیں کثرت سے مال عطا فرمائے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کی کثرت کو اپنے ہاتھ پھیلا پھیلا کر تعبیر فرمایا۔ چنانچہ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ ایک طرف ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور حضرت عثمان غنی کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا۔

پھر حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کو بلایا گیا۔ ارشاد ہوا:

”قریب آ جاؤ۔“

وہ قریب آ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تم دونوں عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی طرح میرے حواری ہو۔“

پھر دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا تو وہ ایک طرف ہو گئے۔

پھر حضرت عمار بن یاسر اور حضرت سعد کو بلایا گیا اور فرمایا:

”تمہیں باغی گروہ قتل کرے گا۔“

پھر ابوذر داء اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہما کو بلایا گیا اور فرمایا:

”تم ہمارے اہل بیت میں سے ہو۔ اللہ نے تمہیں پہلا اور آخری علم اور پہلی اور آخری کتاب عطا فرمائی ہے۔“

پھر فرمایا:

”ابو درداء! کیا اللہ نے تمہیں راہِ حق عطا نہیں فرمادی؟“

عرض کیا:

”ہاں یا رسول اللہ! آپ پر میرے والدین قربان۔“

فرمایا:

”اے ابو درداء! اگر تم گم ہو جاؤ گے تو امت تمہیں تلاش کرے گی۔ اگر تم انہیں چھوڑ دو گے تو وہ تمہیں نہ چھوڑیں گے۔ تم بھاگو گے بھی تو وہ تمہیں ڈھونڈ لیں گے۔ اس لیے اپنی عزت کو فقر والے دن کے لیے ادھار دے دو (آج لوگوں کے کام آؤ کل وہ تمہارے کام آئیں گے) اور جاؤ کہ اعمال کی جزا آنے والی ہے۔“

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور حضرت سعد کے درمیان بھائی چارہ کر دیا۔ پھر صحابہ کے دکتے ہوئے چہروں کو دیکھ کر فرمانے لگے:

”صحابہ! تمہیں مبارک ہو! تمہاری آنکھیں ٹھنڈی رہیں۔ تم ہی سب سے پہلے حوضِ کوثر پر میرے پاس آؤ گے۔ جنت میں تمہارے گھر بہت بلند و بالا ہوں گے۔“

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر فرمایا:

”اللہ ہی کی حمد ہے۔ جسے وہ اپنا محبوب بنا لے اسے گمراہی سے نجات دے دیتا ہے۔“

اب حضرت علی رضی اللہ عنہ بولے:

”میری تو جان نکل گئی تھی اور کمر ٹوٹ گئی تھی جب میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سوا سب کی تعریف کر رہے اور بھائی چارہ قائم کر رہے ہیں۔ اگر مجھ پر کوئی ناراضگی ہے تو جیسے آپ کی مرضی۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”مجھے اللہ کی قسم! جس نے مجھے نبی بنایا۔ میں نے تمہیں سب سے پیچھے رکھا ہی صرف اپنا بھائی بنانے کے لئے ہے۔ تمہارا مجھ سے وہی تعلق ہے جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام سے تھا، البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ تم میرے بھائی اور وارث ہو۔“

اس حدیث کو حافظ ابوالقاسم دمشقی نے چالیس لمبی حدیثوں کے مجموعہ میں بیان کیا ہے۔

2: ابوسعید نے کتاب شرف النبوة میں عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے مختلف الفاظ کے ساتھ حدیث مواخات

روایت کی ہے۔ جس کے بعض الفاظ یہ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اے ابو بکر و عمر! مجھے حکم ملا ہے کہ تم دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی بناؤں۔ تم دنیا و آخرت میں باہم بھائی

بھائی ہو، لہذا دونوں ایک دوسرے کو سلام کہو اور مصافحہ کرو۔“
تو تعمیل حکم کرتے ہوئے دونوں نے مصافحہ کیا۔ پھر فرمایا:

”اے زبیر وطلحہ! آؤ میں تمہیں بھائی بنا دوں۔ تم دونوں دنیا اور آخرت میں بھائی بھائی ہو۔ دونوں سلام کہو اور مصافحہ کرو۔“

انہوں نے حکم کی تعمیل کی۔ پھر ابی بن کعب اور عبداللہ بن مسعود کو بلایا گیا اور انہیں بھائی بھائی بنا دیا۔ پھر ابو عبیدہ بن جراح اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا گیا۔ پھر ابو درداء اور سلمان فارسی کو باہم بھائی قرار دیا گیا۔ پھر سعد بن ابی وقاص اور حضرت صہیب رومی کے مابین مواخات کا رشتہ استوار ہوا۔ پھر ابو ایوب انصاری اور حضرت بلال کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا گیا۔ پھر اسامہ بن زید اور ابو ہند الجحام کو نبی علیہ السلام نے باہم بھائی بھائی قرار دیا۔
پھر فرمایا:

”مجھے یہ حکم ہے کہ فاطمہ اور ام سلیم کے مابین رشتہ اخوت استوار کروں اور عائشہ کو ایوب انصاری کی بیوی کی بہن بنا دوں۔ اللہ تعالیٰ ابو طلحہ اور ابو ایوب انصاری کی آل کو اللہ کے رسول کی طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے۔“

3: مورخ ابن اسحاق نے مہاجرین و انصار کے مابین مواخات کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اللہ کی طرف سے ہم پر نازل شدہ وحی میں سے یہ بھی ہے کہ مسلمانوں میں بھائی چارہ قائم کیا جائے۔“
یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کا ہاتھ تھاما اور فرمایا:
”یہ میرا بھائی ہے۔“

چنانچہ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور علی مرتضیٰ ایک دوسرے کا بھائی کہلایا کرتے تھے۔ پھر حضرت امیر حمزہ بن عبدالمطلب اور زید بن حارثہ بھائی بھائی بنے۔ جعفر بن ابی طالب اور معاذ بن جبل میں بھائی چارہ قائم ہوا۔

4: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ باہم بھائی بنے۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا گیا۔ ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بھائی بھائی کہلائے۔ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ میں بھائی چارہ استوار ہوا اور زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اور سلمہ سلامہ رضی اللہ عنہ کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا گیا۔

5: بروایت دیگر زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا گیا تھا، یونہی عثمان رضی اللہ عنہ اور اویس بن ثابت رضی اللہ عنہ کو طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ

کو سعید بن زید رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور ابو ایوب رضی اللہ عنہ کو ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہ کو اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کو زبان نبوت نے ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا۔

6: ایک اور روایت کے مطابق عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ جنہیں خطیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا ہے اور ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ اور مندر بن عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھائی چارہ قائم فرمایا۔

7: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ اور عریم بن سعد رضی اللہ عنہ کے مابین، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور ابو درداء رضی اللہ عنہ کے مابین، بلال مؤذن اور ابو ریحہ رضی اللہ عنہ کے مابین رشتہ مواخات قائم کیا۔

8: ابن اسحاق نے مہاجرین و انصار کی مواخات یوں بھی لکھی ہے:
”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر و عمر کو بھائی بنایا۔ عثمان غنی اور عبدالرحمن کو بھائی بنایا۔ طلحہ و زبیر کو بھائی بنایا۔ ابو ذر اور مقداد اور امیر معاویہ اور حنظل مجاشعی کے درمیان مواخات کا تعلق قائم کیا۔“

بہر حال یہ مختلف احادیث اس امر کی نشاندہی کرتی ہیں کہ مواخات قائم کرنے کا امر متعدد بار واقع ہوا ہے۔

9: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق و فاروق، امیر حمزہ و زید بن حارثہ، عبداللہ بن مسعود و زبیر بن عوام، عبدالرحمن بن عوف و سعد بن مالک اور خود اپنے اور میرے درمیان مواخات پیدا فرمائی۔

10: حضرت ابن عبداللہ نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے مہاجرین کے درمیان مواخات قائم کی اور پھر مہاجرین اور انصار کے مابین مواخات کا رشتہ استوار کیا۔ دونوں بار حضرت علی سے فرمایا:
”تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو۔“



اہل بیت

(جناب علیؑ، آپ کی بیوی اور اولاد کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت ہیں اسی مضمون کی مناسبت سے پہلے اہل بیت کی عظمت بیان کی جاتی ہے۔)

آل و اہل کا معنی:

لفظ ”آل“ اصل میں ”اہل“ تھا۔ ”ہا“ کو ہمزہ میں تبدیل کیا تو بنا ”اٰسال“ علم صرف کا یہ قاعدہ و قانون ہے کہ جب دو ہمزے اکٹھے ہوں تو ایک ہمزہ کو الف میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ اس لیے جب دو ہمزے اکٹھے ہوئے تو دوسرے ہمزہ کو الف میں تبدیل کر دیا گیا اس طرح یہ بن گیا ”آل“

اہل لغت کہتے ہیں:

”اَلُ الرَّجُلِ اَهْلُهُ“

”آدمی کی آل سے مراد اس کے اہل ہیں۔“

اور ”اہل“ کے متعلق صاحب لسان العرب علامہ ابن منظور رقم طراز ہیں!

”اَهْلُ الرَّجُلِ عَشِيرَتُهُ وَزَوْوُ قُرْبَاهُ“

”آدمی کی اہل سے مراد اس کے کنبہ والے افراد اور اس کے نسبی اقرباء ہیں۔“

”وَ اَهْلُ الْبَيْتِ سَكَاْنُهُ“

”اور اہل بیت سے مراد گھر میں رہنے والے ہیں۔“

”وَ اَهْلُ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ اَزْوَاجُهُ وَبَنَاتُهُ وَصَهْدَةُ“

(لسان العرب، جلد نمبر 11)

”حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیعت سے مراد آپ کی ازواج مطہرات، آپ کی صاحبزادیاں اور آپ کے داماد ہیں۔“

اسی طرح موجودہ دور کی سب سے مستند و کشری ”المخجد“ میں بھی اسی طرح لکھا ہے!

”اَلُ الرَّجُلِ اَهْلُهُ وَلَا يُسْتَعْمَلُ اِلَّا فِي مَا فِيهِ شَرَفٌ“

”آدمی کی آل سے مراد اس کے اہل ہیں اور لفظ آل صرف اصحاب شرف کیلئے استعمال ہوتا ہے۔“

نبی کریم کے اہل بیت اور قرآن مجید:

اب ہم قرآن مجید سے چند آیات بیان کرتے ہیں جن سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اہل بیت میں شامل ہیں۔

سورت نمل میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوی حضرت صفورہ رضی اللہ عنہا کو آپ کی اہل فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”إِذْ قَالَ مُوسَىٰ لَأَهْلِيهِ إِنِّي آنَسْتُ نَارًا“

(القرآن المجید، پارہ نمبر 19، سورۃ النمل، آیت نمبر 7)

”جب موسیٰ نے اپنی گھر والی سے فرمایا مجھے ایک آگ نظر آتی ہے۔“

اس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل بیت فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ“

(القرآن المجید، پارہ نمبر 4، سورۃ آل عمران، آیت نمبر 121)

”اور یاد کیجئے یا رسول اللہ! جب آپ صبح کو اپنے دولت خانہ (حضرت عائشہ کے گھر) سے برآمد ہوئے

مسلمانوں کو لڑائی کے مورچوں پر قائم کرتے۔“

اور اسی طرح قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو بھی اہل بیت فرمایا ہے:

”قَالُوا آتَعَجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحِمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ“

(القرآن المجید، پارہ نمبر 12، سورۃ ہود، آیت نمبر 73)

”فرشتے بولے کیا اللہ تعالیٰ کے کام کا تعجب کرتی ہو اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم پر ہوں اے نبی کے

گھر والو۔“

ان آیات سے یہ اظہر من الشمس ہو گیا کہ ازواجِ مطہرات سلام اللہ علیہن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں شامل ہیں۔

اب ان لوگوں کے رو میں چند آیات پیش ہیں جو آل رسول یعنی اولادِ رسول اور داماد رسول کو اہل بیت میں داخل نہیں جانتے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

”إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَ كُمْ تَطْهِيرًا“

(القرآن المجید، پارہ نمبر 22، سورۃ احزاب، آیت نمبر 33)

”اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے دور کر دے ہر قسم کی ناپاکی کو اور تمہیں پوری

طرح پاک و صاف کر دے۔“

”رجس“ کے معنی گندی چیز کے ہیں۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر ناپسندیدہ چیز کو ”رجس“ کہتے

ہیں، خواہ وہ عمل ہو یا غیر عمل اور اکثر علماء کرام نے اس سے گناہ مراد لیا ہے اسی لئے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”أَنَا وَاهْلُ بَيْتِي مُطَهَّرُونَ مِنَ الذُّنُوبِ“
(روح المعانی، جلد نمبر 22، صفحہ نمبر 12)

”میں اور میرے اہل بیت گناہوں سے پاک ہیں۔“

اس آیت تطہیر کے شانِ نزول کے بارے میں اُمّ المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو میں اپنے گھر کے دروازے کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے عرض کیا:

”يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلَسْتُ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ“

”اے اللہ کے نبی! کیا میں آپ کے اہل بیت سے نہیں؟“

تو آپ علیہ السلام نے فرمایا!

”إِنَّكَ إِلَى خَيْرٍ أَنْتَ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ“

”یقیناً آپ بھلائی پر اور نبی کی ازواج میں سے ہیں۔“

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں!

”میرے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ حضرت علی، حضرت فاطمہ الزہرا اور حضرت حسین کریمین رضی اللہ عنہم موجود تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر اپنی کالی دھاری دار چادر ڈال دی اور عرض کیا!

”اللَّهُمَّ هُوَ لَاءِ أَهْلِ بَيْتِي فَادْهَبْ عَنْهُمْ الرَّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا“

(تفسیر خازن، جلد نمبر 3، صفحہ نمبر 449)

”اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں تو ان سے رجس کو دور فرما دے اور انہیں خوب پاک فرما دے۔“

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کے بعد چالیس دن صبح فجر کے وقت حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے دروازے پر تشریف لا کر فرماتے:

”السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ الصَّلَاةُ رَحِمَكُمُ اللَّهُ“

(اشرف المؤمنین، ص 8، مطبوعہ مصر)

”اے اہل بیت! تم پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی، رحمت اور برکت ہو۔ نماز پڑھو خدا تم پر رحم فرمائے۔“

اسی طرح حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت مبارکہ کے نزول کے بعد چھ ماہ تک اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بقول سات ماہ تک جب بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کیلئے حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر کے دروازے کے پاس سے گزرتے تو آپ بلند آواز سے فرماتے:

”يَا أَهْلَ الْبَيْتِ الصَّلَاةُ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا“

(تفسیر درمنثور، از امام جلال الدین سیوطی، جلد نمبر 5، صفحہ نمبر 189)

”اے اہل بیت! نماز کا وقت ہے، نماز پڑھو، اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھر والو تم سے دور کر دے ہر قسم کی ناپاکی اور اچھی طرح تمہیں پاک صاف کر دے۔“

اسی طرح امام ابن حجر کی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الصواعق المحرقة، صفحہ نمبر 144 میں اس آیت تطہیر کے ضمن میں

فرماتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کے بعد دعا فرمائی اور پھر فرمایا!

”أَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَهُمْ وَسَلَمٌ لِمَنْ سَأَلَهُمْ وَعَدٌّ وَلِمَنْ عَادَاهُمْ“

”جو ان (اہل بیت) سے جنگ کریں گے میں ان سے جنگ کروں گا اور جو ان سے صلح کریں گے میں ان

سے صلح کروں گا اور جو ان سے دشمنی کریں گے میں ان سے دشمنی کروں گا۔“

پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان نفوس قدسیہ پہ اپنی چادر ڈال کر عرض کیا:

”اللَّهُمَّ هُوَ لَاءِ آلِ مُحَمَّدٍ فَاجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ“

(صواعق محرقة، صفحہ نمبر 144)

”اے اللہ! یہ آل محمد ہیں پس تو اپنی صلوة و برکات آل محمد پر نازل فرما بے شک تو ہی تعریف کیا گیا اور

بزرگی والا ہے۔“

اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

”قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى“

”اے نبی! فرما دیجئے میں (اس دعوت حق پر) کوئی معاوضہ نہیں مانگتا سوائے اپنے قرابت داروں کی محبت

کے۔“

اس آیت کریمہ کے شان نزول کے بارے میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے تو انصار مدینہ نے دیکھا کہ آپ علیہ السلام پر مصارف بہت زیادہ

ہیں اور مال وغیرہ کچھ بھی نہیں تو انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق و احسانات یاد کر کے بہت سامال و

اسباب جمع کیا، سب کا سب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کر دیا اور عرض کیا:

”یا رسول اللہ! ہم آپ کی وجہ سے گمراہی سے ہدایت کی طرف آئے۔ آپ کی وجہ سے ہی ہمیں خدا شناسی

ملی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کے اخراجات بہت زیادہ ہیں اور آمدن کچھ بھی نہیں اس لیے یہ مال و دولت

آپ کی بارگاہ میں ہدیہ کرتے ہیں قبول فرمائیں۔“

اس وقت مندرجہ بالا آیت کریمہ نازل ہوئی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مال و اسباب واپس کر

یا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا!

”یا رسول اللہ! آپ کے قرابت داروں سے کون مراد ہے؟“

تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا!

”عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَابْنَاهُمَا“

”علی، فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے۔“

تفسیر مظہری، از قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ، جلد نمبر 8، صفحہ نمبر 318)

علامہ عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں اس آیت کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا:

”يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَنْ قَرَابَتِكَ هُوَ لِأَيِّ الَّذِينَ وَجَبَتْ عَلَيْنَا مَوَدَّتَهُمْ“

”یا رسول اللہ! آپ کے وہ قریبی کون ہیں جن کی محبت ہم مسلمانوں پر واجب ہے؟“

آپ علیہ السلام نے فرمایا:

”عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَابْنَاهُمَا“

”وہ علی، فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے حسن و حسین ہیں۔“

تفسیر روح المعانی، جلد نمبر 25 صفحہ نمبر 31) (تفسیر روح البیان، جلد نمبر 8، صفحہ نمبر 311)

اسی آیت کی تفسیر میں حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جب آیت مودت نازل ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا!

”اے اللہ کے رسول وہ کون سے قریبی ہیں جن کی محبت قرآن کے حکم سے ہم پر واجب ہے؟“

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

”علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین اور ان دونوں کی اولاد۔“

حضرت ابن عربی مزید لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اس شخص پر جنت حرام کر دی گئی جس نے میرے اہل بیت پر ظلم کیا اور مجھے میری عزت کے بارے میں

تکلیف دی۔ جس نے عبدالمطلب کے کسی بیٹے کے ساتھ احسان کیا اور وہ اس کا بدلہ نہ دے سکا تو اس

کے احسان کا بدلہ کل قیامت کے دن میں دوں گا جب وہ مجھے ملے گا۔“

ابن عربی، از امام محی الدین ابن عربی جلد ثانی، صفحہ نمبر 433 مطبوعہ بیروت) (تفسیر روح البیان، از علامہ اسماعیل حقی

اللہ علیہ، جلد نمبر 8، صفحہ نمبر 311)

مذکورہ بالا آیات و احادیث سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت علی، حضرت فاطمہ الزہراء، حضرت امام حسن و حسین، ان کی اولادیں اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات و بانندیاں بھی شامل ہیں۔

اہل بیت اور احادیث:

اہل بیت رسول سلام اللہ علیہم کی عظمت و شان میں بے شمار فرامین رسول علیہ السلام موجود ہیں جن میں سے چند احادیث پیش کی جاتی ہیں۔

1: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر میدان

عرفات میں عرفہ کے دن اپنی اونٹنی قصواء پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا:

”يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي تَرَكْتُ فِيكُمْ مَنُّنَ أَنْ أَخَذْتُمْ ثُمَّ بِهِ لَنْ تَصِلُوا كِتَابُ اللَّهِ وَعِزَّتِي أَهْلَ

بَيْتِي“

(سنن ترمذی، جلد نمبر 2، صفحہ نمبر 219)

”اے لوگو! میں نے تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اسے پکڑے رکھو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو

گے۔ ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) اور دوسرے میرے گھر والے اور عترت۔

گویا کہ ارشاد فرمایا:

”جو لوگ قرآن مجید پر عمل کرتے رہیں گے اور میرے اہل بیت سے محبت کرتے رہیں گے وہ ہرگز ہرگز

گمراہ نہ ہوں گے۔“

2: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد کیا خوب کہتے ہیں!

”يَا أَهْلَ بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ حُبُّكُمْ فَرَضٌ مِّنَ اللَّهِ فِي الْقُرْآنِ أَنْزَلَهُ كَفَاكُمْ مِنْ عَظِيمِ الْقَدْرِ

انكُم مِّن لَّمْ يَصِلْ عَلَيْكُمْ لَا صَلَوةَ لَهُ“

”اے اہل بیت رسول! تمہاری محبت اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب قرآن مجید میں فرض قرار دی گئی ہے۔

تمہارے اعظیم المرتبت ہونے کیلئے یہ ہی کافی ہے کہ جو کوئی بھی نماز میں تم پر درود نہ پڑھے اس کی نماز ہی

نہیں ہوتی۔“

3: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”أَحِبُّوا اللَّهَ لِمَا يَغْدُو كُمْ مِنْ نَعْمِهِ وَأَحِبُّونِي بِحُبِّ اللَّهِ وَأَحِبُّوا أَهْلَ بَيْتِي بِحَبِي“

(جامع ترمذی، جلد نمبر 2، صفحہ نمبر 219)

”اللہ تعالیٰ سے محبت کرو کہ وہ تمہیں نعمتوں سے عطا فرماتا ہے اور مجھ سے اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرو

اور میرے اہل بیت سے میرے سبب سے محبت کرو۔“

5: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کعبہ شریف کا دروازہ پکڑ کر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

”أَلَا إِنَّ مِثْلَ أَهْلِ بَيْتِي فِيكُمْ مِثْلَ سَفِينَةِ نُوحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ“
(مشکوٰۃ المصابیح، جلد نمبر 2، صفحہ نمبر 595)

”خبردار کہ تم میں میرے اہل بیت کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے، جو اس میں سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جو اس سے پیچھے رہ گیا وہ ہلاک ہو گیا۔“

اس حدیث شریف کی اہمیت کا اندازہ ایک تو اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس حدیث کو بیان کرنے والے صحابی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیت اللہ شریف کا دروازہ پکڑ کر اسے بیان کر رہے ہیں تاکہ کسی کو بھی اس کی صحت و اہمیت پر شک نہ رہے۔ وہ ابوذر غفاری جن کے تقویٰ کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زہد عیسیٰ علیہ السلام کا نام دیا۔

دوسرا یہ کہ حبیب خدا علیہ التحیۃ والثناء اس بات کا اعلان فرما رہے ہیں کہ جس کسی کے ہاتھ سے بھی میری اہل بیت کی محبت کا دامن چھوٹ گیا، وہ اس دنیا میں بھی اور قیامت کے دن بھی تباہ و برباد ہو گیا۔

5: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی شان ہے:

”أَهْلُ بَيْتِي أَمَانٌ لِأَهْلِ الْأَرْضِ فَإِذَا هَلَكَ أَهْلُ بَيْتِي جَاءَ أَهْلُ الْأَرْضِ مِنَ الْآيَاتِ مَا كَانُوا يُوعَدُونَ“

6: ایک اور ارشاد مبارک ہے:

”میرے اہل بیت اہل زمین کیلئے امان ہیں۔ جب میرے اہل بیت ہلاک ہو جائیں گے تو اہل زمین کے پاس وہ نشانیاں آئیں گی جن سے انہیں ڈرایا گیا ہے۔“

6: ایک اور ارشاد مبارک ہے:

”میرے اہل بیت سارے اہل زمین کیلئے غرق ہونے سے امان ہیں اور میرے اہل بیت میرے امت کے اختلاف کی امان ہیں۔ پس جب عربوں میں سے کوئی قبیلہ ان کی مخالفت کرتا ہے تو وہ اختلاف کر کے شیطان کا ٹولہ بن جاتا ہے۔“
(الصواعق المحرقة، صفحہ نمبر 125)

ان احادیث سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ جس طرح حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جائے امان تھی جو کوئی بھی اس میں سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جو کوئی اس میں سوار نہ ہوا وہ تباہ و برباد ہو گیا۔ اسی طرح جو کوئی بھی اہل بیت کی محبت سے سرشار ہو گیا وہ کامیاب ہوا اور جو کوئی بغض و عناد اہل بیت کی آگ میں جل گیا وہ نامرد ہوا۔

7: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اجْعَلُوا أَهْلَ بَيْتِي مِنْكُمْ مَكَانَ الرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ وَمَكَانَ الْعَيْنِ مِنَ الرَّأْسِ وَلَا

تَهْتَدِي الرَّأْسُ إِلَّا بِالْعَيْنَيْنِ

(اشرف الموبد لآل محمد، صفحہ نمبر 28)

”میرے اہل بیت کو اپنے درمیان وہ مقام دو جو جسم میں سر کا اور سر میں آنکھوں کا ہے اور سر تو فقط آنکھوں کے ذریعے ہدایت پاتا ہے۔“

8: حضرت امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”کوئی بندہ کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک مجھے اپنی جان سے اور میری اولاد کو اپنی اولاد سے اور میرے اہل کو اپنے اہل سے اور میری ذات کو اپنی ذات سے زیادہ محبوب نہ جانے۔“

(اشرف الموبد لآل محمد، صفحہ نمبر 85)

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ علیہ السلام سے نسبت والی ہر چیز کو مومن اپنی جان، اولاد، مال، اپنے اعزاء و اقرباء، بلکہ ہر چیز سے زیادہ محبوب رکھتا ہے۔ یہ خوش بختی اہل سنت و جماعت کے حصے میں آئی ہے کہ وہ ہر اس چیز کو اپنے سر کا تاج بناتے ہیں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ادنیٰ سی بھی نسبت ہو۔ اس حدیث سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ حبِ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بغیر ایمان نامکمل ہے اور جس کا ایمان مکمل نہیں اسے عبادات کا ڈھیر بھی کیا فائدہ دے گا۔

9: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

”وَعَدَنِي رَبِّي فِي بَيْتِي مَنْ أَقْرَبَهُمْ بِالتَّوْحِيدِ وَلِيَّ بِالْبَلَاغِ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ“

”میرے رب نے میرے گھرانے کے بارے میں مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ جو بھی ان میں سے توحید و رسالت کا اقرار کرے گا میں اسے عذاب نہیں دوں گا۔“

10: یہ تو اہل بیت کا معاملہ ہے، اب ذرا اس عاشق کے متعلق بھی فرمانِ مصطفیٰ کریم علیہ السلام سنئے جو ان سے محبت کرتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا!

”أَرْبَعَةٌ أَنَا لَهُمْ مُشْفَعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُكْرِمُ لِذُرِّيَّتِي وَالْقَاضِي لَهُمْ خَوَائِجَهُمْ وَالسَّاعِي لَهُمْ فِي أُمُورِهِمْ عِنْدَمَا اضْطَرُّوا إِلَيْهِ وَالْمُحِبُّ لَهُمْ بِقَلْبِهِ وَلِسَانِهِ“

”قیامت کے دن میں چار آدمیوں کی سفارش کروں گا۔ ایک وہ جو میری اولاد کی عزت کرنے والا ہوگا، دوسرا وہ جو ان کی ضروریات کو پورا کرنے والا ہوگا، تیسرا وہ کہ جب اہل بیت مجبوری کی حالت میں اس کے پاس آئیں تو وہ ان کے معاملات نپٹانے میں کوشش کرنے والا ہوگا اور چوتھا وہ جو دل اور زبان سے ان سے محبت کرنے والا ہوگا۔“

11: مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد عالی شان ہے!

”مَنْ صَلَّى صَلَاةً وَلَمْ يُصَلِّ فِيهَا عَلَيَّ وَعَلَىٰ أَهْلِ بَيْتِي لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ“

(الصواعق المحرقة، صفحہ نمبر 233)

”جس کسی شخص نے بھی نماز پڑھی اور اس میں مجھ پر اور میرے اہل بیت پر درود نہ پڑھا تو اس کی نماز قبول نہ کی جائے گی۔“

12: حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
 ”كُلُّ دُعَاءٍ مَحْجُوبٌ حَتَّىٰ يُصَلِّيَ عَلَيَّ مُحَمَّدٌ وَآلِ مُحَمَّدٍ“
 ”ہر دعا کو روک دیا جاتا ہے یہاں تک کہ محمد اور محمد کی آل پر درود نہ پڑھ لیا جائے۔“
 (فیض القدر، جلد نمبر 5، صفحہ نمبر 19)

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
 ”اللہ تعالیٰ دعا کو اس وقت تک قبول نہیں فرماتا جب تک محمد اور محمد کے اہل بیت اطہار پر درود نہ پڑھ لیا جائے۔“

ان احادیث سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ اگرچہ کوئی خدا تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا بھی اقرار کرتا ہے مگر اہل بیت اطہار کے ساتھ بغض و عناد رکھتا ہے اس کی کوئی بھی عبادت قبول نہیں۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا!

”يا اهل بيت رسول الله حبكم فرض من الله في القرآن انزله
 كفاكم من عظيم القدر انكم من لم يصلي عليكم لا صلاة له“

”اے رسول اللہ کے اہل بیت تمہاری محبت اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب قرآن مجید میں فرض قرار دی گئی ہے اور تمہارے عظیم المرتبت ہونے کیلئے یہی کافی ہے کہ جو تم پر درود نہ پڑھے اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔“

13: حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”مَنْ لَمْ يَعْرِفْ عِتْرَتِي وَالْأَنْصَارَ فَهُوَ لِأَحَدٍ ثَلَاثٌ إِمَامًا مُنَافِقًا وَإِمَامًا لِرِزَانِيَّةٍ وَإِمَامًا لِغَيْرِ طَهْرٍ
 يَعْنِي حَمَلَتُهُ أُمَّهُ عَلِيٌّ غَيْرِ طَهْرٍ“

(اشرف الموبد لآل محمد، صفحہ نمبر 92)

”جو شخص میری عترت اور انصار کو نہیں پہچانتا (ان کی تعظیم نہیں کرتا) تو اس میں تین میں سے ایک ضرور نقص ہوگا۔ یا تو وہ منافق ہوگا یا وہ حرامی بچہ یا جب اس کی ماہ اس سے حاملہ ہوگی تو وہ پاک نہ ہوگی (یعنی حیض و نفاس والی ہوگی)۔“

اس حدیث پر وہ لوگ خاص طور پر غور کریں جن کے دل میں اہل بیت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بغض ہے۔

14: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منجر صادق علیہ السلام نے فرمایا!
 ”اے لوگو! جو شخص اہل بیت کے ساتھ بغض رکھے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا حشر یہودیوں کے
 ساتھ کرے گا۔“

15: وہ خوش قسمت جن کے دل میں عشق اہل بیت موجزن ہے قیامت کے دن ان کی شان دیکھنے والی ہوگی۔
 حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

”میرے اہل بیت اور میرے وہ امتی جو ان سے محبت رکھتے ہیں قیامت کے دن حوض کوثر پر ان دو انگلیوں
 کی طرح (آپ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی جوڑ کر اشارہ کیا) وارد ہوں گے۔“

16: حضور رحمت عالم علیہ السلام کا ارشاد عالی شان ہے:

”میں اور میرے اہل بیت جنت کے درخت ہیں اور ان کی شاخیں دنیا میں ہیں تو جو ان شاخوں کو محبت و
 عقیدت کے ساتھ تھامے وہ اپنے رب کی طرف سے راستہ پائے گا۔“

(ذخائر العقبیٰ، صفحہ نمبر 16، مطبوعہ مصر)

17: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا يُحِبُّ نَاوِ اَهْلَ الْبَيْتِ اِلَّا مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ وَلَا يَبْغِضُنَا اِلَّا مُنَافِقٌ شَقِيٌّ))

(الصواعق المحرقة، صفحہ نمبر 232)

”مجھ سے اور اہل بیت سے مومن اور متقی محبت رکھتا ہے اور منافق اور شقی ہم سے بغض رکھتا ہے۔“

اس حدیث مبارکہ سے مومن اور متقی اور منافق و شقی کی پہچان ہوگئی کہ جس کا دل محبت و عظمت اہل بیت اطہار
 سے سرشار ہے وہ مومن بھی ہے اور متقی بھی اور جس کے ماتھے پر عظمت و شان رسول و اہل بیت سن کر بل پڑ جائیں اور
 جس کا سینہ بغض و عناد سے جل رہا ہو وہ منافق بھی ہے اور بد بخت بھی۔

18: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ ابْغَضَ اَهْلَ الْبَيْتِ فَهُوَ مُنَافِقٌ))

”جو اہل بیت کے ساتھ بغض رکھتا ہے وہ منافق ہے۔“

19: علامہ یوسف بن اسماعیل بہمانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الشرف الموبد لآل محمد“ میں امام حاکم اور امام طبرانی رحمۃ اللہ
 علیہما کے حوالے سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا!

”اگر کوئی شخص بیت اللہ کے ایک کونے اور مقام ابراہیم کے درمیان چلا جائے اور نماز پڑھے اور روزے

رکھے پھر وہ اہل بیت محمد کی دشمنی پر مر جائے تو دوزخ میں جائے گا۔“

غور طلب مقام ہے کہ بیت اللہ شریف اس دنیا میں افضل ترین مقام ہے جہاں پر ایک نماز پڑھنے کا ثواب ایک

لاکھ نمازوں کے برابر ملتا ہے اور پھر اس گھر میں بیت اللہ شریف کے بعد افضل ترین جگہ مقام ابراہیم ہے تو جس کے دل میں اہل بیت اطہار کی عداوت ہے اس کو ان مقدس ترین مقامات پر بھی عبادت کرنے کا کوئی فائدہ نہیں اور اس کی تمام مشقت بے کار ہے۔

نتیجہ کلام:

گزشتہ بالا سطور کا حاصل یہ ہے کہ اہل بیت اطہار سلام اللہ علیہم اجمعین کے مقام کا اندازہ کرنے کی نہ کسی قلم میں سکتا ہے اور نہ کسی زبان میں طاقت۔ اگر ایک صحابی کی عظمت تک ساری امت کے اولیاء، اغواث، اقطاب، ابدال و اتاد نہیں پہنچ سکتے تو جو اہل بیت ہیں ان کی گردِ پا تک کون پہنچ سکتا ہے۔؟ اب گستاخوں اور بے ادبوں میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جو اپنے مقاصد کیلئے کبھی اولاد علی رضی اللہ عنہ کو اہل بیت سے نکالنے کی کوشش کرتا ہے تو کبھی ازواج رسول سلام اللہ علیہن اجمعین کو۔ مذکورہ بالا تحقیق سے یہ بات ثابت ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات سلام اللہ علیہن اجمعین، تمام بیٹیاں، تمام داماد اور حضرت فاطمہ کی اولاد کی اولاد بھی اہل بیت رسول رضی اللہ عنہم میں شامل ہیں۔

☆☆☆

فصل نمبر 7:

فضائل علی فی الكتاب:

فضائل و مقام علی اور قرآن مجید

انفاق فی سبیل اللہ:

((عن الرضا عن آبائه قال: قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: نزلت الذین ینفقون

اموالہم باللیل والنهار سرا و علانیة فی علی رضی اللہ عنہ))

”امام علی رضی اللہ عنہ نے اپنے اجداد سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”الذین

ینفقون اموالہم باللیل والنهار سرا و علانیة“ (وہ لوگ جو دن اور رات کو، چھپ کر یا ظاہر ہو کر

اپنے مال کو اللہ کے راہ میں خرچ کرتے ہیں) یہ آیت علی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔“

نزول آیت:

((عن ابی جعفر رضی اللہ عنہ فی قوله: و مثل الذین ینفقون اموالہم ابتغاء مرضات

اللہ قال: نزلت فی علی))

”امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آیت مبارکہ: **وَمَثَلِ الَّذِينَ يَنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ** (ان کی طرح جو اللہ کی رضایت کیلئے اپنے اموال کو خرچ کرتے ہیں) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔“

خیرات میں جلدی کرنا:

((عن ابی جعفر رضی اللہ عنہ فی قوله ”اولئك يسارعون فی الخیرات“ (الایة) قال: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ لم یسبقه احد))

”امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے آیت کریمہ: **اولئك يسارعون فی الخیرات** (وہ جو نیک عمل کرنے میں جلدی کرتے ہیں) کے بارے میں فرمایا: اس عمل میں کسی نے بھی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر سبقت نہیں کی۔“

صالح المومنین:

((بالاسناد: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی قوله تعالیٰ: **وصالح المومنین** قال: هو علی بن ابی طالب))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: **صالح المومنین** کے بارے میں فرمایا: وہ علی بن ابی طالب ہیں۔“

بصیرت رکھنے والے پیروکار:

((جعفر الفزاری معنعنا عن ابی جعفر رضی اللہ عنہ قال: **سألته عن قول اللہ تعالیٰ قل هذه سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرة انا ومن اتبعنی قال بمن اتبعنی، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ**))

”جعفر فزاری نقل کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے اس آیت: **قل هذه سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرة انا ومن اتبعنی** ”کہہ دو کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے، میں اور میرے پیروکار بصیرت کے ساتھ اللہ کی طرف بلائیں گے“ کی تفسیر پوچھی تو امام باقر نے فرمایا: یہاں پیروکار سے مراد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔“

شاہد و مشہود:

((عن عبد الرحمن بن کثیر عن ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ: **فی قوله تعالیٰ و شاہد و مشہود** قال: **النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و امیر المومنین رضی اللہ عنہ**))

”عبد اللہ بن کثیر فرماتے ہیں کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: **”شاہد و مشہود“** کے

بارے میں فرمایا: اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور علی ابن ابی طالب ہیں۔“

فضل اللہ اور رحمت:

((عن محمد بن الفضیل عن ابی الحسن رضی اللہ عنہ فی قوله: ولولا فضل اللہ علیکم ورحمته قال: الفضل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورحمته امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ))

”محمد بن فضیل نے ابوالحسن رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ آیت کریمہ: لولا فضل اللہ علیکم ورحمته ”اگر فضل اللہ اور رحمت تم پر نہ ہوتی“ کے بارے میں فرمایا: فضل اللہ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور رحمت سے مراد علی المرتضیٰ۔“

کونوا مع الصادقین:

((عن الباقر رضی اللہ عنہ فی قوله تعالیٰ: یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین قال: مع علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ))

”امام باقر رضی اللہ عنہ نے ارشاد باری تعالیٰ: یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین ”اے مومنین! تقویٰ اللہ اختیار کرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔“ کے بارے میں فرمایا: سچوں سے مراد علی بن ابی طالب ہیں۔“

ایک چیز کی نصیحت:

((عن ابی حمزہ قال: سالت ابا جعفر رضی اللہ عنہ عن قول اللہ تعالیٰ: قل انما اعظکم بواحدة فقال: انما اعظکم بواحدة رضی اللہ عنہ ہی الواحدة التي قال اللہ تبارک و تعالیٰ: انما اعظکم بواحدة))

”ابو حمزہ کہتے ہیں کہ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے ارشاد باری تعالیٰ ”کہد و فقط تم کو ایک چیز کی نصیحت کرتا ہوں“ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: فقط تم کو علی بن ابی طالب کو دوست رکھنے (من کنت مولاه فعلی مولاه) کی نصیحت کرتا ہوں۔ یہ وہی چیز ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہوا: انما اعظکم بواحدة۔“

حالت رکوع و سجود میں فضل اللہ کے خواہش مند:

((قد روی عن مولانا: موسیٰ بن جعفر الکاظم رضی اللہ عنہ ان قوله تعالیٰ: تراهم رکعاً سجداً یبتغون فضلاً من اللہ ورضواناً سیما ہم فی وجوہہم من اثر السجود نزل فی امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ))

”ہمارے مولا موسیٰ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ: تراهم رکعاً سجداً

یتغون فضلا من الله و رضوانا سيما هم في وجوههم من اثر السجود (ان کو حالت رکوع اور سجدہ میں دیکھ رہے ہو کہ وہ اللہ کے فضل اور خوشنودی کے پیچھے ہیں اور سجدہ کے آثار ان کے چہروں پر نمایاں ہیں) یہ آیت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی۔“

بالوالدین احسانا:

((عن ابی بصیر، عن ابی جعفر رضی اللہ عنہ فی قول اللہ: وبالوالدین احسانا قال: ان رسول اللہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احد الوالدین وعلی الآخر))
 ”ابو بصیر سے نقل ہوا ہے کہ امام باقر رضی اللہ عنہ نے ارشاد الہی: ”و بالوالدین احسانا“ کے بارے میں فرمایا: (اس امت کے) ایک باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور دوسرے باپ حضرت علی رضی اللہ عنہ۔“

حضرت علی ہادی ہیں:

((قال ابن عباس: لما نزلت: انما انت منذر قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: انا المنذر و علی الہادی، و بک یا علی یہتدی المہتدون من بعدی))
 ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جس وقت یہ آیت: انما انت منذر نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں عذاب الہی سے ڈرانے والا ہوں اور علی ہدایت کرنے والے ہیں۔ اے علی! میرے بعد راستہ ڈھونڈنے والے تیرے تو سل سے راستہ ڈھونڈیں گے۔“

الیسر سے مراد:

((بالاسناد، عن ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ فی قوله تعالیٰ: یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر قال: فذلک الیسر امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ))
 ”امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے کلام الہی: یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر کے بارے میں فرمایا: ”یسر“ (آسانی) سے مراد امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔“

السابقون السابقون:

((عن الرضا، عن آبائه عن علی رضی اللہ عنہ قال: السابقون السابقون نزلت فی (فی نزلت))

”امام علی رضی اللہ عنہ نے اپنے اجداد سے نقل کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ آیت: والسابقون السابقون میری شان میں نازل ہوئی ہے۔“

☆☆☆

فصل نمبر 8:

فی ذکر بعض مقاماتہ و منزلتہ فی السنۃ:

فضائل و مقام علی اور احادیث

علم آدم، تقویٰ نوح اور عظمت موسیٰ:

((وقد روى البيهقي يرفعه بسنده الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ، انه قال :
من اراد ان ينظر الى آدم في علمه والى نوح في تقواه والى ابراهيم في حلمه والى
موسى في هيئته والى عيسى في عبادته فلينظر الى علي بن ابي طالب))
”امام بیہقی نے اپنی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: جو کوئی بھی یہ چاہتا ہے کہ علم آدم، پرہیزگاری نوح، بربادی ابراہیم، عظمت موسیٰ اور عبادت عیسیٰ
پر نظر کرے تو وہ علی بن ابی طالب پر نگاہ کرے۔“

بردباری ابراہیم:

((عن ابي عباس رضي الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم : من
اراد ان ينظر الى ابراهيم في حلمه والى نوح في حكمه والى يوسف في جماله فلينظر
الى علي بن ابي طالب))
”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو حضرت ابراہیم کی
بردباری، حضرت نوح کی فرمانبرداری اور حضرت یوسف کا حسن دیکھنا چاہے وہ علی کے چہرے کو دیکھ
لے۔“

قوت داؤد و حشمت سلیمان:

((وروى ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم نظر ذات يوم الى علي بن ابي طالب
رضي الله عنه وحواله، جماعة من اصحابه فقال: من احب ان ينظر الى يوسف في
جماله، والى ابراهيم في سخائه والى سليمان في بهجته، والى داود في قوة، فلينظر
الى هذا))

”روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چند اصحاب بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے علی

بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر نگاہ کی اور فرمایا: جو کوئی بھی یہ پسند کرتا ہے کہ جمال یوسف، سخاوت ابراہیم اور حشمت سلیمان اور قوت داؤد پر نگاہ کرے تو وہ اس مرد پر نگاہ کرے۔“

مقرب فرشتوں کے رخ:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي اخو الملائكة المقربين))
”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی مقرب فرشتوں کا بھائی ہے۔“

دنیا و آخرت میں سعادت مند:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي سعيد في الدنيا و من الصالحين في الآخرة))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی اس دنیا میں نیک بخت اور آخرت میں صاحبانِ لیاقت میں سے ہیں۔“

جناب علی مومنین کے سردار ہیں:

((عن علي رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي يعسوب المومنين و المال يعسوب المنافقين))
”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی مومنین کے سردار و رہبر ہیں اور مال منافقین کا رہبر ہے۔“

خاندانِ پیغمبر سے:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي عترة رسول الله))
”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی پیغمبر کے خاندان میں سے ہیں۔“

خاندانِ رسول میں سے بہترین فرد:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي خير اهل رسول الله))
”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی رسول کے خاندان میں سے بہترین فرد ہیں۔“

بہترین بھائی:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي خير اخوتي))
”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی میرے بہترین بھائیوں میں سے ہیں۔“

جنت کی چابیاں:

((بالاسناد، حدثنا انس بن مالك قال: بعثني رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم:

الی ابی برزۃ الاسلمی: فقال له: وانا اسمعه: یا ابا برزۃ! ان رب العالمین تعالیٰ عهد الی فی علی بن ابی طالب عهدا فقال: علی رایۃ الہدی، و منار الایمان و امام اولیائی و نور جمیع من اطاعنی، یا ابا برزۃ! علی بن ابی طالب معی غدا فی القیامۃ علی حوضی و صاحب لوائی و معی غدا علی مفاتیح خزائن جنة ربی))

”حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ابو برزہ اسلمی کے پیچھے بھیجا۔ اس وقت میں سن رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو برزہ! رب العالمین نے علی کے بارے میں میرے ساتھ عہد کیا ہے اور فرمایا ہے کہ علی ہدایت کے پرچم اور ایمان کا ستون اور میرے دوستوں کے پیشوا اور میرے تمام فرمانبرداروں کے راستہ کے نور ہیں۔ اے ابا برزہ! علی بن ابی طالب قیامت کے دن میرے حوض پر میرے ساتھ ہیں، وہ میرے پرچم دار ہیں اور قیامت کے دن پروردگار کی بہشت کی چابیاں ان کے اختیار میں ہوں گی۔“

رسول اللہ کے وزیر و دوست:

((عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ: یا علی انت اخی لی الدنیا و الآخرة، و اقرب الخلائق منی فی المواقف یوم القیامۃ، و منزلی یواجه منزلک فی الجنة کما یتواجه منزل الاخویں فی اللہ، و انت الولی، و الوزیر، و انت صاحب لوائی فی الدنیا و الآخرة، و لیک ولی و ولی اللہ و عدوک عدوی و عدوی عدو اللہ تعالیٰ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! تم اس دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو اور قیامت کے دن لوگوں میں سے میرے قریب ٹھہرنے والے تم ہو اور بہشت میں میرا گھر تمہارے گھر کے سامنے ہو گا اس طرح جیسے دو دینی بھائیوں کا گھر ایک دوسرے کے سامنے ہوتا ہے۔ تم میرے دوست اور وزیر ہو۔ تم دنیا اور آخرت میں میرے پرچم دار ہو۔ تمہارے دوست میرا دوست ہے اور میرا دوست اللہ کا دوست ہے۔ تمہارا دشمن میرا دشمن ہے اور میرا دشمن اللہ کا دشمن ہے۔“

رسول اللہ کے ہاں مقام و منزلت علی:

((قال علی رضی اللہ عنہ: کانت لی منزلة من رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم لم تکن لاحد من الخلائق، فکنت آتیہ کل سحر فاقول: السلام علیک یا نبی اللہ، فان تنحیح انصرفت الی اہلی، و الادخلت علیہ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ایسا مقام اور منزلت رکھتا تھا کہ ایسی منزلت کو اور لوگ نہیں رکھتے تھے۔ میں ہر صبح صادق کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

جاتا تھا اور کہتا تھا: یا نبی اللہ! آپ پر سلام ہو۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گلہ صاف کرتے تھے تو میں گھر واپس آجاتا تھا ورنہ ان کی خدمت میں حاضر ہو جاتا تھا۔“
(سنن نسائی، خصائص علی)
سات خصلتیں:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لعلي رضي الله عنه و ضرب بين كتفيه يا علي الك سبع خصال لا يحاجك فيهن احد يوم القيامة: انت اول المؤمنين بالله ايماناً، و اوفاهم بعهد الله، و اقومهم بامر الله، و ارافهم بالرعية، و اقسامهم بالسوية، و اعلمهم بالقضية، و اعظمهم مزية يوم القيامة))
”ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا: اے علی! تم میں ایسی سات خصلتیں پائی جاتی ہیں کہ قیامت کے دن کوئی بھی ان کے بارے میں آپ سے اظہار ناراضگی نہیں کرے گا۔ تم پہلے فرد ہو جو اللہ پر ایمان لائے ہو اور تم دوسروں سے زیادہ وعدہ الہی کے وفادار ہو اور دوسروں سے بہتر اللہ کے فرمان کی اطاعت کرتے ہو اور دوسروں کی نسبت رعیت کے ساتھ بہت زیادہ مہربان ہو اور مساوات کی دوسروں سے بہتر رعایت کرتے ہو اور قضاوت کرنے میں دوسروں سے زیادہ عقل مند ہو اور قیامت کے دن تمہارا مرتبہ سب سے زیادہ ہوگا۔“

آنکھیں درد سے محفوظ:

((عن علي رضي الله عنه قال: ما رمدت منذ تفل النبي صلى الله عليه وآله وسلم في عيني))
”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھ میں لعاب دھن ڈالا تو اس وقت سے میں آنکھ کے درد میں مبتلا نہیں ہوا۔“

رسول اللہ کے قابل اعتماد:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي اميني))
”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی میرے لئے قابل اعتماد ہیں۔“

اللہ کے وعدے کے پابند:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي اوفى الناس بعهد الله))
”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی دوسرے لوگوں سے زیادہ اللہ کے وعدے کے وفادار ہیں۔“

قیامت میں قرب رسول:

((عن عمر، قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول لعلی: يا علی ایدک فی یدی تدخل معی یوم القیامة حیث ادخل))

”حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! تمہارا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہے، قیامت کے دن جس جگہ میں جاؤں گا تم بھی داخل ہو گے۔“

ہاشمی خاندان کے ستارے:

((عن الرضا رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لعلی رضی اللہ عنہ: انت نجم بنی ہاشم))

”امام علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم ہاشمی خاندان کے ستارہ ہو۔“

اس امت میں سب سے برتر:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علی افضل امتی عند الله))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی اللہ کے نزدیک میری امت میں سے برتر ہیں۔“

سب سے پہلے حکم صدقہ پر عمل کرنے والے:

((عن مجاهد قال: قال علی رضی اللہ عنہ: ان فی کتاب الله عزوجل لایة ما عمل بها

احد قبلی، ولا يعمل بها احد بعدی: یا ایہا الذین آمنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین

یدی نجواکم صدقة۔ قال: فرضت ثم نسخت))

”جناب مجاہد کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کتاب اللہ میں یہ جو آیت آئی ہے کہ اے

ایماندارو! جب رسول اللہ سے سرگوشی میں کوئی بات کرنی ہو تو پہلے کچھ خیرات دے دیا کرو کہ یہ تمہارے

لیے بہتر اور پاکیزہ بات ہے۔ اس پر مجھ سے پہلے کسی نے عمل نہیں کیا اور نہ کرنے گا کیونکہ یہ حکم پہلے

واجب ہوا لیکن بعد میں منسوخ ہو گیا۔“

رسول اللہ سے بات کرنے سے پہلے سب سے پہلے صدقہ کرنے والے:

((عن مجاهد قال: کان من ناجی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تصدق بدینار،

وکان اول من صنع ذلك علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ))

”مجاہد کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو شخص بھی سرگوشی کرتا ایک دینار خیرات کرتا اور جس نے

سب سے پہلے ایک دینار صدقہ دینے کی طرح ڈالی وہ علی ابن ابی طالب ہیں۔“

صدقہ کرنے کے بعد رسول اللہ سے سرگوشی کرنا:

((عن مجاهد قال: نهوا عن مناجاة النبي صلى الله عليه وآله وسلم حتى يقدموا صدقة، فلم يناجها الا علي بن ابي طالب رضي الله عنه فانه قد قدم دينار افتصدق به، ثم ناجى النبي صلى الله عليه وآله وسلم فساله عن عشر خصال ثم نزلت الرخصة))
 ”مجاہد کہتے ہیں کہ لوگوں کو صدقہ دینے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی میں بات کرنا منع تھا۔ صرف علی رضی اللہ عنہ نے ایک دینار صدقہ دیا اور آپ سے بات کی اور آپ سے دس خصلتوں کے بارے میں پوچھا۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کی اجازت دے دی گئی۔“

اس امت میں علی کی مثال:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: انما مثل علي رضي الله عنه في هذه الامة مثل قل هو الله احد في القرآن))
 ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی کی مثال میری امت میں ایسے ہے جیسے قل هو اللہ احد کی مثال قرآن میں۔“

ایک ہی نور سے پیدائش:

((عن علي بن موسى الرضا عن آبائه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: خلقت انا و علي من نور واحد))
 ”امام علی رضی اللہ عنہ نے اپنے اجداد سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اور علی ایک ہی نور سے خلق کئے گئے ہیں۔“

((عن ابي عباس قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول لعلي رضي الله عنه: خلقت انا وانت من نور))
 ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں اور تم نور سے خلق کیے گئے ہیں۔“

((عن سلمان قال: سمعت حبيبي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول: كنت انا و علي نوراً بين يدي الله عز وجل قبل ان يخلق الله آدم باربعة عشر الف عام، فلما خلق الله آدم، قسم الله ذلك النور جزئين، فجزء انا و جزء علي))
 ”حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا: آدم علیہ السلام کے خلق ہونے سے چودہ ہزار سال پہلے میں اور علی بارگاہِ الہی میں ایک نور تھے

جس وقت اللہ تعالیٰ نے آدم کو خلق کیا اس نور کے دو حصے کیے۔ ایک میں اور دوسرا حصہ علی رضی اللہ عنہ ہیں۔“

حضرت علی کے سر پر عمامہ باندھنا:

((بالاسناد، عن ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال: عمم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیارضی اللہ عنہ بیدہ، فسد لها من بین یدیه وقصرها من خلفہ قدر اربع اصابع، ثم قال: ادبر فادبر، ثم قال: اقبل فاقبل، فقال (ثم قال): هکذا تیجان الملائکة))

”امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے علی رضی اللہ عنہ کے سر پر عمامہ باندھا۔ اس کی ایک طرف کو آگے لٹکا دیا اور دوسری طرف کو پشت پر چار انگلیوں کے برابر چھوڑ دیا۔ اس کے بعد ان سے فرمایا: چلیے! حضرت علی رضی اللہ عنہ چل دیئے۔ پھر فرمایا: آئیے! تو حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے۔ پھر فرمایا: فرشتوں کا تاج اس طرح کا ہے۔“

حضرت علی چاند کی مثل ہیں:

((وقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: انا کالشمس و علی کالقمر و اهل بیتی کالنجوم، باہم اقتدیتم اہتدیتم))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں آفتاب کی مثل ہوں اور علی مہتاب کی مانند ہیں اور میرا خاندان ستاروں کی مثل ہے، ان میں سے جس کی بھی پیروی کی ہدایت پالو گے۔“

علی نہ ہوتے:

((عن ابی ذر قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول: لولا انا و علی ما عرف اللہ، و لولا انا و علی ما عبد اللہ))

”حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں اور علی نہ ہوتے تو (اس زمانہ میں) اللہ کی پہچان نہ ہوتی اور اگر میں اور علی نہ ہوتے تو (اس زمانہ میں) اللہ کی پرستش نہ ہوتی۔“

ہاں جناب علی کا مرتبہ:

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: علی اعظم الناس عند اللہ مزیة))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی اللہ کے نزدیک لوگوں میں بلند مرتبہ کا مالک ہے۔“

رسول اللہ کو راحت پہنچانا:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي مفرج كربتي))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی میرے غم کو دور کرتا ہے۔“

آئمہ مطہرین کے والد:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي ابو الائم الطاهرين))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی پاکیزہ ترین پیشواؤں (امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما) کا باپ

ہے۔“

حوض کوثر پر جانشین:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي علي الخوص خليفتي))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی حوض کوثر پر میرا جانشین ہے۔“

حوض کوثر کے مالک:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي صاحب حوضي يوم القيامة))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی قیامت کے دن میرے حوض کے مالک ہیں۔“

علم کی طرح واضح:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: جعلتك علما فيما بيني وبين امتي))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں نے تم کو اپنے اور امت کے

درمیان علم (جھنڈے) کی طرح ظاہر قرار دیا ہے۔“

حضرت علی کی طرف دیکھنا عبادت ہے:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي باب علمي و مبین لامتي ، حبه

ایمان و بغضه نفاق والنظر اليه رافة و مودته عبادة))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی میرے علم کا دروازہ ہے اور میری امت کیلئے حق بات بیان

کرنے والا ہے۔ اس کی دوستی علامت ایمان اور اس کی دشمنی نفاق کی علامت ہے، اس کی طرف نگاہ کرنا

مہربانی اور اس کی مودت عبادت ہے۔“

رسول اللہ کے نزدیک قابل احترام و عزت:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي اكرم الخلق واعزهم علي رسول

الله))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی میرے نزدیک لوگوں میں سے قابلِ احترام اور عزت مند ہے۔“

علی مجھ سے ہیں:

((عن ابی سعید الخدری قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: علی منی وانا منه، فقال جبرائیل: یا محمد وانا منکما))

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی مجھ میں سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ جبرائیل نے کہا: اے محمد! میں آپ دونوں میں سے ہوں۔“

(مرقات شرح مشکوٰۃ)

حضرت علی کی رسول اللہ سے نسبت:

((وبالاسناد، عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: یا علی! اخلق الناس من شجر شتی و خلقت انا وانت من شجرة واحدة، انا اصلها وانت فرعها والحسن والحسين اعصانها))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! لوگ مختلف درختوں سے خلق کیے گئے ہیں اور میں اور تم ایک درخت سے خلق ہوئے ہیں۔ میں اس کی جڑ اور تم اس کا تنہو، حسن اور حسین اس کی شاخیں ہیں۔“

اسلام کے ابتدائی سات سال رفاقت رسول میں:

((عن ابی عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: صلت الملائكة علی وعلی علی سبع سنین، قبل: ولم ذلك یا رسول اللہ؟ قال: لم یکن معنی من الرجال غیره))

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتوں نے سات سال مجھ پر اور علی رضی اللہ عنہ پر درود بھیجا۔ آنحضرت سے پوچھا گیا: کس لئے؟ فرمایا: اس لئے کہ مردوں میں اس کے سوا میرے ساتھ (اس وقت) کوئی اور (مسلمان) نہیں تھا۔“

حق ہمیشہ حضرت علی کے ساتھ ہوگا:

((عن ابن ابی لیلی الغفاری قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول: ستكون بعدی فتنة، فاذا كان ذلك فالزموا علی بن ابی طالب فانه اول من یرانی و اول من یصافحنی یوم القيامة، وهو معی فی السماء العلیا وهو الفاروق بین الحق

والباطل))

”حضرت ابن ابی لیلیٰ غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد فتنہ کھڑا ہوگا۔ اس وقت علی کے ساتھ رہو، کیونکہ وہ پہلا فرد ہے جو مجھے دیکھے گا اور پہلا فرد ہے جو کے دن مجھ سے مصافحہ کرے گا۔ وہ بلندتر آسمان پر میرے ساتھ ہے، وہ حق اور باطل کے درمیان

جدائی پیدا کرے گا۔“

مسلمانوں کے سردار:

((عن الشعبي قال: قال علي رضي الله عنه: قال لي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: مرحبا بسيد المسلمين، و امام المتقين ف قيل لعلي: (فما كان) ما شرك؟ قال: حمدت الله تعالى علي ما آتاني، و سألته الشكر علي ما اولاني و ان يزدني مما اعطاني))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: آفرین ہو مسلمانوں کے سردار اور پرہیزگاروں کے پیشوا پر۔! حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: کیسے اس نعمت کا شکر ادا کرو گے؟ فرمایا: جو کچھ اللہ نے مجھے عطا کیا ہے اس کا شکر کروں گا اور اس سے التماس کی ہے کہ مجھے اپنی نعمتوں کے شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی نعمتوں کو مجھ پر زیادہ کرے۔“

رسول اللہ کے محبوب ترین:

((بالاسناد، عن علي رضي الله عنه قال: قال لي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: يا علي! احب لك ما احب لنفسي و اكره لك ما اكره لنفسي))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے علی! جس چیز کو میں اپنے لئے پسند کرتا ہوں تمہارے لئے بھی پسند کرتا ہوں اور جس چیز کو میں اپنے لئے پسند نہیں کرتا تمہارے لئے بھی پسند نہیں کروں گا۔“

جناب علی اور قرب رسول:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي اقرب الخلق الى النبي))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی لوگوں میں سے میرے قریب تر ہے۔“

متقی و پرہیزگار:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي اتقى الناس))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی لوگوں میں سے متقی اور پرہیزگار ہے۔“

حوضِ کوثر کے کنارے رسول اللہ کی زیارت:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي أول من يلقاني عند الحوض))
 ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی وہ پہلا فرد ہے جو حوضِ کوثر کے کنارے میرا دیدار کرے گا۔“

حجۃ اللہ:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي حجة الله يوم القيامة))
 ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی قیامت کے دن اللہ کی حجّت ہے۔“

رسول اللہ سے نسبت:

((بالاسناد عن جابر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: انا و علي من شجرة واحدة والناس من اشجار نشتي))

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اور علی ایک درخت سے ہیں اور لوگ مختلف درختوں سے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ، جبرائیل اور رسول اللہ کی رضا:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لعلي: الله ورسوله وجبريل عنك راضون))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ، اس کا رسول اور جبرائیل تم سے راضی ہیں۔“

سب سے اول حوضِ کوثر پر آنے والے:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: أول الناس ورودا على الحوض واولهم اسلا ما علي بن ابي طالب))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی بن ابی طالب پہلے فرد ہیں جو حوضِ کوثر پر آئیں گے اور پہلے فرد ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا ہے۔“

رسول اللہ کے جانشین:

((بالاستناد عن علي رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: احب اهل بيتي الي و افضل من اترك بعدي علي ابن ابي طالب))

”حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی بن ابی طالب میرے نزدیک میرے خاندان میں سے محبوب ترین فرد ہے اور میرے بعد افضل ترین ہے۔“

عاقل ترین شخصیت:

((بالاسناد فی حدیث قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: یا علی! انت افضل امتی فضلاً و اقدمهم سلماً و اکثرهم علماً و اوفرهم حلماً و اشجعهم قلباً و اسخاهم کفلاً))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی! تم فضیلت کے لحاظ سے میری امت میں بہترین فرد ہو اور صلح اور دوستی کے لحاظ سے سب سے آگے ہو۔ تم ان سب سے عاقل، دلیر، علیم اور مہربان ہو۔“

نسل پیغمبر صلب علی سے:

((عن جعفر بن محمد، عن ابیہ عن جابر قال: کنت انا و العباس جالسین عند النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذ دخل علی رضی اللہ عنہ فسلم فرد علیہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم السلام و قام الیہ و عانقه و قبل ما بین عینیہ و اجلسہ عن یمینہ، فقال العباس: یا رسول اللہ ”اتحبہ؟“ فقال: یا عم و اللہ! اللہ اشد حبالہ منی، ان اللہ عزوجل جعل ذریۃ کل نبی فی صلبہ، و جعل ذریتی فی صلب علی))

”جعفر بن محمد نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اسی وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور سلام کیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا، کھڑے ہو کر ان سے مصافحہ کیا، ان کی پیشانی کا بوسہ لیا اور ان کو اپنی دائیں جانب بٹھایا۔ جناب عباس نے کہا: یا رسول اللہ! آپ ان کو دوست رکھتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چچا جان! اللہ کی قسم! اللہ اس کو بہت زیادہ دوست رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک پیغمبر کی نسل کو اس پیغمبر کی صلب میں قرار دیا ہے اور میری نسل کو علی کی صلب میں قرار دیا ہے۔“



فصل نمبر 9:

ذم الغلو فی علی:

حضرت علی کی شان میں غلو کرنے کے مذمت

حضرت عیسیٰ جیسا معاملہ:

((بالاسناد، عن الرضا، عن آباءه، عن علی قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: يا علی! ان فيك مثلا من عیسی بن مریم: احبه قوم فافر طوافی حبه فهلكوا فيه، وابعضه قوم فافر طوافی بغضه فهلكوا فيه، واقتصد قوم فنجوا))

”امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنے اجداد رضی اللہ عنہم سے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! تمہارا معاملہ عیسیٰ بن مریم کی طرح ہے۔ وہ یہ کہ ایک گروہ نے انہیں دوستی کیلئے انتخاب کیا اور اپنی دوستی میں افراط کیا اور اسی سبب سے ہلاک ہو گئے اور دوسرے گروہ نے ان سے دشمنی کی اور اپنی دشمنی میں افراط کیا اور اسی وجہ سے نابود ہو گئے، ایک گروہ نے میانہ روی اختیار کی اور وہ نجات پا گئے۔“

حضرت امام محمد باقر کی نصیحت:

((عن ابی حمزہ الثمالی قال: قال ابو جعفر محمد بن علی الباقر رضی اللہ عنہ: یا ابا حمزہ الا تضعوا علیا دون ما رفعه الله ولا ترفعوا علیا فوق ما جعله الله))

”امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے ابو حمزہ ثمالی سے فرمایا: اے ابو حمزہ! جو مرتبہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا کیا ہے اس مرتبے کو کم نہ کریں اور انہیں اس مرتبے سے اوپر بھی مت لے جائیں۔“

حضرت علی کا غلو کے بارے میں فرمان:

((قال علی رضی اللہ عنہ: يهلك في اثنان ولا ذنب لي: محب مفرط، ومبغض مفرط وانا لنبرا الى الله ممن يغلوا فينا فيرفعنا فوق حدنا كبراءة عیسی بن مریم علیهما السلام من النصارى))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے بارے میں دو قسم کے لوگ ہلاک ہو جائیں گے اور میرے ذمہ گناہ نہیں ہے: افراط کرنے والا دوست اور افراط کرنے والا دشمن۔ یقیناً ہم ان سے بیزار ہیں جو

ہمارے بارے میں غلو کرتے ہیں اور ہمیں حد سے بڑھ کر اوپر لے جاتے ہیں جس طرح عیسیٰ بن مریم نصاریٰ (عیسائیوں) سے بیزارتھے۔“

غلو سے پرہیز کا حکم:

((قال امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ : ایاکم والغلو فینا، قولوا: انا عبید مر بوبون وقولوا فی فضلنا ما شئتم))

”امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے بارے میں غلو کرنے سے پرہیز کریں، کہیں کہ ”ہم تربیت یافتہ بندے ہیں“ اور جو کچھ ہماری فضیلت میں کہنا چاہتے ہو بیان کرو۔“

دوستی و دشمنی میں غلو کرنے والے گمراہ ہیں:

((قال امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ : یهلك فی اثنان : محب غال و مبغض قال))

”امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے راستے میں دو قسم کے لوگ ہلاک ہو جائیں گے: جو اپنی دوستی میں غلو کرے اور جو میری دشمنی میں تجاوز کرے۔“

افراط و تفریط اور کینہ و بغض:

((قال علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ : یهلك فی رجلان : محب مفرط، و عدو مبغض))

”حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے بارے میں دو قسم کے لوگ ہلاک ہو جائیں گے، افراط اور تفریط کرنے والے دوست اور کینہ اور بغض رکھنے والے دشمن۔“

☆☆☆

فصل نمبر 10:

تسمیۃ علی:

حضرت علی کا نام

معراج کی رات:

((بالاسناد، عن المفضل بن عمر، عن الصادق جعفر بن محمد عن آبائه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: لما اسری بی الی السماء اوحی الی ربی جل جلالہ فقال: یا محمد انی اطلعت علی الارض اطلعتک فاخترتک منها فجعلتک نبیاً وشققت لک من اسمی اسماء فانا المحمود وانت محمد، ثم اطلعت الثانية فاخترت

منها علیاً وجعلت خلیفتک وزوج ابنک و ابا ذریعتک، وشققت له اسما من اسمائی،
وانا العلی الا علی وهو علی))

”مفضل بن عمر نے روایت نقل کی ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مجھے رات کو آسمان پر لے جایا گیا اللہ کی طرف سے مجھ پر وحی ہوئی: اے محمد! میں نے زمین پر نگاہ کی اور تجھے اپنا نبی منتخب کیا اور تیرے نام کو اپنے نام سے مشتق کیا کیونکہ میرا نام محمود اور تیرا نام محمد ہے اور اسی طرح زمین پر نگاہ ڈالی تو علی کو تیرا خلیفہ اور داماد اور تیری اولاد کا باپ منتخب کیا اور اپنے ناموں میں سے ایک نام کا اس کیلئے انتخاب کیا، کیونکہ میں العلی الا علی ہوں اور وہ علی ہے۔“

قیامت کے دن سات نام:

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اذا کان یوم القیامة ینادون علی بن ابی طالب بسبعة اسماء: یا صدیق، یا دال، یا عابد، یا ہادی، یا مہدی، یا فتنی، یا علی مرانت و شیعتک الی الجنة بغير حساب))

”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن علی کو سات ناموں سے پکارا جائے گا۔ ان سے کہا جائے گا: اے صادق! اے رہنما! اے اللہ کی عبادت کرنے والے! اے لوگوں کو ہدایت دینے والے! اے اللہ سے ہدایت پانے والے! اے جواں مرد! اے علی! تم اور تمہارے ساتھی بغیر کسی حساب کے جنت میں چلے جاؤ۔“



فصل نمبر 11:

من القاب علی و کنیتہ:

حضرت علی کے القاب و کنیت کا بیان

القابات:

((واما القاب علی رضی اللہ عنہ: فالمرتضیٰ وحیدر، وامیر المومنین والانزع البطین و یعسوب الدین، والمرتضیٰ ونفس الرسول، وصاحب اللواء، وسید العرب و ابو الریحانین والہادی والفروق وامیر البرة))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشہور القاب یہ ہیں: مرتضیٰ، حیدر، امیر المومنین اور انزع البطین (شرک

کے دائرہ سے باہر اور بھر پور علم رکھنے والے) یعسوب الدین، مرتضیٰ، نفس رسول، صاحب اللواء، سید العرب، ابوالریحان، ہادی، فاروق اور امیر البربرۃ۔“

کنیت:

((و اما کنیتہ : فابو الحسن ، و ابو السبطین ، و ابو تراب کناه بها صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کنیت، ابوالحسن، ابوالسبطین اور ابوتراب ہے۔ ابوتراب کی کنیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو عطا کی۔“

محبوب ترین کنیت:

((کنیة علی رضی اللہ عنہ ابو الحسن و کناه رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم : ابا تراب ، فكان احب ما نادى به الیہ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالحسن تھی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ابوتراب کی کنیت عطا کی۔ یہ کنیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ایک بہترین کنیت تھی اور رسول اللہ ہمیشہ آپ کو اسی کنیت سے پکارا کرتے تھے۔ (حضرت علی کو بھی اس کنیت سے پکارا جانا محبوب تھا)“

☆☆☆

فصل نمبر 12:

تاریخ ولادۃ علی و محلہا:

حضرت علی کی ولادت کی تاریخ اور مقام

کعبۃ اللہ کے اندر ولادت:

((عن ابی حمزہ الثمالی ، قال : سمعت علی بن الحسین یقول : ان فاطمة بنت اسد رضی اللہ عنہ ضربها الطلق وھی فی الطواف ، فدخلت الکعبۃ فولد امیر المؤمنین فیہا))

”ابو حمزہ ثمالی کہتے ہیں کہ میں نے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے فرمایا: حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کو طواف کے دوران بچے کی ولادت کے آثار نمودار ہوئے، وہ کعبہ میں داخل ہوئیں اور وہاں امیر المؤمنین حضرت علی کی ولادت ہوئی۔“

((ولد علی بمكة فی البيت الحرام یوم الجمعة الثالث عشر من شهر الله الاصح رجب بعد عام الفیل بثلاثین سنة، ولم یولد فی بیت الله الحرام احد سواه لا قبله ولا بعده، وهی فضیلة خصه الله بها اجلا لاله، واعلاء لرتبته، واطهاراً لتکرمته))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ 13 رجب جمعہ کے دن مکہ میں خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ آپ سے پہلے کسی کی خانہ کعبہ میں ولادت ہوئی اور نہ ہی آپ کے بعد اور یہ ایک ایسی فضیلت تھی جو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا کی تاکہ ان کی عظمت اور ان کے مقام کو لوگوں کیلئے واضح اور روشن کرے۔“

تیرہ رجب کو ولادت:

((روى عن عتاب بن اسيد انه قال: ولد امير المؤمنين علي بن ابي طالب بمكة فی بیت الله الحرام یوم الجمعة لثلاث عشرة لیلة نخلت من رجب، وللنبی صلی الله علیه وآله ثمان و عشرون سنة، قبل النبوة باثنتی عشرة سنة))

”عتاب بن اسید سے روایت ہے کہ حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی ولادت 13 رجب بروز جمعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے 12 سال مبعوث ہونے سے پہلے خانہ کعبہ مکہ میں ہوئی۔ اس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم 28 سال کے تھے۔“

جمعہ کے دن ولادت:

((روى ان امیر المومنین علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف وصی رسول الله صلی الله علیه وآله وخليفته الامام العادل والسید المرشد والصدیق الاکبر سید الوصیین، وامام الموحدين، کنیتہ: ابو الحسن، ولد بمكة فی البيت الحرام یوم الجمعة لثلاث عشرة لیلة نخلت من رجب، بعد عام الفیل بثلاثین سنه، وامه فاطمه بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف، وهو اول ہاشمی فی السلام من ہاشمین))

”روایت کیا گیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف جو کہ رسول اللہ کے چانشین، وصی اور ایک عادل پیشوا، راہنما اور صدیق اکبر، اوصیاء کے سردار، موحدین کے امام جن کی کنیت ابو الحسن ہے، آپ 13 رجب جمعہ کے دن عام الفیل سے 30 سال بعد کعبہ اللہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ سیدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف ہیں جنہوں نے بنی ہاشم میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔“



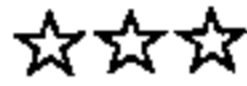
حضرت علیؑ کی ولادت کی کیفیت کا بیان

سیدہ فاطمہ بنت اسد کا کعبہ اللہ میں آنا:

((قال یزید بن قعنب : كنت جالسا مع العباس بن عبد المطلب وفريق من عبد العزی یازاء بیت الله الحرام، اذا قبلت فاطمة بنت اسد امیر المؤمنین و كانت حاملاً به لتسعة اشهر، وقد اخذها الطلق فقالت: رب! انی مومنة بك، وبما جاء من عندك من رسل و كتب، و انی مصدقة بكلام جدی ابراهیم الخلیل علیه السلام و انه بنی البیت العتیق فبحق الذی بنی هذا البیت، و بحق المولود الذی فی بطنی لما یسرت علی و لادتی قال یزید بن قعنب: فراینا البیت و قد انفتح عن ظهره، و دخلت فاطمة فیہ و غابیت ابصارنا و التزق الحائط فرمنا ان ینفتح لنا قل الباب فلم ینفتح فعلمنا ان فی ذلک امرا من اللہ عزوجل، ثم خرجت بعد الرابع و بیدها امیر المؤمنین ثم قالت: انی فضلت علی من تقدمنی من النساء، لان آسیة بنت مزاحم عبدت اللہ عزوجل سراً فموضع لا یحب ان یعبد اللہ فیہ الا اضطرارا، و ان مریم بنت عمران هزت النخلة الیابسة بیدها حتی اكلت منها رطباً جنیاً، و انی دخلت بیت اللہ الحرام فاكلت من ثمار الجنة و اوراقها (ارزاقها) فلما اردت ان اخرج هتف بی هاتف: یا فاطمة! سمیه علیاً فهو علی و اللہ العلی الا علی یقول: انی شققت اسمه من اسمی، و ادبته بادی بی و واقفته علی غوامض علمی، و هو الذی یکسر الاصنام فی بیتی و هو الذی یوزن فوق ظهر بیتی و یقدسنی و یمجدنی، فطوبی لمن احبه و اطاعه، و ویل لمن ابغضه و عصاه))

”یزید بن قعنب کہتے ہیں کہ ہم ایک حضرت عباس بن عبد المطلب اور قبیلہ عبد العزی کے چند لوگ خانہ کعبہ کے قریب بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ کو دیکھا جو کہ حاملہ تھیں اور ان کے حمل کو 9 ماہ گزر چکے تھے اور وہ درد میں مبتلا تھیں۔ انہوں نے بارگاہ الہی میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے پروردگار! میں تجھ پر اور تیرے رسولوں پر اور جو تو نے کتابیں بھیجیں ان پر ایمان رکھتی ہوں اور اپنے جد ابراہیم خلیل کی گفتگو کی تصدیق کرتی ہوں اور یقین رکھتی ہوں کہ انہوں نے اس کعبہ کو بنایا، تجھے اس کا

واسطہ جس نے اس کعبہ کی تعمیر کی اور اس بچے کا واسطہ جو میرے شکم میں ہے، قسم دیتی ہوں اس کی ولادت آسان فرما۔ یزید بن قعب کہتے ہیں: اس وقت ہم نے دیکھا کعبہ کی دیوار پھٹی اور فاطمہ بنت اسد کعبہ میں داخل ہوئیں اور غائب ہو گئیں اور دیوار آپس میں مل گئی۔ ہم کھڑے ہو گئے تاکہ جا کر خانہ کعبہ کا تالہ کھولیں، تالہ نہ کھلا۔ ہم سمجھ گئے کہ یہ سب کچھ اللہ کی مرضی سے ہوا ہے۔ چار دن گزر جانے کے بعد بچے کو ہاتھوں میں لئے ہوئے فاطمہ خانہ کعبہ سے باہر آئیں اور کہا: مجھے پہلے والی خواتین پر برتری حاصل ہے کیونکہ مزاحم کی بیٹی آسیہ چھپ کر اللہ کی عبادت کرتی تھیں، ایسی جگہ پر اللہ کی عبادت کرنا مجبوری کے سوا اور کچھ نہ تھا، عمران کی بیٹی مریم نے کھجور کے خشک درخت کو ہلایا تو اس سے تازہ کھجوریں گریں اور انہوں نے کھائیں لیکن جب میں خانہ کعبہ میں داخل ہوئی تو بہشتی میوے اور کھانا کھایا اور جس وقت میں نے باہر نکلنے کا ارادہ کیا تو غیب سے آواز آئی: فاطمہ اس بچے کا نام علی رکھنا کیونکہ اس کا رتبہ بلند ہے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: میں نے اس کا نام اپنے نام پر رکھا ہے اور اس کی تربیت اپنے آداب اور اخلاق سے کی، اسے اپنے علم سے آگاہ کیا، یہ وہ ہے جو خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کرے گا اور خانہ کعبہ کی چھت پر اذان دے گا اور میری تقدیس کرے گا۔ خوش قسمت ہے وہ شخص جو اسے دوست رکھتا ہے اور اس کے فرمان کی اطاعت کرتا ہے۔ بد بخت ہے وہ جو اس سے دشمنی رکھتا ہے اور اس کی نافرمانی کرتا ہے۔“



فصل نمبر 14:

نسب علی من قبل ابیہ وامہ و توقیر الرسول لفاطمہ بنت اسد:

حضرت علیؑ کا اپنے والدین کی طرف سے نسب اور سیدہ فاطمہ بنت اسد کا مقام والد کی طرف سے نسب:

((بالا سناد، ہو علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان، واسم ابی طالب عبد مناف))
حضرت علی رضی اللہ عنہ ابو طالب کے بیٹے، ابو طالب عبد المطلب کے، عبد المطلب ہاشم کے، ہاشم عبد مناف کے، عبد مناف قصی کے، قصی کلاب کے اور کلاب مرہ اور مرہ کعب کے، کعب لوی کے، لوی غالب کے، غالب فہر کے، فہر مالک کے، مالک نضر کے، نضر کنانہ کے، کنانہ خزیمہ کے، خزیمہ مدرکہ کے، مدرکہ

مضر کے، مضر نزار کے، نزار معد کے، معد عدنان کے بیٹے ہیں اور ابوطالب کا نام عبد مناف ہے۔“
 ((عن الاصبح بن نباتة قال: سمعت امير المؤمنين يقول: والله ما عبد ابى ولا جدى
 عبد المطلب ولا هاشم ولا عبد مناف صنما قط۔ قيل له: فما كانوا يعبدون؟ قال:
 كانوا يصلون الى البيت على دين ابراهيم متمسكين به))
 ”اصبح بن نباتة کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میرے والد نے اور
 میرے دادا نے نیز ہاشم اور عبد مناف نے کبھی بتوں کی پوجا نہیں کی۔ وہ سب کے سب اللہ کی عبادت
 کرتے تھے۔ آپ سے پوچھا گیا: وہ کونسی عبادت کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا: وہ دین ابراہیم کے پیروکار
 تھے اور خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔“

والدہ کی طرف سے نسب:

((بالا سناد، ام علی بن ابی طالب فاطمة بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی،
 وہی اول ہاشمیة ولدت لہاشمی، وقد اسلمت وهاجرت الى النبی صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ بنت اسد، اسد ہاشم کے بیٹے اور ہاشم عبد مناف کے اور عبد مناف
 قصی کے بیٹے ہیں۔ فاطمہ ہاشمی خاندان کی پہلی خاتون ہیں جو ہاشمی باپ سے پیدا ہوئیں۔ انہوں نے
 اسلام قبول کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی۔“

رسول اللہ کی قمیص کا کفن:

((ام علی فاطمة بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف و كانت من رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم بمنزلة الام وربی فی حجرها، و كانت من سابقات المؤمنات الى
 الايمان وحاضرت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الى المدينة و کفنها النبی
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عند موتها بقمیصه))

”سیدہ فاطمہ بنت اسد علی رضی اللہ عنہ کی والدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں کی جگہ پر تھیں، چونکہ
 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دامن میں پرورش پائی۔ وہ پہلی خاتون تھیں جنہوں نے اسلام
 قبول کیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے ان کی وفات کے بعد انہیں اپنی قمیص کا کفن دیا۔“

جنازہ پر چالیس تکبیریں:

((بالاسناد، عن عبد اللہ بن عباس قال: اقبل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ذات

یوم الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم با کیا و هو یقول: انا لله وانا الیہ راجعون، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما یا علی فقال علی رضی اللہ عنہ: یا رسول اللہ! ماتت امی فاطمة بنت اسد۔ قال: فبکی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثم قال: رحم اللہ امک، یا علی! اما انها ان كانت لك اما، فقد كانت لی اما، خذ عمامتی هذه وخذ ثوبی هذین فکفنها فیہما ومر النساء فلیحسن غسلها ولا تخرجها حتی اجیء فالی امرها، قال: واقبل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد ساعة واخرجت فاطمة ام علی رضی اللہ عنہ فصلى علیها النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلاة لم یصل علی احد قبلها مثل تلك الصلوة، ثم کبر علیها اربعین تکبیرة، ثم دخل الی القبر فتمدد فیہ فلم یسمع له انین ولا حركة، ثم قال: یا علی! ادخل، یا حسن! ادخل، فدخل القبر، فلما فرغ مما احتاج الیہ، قال: یا علی! اخرج، یا حسن! اخرج فخرج فحفر جأ، ثم زحف النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی صار عند راسها ثم قال: یا فاطمة انا محمد سید ولد آدم ولا فخر، فان اتاک منکر ونکیر فسالاک: من ربک؟ فقولی: اللہ ربی و محمد نبی والاسلام دینی والقرآن کتابی ثم قال: اللهم ثبت فاطمة بالقول الثابت ثم خرج من قبرها وحثا علیها حثیات ثم ضرب بیده الیمنی علی الیسری فنفضهما، ثم قال: والذی نفس محمد بیده لقد سمعت فاطمة تصفیق یمینی علی شمالی، فقام الیہ عمار بن یاسر فقال: فداک ابی و امی یا رسول اللہ لقد صلیت علیها صلاة لم تصل علی احد قبلها مثل تلك الصلوة، فقال: یا ابا الیقظان و اهل ذلك هی منی ولقد کان لها من ابی طالب ولد کثیر، ولقد کان خیر هم کثیراً، و کان خیرنا قلیلاً، فکان تشبعتی و تجیعهم و کتسونی و تعریهم و تدهننی و تشعثهم قال: فلم کبرت علیها اربعین تکبیرة یا رسول اللہ؟ قال: نعم یا عمار! التفت عن یمینی فنظرت الی اربعین صفاً من الملائكة فکبرت لكل صف تکبیرة، قال فتمددت فی القبر ولم یسمع لك انین ولا حركة، قال: ان الناس یحشرون یوم القیامة عراة فلم ازل اطلب الی ربی عزوجل ان یبعثها ستیرة، والذی نفس محمد بیده ما خرجت من قبرها حتی رايت مصباحین من نور عند راسها، و مصباحین من نور عند یدیها، و مصباحین من نور عند رجليها، و ملکاها الموکلان بقبرها یستغفران لها الی ان تقوم الساعة))

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ روتے ہوئے اور انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! کیا ہوا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میری والدہ فاطمہ بنت اسد رحلت فرما چکی ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے اور فرمایا: اے علی! اللہ تعالیٰ تمہاری والدہ پر رحمت کرے، اگر وہ آپ کی والدہ تھیں تو میری بھی والدہ تھیں۔ میری قمیض اور عمامہ لے جائیں اور انہیں کفن دیں اور خواتین سے کہیں: انہیں بہترین غسل دیں اور میرے آنے سے پہلے جنازہ کونہ اٹھانا کیونکہ ان کی تدفین اور دوسرے کام میرے ذمہ ہیں۔ کچھ دیر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت علی کی والدہ کا جنازہ آ کے حضور لایا گیا۔ آپ نے نماز جنازہ پڑھی ایسی نماز جو کہ ان سے پہلے کسی کیلئے بھی نہیں پڑھائی گئی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ بنت اسد کے جنازہ پر چالیس تکبیریں کہیں اور قبر میں لیٹے اور ان کا بدن مقدس کامل سکون کی حالت میں تھا۔ اس کے بعد فرمایا: اے علی! حسن! قبر میں داخل ہو جاؤ۔ وہ دونوں قبر میں داخل ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کام ضروری تھے انجام دیئے، جب فارغ ہوئے تو فرمایا: اے علی! اے حسن! قبر سے نکل آؤ۔ پس وہ دونوں نکل آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ بنت اسد کے قریب پہنچ کر فرمایا: یا فاطمہ! میں محمد اولاد آدم کا سردار ہوں، افتخار نہیں کر رہا ہوں، اگر منکر اور نکیر آپ کے پاس آئیں اور آپ سے پروردگار کے بارے میں سوال کریں تو کہنا: اللہ میرا پروردگار، محمد میرے پیغمبر، اسلام میرا دین اور قرآن میری کتاب ہے۔ اس کے بعد بارگاہ الہی میں دعا مانگی: اے اللہ! فاطمہ کو ان کے محکم کلمات پر ثابت قدم رکھ۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر سے نکلے اور اپنے ہاتھ سے کچھ مٹی قبر میں ڈالی اور دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر مارتے ہوئے فرمایا: مجھے اس کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے! فاطمہ نے میرے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر لگنے کی آواز سنی ہے۔ پس عمار یا سرکھڑے ہوئے اور کہا: یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہو جائیں! فاطمہ کی میت پر ایسی نماز پڑھی جو آج تک کسی میت پر نہیں پڑھائی! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا ابو یقظان! وہ اس نماز کے لائق اور مجھ سے اسی سلوک کی مستحق ہیں۔ ابوطالب سے ان کے کافی فرزند تھے، ان کے اخراجات زیادہ تھے، لیکن ہمارے بہت ہی کم، فاطمہ مجھے پیٹ بھر کر کھانا کھلاتی تھیں جب کہ دوسرے بھوکے ہوتے تھے، مجھے لباس پہناتی تھیں جب کہ دوسرے برہنہ ہوتے تھے اور مجھے صاف اور ستھرا رکھتی تھیں جب کہ دوسرے بچے خاک آلودہ ہوتے تھے۔ حضرت عمار نے کہا: یا رسول اللہ! چالیس تکبیریں ہی کیوں ان کے جنازہ پر کہیں؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں! اے عمار! میں نے اپنے دائیں طرف دیکھا تو فرشتوں کی چالیس صفیں بنی ہوئی تھیں، میں نے ہر ایک صف کیلئے ایک تکبیر کہی۔ حضرت عمار نے کہا: آپ قبر میں کیوں لیٹے جب کہ آپ کی آواز بھی سنائی نہیں دی؟ فرمایا: قیامت کے دن لوگ برہنہ محشور ہوں گے، میں نے پروردگار سے التجا کی کہ ان (حضرت فاطمہ بنت اسد) کو لباس کے ساتھ زندہ کرے۔ مجھے اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان

ہے! میں قبر سے خارج نہیں ہوا مگر یہ کہ میں نے دو نورانی چراغ ان کے سر کے قریب اور دو نورانی چراغ ان کے ہاتھوں کے قریب اور دو نورانی چراغ ان کے پاؤں کے قریب دیکھے اور دو فرشتوں کو دیکھا جو ان کی قبر پر رہیں گے اور ہمیشہ ان کی بخش اور مغفرت کی دعا طلب کریں گے۔“

☆☆☆

فصل نمبر 15:

علی و تربیۃ النبی:

حضرت علی تربیت نبی میں

رسول اللہ کے ساتھ رہنا:

((عن مجاہد بن جبرابی الحجاج قال: کان منعم اللہ عزوجل علی علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ وما صنع اللہ لہ و اراد بہ من الخیر، ان قریشا اصابتہم ازمہ شدیدة و کان ابو طالب فی عیال کثیر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لعمة العباس و کان من ایسر بنی ہاشم: یا ابا الفضل! ان اخاک ابا طالب کثیر العیال و قد اصاب الناس ماتری من هذه الازمة فانطلق بنا الیہ نخفف (عنه) عیالہ اخذ من بینہ رجلاً و تاخذ رجلاً فنکفہما عنہ، فقال العباس: قم، فانطلقا حتی اتیا باب ابی طالب فقالا: ان نرید ان نخفف عنک عیالک حتی ینکشف عن الناس ماہم فیہ من هذه الازمة، فقال لہم ابو طالب: اذا تر کتمالی عقیلاً فاصنعا ما شتما فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم علیاً رضی اللہ عنہ و اخذ العباس جعفرًا، فلم یزل علی رضی اللہ عنہ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حتی بعث اللہ عزوجل نبیاً فآمن بہ و اتبعہ و صدقہ، ولم یزل جعفر مع العباس حتی اسلم و استغنی عنہ))

”مجاہد بن جبرابی الحجاج سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت جو اس نے علی بن ابی طالب کی خوبی کیلئے عطا کی وہ یہ ہے کہ قریش شدید قحط کا شکار ہوئے، ابو طالب کثیر الاولاد تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس سے فرمایا جو بنی ہاشم میں سے مال دار تھے: اے ابو الفضل! آپ کے بھائی ابو طالب عیالدار ہیں اور لوگوں میں جو قحط آ پڑا ہے اس کو بھی آپ دیکھ رہے ہیں، آئیے ابو طالب کے پاس چلتے ہیں اور ان سے کچھ فرزند لے لیتے ہیں، ان میں سے ایک فرزند کو میں لے لیتا ہوں اور ایک کو آپ لے لیں اور ان کی سرپرستی کریں۔ حضرت عباس نے کہا: اٹھو چلیں۔ جب ابو طالب کے

گھر پہنچے تو ابوطالب سے کہا: ہم چاہتے ہیں کہ آپ سے اولاد کے بوجھ کو کم کریں تاکہ یہ سختی اور شدت کم ہو جائے۔ ابوطالب نے کہا: عقیل کو میرے لئے چھوڑیں اور جو جی چاہے انجام دیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو اپنی سرپرستی میں لے لیا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جعفر رضی اللہ عنہ کو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیغمبر مبعوث کیا۔ علی رضی اللہ عنہ آپ پر ایمان لائے اور آپ کی پیروی کی اور جعفر بھی عباس کے ساتھ رہے، انہوں نے بھی اسلام قبول کیا اور حضرت عباس سے بے نیاز ہو گئے۔“

حضرت علی کا گہوارہ بستر نبی کے قریب:

((وفی الحدیث ان امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ یوم ولد کان یومئذ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من العمر ثلاثون سنة فاحبه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حباً شديداً وقال لامه: اجعلی مهدہ بقرب فراشی، وکان یصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یتولی اکثر تربیتہ، وکان یطهر علیاً رضی اللہ عنہ فی وقت غسلہ ویوجرہ اللبن عند شربہ ویحرک مهدہ عند نومہ ویناغیہ فی یقظتہ ویحملہ علی صدرہ ویقول: هذا اخی ووالی وناصری وصفیی و خلیفتی وکھفی وکان یحملہ علی کفہ دائماً ویطوف کبہ جبال مکة و شعابها و اودیتها))

”حدیث میں آیا ہے کہ جس دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک 30 سال تھی، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ سے بہت محبت تھی اور انہوں نے آپ کی والدہ سے کہا: علی کے گہوارے کو میرے بستر کے قریب رکھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تربیت کا سب سے زیادہ حصہ اپنے ذمہ لیا ہوا تھا اور ان کو نہلانے کے وقت صاف اور ستھرا کیا کرتے تھے اور انہیں دودھ پلایا کرتے تھے اور سونے کے وقت ان کا جھولا جھلایا کرتے تھے اور جب بیدار ہوتے تھے تو چھوٹے بچوں کی زبان میں ان سے ہم کلام ہوتے تھے اور ان کو اپنے سینے پر بٹھاتے اور فرمایا کرتے تھے: یہ ہیں میرے بھائی اور دوست اور مددگار، میرے جانشین، میری پناہ گاہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کو اپنے کندھے مبارک پر سوار کر کے مکہ کے پہاڑوں، دروں اور میدان میں گھمایا کرتے تھے۔“

رسول اللہ کا ہر قل و فعل یاد:

((وکان علی رضی اللہ عنہ یقول: ما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیئاً لا حفظتہ ولم انسہ))

”اور ہمیشہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: میں نے جو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اسے

یا دیکھا اور کبھی بھی اسے نہیں بھلایا۔“

☆☆☆

فصل نمبر 16:

فی اسلام علی وایمانہ:

حضرت علی کے قبول اسلام کا بیان

پہلے مسلمان:

((قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: یا علی! انت اول المسلمین اسلاماً، وانت اول المومنین ایماناً، وانت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ))
 ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! تم پہلے فرد ہو جس نے اسلام قبول کیا اور تم پہلے وہ شخص ہو جو ایمان لائے۔ تم مجھ سے ایسے نسبت رکھتے ہو جیسے ہارون موسیٰ سے۔“

حوضِ کوثر پر سب سے پہلے:

((عن سلمان الفارسی، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اولکم وارد اعلیٰ الحوض اولکم اسلاماً علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ))
 ”حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلے جو حوضِ کوثر کے کنارے میرے پاس آئے گا وہ تم میں سے پہلا مسلمان یعنی علی بن ابی طالب ہے۔“
 حضرت علی کا اپنا قول:

((عن علی رضی اللہ عنہ قال: انا اول رجل اسلم مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں وہ پہلا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا۔“

بقول رسول:

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: علی اول المسلمین اسلاماً))
 ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی وہ پہلے شخص تھے جو اسلام لائے۔“

امام علی رضا کی روایت:

((بالاسناد، علی بن موسیٰ ابوالحسن عن ابیہ عن آباءہ ان علیاً رضی اللہ عنہ اول من

اسلم))

”امام علی رضی اللہ عنہ نے اپنے اجداد سے روایت نقل کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: علی رضی اللہ عنہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا۔“

اس امت کے بہترین فرد:

((عن سلمان الفارسی قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم خير هذه الامة بعدى اول اسلاما علي بن ابي طالب رضي الله عنه))

”حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد اس امت کے بہترین فرد وہ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا، وہ علی بن ابی طالب ہیں۔“

حضرت زید بن ارقم کی روایت:

((عن زيد بن ارقم قال: اول من اسلم مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم علي بن ابي طالب رضي الله عنه))

”زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سب سے پہلے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور اسلام قبول کیا وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔“

پہلے مومن:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي اول المؤمنين))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی پہلے مومن ہیں۔“

پہلے صاحب ایمان:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي اول الناس ايماناً))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی پہلے شخص ہیں جو ایمان لائے۔“

پہلے مومن فرد:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي اول من آمن بي))

”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی وہ پہلے فرد ہیں جو مجھ پر ایمان لائے۔“

اول مومن اور اول مصباح کرنے والے:

((وروى ابو ذر و سلمان رضي الله عنهما قالا: اخذ رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بيد علي فقال: الا ان هذا اول من امن بي او اول من يصابحني يوم القيامة))

”حضرت ابو ذر اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: جان لیں یہ وہ پہلے شخص ہیں جو مجھ پر ایمان لائے اور قیامت کے دن پہلے شخص ہوں گے جو مجھ سے مصافحہ کریں گے۔“

اس امت کے پہلے مومن:

((عین زید بن ارقم قال: اول من آمن بالله بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
علی بن ابی طالب))

”حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں سے جو اللہ پر ایمان لائے وہ علی ابن ابی طالب ہیں۔“

حضرت علی کے ایمان کی پختگی:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: لو ان السماوات والارض وضعت في
كفة ووضع ايمان علي في كفة لرجح ايمان علي بن ابی طالب))
”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر آسمان اور زمین کو ترازو کے ایک پلڑے پر اور دوسرے
پلڑے پر علی کے ایمان کو رکھا جائے تو علی بن ابی طالب کا ایمان بھاری ہوگا۔“

☆☆☆

نصل نمبر 17:

النظر الى وجه علي و ذكره عبادة:

حضرت علی کو دیکھنا اور ان کا تذکرہ عبادت ہے

چہرے کو دیکھنا عبادت:

((في حديث رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: النظر الى وجه علي بن ابی طالب
عبادة))

”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی رضی اللہ عنہ کے چہرے پر نگاہ کرنا عبادت ہے۔“

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: النظر الى البيت عبادة والنظر الى وجه
علي عبادة))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیت الحرام پر نگاہ کرنا عبادت ہے اور علی کے چہرے پر نگاہ کرنا بھی
عبادت ہے۔“

زارِ علی کی دعا:

((و عن الصادق رضی اللہ عنہ : ان ابواب السماء لتفتح عند دعاء الزائر لامیر

المومنین رضی اللہ عنہ، فلا تکن عن الخیر تواما))

”امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس وقت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا زائر دعا کرتا ہے، آسمان

کے دروازے اس لئے کھل جاتے ہیں اس لئے اس فضیلت کو سمجھنے کیلئے خواب میں نہ رہو۔“

زیارت علی کا ثواب و اجرا:

((بالاسناد، عن الحسين بن اسماعيل الصميري عن ابي عبد الله رضی اللہ عنہ قال :

من زار امیر المومنین رضی اللہ عنہ ما شيا كتب الله له بكل خطوة حجة ومعة، فان

رجع ما شيا كتب الله له بكل خطوة حجتين وعمرتين۔

”حسین بن اسماعیل صمیری نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جس نے امیر المومنین علی

رضی اللہ عنہ کی پیدل زیارت کی اللہ اس کے ہر قدم کے بدلے میں جو وہ اٹھائے گا ایک حج اور عمرہ کا

ثواب اس کیلئے لکھے گا اور اگر پیدل واپس لوٹا تو اللہ ہر قدم کے بدلے میں دو حج اور دو عمرہ کا ثواب اس

کیلئے لکھے گا۔“

ذکر علی عبادت ہے:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: ذكر علي عبادة))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی کا ذکر عبادت ہے۔“

((في حديث عن الصادق رضی اللہ عنہ قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله

وسلم: النظر الى علي بن ابي طالب عبادة، و ذكره عبادة ولا يقبل ايمان عبد الا بو

لايته والبراءة من اعدائه))

”امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی کے چہرے کی

زیارت کرنا اور ان کا ذکر کرنا عبادت ہے۔ کسی بھی شخص کے ایمان کو قبول نہیں کیا جائے گا مگر یہ کہ ان کی

ولایت کو قبول کرے (من كنت مولاه فعلى مولاه) اور ان کے دشمنوں سے بیزاری اور دوری اختیار

کرے۔“

ذکر علی اور مجالس:

((عن جابر بن عبد الله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: زينوا

مجالسكم بذكر علي بن ابي طالب رضی اللہ عنہ))

”حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اپنی مجالس کو علی کے ذکر کے ذریعہ زینت بخشو۔“

☆☆☆

فصل نمبر 18:

نشر فضائل علی رضی اللہ عنہ:

حضرت علی کے فضائل بیان کرنا

حضرت علی کے فضائل بے شمار:

((عن یحییٰ البصری قال: حدثنا محمد بن زکریا الجوهری عن محمد بن عمارة عن ابیه عن الصادق جعفر بن محمد عن ابیه محمد بن علی عن آبائه الصادقین قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ان اللہ تبارک و تعالیٰ جعل لابی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فضائل لا یحصى عددها))

”یحییٰ بصری کہتے ہیں کہ محمد بن زکریا جوہری نے محمد بن عمارہ سے، اس نے اپنے والد سے اور اس نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد امام باقر رضی اللہ عنہ اور انہوں نے اپنے اجداد سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے بھائی علی بن ابی طالب کو بے شمار فضائل عطا کیے ہیں۔“

فضائل علی حضرت عمر فاروق کی روایت کی روشنی میں:

((وبالاسناد الی جعفر بن الصادق عن ابیه عن جدہ الحسین عن ابیه علی انہ قال: حدثنا عمر بن الخطاب، قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول: فضل علی علی ہذہ الامۃ کفضل شہر رمضان علی سائر الشہور و فضل علی علی ہذہ الامۃ کفضل لیلۃ القدر علی سائر الیالی، و فضل علی بن ابی طالب علی ہذہ الامۃ کفضل الجمعة علی سائر الایام، فطوبی لمن آمن بہ و صدق بو لایتہ و الویل لمن جحدہ و جحد حقہ، حقاً علی اللہ ان لا ینیلہ شیئا من رحمته یوم القیامۃ و لا تنالہ شفاعۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم))

”امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنے والد گرامی اور انہوں نے اپنے جد بزرگوار امام حسین رضی اللہ عنہ

سے اور انہوں نے اپنے والد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ علی کی برتری اور فضیلت اس امت پر اس طرح ہے جیسے ماہِ رمضان کی دوسرے مہینوں پر اور علی کی برتری اس امت پر ایسے ہے جیسے شبِ قدر کی دوسری راتوں پر اور علی کی فضیلت اس امت پر اس طرح ہے جیسے جمعہ کے دن کی دوسرے دنوں پر۔ خوش نصیب ہے وہ شخص جو ان سے تمسک کرے اور ان کی ولایت کو قبول کرے اور بد بخت ہے وہ شخص جو ان کی ولایت اور حق کا منکر ہو اور یہ اللہ کے ذمہ ہے کہ ایسے شخص کو قیامت کے دن اپنی رحمت سے محروم کرے اور محمد کی شفاعت اس کو نصیب نہ ہو۔“

خصائلِ علی:

((بالا سناد عن جابر بن عبد اللہ الانصاری انه قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ان فی علی خصالاً لو كانت واحداً منها فی جمیع الناس لا کتفوا بها فضلاً))

”حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی میں ایسی خصلتیں موجود ہیں اگر ان میں سے ایک خصلت بھی تمام لوگوں میں موجود ہوتی تو ان سب کیلئے کافی تھی۔“

فضائلِ علی اور خطبہ رسول:

((عن جابر الجعفی عن ابی جعفر محمد بن علی الباقر رضی اللہ عنہ عن جابر بن عبد اللہ الانصاری قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ان جبرئیل نزل علی وقال: ان اللہ یأمرک ان تقوم بتفضیل علی بن ابی طالب خطیباً علی اصحابک لیبلغوا من بعدہم ذلك عنک، ویامر جمیع الملائکة ان تسمع ما تذکرہ، واللہ یوحی الیک یا محمد! ان من خالفک فی امرہ دخل النار، ومن اطاعک فله الجنة))

”جابر جعفی نے امام محمد باقر رضی اللہ عنہ اور جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرئیل مجھ پر نازل ہوئے اور کہا کہ فرمان الہی ہے کہ انھیں اور اپنے خطبہ میں اپنے اصحاب کیلئے علی کی برتری اور فضیلت بیان کریں تاکہ وہ اس مطلب کو آئندہ آنے والی نسلوں تک پہنچادیں اور اللہ تمام فرشتوں کو حکم دے رہا ہے کہ جو کچھ بھی آپ بیان کریں اسے غور سے سنیں۔ اور اللہ تعالیٰ وحی کر رہا ہے کہ جو بھی علی کے بارے میں اے محمد! آپ کی مخالفت کرے گا وہ جہنم کی آگ میں داخل ہوگا اور جو بھی تمہاری اطاعت کرے گا جنت اس کا مقدر ہوگی۔“

حضرت علیؑ کی عظمت:

((روى جابر بن عبد الله قال: لما قدم على رضى الله عنه على رسول الله صلوات الله عليه وآله يفتح خيبر فقال له رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: لولا ان تقول فيك طوائف من امتى ما قالت النصارى فى المسيح عيسى بن مريم رضى الله عنه، لقلت فيك قولاً لا تمر بملا الا اخذوا التراب من تحت رجلك، ومن فاضل طهورك يستشفون به، ولكن حسبك ان تكون منى وانا منك، ترثنى وارثك، وانك منى بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبى بعدى، وانك تبرىء زمتى وتقاتل سنتى وانك غدا على الحوض خليفتى))

”حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ فتح خیبر کے بعد جب علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا: اگر ایسا نہ ہوتا کہ چند لوگ میری امت میں سے تمہارے لئے کچھ کہتے جس طرح عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کہا کرتے تھے تو میں تمہارے لئے ایسی گفتگو کرتا کہ آپ جس گروہ کے قریب سے گزرتے وہ آپ کے قدموں کی خاک اور وضو کے پانی کو شفاء کیلئے لے جاتے، لیکن تمہارے لئے یہی کافی ہے کہ تم مجھ میں سے ہو اور میں تم میں سے۔ تم میرے وارث ہو اور میں تمہارا۔ تمہاری نسبت مجھ سے ایسے ہے جس طرح ہارون کی موسیٰ سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور تم میرے قرض کو ادا کرو گے اور میری سنت کیلئے جنگ کرو گے اور تم قیامت کے دن حوض کوثر پر میرے جانشین ہو۔“

☆☆☆

فصل نمبر 19:

لولاك ما عرف المؤمنون:

اگر تم نہ ہوتے تو مومنین کی پہچان نہ ہوتی

پہچان مومن:

((الحسين بن علي رضى الله عنهما قال: حدثني ابي علي بن ابي طالب رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: يا علي! لولاك ما عرف المؤمنون من بعدى))

”حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میرے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! اگر تم نہ ہوتے تو میرے بعد اہل ایمان کی پہچان نہ ہوتی۔“
 ((فقال له النبي صلى الله عليه وآله وسلم عند ذلك: لو لا انت يا علي لم يعرف المؤمنون بعدى))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! اگر تم نہ ہوتے تو میرے بعد مومنین پہچان نہ جاتے۔“
اللہ کے لشکر کی پہچان:

((عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم: يا علي! انك لن تضل ولن تنزل، ولو لآك لم يعرف حزب الله بعدى))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے اور نہ ہی دوچار لغزش ہو گے، بلکہ ثابت قدم رہو گے۔ اگر تم نہ ہوتے تو میرے بعد اللہ کے لشکر کی پہچان نہ ہوتی۔“
دشمنِ علی لشکرِ شیطان ہے:

((وقوله صلى الله عليه وآله وسلم: حزب علي حزب الله وحزب اعدائه حزب الشيطان))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی کا لشکر اللہ کا لشکر ہے اور ان کے دشمنوں کا لشکر شیطان کا لشکر ہے۔“



فصل نمبر 20:

لزوم معرفۃ علی رضی اللہ عنہ:

حضرت علی کی معرفت لازم ہے

جناب علی کا مقام اللہ اور رسول ہی جانتے ہیں:

((قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم: يا علي: ما عرف الله حق معرفته غيري و غيرك، وما عرفك حق معرفتك غير الله و غيري))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! آپ کے اور میرے علاوہ کسی نے بھی اللہ کے مقام کو نہیں پہچانا، اور کسی نے بھی سوائے اللہ کے اور میرے جس عظمت کے تم لائق ہو، نہیں پہچانا۔“

(کماروی فی الاخبار الکثرۃ انه قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: يا علي! ما عرف الله الا انا وانت وما عرفني الا الله وانت، وما عرفك الا الله وانا))

”اور بہت سی روایات میں نقل ہوا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! کسی نے بھی میرے اور آپ کے علاوہ اللہ کو نہیں پہچانا اور کسی نے بھی اللہ اور آپ کے علاوہ مجھے نہیں پہچانا اور کسی نے بھی اللہ اور میرے سوا آپ کو نہیں پہچانا۔“

محبت علی کے فوائد:

((عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: الا ومن عرف علیاً واحبہ، بعث اللہ الیہ ملک الموت کما بعث اللہ الی الانبیاء و دفع عنہ احوال منکر و نکیر و نور قبرہ و فسحہ مسیرة سبعین عاماً و بیض و جہہ یوم القیامة))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جان لیں جو بھی علی کو پہچان لے اور اس سے محبت کرے اللہ تعالیٰ ملک الموت کو اس کے پاس اس طرح بھیجے گا جس طرح پیغمبروں کے پاس بھیجا، منکر اور نکیر کے خوف کو اس سے دور کرے گا اور اس کی قبر کو نورانی کرے گا اور اس کی قبر کو ستر سال طولانی راستے کی طرح کھلا کرے گا اور قیامت کے دن اس کے چہرے کو نورانی کرے گا۔“

امیر کا حق اللہ کا حق ہے:

((قال اصبح سمعت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ یقول: ویل لمن جہل معرفتی ولم یعرف حقی الا ان حقی هو حق اللہ الا ان حق اللہ هو حقی))

”اصبح کہتے ہیں کہ میں نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا۔ آپ نے فرمایا: افسوس ہے اس شخص پر جو مجھے اور میرے حق کو نہیں پہچانتا، یاد رہے کہ میرا حق اللہ کا حق ہے، اور یہ بھی جان لیں کہ اللہ کا حق میرا حق ہے۔“

☆☆☆

فصل نمبر 21:

علم علی رضی اللہ عنہ وهو باب علم رسول اللہ:

حضرت علی کا علم و دانش..... باب علم رسول

انارِ دانش:

((بالاسناد عن محمد بن مسلم قال: سمعت ابا جعفر رضی اللہ عنہ یقول: نزل جبریل علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بر ما نتین من الجنة فلقیہ علی رضی اللہ عنہ فقال: ما هاتان الرمانتان اللتان فی یدک؟ فقال: اما هذه والنبوۃ لیس لک فیہا نصیب،

واما هذه فالعلم، ثم فقلها رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فاعطاه نصفها واحذ رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم نصفها، ثم قال: انت شريكى وانا شريكك فيه، فلم يعلم والله رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حرفاً مما علمه الله الا علمه علياً رضی اللہ عنہ، ثم انتهى العلم ايناً ووضع يده على صدره))

”محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے امام باقر سے سنا، انہوں نے فرمایا: جبرئیل علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہشت سے دو انار لائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور پوچھا: یہ جو دو انار آپ کے ہاتھ میں ہیں کس قسم کے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک نبوت ہے جس کا آپ سے تعلق نہیں اور دوسرا دانش ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انار دانش کے دو حصے کیے، ایک حصہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دے دیا اور دوسرا حصہ اپنے پاس رکھا اور فرمایا: آپ میرے ساتھ شریک ہیں اور میں آپ کے ساتھ شریک ہوں۔ اسی سبب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے کوئی ایسا حرف یاد نہیں کیا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں یاد کرایا تھا مگر یہ کہ وہی علم علی رضی اللہ عنہ کو پڑھایا۔ (حضرت امام باقر نے فرمایا) اس کے بعد دانش کی انتہا ہم تک ہوئی (اس دوران امام باقر نے اپنے ہاتھ کو سینے پر رکھا)۔“

سرِ ایا علم:

((بالاسناد، عن المفضل بن عمر قال: سمعت ابا عبد الله رضی اللہ عنہ يقول: كان امير المؤمنين رضی اللہ عنہ يقول: انى اعطيت خصالاً ما سبقنى اليها احد: علمت المنيا والبلايا والانساب وفصل الخطاب))

”مفضل بن عمر کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے فرمایا: امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے ایسی خصلتیں عطا کی گئیں کہ مجھ سے پہلے کسی اور کو نہیں دی گئیں۔ میں لوگوں کی موت کا وقت جانتا ہوں اور تمام بلاؤں سے بھی واقف ہوں اور لوگوں کے نسب اور ان کے درمیان قضاوت سے بھی آگاہ ہوں۔“

علم علی:

((بالاسناد عن ابى عبد الله رضی اللہ عنہ قال: كان على رضی اللہ عنہ يعلم كل ما يعلم رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، ولم يعلم الله رسوله شيئاً الا وقد علمه رسول الله امير المؤمنين رضی اللہ عنہ))

”امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سب چیزوں سے آگاہ تھے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد

نہیں کرائی تھی مگر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ علی رضی اللہ عنہ کو بھی یاد کرا دی تھی۔“
علم انبیاء کے وارث:

((عن ابی جعفر ان علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کان ہبۃ اللہ لمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ورث علم الاوصیاء ولم من کان قبلہ من الانبیاء والمرسلین))
”امام باقر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک ہدیہ تھے جسے اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کو عطا کیا۔ وہ حامل علم اوصیاء اور علم انبیاء مرسلین تھے۔“

حلال و حرام اور قرآن مجید کے عالم:

((عن حفص بن قرط الجہنی عن جعفر بن محمد الصادق قال: سمعته یقول: کان علی رضی اللہ عنہ صاحب حلال و حرام و علم بالقرآن ونحن علی منہاجہ))
”حفص بن قرط جہنی کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق رضی اللہ عنہ سے سنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حلال اور حرام کے سب سے زیادہ عالم تھے اور علم قرآن سے آگاہ تھے، ہم (اہل بیت و اہل اسلام) انہی کی نیچ پر ہیں۔“

علم تنزیل و تاویل:

((عن ابی الصباح قال: قال ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ: ان اللہ علم نبیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم التنزیل و التاویل، فعلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیاً رضی اللہ عنہ))

”ابو الصباح سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تنزیل اور تاویل کی تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعلیم امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دی۔“

گہری فکر:

((عن سلیمان الاعمش عن ابیہ قال: قال علی رضی اللہ عنہ: ما نزلت آیۃ الا وانا علمت فیمن انزلت واین نزلت و علی من نزلت، ان ربی وھب لی قلباً عقولاً ولساناً طلقاً))

”جناب سلیمان اعمش نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کوئی ایسی آیت نازل نہیں ہوئی مگر یہ کہ میں اسے جانتا ہوں کہ کس لئے نازل ہوئی، کہاں نازل ہوئی اور کس پر نازل ہوئی۔ میرے رب نے مجھے گہری فکر اور نطق زبان عطا کی ہے۔“

حضرت علیؑ کا قرآن مجید جمع کرنا:

((وفی اخبار ابی رافع: ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال فی مرضہ الذی توفی فیہ لعلی رضی اللہ عنہ: یا علی! هذا کتاب اللہ خذہ الیک، فجمعه علی فی ثوب، فمضى الی منزله فلما قبض النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جلس علی رضی اللہ عنہ فالفہ کما انزلہ اللہ وکان بہ عالماً))

”حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس بیماری میں وفات پائی، اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی! یہ اللہ کی کتاب ہے اسے لے لیں اور اپنے پاس رکھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے کپڑے میں لپیٹ کر گھر کی طرف روانہ ہوئے، جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت ہوئی اس کے بعد امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے گھر میں بیٹھ کر جس طرح وہ کتاب، اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ویسے ہی ترتیب دینا شروع کر دی اور آپ اس سے آگاہ تھے۔“

حضرت علیؑ امام المتقین اور امام مبین ہیں:

((عن قیس بن سمرعان عن علقمة بن محمد الحجرمی عن ابی جعفر محمد بن علی انه قال (فی حدیث) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: معاشر الناس! معامن علم الا وقد احصاه اللہ فی وکل علم علمت فقد احصیته فی امام المتقین وما من علم الا علمته علیا، وهو الامام المبین))

”قیس بن سمرعان نے علقمہ بن محمد حضرمی سے اور انہوں نے امام باقر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! کوئی بھی علم ایسا نہیں ہے جو اللہ نے مجھے نہ دیا ہو اور ہر وہ علم جس سے میں واقف ہوں میں نے وہ پرہیزگاروں کے امام کو سکھا دیا اور کوئی ایسا علم نہیں جسے میں نے علی کو سکھا نہ دیا ہو اور وہی امام مبین ہیں۔“

حضرت علیؑ کے استاذ رسول اللہ:

((عن ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال: ان اللہ تبارک و تعالیٰ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم القرآن و علمہ شیئاً سوی ذلك فما علم اللہ فقد علم رسولہ علیارضی اللہ عنہ))

”امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قرآن کی تعلیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دی، اس کے علاوہ اور بھی چیزوں کی تعلیم دی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بھی اللہ تعالیٰ سے حاصل کیا اس کی تعلیم امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دی۔“

((عن ابی عبداللہ رضی اللہ عنہ قال: ان اللہ علم رسولہ الحلال و الحرام و التاویل و ما یحتاج الیہ الناس فعلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ سلم علیاً رضی اللہ عنہ ذلك کله))

”ابو عبد اللہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حلال و حرام، تاویل اور تمام وہ ضروریات جن کے لوگ نیاز مند ہیں ان کی تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کی تعلیم امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دی۔“

قرآن کے بارے میں امت میں سب سے زیادہ جاننے والے:

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم: علی اعلم الامۃ بما انزل اللہ))
”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بھی وحی اتری علی تمام امت کے افراد سے اس کو زیادہ جانتے ہیں۔“

علم علی اور اصحاب:

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم: علی اکثر اصحاب الرسول علماً))
”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی اصحاب رسول میں سب سے دانا تر ہیں۔“

اعلم الناس:

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم: علی اعلم الناس علماً))
”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی لوگوں میں سے دانا ترین ہیں۔“

علم علی المرتضیٰ:

((بالا سناد، عن ابی بصیر، عن ابی جعفر رضی اللہ عنہ قال: سئل علی رضی اللہ عنہ عن علم النبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فقال: علم النبی علم جمیع النبیین و علم ما کان و علم ما ہو کائن الی قیام الساعة ثم قال: و الذی نفسی بیدہ انی لا علم علم النبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم و علم ما کان و ما ہو کائن فیما بینی و بین قیام الساعة))
”ابو بصیر نے امام باقر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: پیغمبروں کا علم اور جو بھی علم واقع ہوا یا تا روز قیامت واقع ہوگا سب کا سب علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔ پھر فرمایا: مجھے قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میرے پاس علم رسول اور جو بھی علم واقع ہوا ہے اور جو قیامت کے دن تک واقع ہوگا، موجود ہے۔“

بعد از رسول سب سے زیادہ عالم:

((عن سلمان عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انه قال: اعلم امتی بعدی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ))

”حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد میری امت کے افراد میں سے دانا ترین علی ابن ابی طالب ہیں۔“

کتابِ علی:

((عن عبد اللہ بن میمون عن جعفر عن ابیہ قال: فی کتاب علی رضی اللہ عنہ کل شیء یتحتاج الیہ حتی الخدش والارش والهرش))

”عبداللہ بن میمون نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے والد گرامی امام باقر سے نقل کیا کہ تمام وہ چیزیں جن کی لوگ احتیاج رکھتے ہیں حتیٰ کہ خارش کا ہونا، جراحی، وحشی جانوروں اور درندوں کا کاٹنا سب کا علاج کتابِ علی رضی اللہ عنہ میں موجود ہے۔“

جانوروں کے بارے میں معلومات:

((عن زرارة عن ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال: قال امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ لا بن عباس: ان اللہ علمنا منطق الطیر کما علما سلیمان بن داود و منطق کل دابة فی براویح))

”زرارہ نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کیا کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے پرندوں کا کلام ہمیں سکھایا جس طرح حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کو سکھایا تھا اور تمام حیوانات کی زبان، چاہے خشکی پر ہوں یا دریا میں، ہمیں تعلیم دی ہے۔“

کتابِ ناطق:

((عن امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ قال: هذا کتاب اللہ الصامت، وانا کتاب اللہ الناطق))

”امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی صامت کتاب ہے اور میں کتابِ ناطق ہوں۔“

عندہ علم الکتاب:

((عن الفضیل بن یسار عن ابی جعفر رضی اللہ عنہ فی قوله: ومن عنده علم الکتاب))

قال: نزلت فی علی رضی اللہ عنہ، انه عالم هذه الامة بعد النبی صلوات اللہ علیہ
 (والہ))

”جناب فضیل بن یسار سے نقل ہے کہ امام باقر رضی اللہ عنہ نے آیت مبارکہ: ”ومن عنده علم
 الكتاب“ کے بارے میں فرمایا: یہ آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے، وہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت کے عالم تھے۔“

صاحب علم کتاب:

(بالاسناد، عن ابی جعفر رضی اللہ عنہ فی قول اللہ عزوجل: قل کفی باللہ شہیداً
 بینی و بینکم ومن عنده علم الكتاب، (رعد/43) قال: صاحب علم الكتاب علی
 رضی اللہ عنہ))

”امام باقر رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے کلام: ”قل کفی باللہ شہیداً بینی و بینکم ومن عنده
 علم الكتاب“ (کہہ دو اللہ تعالیٰ کی گواہی میرے اور آپ کے درمیان کافی ہے اور اسی طرح اس کی
 گواہی جس کے پاس کتاب کا علم ہے) کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: صاحب علم کتاب سے مراد
 علی رضی اللہ عنہ ہیں۔“

((عن جابر قال: قال ابو جعفر رضی اللہ عنہ فی هذه الاية: قل کفی باللہ شہیداً بینی
 و بینکم ومن عنده علم الكتاب قال: هو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ))
 ”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس آیت میں: ”کہہ دو:
 اللہ اور وہ جس کے پاس علم کتاب ہے ہمارے اور تمہارے درمیان شہادت کیلئے کافی ہے“ عالم کتاب
 سے مراد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔“

((عن ابی بصیر عن ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ: قال سالتہ عن قول اللہ عزوجل: قل
 کفی باللہ شہیداً بینی و بینکم ومن عنده علم الكتاب قلت: اهو علی بن ابی طالب؟
 قال: فمن عسی ان یكون غیره))

”ابو بصیر سے روایت ہے کہ امام صادق رضی اللہ عنہ سے اس کلام الہی: ”کہہ دو! میرے اور تمہارے
 درمیان اللہ کی گواہی کافی ہے اور اسی طرح اس کی گواہی جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔“ کے بارے میں
 ہم نے پوچھا: آیا اس سے مراد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں؟ فرمایا: ان کے سوا کوئی اور ممکن ہے؟“

علی باب العلم:

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: علی باب علمی))
 ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی میرے علم (کے شہر) کا دروازہ ہیں۔“

رسول اللہ کے شاگرد خاص:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: ما علمت شيئاً الا علمته علياً فهو باب مدينة علمي))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے کسی چیز سے آشنائی حاصل نہیں کی مگر یہ کہ اس کی علی کو تعلیم دی کیونکہ وہ میرے علم کے شہر کا دروازہ ہیں۔“

حقائق کو واضح کرنے والے:

((عن ابي ذر رضى الله عنه قال قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم: علي باب علمي ومبين لامتي))

”حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی میرے علم کا دروازہ ہیں اور حقائق کو میری امت کیلئے بیان کرتے ہیں۔“

رسول اللہ اور سیدنا علی المرتضیٰ:

((عن ابي الصباح عن ابن عباس رضى الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: لما صرت بين يدي ربي، كلمني و ناجاني فما علمت شيئاً الا علمته علياً، فهو باب علمي))

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس وقت میں بارگاہ الہی میں حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ مجھ سے ہم کلام ہوا اور راز سخن کہا اور میں نے ہر وہ چیز جس سے آگاہ ہوا، علی کو دی اس لئے کہ وہ میرے علم کا دروازہ ہیں۔“

باب مدیۃ العلم النبی:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: ما علمت شيئاً الا علمته علياً فهو باب مدينة علمي))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے کسی چیز کا بھی علم حاصل نہیں کیا مگر یہ کہ اسے علی کو دیا کیونکہ وہ میرے علم کے شہر کے دروازہ ہیں۔“

رسول اللہ کا قرب:

((عن علي رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يوم فتحت خيبر: انت باب علمي، وان ولدك ولدي، ولحمك لحمي، و دمك دمي))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح خیبر کے دن مجھ سے فرمایا: تم

میرے علم کا دروازہ ہو اور تمہارے فرزند میرے فرزند ہیں، تمہارا گوشت میرا گوشت ہے اور تمہارا خون میرا خون ہے۔“

ہزار ابواب علم کی تعلیم:

((عن ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال: علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیاً رضی اللہ عنہ الف باب ففتح له من کل باب الف باب))

”امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (علم کے) ایک ہزار باب کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تعلیم دی اور ہر ایک باب سے ہزار باب نکلے۔“

((عن جعفر عن ابیہ: ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدث علیاً رضی اللہ عنہ الف کلمة یفتح الف کلمة))

”امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہزار باب علم کے علی رضی اللہ عنہ کو تعلیم دیئے کہ ہر ایک باب سے ہزار باب نکلے۔“

ہزار حروف:

((بلا سناد، عن ابی جعفر رضی اللہ عنہ قال: علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیاً الف حرف، کل حرف یفتح الف حرف))

”امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہزار حروف سکھائے اور ہر ایک حرف سے ہزار حروف نکلے۔“

((بلا سناد، عن ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال: علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیاً حرفاً یفتح الف حرف کل حرف منها یفتح الف حرف))

”امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک حرف تعلیم دیا کہ اس سے ہزار حرف اور نکلے اور ہر ایک حرف سے ہزار حرف اور نکلتے تھے۔“

حضرت علی کی علمیت:

((عن الشمالی عن ابی جعفر رضی اللہ عنہ قال: قال علی لقد علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الف باب یفتح کل باب الف باب۔ فاسالوہ عنہا))

”شمالی نے امام باقر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ہزار باب دیئے، ہر ایک باب سے ہزار باب نکلے، پس اس کے بارے میں مجھ سے پوچھ لو۔“

ہزار کلمات کی تعلیم:

((عن ابی حمزہ الثمالی ، عن علی بن الحسین قال : علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیا کلمة تفتح الف کلمة، والالف کلمة یفتح کل کلمة الف کلمة))
 ”ابو حمزہ ثمالی سے روایت ہے کہ امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو کلمات کی تعلیم دی کہ ان میں سے ہزار کلمات اور نکلتے تھے اور اس ہزار کلمات سے ہزار اور کلمات نکلتے۔“

((بالاسناد، عن ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال : اوصی رسول اللہ الی علی رضی اللہ عنہ الف کلمة و الف باب، یفتح کل کلمة و کل باب الف کلمة و الف باب))
 ”امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہزار کلمہ اور ہزار باب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے سپرد کیے کہ ہر کلمہ اور ہر ایک باب سے ہزار کلمہ اور باب نکلتے تھے۔“

علم کے دس لاکھ ابواب:

((بالا سناد، عن الاصبغ بن نباتة عن امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ قال : سمعته یقول : ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علمنی الف باب من الحلال والحرام مما کان ومما هو کائن الی یوم القیامة، کل باب منها یفتح الف باب، فذلک الف الف باب، حتی علمت علم المنایا والبلیا وفصل الخطاب))
 ”اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک ہزار باب، حلال اور حرام کے جو واقع ہو اور تاروز قیامت جو واقع ہوگا، تعلیم دیئے کہ ہر ایک باب سے ہزار باب اور نکلتے۔ پس میرے علم کے دس لاکھ باب ہیں۔ میں لوگوں کی موت کا وقت جانتا ہوں اور سب بلاؤں سے آگاہی رکھتا ہوں اور لوگوں کے درمیان تضاوت سے بھی واقف ہوں۔“

علوم کا خزینہ:

((عن علی رضی اللہ عنہ: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ادخل لسانہ فی فمی فانفتح فی قلبی الف باب من العلم مع کل باب الف باب))
 ”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک کو میرے منہ میں داخل کیا اور علم کا ہزار باب میرے دل میں کھل گیا کہ ہر ایک باب سے ہزار اور باب نکلتے۔“

علی کے توسل کے بغیر علم نہیں سیکھا جاسکتا:

بالاسناد، حدثنا ابو الحسن علی بن موسیٰ الرضا عن آبائه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم: یا علی انا مدینة العلم وانت الباب، کذب من زعم انه یصل الی المدینة الا من الباب))

”حضرت ابو الحسن علی بن موسیٰ الرضا رضی اللہ عنہ نے اپنے اجداد سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! میں علم کا شہر ہوں اور تم اس کا دروازہ ہو۔ جھوٹ کہتا ہے وہ شخص جو گمان کرتا ہے کہ دروازہ کے بغیر شہر میں داخل ہوگا۔“

علم نبوت اور حضرت علی کا ذریعہ:

((قال النبی صلی الله علیه وآله وسلم: انا مدینة العلم وعلی بابها، قال الله تعالیٰ: واتوا البيوت من ابوابها فمن اراد العلم، فلیاتہ من الباب))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: گھروں میں ان کے دروازوں سے داخل ہو۔ پس جو بھی علم حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس دروازہ سے داخل ہو۔“

حصول علم حضرت علی سے:

((عن حمزة بن ابی سعید الخدری عن ابیه قال: سمعت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یقول: انا مدینة العلم وعلی بابها، فمن اراد العلم، فلیقتبسہ من علی رضی الله عنه))

”حضرت حمزہ بن ابی سعید خدری نے اپنے والد حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ جو علم حاصل کرنا چاہتا ہے علی سے حاصل کرے۔“

شہر علم اور اس کے دروازے کی اہمیت:

((قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم: انا مدینة العلم وعلی بابها، فمن اراد المدینة، فلیاتها من بابها))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ جو اس شہر میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتا ہے تو اسے دروازے سے داخل ہونا چاہیے۔“

شہر علم میں دروازے سے داخل ہو:

((عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: انا مدينة العلم وعلی بابها فمن اراد العلم، فلیات الباب))

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں دانش کا شہر اور علی اس کا دروازہ ہے۔ جو بھی دانش چاہتا ہے اسے دروازے سے داخل ہونا ہوگا۔“

((عن ابی عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: انا مدينة العلم وعلی بابها، من اراد اعلم، فلیاتها من قبل بابها))

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ جو بھی علم حاصل کرنا چاہتا ہے تو دروازہ سے داخل ہو۔“

((عن ابی عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: انا مدينة العلم وعلی بابها، فمن اراد العلم، فلیات باب المدينة))

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ جو بھی دانش کا طالب ہے اسے شہر کے دروازے سے داخل ہونا چاہیے۔“

بغیر علی کے توسل کے کوئی علم نبوت سے فیضیاب نہیں ہو سکتا:

((عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: یا علی انا مدينة العلم وانت بابها ولن توتی المدينة الا من قبل الباب وکذب من زعم انه یحبنی ویبغضک لانک منی وانا منک لحمک لحمی ودمک دمی وروحک من روحي))

”حضرت سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی: میں دانش کا شہر ہوں اور تم اس کا دروازہ ہو۔ دروازے کے علاوہ کوئی شہر میں داخل نہیں ہو سکتا۔ جھوٹ بولتا ہے وہ جو یہ گمان کرتا ہے کہ ہمیں دوست رکھتا ہے حالانکہ وہ تمہارا دشمن ہے، چونکہ تم مجھ میں سے ہو اور میں تم میں سے۔ تمہارا گوشت میرا گوشت اور تمہارا خون میرا خون اور تمہاری روح میری روح ہے۔“

((بالاسناد عن علی رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: انا مدينة العلم وعلی بابها ولا توتی البیوت الا من ابوابها))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ گھروں میں ان کے دروازوں کے بغیر داخل نہیں ہو سکتے۔“

((عَنْ الْأَصْبَغِ بْنِ نُبَاتَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: يَا عَلِيُّ! كَذَبَ مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يَدْخُلُهَا مِنْ غَيْرِ بَابِهَا))

”اصبغ بن نباتہ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور اے علی! تم اس کا دروازہ ہو۔ جھوٹ بولتا ہے وہ شخص جو گمان کرتا ہے کہ شہر کے دروازے کے بغیر شہر میں داخل ہوگا۔“

خزانہ علم اور اس کی چابی:

((وَبِالْإِسْنَادِ عَنِ الرِّضَارِضِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ آبَائِهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: أَنَا خِزَانَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ مِفْتَاحُهَا (مِفْتَاحُهَا) فَمَنْ أَرَادَ الْخِزَانَةَ، فَلْيَاتِ الْمِفْتَاحَ))

”امام علی رضی اللہ عنہ نے اپنے اجداد سے، انہوں نے محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں علم کا خزانہ ہوں اور علی رضی اللہ عنہ اس کی چابی ہے۔ جو بھی خزانہ چاہتا ہے وہ چابی کے پیچھے جائے۔“

علم کے خازن:

((قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: عَلِيُّ خِزَانَةِ الْعِلْمِ))
 ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی میرے علم کے خزانہ دار ہے۔“

فقہ کے شہر کا دروازہ:

((وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: أَنَا مَدِينَةُ الْفَقْهِ وَعَلِيُّ بَابِهَا، فَمَنْ أَرَادَ الْعِلْمَ، فَلْيَاتِ الْبَابَ))

”ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں فقہ کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ جو بھی طالب علم ہے اسے اس دروازے سے داخل ہونا ہوگا۔“

شہرِ حکمت:

((عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: أَنَا مَدِينَةُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيُّ بَابِهَا، فَمَنْ أَرَادَ الْمَدِينَةَ، فَلْيَاتِ الْبَابَ))

”حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں حکمت کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں جو بھی اس شہر میں داخل ہونا چاہتا ہے تو اس کے دروازے سے داخل ہوگا۔“

سے داخل ہو۔“

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: انا مدينة الحكمة وعلی بابها، فمن اراد الحكمة، فلیات الباب))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں حکمت کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ جو بھی حکمت چاہتا ہے دروازے سے داخل ہو۔“

دارالحکمت اور باب دارالحکمت:

((بالاسناد، عن علی رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: انا دارالحکمة وعلی بابها، فمن ارادالحکمة، فلیاتها من بابها))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ جو بھی حکمت کا ارادہ رکھتا ہے وہ اس کے دروازے سے داخل ہو۔“

((عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ: یا علی! انا مدينة الحكمة وانت بابها ولن توتی المدينة الا من قبل الباب))

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی! میں حکمت کا شہر ہوں اور تم اس کا دروازہ ہو۔ دروازے کے بغیر کوئی شہر میں داخل نہیں ہو سکتا۔“

حکمت کے دس حصوں میں سے نوھے:

((بالاسناد، عن عبد الله قال: كنت عند النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فسئل عن علی رضی اللہ عنہ فقال: فسمت الحكمة عشرة اجزاء فاعطی علی تسعة اجزاء والناس جزاء واحدا))

”حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھا کہ لوگوں نے آپ سے علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں سوال کیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حکمت دس حصوں میں تقسیم ہوئی ہے، اس کے نوھے علی کو اور ایک حصہ لوگوں کو دیا گیا۔“

قرآن مجید کی ہر آیت کے بارے میں علم:

((عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن آباءہ عن علی رضی اللہ عنہ قال: سلونی عن کتاب اللہ عزوجل، فواللہ ما نزلت آية من کتاب اللہ فی لیل ونهار ولا سفر ولا مقام، الا

وقد اقرانيها رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وعلمني تاويلها))
 ”حضرت جعفر بن محمد نے اپنے اجداد سے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: مجھ سے اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بارے میں سوا ل کرو۔ اللہ کی قسم! کوئی ایسی آیت نہیں جو رات یا دن، سفر یا حضر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہو اور انہوں نے میرے لئے قرأت نہ کی ہو، بلکہ اس کی قرأت کی اور ان کی تاویل بھی بتائی۔“

((قال علي رضي الله عنه: سلوني عن كتاب الله، فانه ليس من آية الا وقد عرفت بليل نزلت ام بنهار، في سهل ام في جبل))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھ سے اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) کے بارے میں پوچھو۔ کوئی ایسی آیت نہیں مگر یہ کہ میں جانتا ہوں رات کو نازل ہوئی ہے یا دن کو آیا میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ پر۔“
حوادث زمانہ کا علم:

((بالاسناد، عن امير المؤمنين رضي الله عنه انه كان يقول: سلوني قبل ان تفقدوني، الاتسالون من عنده علم المنايا والبلايا والانساب))

”امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس سے پہلے کہ میں آپ کے درمیان سے اٹھ جاؤں مجھ سے سوال کریں۔ آیا جو انسانوں کی موت، حادثات اور انساب کو جانتا ہو اس سے سوال نہیں کرتے۔؟“
علم آسمان سے آگاہی:

((قال امير المؤمنين رضي الله عنه: ايها الناس سلوني قبل ان تفقدوني فانا بطرق السماء اعلم مني بطرق الارض))

”امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! اس سے پہلے کہ میں آپ کے درمیان سے چلا جاؤں مجھ سے سوال کریں۔ میں آسمان کے راستوں کو زمین کے راستوں سے زیادہ جانتا ہوں۔“
خطبہ علی المرتضیٰ:

((عن الرضا عن آباءه قال: قال الحسين رضي الله عنه: خطبنا امير المؤمنين فقال: سلوني عن القرآن اخير كم عن آياته فيمن نزلت و ابن نزلت))

”امام علی رضی اللہ عنہ نے اپنے اجداد سے نقل کیا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمارے لئے خطبہ پڑھا اور فرمایا: قرآن مجید کے بارے میں مجھ سے سوال کریں تاکہ اس کی آیات کے بارے میں آپ کو بتاؤں کس کیلئے اور کہاں نازل ہوئیں۔“

علم کا خزانہ اور سینہ علیؑ:

((قال عمیر بن عبد اللہ: خطبنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ علی منبر الکوفة فقال:

ایہا الناس! سلونی قبل ان تفقدونی، فبین الجنین منی علم جم))

”عمیر بن عبد اللہ نے کہا: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں منبر پر ہمارے لیے خطبہ پڑھا اور فرمایا: اے لوگو! اس سے پہلے کہ مجھ کو اپنے ہاتھ سے دے دو مجھ سے پوچھو کیونکہ میرے سینے میں علم کا خزانہ چھپا ہوا ہے۔“

عرش کے علاوہ ہر چیز کے بارے میں علم:

((عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وهو یقول: سلونی قبل ان تفقدونی! فبانی لا

اسال عن شیء دون العرش، الا اخبرت عنہ))

”حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس سے پہلے کہ میں یہ دنیا چھوڑ دوں مجھ سے پوچھو! جس چیز کے بارے میں بھی سوال ہوگا عرشِ معلیٰ کے علاوہ سب کے جواب دوں گا۔“

کتب آسمانی کا علم:

((فی حدیث) وقال امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ: سلونی قبل ان تفقدونی فوالذی

فلق الحبة وبرا النسمة انی لا علم بالتوارة من اهل التوارة وانی اعلم بالانجیل من اهل

الانجیل وانی لا علم بالقرآن من اهل القرآن))

”امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس سے پہلے کہ میں آپ کو چھوڑ جاؤں مجھ سے سوال کریں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑا اور جس نے مخلوق کو خلق کیا، میں اہل تورات سے تورات کو زیادہ جانتا ہوں اور اہل انجیل سے انجیل کو بہتر جانتا ہوں اور اہل قرآن سے قرآن کا علم زیادہ جانتا ہوں۔“

سارا قرآن رسول اللہ سے سنا اور سمجھا:

((قال ابان عن سلیم قال: جلست الی علی رضی اللہ عنہ بالکوفة فی المسجد والناس

حولہ فقال: سلونی قبل ان تفقدونی سلونی عن کتاب اللہ فواللہ ما نزلت آية من

کتاب اللہ الا فقد اقرانیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و علمنی تاویلہا))

”جناب ابان نے سلیم نے کہا کہ ہم مسجد کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ بھی آپ کے اطراف میں موجود تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس سے پہلے کہ مجھے اپنے ہاتھ سے دے دو مجھ سے پوچھو! کتاب اللہ کے بارے میں سوال کرو! اللہ کی قسم! کوئی ایسی آیت اللہ تعالیٰ نے

نازل نہیں کی جسے میں نہ جانتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے سب کو پڑھا اور ان کی

تاویل بھی بتائی۔“

حضرت علی کے علم کی پختگی:

((قال سعيد بن المسيب فلهذا كان علي رضي الله عنه يقول: سلوني عن طرق

السموات فباني اعراف بها من طرق الارضين، ولو كشف الغطاء، ما اذددت))

”حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آسمانوں

کے راستے مجھ سے پوچھیں چونکہ میں ان کو زمین کے راستوں سے زیادہ جانتا ہوں اور اگر پردہ اٹھ جائے

پھر بھی میرے یقین میں اضافہ نہیں ہوگا۔“

یقین علی:

((قال امير المؤمنين و امام الموحدين علي ابن ابي طالب رضي الله عنه قال: لو

كشف لي الغطاء ما اذددت يقينا))

”امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر پہاں چیزوں سے پردہ اٹھ جائے تو میرے یقین میں زیادتی

نہیں ہوگی۔“



فصل نمبر 22:

علی رضی اللہ عنہ وليلة المعراج وليلة البدر:

حضرت علی اور شب معراج و بدر

حضرت علی کی زبان میں ہمکلامی:

((عن عبد الله بن عمر قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وقد سئل:

باي لغة خاطبك ربك ليلة المعراج؟ فقال: خاطبني بلغة علي بن ابي طالب، فالهمني

ان قلت: يا رب! خاطبني انت ام علي؟ فقال: يا احمد! اناشيء لا كالا نسياء، لا افاقاس

بالناس ولا اوصف بالا شباه، خلقتك من نوري و خلقت عليا من نورك، فطلعت علي

سرائر قلبك فلم اجد الي قلبك احب من علي بن ابي طالب، فخاطبتك بلسانه كيما

يطمنن قلبك))

”حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: اللہ تعالیٰ نے

شب معراج آپ سے کس زبان میں کلام کیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی بن ابی طالب کی زبان میں مجھے الہام کیا تا کہ میں یہ کہوں: پروردگار! تو میرے ساتھ ہم کلام ہے یا علی؟ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا: یا احمد! میں ایک موجود ہوں لیکن نہ دوسری موجودات کی طرح اور لوگوں کے ساتھ میرا مقابلہ ہی نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی میری مثل ہے۔ میں نے تم کو اپنے نور سے خلق کیا ہے اور علی کو تیرے نور سے خلق کیا ہے۔ میں نے تیرے دل کے اندر جستجو کی ہے اور تیرے نزدیک کسی کو علی بن ابی طالب سے زیادہ محبوب نہیں دیکھا، اسلئے اس کی زبان میں تیرے ساتھ ہم کلام ہوا ہوں تا کہ تیرے دل کو سکون حاصل ہو جائے۔“

محبین علی کا ثواب:

((ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: لیلۃ اسری بی الی السماء الرابعة رایت صورۃ علی بن ابی طالب، فقلت لجبرئیل: هذا اخی علی، فوحي الی ان هذا ملک خلقه اللہ علی صورۃ علی ابن ابی طالب یزورہ کل یوم سبعون الف ملک یسبحون و یکبرون و ثوابہم لمحبی علی بن ابی طالب))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس رات مجھے چوتھے آسمان پر لے جایا گیا تو میں نے وہاں پر علی بن ابی طالب کو دیکھا۔ جبرائیل سے کہا: یہ میرے بھائی علی ہیں۔؟ مجھ پر وحی ہوئی کہ یہ ایک فرشتہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے علی کی شکل میں خلق کیا ہے اور روزانہ ہزار فرشتے اس کی زیارت کرتے ہیں اور تسبیح و تقدیس کہتے ہیں اور ان کا ثواب علی کے محبین کو ملتا ہے۔“

آسمان والے علی ابن ابی طالب کے محبین:

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ما مرتت بسماء الا واهلها یشتاقون الی علی بن ابی طالب، وما فی الجنة نبی الا وهو یشتاق الی علی بن ابی طالب))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کسی ایسے آسمان سے نہیں گزرا مگر یہ کہ میں نے دیکھا اہل آسمان علی ابن ابی طالب کا اشتیاق رکھتے ہیں اور بہشت میں کوئی ایسا پیغمبر نہیں ہے جو علی بن ابی طالب کے دیدار کا مشتاق نہ ہو۔“

مقربین فرشتوں کا سلام:

((ومن مقاماتہ فی غزوة بدر ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعثہ لیلۃ البدر ان یاتیہ بالماء حین قال لاصحابہ من یلتمس لنا الماء؟ فسکتوا عنہ فقال علی رضی اللہ عنہ: انا یا رسول اللہ، فاخذ القربة واتی القلب فملا القربة و اخر جہا جاء ت ریح فاهرقته

ثم عاد الى القلب فجاءت ريح فاهر فته فلما كانت الرابعة ملاها فاتي بها الى النبي فاخبره بخبره فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اما الريح الاولى فجبرئيل في الف من الملائكة سلموا عليك واما الريح الثانية فميكائيل في الف من الملائكة سلموا عليك واما الريح الثالثة فاسرافيل في الف من الملائكة سلموا عليك))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ کی منزلت میں سے ایک منزلت اور مقام یہ ہے کہ جنگ بدر کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پانی لانے کیلئے بھیجا۔ آپ اس وقت اپنے اصحاب سے فرمایا: کون ہمارے لئے پانی لائے گا؟ سب خاموش ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں پانی لاؤں گا۔ بس مشک اٹھالی اور کنویں پر پہنچے۔ مشک پانی سے بھری کہ اچانک ہوا چلی اور مشک کا پانی زمین پر گر گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ دوبارہ کنویں پر آئے اور مشک بھری۔ اس مرتبہ بھی ہوا چلی اور پانی زمین پر گر گیا۔ یہاں تک کہ چوتھی بار مشک کو پانی سے پر کیا اور واپس آئے۔ پورا ماجرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلی ہوا جو چلی تو اس وقت جبرائیل نے ہزار فرشتوں کے ساتھ تمہیں سلام کیا اور دوسری ہوا جو چلی وہ میکائیل نے ہزار فرشتوں کے ساتھ تمہیں سلام کیا اور تیسری ہوا اسرافیل تھے جس نے ہزار فرشتوں کے ساتھ تمہیں سلام کیا۔“

رسول اللہ کے حکم پر پانی لانا:

((بالاسناد، عن علی قال: لما كانت ليلة بدر قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم صلى الله عليه وآله وسلم: من يستقي لنا من الماء؟ فاحجم الناس قال: فقمت فاحتضنت قربة ثم اتيت قلبيا بعيد القعر مظلمة فأنحدرت فيه فإوحى الله الى جبرئيل وميكائيل واسرافيل تاهبوا النصرمة محمد صلى الله عليه وآله وسلم وحربه فهبطوا من السماء، لهم دوى يذهل من يسمعه فلما حاذوا القلب وقفوا وسلموا على من عند آخرهم! كراماً و تبيلاً و تعظيماً))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسی رات جس دن جنگ بدر شروع ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہمارے لئے پانی لائے گا؟ سب خاموش رہے۔ میں کھڑا ہوا، اپنے ساتھ مشک اٹھائی اور ایک گہرے اور تاریک کنویں پر پہنچا اور کنویں میں داخل ہوا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل پر وحی کی کہ وہ جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدد کرنے کیلئے تیار رہیں۔ ملائکہ آسمان سے اس طرح اترے کہ سب کانوں نے ان کے آنے کی آواز سنی اور اہل اسلام تمام چیزوں سے بے خبر ہو گئے۔ جب کنویں کے قریب پہنچے تو سب نے کھڑے ہو کر احترام اور تعظیم سے مجھے سلام کیا۔“

☆☆☆

فصل نمبر 23:

فی اخلاقہ و سیرتہ:

حضرت علی کے اخلاق اور سیرت کا بیان

توکل علی اللہ:

((بالاسناد، عن ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال: کان قنبر غلام علی یحب علیاً حباً شدیداً فاذا خرج علی رضی اللہ عنہ خرج علی اثرہ بالسیف قراة ذات لیلۃ فقال: یا قنبر! مالک! فقال: جنت لا مشی خلفک یا امیر المؤمنین قال: ویحک! امن اهل السماء تحرسنی او من اهل الارض! فقال: لا، بل من اهل الارض فقال ان اهل الارض لا يستطيعون لی شیئاً الا باذن الله من السماء فارجع فرجع))

”امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا غلام قنبر آپ سے بہت محبت کرتا تھا، اس لئے جس وقت بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر سے خارج ہوتے تھے تو وہ تلوار اٹھا کر آپ کے پیچھے حرکت کرتا تھا۔ ایک رات آپ نے قنبر کو دیکھا تو پوچھا: کس لئے آئے ہو؟ جواب دیا: یا امیر المؤمنین! اس لئے آیا ہوں کہ آپ کے پیچھے چلوں۔ آپ نے فرمایا: حیف ہو تم پر! آیا تو چاہتا ہے میری اہل آسمان سے حفاظت کرے یا اہل زمین سے؟ کہا: اہل زمین سے۔ فرمایا: اہل زمین اللہ کے اذن کے بغیر میرے ساتھ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ واپس جاؤ۔ قنبر واپس چلے گئے۔“

حضرت علی کا خوف الہی:

((روی دعا (علی) رضی اللہ عنہ غلاماً له مراراً فلم یجبه، فخرج فوجدہ علی باب البيت، فقال: ما حملک علی ترک اجابتی؟ قال: کسلت عن اجابتک وامننت عقوبتک، فقال: الحمد لله الذی جعلنی ممن یا منه خلقه، امض فانت حر لوجه الله))

”روایت ہے کہ ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چند مرتبہ اپنے غلام کو آواز دی، غلام نے جواب نہ دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر سے باہر آئے اور غلام کی پیٹھ کے پیچھے کھڑے ہو کر فرمایا: جواب کیوں نہیں دیا؟ غلام نے کہا: میں جواب دینے کی حالت میں نہیں تھا اور آپ کی سزا سے بھی امان میں تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شکر ہے اس اللہ کا جس نے مجھے ان میں سے قرار دیا ہے جن سے اس کی مخلوق امان میں ہے۔ جاؤ! تم اللہ کے راستے میں آزاد ہو۔“

صبر و تحمل:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي افضل الناس حليماً))
 ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی تحمل اور صبر میں لوگوں سے افضل ہیں۔“

صبر و تحمل کی انسانی صورت:

((عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: ولو كان الحلم رجلاً، لكان علياً))

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر صبر اور تحمل انسانی شکل اختیار کر لے تو وہ علی ہوں گے۔“

((في خطبة له رضي الله عنه فرأيت ان الصبر على هاتا احبى، فصبرت وفي العين قذى، وفي الحلق شجاً))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبے میں فرمایا: جب میں نے دیکھا کہ ابھی صبر کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تو میں نے صبر کر لیا، اس طرح جیسے کسی کی آنکھ میں کانٹا اور گردن میں ہڈی پھنسی ہوئی ہو۔“

حضرت علی کا مسافر ساتھی سے حسن سلوک:

((بالاسناد، عن ابي عبد الله عن آبائه: ان امير المؤمنين رضي الله عنه صاحب رجلاً ذمياً فقال له الذمي: اين تريد يا عبد الله! فقال: اريد الكوفة، فلما عدل الطريق بالذمي عدل معه امير المؤمنين رضي الله عنه فقال (له) الذمي: الست زعمت انك تريد الكوفة؟ فقال له: بلى فقال له الذمي: فقد تركت الطريق؟ فقال له: قد علمت ذلك قال: فلم عدلت معي وقد علمت ذلك؟ فقال له امير المؤمنين: هذا من تمام حسن الصحبة ان يشيع الرجل (صاحبه) هنيئة اذا فارقه، وكذلك امرنا نبينا صلى الله عليه وآله وسلم، فقال له الذمي: هكذا قال؟ قال: نعم، قال الذمي: لا جرم انما تبعه من تبعه لا فعاله الكريمة فانا اشهدك اني على دينك ورجع الذمي مع امير المؤمنين رضي الله عنه فلما عرفه اسلم))

”امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک کافر ذمی کے ساتھ ہم سفر ہوئے۔ اس شخص نے پوچھا: اے اللہ کے بندے کہاں جاؤ گے؟ آپ نے فرمایا: کوفہ جاؤں گا۔ جب اس کا راستہ جدا ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ چلتے رہے۔ اس شخص نے کہا: کیا آپ نے نہیں کہا تھا کہ کوفہ جاؤں گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ اس نے کہا: یہ تو کوفہ کا راستہ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: جانتا

ہوں۔ اس نے کہا: پھر کیوں میرے ساتھ آرہے ہو؟ فرمایا: یہ کمال حسن معاشرت ہے کہ جب انسان اپنے دوست سے جدا ہو تو چند قدم اور بھی اس کے ساتھ چلے۔ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس طرح حکم دیا ہے۔ ذمی نے کہا: آپ کے پیغمبر نے اسی طرح کہا ہے۔؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں! ذمی نے کہا: بس ان کی اچھی سیرت اور عمل دیکھ کر لوگ ان کے پیروکار بنے ہیں۔ میں تم کو اپنا گواہ بنا رہا ہوں کہ میں نے تمہارا دین قبول کر لیا ہے۔ اس وقت وہ کافر ذمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ واپس آ گیا اور جب ان کو پہچان لیا تو مسلمان ہو گیا۔“

حضرت علی کی تواضع:

((قال صعصعة بن صوحان وغيره من شيعة واصحابه: كان فينا كاحد منالين جانب وشدة تواضع وهولة قياد، و كنانها به مهابة الا سير المربوط للسياق الواقف على راسه))

”صعصعہ بن صومان جو حضرت علی کے گروہ اور اصحاب میں سے تھے، نے کہا: امیر المومنین حضرت علی ہمارے درمیان ہماری مانند تھے۔ آپ میں بہت زیادہ تواضع اور عاجزی تھی جس کی وجہ سے تمام لوگ آپ کی طرف مائل ہو جاتے تھے۔ اس دوران ہم پر ہیبت اور خوف طاری ہو جاتا تھا، اس طرح جیسے کوئی کسی اسیر کے سر پر تلوار اٹھائے کھڑا ہو۔“

خود سودا سلف اٹھا کر لانا:

((كان على رضي الله عنه يدخل السوق ويحمل التمر والسويق والملح واشبابة ذلك في ثوبه تارة وفي يده اخرى ويقول:

لا ينقص الكامل من كماله

ماجر من نفع الى عياله

”روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ جس وقت بازار جایا کرتے تھے تو کھجور اور آٹا اور نمک کپڑے میں ڈال کر اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر لے جاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے: اپنے عیال کیلئے خوراک لے جانا بہت ہی مفید ہے اور یہ انسان کے مال میں کمی کا باعث نہیں بنتا۔“

حضرت علی کا اکسار:

((عن ابى عبد الله رضي الله عنه قال: خرج امير المؤمنين رضي الله عنه على اصحابه وهورا كب، فمشوا خلفه، فالتفت اليهم فقال: لكم حاجة؟ فقالوا: لا يا امير المؤمنين، ولكننا نحب ان نمشي معك، فقال لهم: انصرفوا فان مشى الماشى مع الراكب

مفسدة للراكب ومذلة للمعاشي))

”جناب ابی عبداللہ امام باقر سے روایت ہے کہ ایک دن امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سوار ہو کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکلے۔ آپ کے ساتھی آپ کے پیچھے چلنے لگے تو آپ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا: کیا تمہاری کوئی حاجت ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں اے امیر المومنین! بلکہ ہم آپ کے ساتھ چلنا پسند کرتے ہیں۔ پس آپ نے فرمایا: واپس چلے جاؤ! کیونکہ سوار کے ساتھ پیدل چلنا سوار کی بے عزتی ہے اور پیدل چلنے والے کے لیے ذلت۔“

☆☆☆

فصل نمبر 24:

فی زهد و قناعت و دنیا عند علی:

حضرت علیؑ کا زہد و قناعت اور دنیا سے بے رغبتی

حضرت علیؑ کی ثابت قدمی:

((عن علی رضی اللہ عنہ مرفوعاً، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، یا علی! کیف انست اذا زهد الناس فی الآخرة و رغبوا فی الدنيا و اكلوا الترات اكلالما و احبوا المال حبضا جما و اتخذوا دینا للہ دغلا و مال اللہ دولا قال: قلت: یا رسول اللہ! اتركهم و اترك ما فعلوه و انی اختار اللہ و رسولہ و الدار الآخرة و اصبر علی مصائب الدنيا و هو اھا حتی الحق بك بمشيئة اللہ قال: صدقت یا علی! اللهم افعل ذلك به))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! تم اس وقت کیسے ہو گے جب لوگ آخرت کو بھول کر دنیا کے ساتھ دل لگائیں گے۔ ثروت کو ایک ہی وقت میں کھا جائیں گے اور مال اور دولت سے بہت زیادہ محبت رکھیں گے۔ اللہ کے دین کو فریب کاری اور دھوکے کا وسیلہ بنائیں گے اور بیت المال کو ایک دوسرے کے ہاتھ میں چرخائیں گے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں ان کو اور ان کے کاموں کو چھوڑ کر اللہ اور پیغمبر اور آخرت کے راستے کا انتخاب کروں گا اور دنیا کے مصائب پر صبر کروں گا، یہاں تک کہ رضاء الہی سے آپ کے ساتھ ملحق ہو جاؤں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! تم نے سچ کہا۔ اے اللہ! علی کے ساتھ ایسا ہی کرنا۔“

دنیا کی حکمرانی کی اہمیت جوتے کے برابر بھی نہیں:

((قال عبد اللہ بن عباس: دخلت علی امیر المومنین رضی اللہ عنہ بذي قار و هو

یخصف نعلہ، فقال لی: ما قيمة هذا النعل؟ فقلت: لا قيمة لها، فقال رضی اللہ عنہ: واللہ لہی احب الی من امرکم الا ان اقیم حقاً او ادفع باطلاً))

”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں ”ذی قار“ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ اس وقت آپ اپنے جوتے کو پیوند لگا رہے تھے، مجھ سے پوچھا: اس جوتے کی اہمیت کیا ہے؟ میں نے کہا: کوئی اہمیت نہیں۔ انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ جوتا میرے نزدیک تمہاری حکمرانی سے محبوب تر ہے اور اس کی قدر و قیمت اس سے زیادہ ہے مگر یہ کہ میں حق کیلئے قیام کروں یا باطل کو روک لوں۔“

دنیاۓ اسلام کے خلیفہ کی تلوار برائے فروخت:

((عن ابی حیان التیمی عن ابیہ قال: رایت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ علی المنبر یقول: من یشتری منی سیفی هذا؟ فلو کان عندی ثمن! زار ما بعته، فقام الیہ رجل فقال: نسلفک ثمن ازار (قال:) قال عبد الرزاق: وکانت بیدہ الدنیا کلہا الا ما کان من الشام))

”ابو حیان تیمی کے والد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر دیکھا کہ آپ فرما رہے تھے: کون میری تلوار کو خریدے گا؟ اگر میرے پاس قمیض خریدنے کی رقم ہوتی تو اس کو نہ بیچتا۔ پس ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا: ہم ایک قمیض کی رقم آپ کو قرض دیتے ہیں۔ عبدالرزاق نے کہا: یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ پوری دنیاۓ اسلام کی حکمرانی علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھی سوائے شام کے۔“

قمیض کے لیے رقم:

((بالاسناد، عن مجمع التیمی قال: خرج علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بسیفہ الی السوق فقال: من یشتری منی سیفی هذا فلو کان عندی اربعة دارہم اشتری بہا ازار ما بعته))

”مجمع تیمی نے کہا کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تلوار تھی، آپ بازار میں آئے اور فرمایا: کون میری اس تلوار کو خریدے گا؟ اگر میرے پاس قمیض خریدنے کے لئے چار درہم ہوتے تو میں اس تلوار کو فروخت نہ کرتا۔“

ایک ہی قمیض..... گیلی قمیض میں خطبہ:

((بالاسناد، عن ابی اسحاق السبعی قال: کنت علی عنق ابی یوم الجمعة و امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یخطب وهو یتروح بکمہ فقلت: یا ابا امیر المؤمنین یجد الحر؟ ا فقال لی: لا یجد حراً ولا برداً، ولكنه غسل قمیصہ وهو رطب))

ولا له غيره فهو يتروح به))

”ابو اسحاق سبعتی کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن میں اپنے والد کے کندھے پر سوار تھا، اس وقت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ خطبہ پڑھ رہے تھے اور اپنی آستینوں کو حرکت دے رہے تھے۔ میں نے اپنے والد سے کہا: امیر المؤمنین گرمی محسوس کر رہے ہیں؟ میرے والد نے کہا: نہ گرمی محسوس کر رہے ہیں اور نہ سردی، بلکہ ان کی قمیض گیلی ہے، چونکہ ان کے علاوہ ان کے پاس کوئی اور قمیض نہیں اس لیے اس کو ہلا رہے ہیں تاکہ خشک ہو جائے۔“

اللہ کی خوشنودی کا باعث بننے والی چیز:

((عن سعد بن كلثوم قال: كنت عند الصادق جعفر بن محمد فذكر امير المؤمنين علي بن ابي طالب رضي الله عنه فاطراه ومدحه بما هو اهله۔ ثم قال: والله ما اكل علي بن ابي طالب رضي الله عنه من الدنيا حراما قط حتى مضى لسبيله وما عرض له امران قط هما لله رضي الا اخذ باشدهما عليه في دينه))

”سعد بن کلثوم کہتے ہیں کہ ہم امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تھے، آپ نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کئے، جن فضائل کے حضرت لائق تھے ان کی شان میں بیان فرمائے۔ اس کے بعد فرمایا: اللہ کی قسم! علی ابن ابی طالب نے دنیا میں کبھی بھی حرام نہیں کھایا، یہاں تک کہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور کوئی دو چیزیں جو اللہ کی خوشنودی کا باعث تھیں ان کو پیش نہیں کی گئیں مگر یہ کہ ان میں سے اہم ترین کو اپنے دین کیلئے پسند کیا۔“

سب سے زیادہ زاہد:

((عن قميصه بن جابر قال: مارايت ازهد في الدنيا من علي بن ابي طالب رضي الله عنه))

”قمیصہ بن جابر نے کہا: میں نے اس دنیا میں کسی کو بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ زاہد نہیں دیکھا۔“

اللہ کی عطا کردہ زینت:

((بالاسناد، قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: يا علي! ان الله تعالى قد زينك بزينة لم تزين العباد بزينة احب الى الله تعالى منها: هي زينة الابرار عند الله عز وجل، الزهد في الدنيا فجعلك لا ترزا من الدنيا شيئا ولا ترزا الدنيا منك شيئا ووهب لك حسب المساكين فجعلك ترضى بهم اتباعا ويرضون بك اماما))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! اللہ تعالیٰ نے تم کو اس دنیا میں ایک ایسی زینت سے نوازا ہے جو اللہ کے نزدیک بہترین زینت ہے۔ اس نے کسی اور کو اس زینت سے نہیں نوازا۔ یہ زینت ان کی زینت ہے جو اللہ کے نزدیک صالحین میں سے گئے جاتے ہیں اور یہ نیکی دنیا میں ہے۔ تم کو اللہ نے ایسے قرار دیا ہے کہ دنیا تم سے دور ہے اور تم دنیا سے بیزار ہو اور تم کو مساکین کا دوست بنایا اور تم کو ایسے قرار دیا کہ تم ان کی پیروی سے خوش ہو اور وہ تمہاری سرداری سے خوش ہیں۔“

غلاموں جیسا لباس و کھانا:

((بالاسناد، عن ابی جعفر الباقر رضی اللہ عنہ انہ قال: واللہ ان کان علی لیا کل اکل العبدو یجلس جلسة العبد، وان کان لیشتري القمیصین السنبلانین فیخیر غلامہ خیر ہما ثم یلبس الآخر))

”امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! حضرت علی غلاموں کی مانند کھانا کھاتے تھے اور ان کی طرح بیٹھتے تھے اور معمولاً دو لباس سنبلائی خرید کرتے تھے۔ ان میں سے بہترین اور عمدہ لباس غلام کو دیا کرتے تھے اور دوسرا خود پہنا کرتے تھے۔“

پیوند لگا لباس اور جوتے:

((کان علی رضی اللہ عنہ: یلبس لباساً مرقوعاً و نعلانہ من لیف))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ پیوند لگا ہوا لباس پہنتے تھے اور آپ کے جوتے کھجور کی چھال سے بنے ہوئے تھے۔“

خود جوتے کی مرمت کرنا:

((بالاسناد، عن ابی عبد اللہ عن علی رضی اللہ عنہ انہ کان یمشی فی نعل واحدہ ویصلح الاخری لا یری بذلك باسا))

”امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ بعض اوقات پاؤں میں ایک جوتا پہن کر چلتے تھے اور دوسرے کی مرمت کرتے تھے اور اس کام کو عیب نہیں سمجھتے تھے۔“

پیوند لگا لباس تکبر کا علاج:

((وکان علی رضی اللہ عنہ یرفع قمیصہ، ویقول: ان لبس المرقوع ینخشم القلب ویقتدی بہ المؤمن))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے لباس کو خود پیوند لگاتے تھے اور فرماتے تھے: پیوند والا لباس دل میں عاجزی اور انکساری پیدا کرتا ہے اور مومنین اس کی پیروی کرتے ہیں۔“

ایک مسکین کی طرح:

((قال امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ: ان اللہ جعلنی اماما لخلقہ ففرض علی التقدير فی نفسی و مطعمی و مشربی و ملبسی کضعفاء الناس کی یقتدی الفقیر بفقری و لا یطغی الغنی غناه))

”امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے لوگوں کے لیے رہنما بنایا اور مجھ سے اقرار لیا گیا ہے کہ میں اپنی خوراک، لباس اور خوردونوش میں مسکین اور غریب لوگوں کی مانند زندگی بسر کروں تاکہ محتاج اور نیاز مند لوگ میرے فقر کی اطاعت کریں اور مالدار لوگ بے نیازی کی وجہ سے سرکشی اختیار نہ کریں۔“

دنیا کی پستی:

((عن علی رضی اللہ عنہ: لدنیا کم عندی اھون من عراق خنزیر علی ید مجذوم))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہاری یہ دنیا میرے نزدیک اس خنزیر سے بھی پست تر ہے جو جذامی شخص کے ہاتھ میں ہے۔“

دنیا کو تین طلاقیں:

((وقال علی رضی اللہ عنہ: یا دنیا یا دنیا ابی تعرضت، ام الی تشوقت لا حان حینک ہیہات غری غیری لا حاجة لی فیک، قد طلقک ثلاثا لا رجعة لی فیک، ولہ رضی اللہ عنہ:

طلق الدنيا ثلاثا

واتخذ زوجا سواها

انها زوجة سوء

لا تبالی من اتاها

”امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے دنیا! اے دنیا! آیا اپنے آپ کو مجھے پیش کر رہی ہو اور مجھ سے محبت کرنا چاہتی ہو؟ کبھی بھی تیرا وقت نہیں آئے گا۔ افسوس! کسی اور کو دھوکا اور فریب دے۔ مجھے تیری ضرورت نہیں! میں نے تجھے تین طلاقیں دی ہیں اور تجھ سے رجوع نہیں کروں گا۔ (یہ شعر بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہے) دنیا کو تین طلاقیں دے کر دوسری شریک حیات کا انتخاب کر لو! کیونکہ وہ بری ہم سفر ہے اور اس (دنیا) کے لئے فکر مند نہ ہو کہ کون اس کا پیچھا کرتا ہے۔“



فصل نمبر 25:

طعام علی رضی اللہ عنہ:

حضرت علی کی غذا

رسول اللہ سے مشابہ کھانا:

((بالاسناد، عن زید بن الحسن قال: سمعت ابا عبد الله رضی اللہ عنہ یقول: کان امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ اشبه الناس طعمة برسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یا کل الخبز والنخل والزیت ویطعم الناس الخبز واللحم))
 ”زید بن حسن نے کہا کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ اپنی خوراک میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔ خود روٹی، سرکہ اور زیتون کا تیل کھایا کرتے تھے اور لوگوں کو روٹی اور گوشت دیا کرتے تھے۔“

غیر مسنون کھانا کھانے سے انکار:

((عن عدی بن ثابت قال: اتی امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ بفالوذج فابی ان یا کل منه، وقال: شی لم یا کل منه رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا احب ان اکل منه))
 ”عدی بن ثابت نے کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے فالودہ لایا گیا۔ آپ نے کھانے سے انکار کیا اور فرمایا: میں اس چیز کو کھانا پسند نہیں کرتا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کھایا ہو۔“

جس چیز کی عادت نہیں:

((عن حبة العرنی: ان علیا رضی اللہ عنہ اتی بالفالوذج فوضع قدامه فقال: واللہ انک لطیب الريح، حسن اللون، طیب المطعم، ولكنی اکره ان اعود نفسی ما لم تعتد))
 ”حبة العرنی نے کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے فالودہ لایا گیا اور اسے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! تو بہت خوش رنگ، خوشبودار اور لذیذ ہے، لیکن میں پسند نہیں کرتا کہ جس چیز کی مجھے عادت نہیں اس کی عادت ڈالوں۔“

غلاموں جیسا لباس و کھانا:

((بالاسناد، عن ابی جعفر الباقر رضی اللہ عنہ انه قال: واللہ ان کان علی لیا کل اکل العبدو یجلس جلسة العبد))

”امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! حضرت علی غلاموں کی مانند کھانا کھاتے تھے اور ان کی طرح بیٹھے تھے۔“

نمک کے ساتھ روٹی تناول کرنا:

((عن الاسود و علقمة قالا: دخلنا على امير المؤمنين رضى الله عنه و بين يديه طبق من خوص عليه قرص او قرصان من شعير وان اسطار النخالة لتبين فى الخبز وهو يكسر على ركبتيه و ياكل بملح جريش، فقلنا لجارية له سواد اسمها فضة: الا نخلت هذا الدقيق لا مير المؤمنين رضى الله عنه؟ فقالت: ايا كل هو المهنا ويكون الوزر فى عنقى؟ افتبسم رضى الله عنه وقال: انا امرته ان لا تنخله، قلنا: ولم يا امير المؤمنين؟ قال: ذلك لا جدر ان تذلل النفس و يقتدى بى (لى) المومن و الحق باصحابى))

”اسود اور علقمہ کہتے ہیں: ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم نے دیکھا کہ آپ کے سامنے کھجور کے پتوں سے بنا ہوا تھال رکھا ہوا تھا اور اس میں ایک یا دو روٹیاں جو رکھی ہوئیں تھیں جن پر بھوسی ظاہر تھی اور جناب علی نے روٹی کو زانو پر رکھا تھا اور توڑ کر نمک کے ساتھ تناول فرما رہے تھے۔ ہم نے ان کی حبشی کنیز جس کا نام فضا تھا سے کہا: امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کیلئے آٹا کیوں نہیں چھانا؟ کنیز نے کہا: آیا امیر المؤمنین خوش مزہ اور لذیذ کھانا کھائیں اور اس کا گناہ مجھ پر ہو؟ جناب علی مسکرائے اور فرمایا: میں نے اسے کہا ہے کہ آٹے کو صاف نہ کرے۔ ہم نے کہا: کیوں یا امیر المؤمنین! انہوں نے فرمایا: یہ اپنے نفس کو حقیر اور ذلیل کرنے کیلئے بہتر ہے، کیونکہ مومنین میری پیروی کرتے ہیں اور میں بھی اپنے اصحاب کے ساتھ متصل ہو جاؤں۔“

سادہ ترین غذا:

((روى عن سويد بن غفلة قال: دخلت على على رضى الله عنه فوجدته جالسا و بين يديه اناء فيه لبن اجد ریح حموضته فى يده رغيف ارئى قشار الشعير فى وجهه وهو يكسره بيده و يطرحه فيه، فقال: ادن فاصب من طعامنا، فقلت: انى صائم))

”سويد بن غفلة نے کہا کہ ہم جناب علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، دیکھا آپ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے سامنے ایک برتن رکھا ہوا تھا جس میں تھوڑی سی لسی تھی اور اس کی کھٹائی کی بو محسوس ہو رہی تھی، آپ کے پاس جو سے بنی ہوئی روٹی جس پر جو کے چھلکے ظاہر تھے تھی، اس کو توڑ کر لسی میں ڈال رہے تھے اور مجھ سے فرمایا: میرے قریب آؤ اور ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ۔ میں نے عرض کیا: میرا روزہ ہے۔“

گوشت کھانے سے صبر:

((وروی ان علیاً رضی اللہ عنہ اجتاز بقصاب و عنده لحم سمین، فقال یا امیر المؤمنین: هذا اللحم سمین اشترمنه، فقال له: لیس الثمن حاضرًا، فقال: انا اصبر یا امیر المؤمنین، فقال له: انا اصبر عن اللحم))

”منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک قصاب کے قریب سے گزرے، اس کے پاس موٹا تازہ گوشت رکھا ہوا تھا۔ اس نے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ سے کہا: یا امیر المؤمنین! یہ موٹا اور تازہ گوشت ہے مجھ سے خرید لیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پیسے نہیں ہیں۔ قصاب نے کہا: میں صبر کر لوں گا۔ فرمایا: میں گوشت کھانے سے صبر کر لیتا ہوں۔“

پورے سال میں بس قربانی کا تھوڑا سا گوشت:

((قال علی رضی اللہ عنہ: ان امیر کم هذا قد رضی من دنیا کم بطمریہ، وانه لا یا کل اللحم فی السنة الا الفلذة من کبدا ضحیة))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارا حکمران تمہاری اس دنیا میں دو پرانے لباس پر راضی ہے اور پورے سال میں گوشت نہیں کھاتا فقط قربانی کا تھوڑا سا جگر اس کیلئے کفایت کرتا ہے۔“

مکھن اور زیتون کے تیل سے پرہیز:

((وعن الاحنف بن قیس قال: دخلت علی علی رضی اللہ عنہ وقت افطاره اذا دعا بجراب مختوم فیہ سویق الشعیر قلت له: یا امیر المؤمنین خفت ان یوخذ منه فختمت فیہ؟ قال: لا ولکنی خفت ان یلینہ ”یلتھظ“ الحسن او الحسین بسمن اوزیت قلت: هما حرام علیک؟ قال: لا ولکن ینجب علی الائمة ان یغتذوا بغذاء ضعفاء الناس وافقرهم کیلا یشکو الفقیر من فقره ولا یطغی الغشی لغناه))

”احنف بن قیس نے کہا کہ میں افطاری کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا۔ حضرت علی نے جو کے آٹے کی تھیلی منگوائی جس کا منہ بندھا ہوا تھا، میں نے کہا: یا امیر المؤمنین! اس خوف سے کہ کوئی اس تھیلی میں سے کچھ آٹا اٹھانے لے منہ باندھ کے رکھا ہوا ہے؟ فرمایا: نہیں! مجھے ڈر ہے کہ کہیں حسن یا حسین اس آٹے پر مکھن یا زیتون کا تیل نہ لگا دیں۔ ہم نے کہا: کیا یہ دونوں چیزیں آپ پر حرام ہیں؟ فرمایا: نہیں! لیکن راہبران قوم پر لازم ہے کہ ان کی غذا ایسی ہو جیسی غریب لوگ کھاتے ہیں تاکہ غریب اور محتاج لوگ اپنی غربت اور فقیری کی شکایت کرنے والے نہ ہوں اور دولت مند لوگ بے نیازی کی وجہ سے سرکشی اختیار نہ کریں۔“

کھانے والی تھیلی کو باندھنا:

((كان على رضى الله عنه يطبخ في كل يوم صاعاً من الشعير ووضعه في شيء ويختتم راسه وياكل منه عند افطاره قرصاً، وقد ياكل من دقيقه غير مطبوخ، وسئل عن ختمه فقال رضى الله عنه: مخافة ان يلته الحسن والحسين بزيت))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ روزہ ایک صاع جو کے آٹے سے روٹی بنا کر اسے تھیلی میں ڈال کر تھیلی کا منہ بند کر دیتے تھے، افطار کے وقت اس میں سے ایک روٹی نکال کر تناول فرماتے تھے اور کبھی کبھار صرف ستو تناول کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تھیلی کے باندھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: مجھے خوف ہے کہ حسن اور حسین اس پر گھی نہ لگا دیں۔“

اپنے کھانے کے حفاظت:

((وكان على رضى الله عنه يختتم على الجراب الذى فيه دقيق الشعير الذى ياكل منه ويقول: لا احب ان يدخل بطنى الا ما اعلم))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ جس تھیلی میں جو کا آٹا تھا اس میں سے تناول فرما کر اس کو باندھ دیتے تھے اور فرماتے تھے: میں پسند نہیں کرتا کہ سوائے اس چیز کے جسے میں جانتا ہوں کوئی چیز میرے شکم میں داخل ہو۔“



فصل نمبر 26:

علی رضی اللہ عنہ والبرکة فی کده و غرسه:

حضرت علی کی محنت اور شجر کاری کی برکتیں

بے شمار درختوں کی کاشت:

((عن ابی عبد الله رضى الله عنه قال: ان امیر المؤمنین رضى الله عنه كان يخرج و معه احمال النوى، فيقال له: يا ابا الحسن اما هذا معك؟ فيقول: نخل ان شاء الله فيغرسه فلم يغادر (فما يغادر) منه واحدة))

”امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کھجور کی گٹھلیوں کا وزن اٹھا کر باہر جا رہے تھے۔ ان سے پوچھا گیا: ابو الحسن! یہ کس چیز کا وزن ہے۔؟ فرمایا: اگر اللہ نے چاہا تو درخت ہیں۔ پھر ان کو کاشت کیا اور ایک دانہ بھی باقی نہ چھوڑا۔“

ایک لاکھ کھجور کے درخت:

((عن زرارة، عن ابي جعفر رضى الله عنه قال: لقي رجل امير المؤمنين على رضى الله عنه وتحتته وسق من نوى، فقال له: ما هذا يا ابا الحسن تحتك؟ فقال: مائة الف عذق ان شاء الله، قال: فغرسه فلم يغاسدر منه نواة واحدة))

”زرارہ کہتے ہیں کہ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک شخص نے امیر المؤمنین جناب علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ کھجور کی گٹھلیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے ان سے پوچھا: ابو الحسن! کسی چیز پر بیٹھے ہوئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: انشاء اللہ! ایک لاکھ کھجور کے درختوں پر۔ وہ شخص کہتا ہے: جناب علی نے سب کو کاشت کیا، ایک گٹھلی بھی باقی نہ چھوڑی۔“

تین لاکھ کھجور کے درخت:

((قال ابن داب: فكان يحمل الوسق فيه ثلاثمائة الف نواة فيقال له: ما هذا؟ فيقول: ثلاثمائة الف نخلة ان شاء الله، فيغرس النوى كلها فلا تذهب منه نواة ينبع و اعما جيها))

”ابن داب کہتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے کندھے پر بوجھ اٹھایا ہوا تھا جس میں تین لاکھ کھجور کی گٹھلیاں تھیں۔ ان سے پوچھا گیا: یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: تین لاکھ کھجور کے درخت اگر اللہ نے چاہا تو۔ پھر آپ نے تمام گٹھلیوں کو بیج کی زرخیز زمین میں کاشت کر دیا اور کوئی دانہ بھی ضائع نہ ہوا۔“



فصل نمبر 27:

سخاء علی رضی اللہ عنہ و کرمہ:

حضرت علی کی سخاوت اور کرم کا بیان

جو دو سخا..... چھٹے اور ظاہر:

جو دو سخا میں فرق یہ ہے کہ سخی وہ ہوتا ہے جو خود بھی کھائے اور دوسروں کو بھی کھلائے اور ”جواد“ وہ ہے جو خود نہ کھائے بلکہ دوسروں کو بغیر کسی غرض و عوض کے کھلائے اور بخیل وہ ہے جو نہ خود کھائے اور نہ دوسروں کو کھلائے۔ جوادِ حقیقی اللہ سبحانہ کی صفت ہے جو بغیر کسی غرض و عوض کے مخلوقات کو نوازتا ہے اور پھر اللہ کی عطا سے اس کائنات کے سب سے بڑے جواد رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی اس صفت جوادیت سے اپنے تمام صحابہ کو نوازا ہے اور بلاشبہ جو صحابی جتنے قریب رہے وہ اتنے ہی فیضیاب ہوئے۔

ذیل میں ہم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو دو سخا کے چند واقعات پیش کرتے ہیں:
قرآن مجید کی آیت کریمہ ہے:

((الذین ینفقون اموالہم باللیل و النہار سرا و علانیة))

(پارہ 3، رکوع 2 سورۃ بقرہ)

”وہ جو اپنے مال خیرات کرتے ہیں دن اور رات میں چھپے اور ظاہر۔“

یہ آیت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی، جبکہ آپ کے پاس صرف چار درہم تھے اور کچھ نہ تھا۔ آپ نے ان چاروں کو خیرات کر دیا۔ ایک رات میں، ایک دن میں، ایک پوشیدہ اور ایک ظاہر۔

صدقہ کرنا بہت ہی افضل عمل ہے اور بالخصوص چھپ کر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صدقہ ظاہر کر کے بھی دیا اور پوشیدہ بھی تاکہ بہتر پر بھی عمل ہو جائے اور بہتر سے بہتر پر بھی۔

جناب مقداد پر صدقہ:

((وفی حدیث ابن عباس ان المقداد قال له: انا منذ ثلاثة ایام ما طعمت شیئا، فخرج امیر المؤمنین و باع درعہ بخمس مائة، و دفع الیہ بعضها و انصرف متحیرا فناذا اعرابی: اشتر منی هذه الناقة موجلا، فاشترها بمائة درهم و مضی الی اعرابی، فاسقبلہ آخرو قال: یعنی هذه الناقة بمائة و خمسين درهما فباع و صاح یا حسن و یا حسین! مضی فی طلب الی اعرابی، و هو علی الباب، فراه النبی فقال و هو متبسم: یا علی الی اعرابی صاحب الناقة جبرئیل و المشتري میکائیل، یا علی، المائة عن الناقة و الخمسين بالخمس التي فعتها الی المقداد ثم تلا: و من یتق الله يجعل له مخرجا))

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جناب مقداد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: تین دن سے میں نے کھانا نہیں کھایا۔ حضرت علی اپنے بیت الشرف سے باہر نکلے اور پانچ سو درہم میں اپنی زرہ فروخت کی اور اس رقم میں سے کچھ حصہ مقداد کو دے کر حالات کے بارے میں سوچتے ہوئے واپس لوٹے، راستے میں ایک اعرابی (بادیہ نشین) نے حضرت علی سے کہا: اس اونٹ کو مجھ سے ادھار خرید لو! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سو درہم کا اونٹ خرید لیا۔ اعرابی چلا گیا، ایک اور شخص پہنچا اور کہا: اس اونٹ کو مجھے ڈیڑھ سو درہم میں بیچ دو! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اونٹ فروخت کر دیا۔ آپ گھر کے قریب کھڑے تھے کہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو آواز دی اور فرمایا: اعرابی کے پیچھے جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور تبسم کرتے ہوئے فرمایا: اے علی! اونٹ کے مالک جبرائیل اور خریدنے والے میکائیل تھے۔ اے علی! سو درہم اونٹ کے بدلے میں اور پچاس درہم پانچ درہم کے

بدلے میں جو مقدار کو دیئے۔ اس کے بعد اس آیت کی تلاوت فرمائی: ”ومن يتق الله يجعل له مخرجا“ جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے لیے کشائش پیدا فرمادے گا“
فی سبیل اللہ مال خرچ ہی خرچ کرتے جانا:

((وروی محمد بن فضیل بن غزوان قال: قيل لعلی رضی اللہ عنہ: کم تتصدق؟ کم تخرج مالک؟ الا تمسک؟ قال: انی واللہ لو اعلم ان اللہ تعالیٰ قبل منی فرضاً واحداً لا مسکت، والکنی واللہ لا ادریا قبل سبحانہ منی شیئاً ام لا؟))

”محمد بن فضیل بن غزوان نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: کتنا صدقہ دیتے ہو؟ اور اپنے مال میں سے کتنا خرچ کرتے ہو؟ آیا کچھ اپنے لیے نہیں رکھتے ہو؟ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر یہ جان لوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے ایک واجب عمل کو قبول کر لیا ہے تو کچھ اپنے لیے بھی رکھ لوں گا، لیکن اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ اللہ نے مجھ سے کوئی چیز قبول کی ہے یا نہیں۔“

آیت کریمہ کا نزول:

((عن الحسن بن زید، عن ابیہ زید بن حسن عن جدہ قال: سمعت عمار بن یاسر یقول: وقف لعلی بن ابی طالب سائل وهو راکع فی صلاة التطوع فنزع خاتمه فاعطاه السائل فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاعلمہ ذلك فنزل علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم هذا الایة: انما ولیکم اللہ ورسوله الی آخر الایة، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: من کنت مولاه فان علیاً مولاً، اللهم وال من والاه وعاد من عاداه))

”حسن بن زید نے اپنے والد زید بن حسن اور اس نے اپنے اجداد سے اور انہوں نے حضرت عمار یاسر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تاقلمہ نماز کے رکوع میں تھے کہ ایک سائل نے ان کے نزدیک کھڑے ہو کر مدد مانگی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انگوٹھی اتاری اور سائل کو دے دی۔ سائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس ماجرے سے ان کو آگاہ کیا تو اس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی: ”انما ولیکم اللہ رسولہ“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کے مولا ہے۔ اے اللہ! دوست رکھ اس کو جو اس کو دوست رکھتا ہے اور اس سے دشمنی رکھ جو اس کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے۔“

حالت نماز میں صدقہ:

((وروی الثعلبی فی تفسیرہ ان عبد اللہ بن العباس کان علی شفیرو زمزم وهو یقول:

سمعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول: وهو (یکرر الاحادیث) اذا قبل رجل معتم بعمامة وقد غطی بها اکثر وجهه فكان ابن عباس لا یقول، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ الا وقال ذلك الرجل: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ، فقال ابن عباس: باللہ علیک من انت؟ فکشف العمامة عن وجهه وقال: اياها الناس امن عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا اعرفه بنفسی انا جندیبن جنادة ابو ذر الغفاری سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ بهاتین والا صمتا (یعنی اذنی) ورايته بهاتین (یعنی غینیه) والا عمیتا، یقول: علی قائد البرة، علی قاتل الکفرة، منصور من نصره مخذول من خذله ملعون من جحد ولايته، اما انی صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ صلاة الظهر فسأل سائل فی المسجد فلم یعطه احد شیئا فرفع السائل یدہ الی السماء وقال: اللهم! اشهدک انی سألت فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ فلم یعطنی احد شیئا، وکان امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ راکعا فامی الیه بخنصره الیمنی وکان یتختم فیها فاقبل السائل حتی اخذ الخاتم من خنصره والنبی صلی اللہ علیہ وآلہ شاهده فلما فرغ من صلاته رفع راسه الی السماء وقال: اللهم! ان اخى موسى سالك فقال: رب اشرح لی صدري و یسر لی امری، واحلل عقدة من لساني یفقهوا قولی واجعل لی وزیرا من اهلی هارون اخى اشد دبه ازری۔ واشركه فی امری اللهم فانزلت علیه قرآناً طقاً سنشد عضدک باخیک ونجعل لکما سلطانا فلا یصلون الیکما بآیاتنا اللهم وانا محمد نبیک و صفيک اللهم فاشرح لی صدري و یسر لی امری واجعل لی وزیراً من اهلی علیاً اخى اشد دبه ظهري وقال ابو ذر: فما استتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کلامه حتی نزل جبرائیل من عند اللہ فقال: یا محمد! اقرا، قال: وما اقرا، قال: اقرا: انما ولیکم اللہ ورسوله والذین آمنوا الذین یقیمون الصلاة ویوتون الزکاة وهم راکعون))

”ثعلبی نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما زمزم کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نقل کر رہے تھے، اسی دوران ایک شخص جس نے سر پر عمامہ رکھا ہوا تھا اور عمامے سے اپنے چہرے کو ڈھانپا ہوا تھا، وہ داخل ہوا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جو بھی حدیث رسول سے نقل کر رہے تھے یہ شخص بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث نقل کر رہا تھا۔ اس نے اپنا عمامہ منہ سے ہٹایا اور کہا: اے لوگو! جو بھی مجھے جانتا ہے سو جانتا ہے اور جو مجھے نہیں جانتا میں اپنا تعارف کروا رہا ہوں۔ میں جناب بن جنادہ ابو ذر غفاری ہوں۔ میں نے اپنے ان دونوں کانوں سے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور اگر نہ سنا تو میرے دونوں کان بہرے ہو جائیں اور ان دونوں آنکھوں سے دیکھا اگر نہ دیکھا ہو تو میری دونوں آنکھیں اندھی ہو جائیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی صالحین کے رہبر اور کافروں کے قاتل ہیں، جو ان کی مدد کرے گا اس کی مدد ہوگی اور جو ان کی مدد کرنے سے دریغ کرے گا وہ پشیمان ہوگا اور جو ان کی ولایت کا منکر ہوگا وہ ملعون ہوگا۔ جان لیں! ایک دن میں نے ظہر کی نماز پینچمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی۔ ایک سائل مسجد میں داخل ہوا اور کچھ مانگا لیکن کسی نے اس کو کوئی چیز نہ دی۔ سائل نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے اور کہا: اے اللہ! گواہ رہنا، میں رسول اللہ کی مسجد میں گدائی کرنے آیا ہوں، لیکن کسی نے کوئی چیز نہیں دی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حالت رکوع میں تھے۔ چھوٹی انگلی سے جس میں انگٹھی پہن رکھی تھی۔ سائل کو اشارہ کیا، سائل آیا اور حضرت علی کی انگلی سے انگٹھی اتار لی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ماجرا دیکھ رہے تھے۔ جس وقت علی رضی اللہ عنہ کی نماز ختم ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف بلند کیا اور عرض کیا: اے اللہ! میرے بھائی موسیٰ نے تجھ سے درخواست کی اور کہا: پروردگار! تو میرے لئے سینہ کو کشادہ فرما اور میرا کام میرے لئے آسان کر دے اور میری زبان کی گراہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات اچھی طرح سمجھ لیں اور میرے خاندان میں سے میرے بھائی ہار بن کو میرا وزیر بنا دے، اسکے ذریعہ سے میری پشت مضبوط کر دے اور میرے کام میں اس کو میرا شریک بنا۔ اے اللہ! تو نے پھر اس کلام کو ان پر نازل کیا اور جلد ہی اس کے بازو کو اس کے بھائی کے ذریعہ سے مضبوط بنایا اور تم دونوں کو اپنے معجزات کے ذریعے سے مسلط کریں گے تاکہ وہ تم تک نہ پہنچ سکیں۔ اے اللہ! میں محمد تیرا بھیجا ہوا پینچمبر ہوں، تو میرے لئے میرے سینہ کو کشادہ فرما اور میرا کام میرے لئے آسان کر دے اور میرے خاندان میں سے میرے بھائی علی کو میرا وزیر بنا دے اور اس کے ذریعہ سے میری پشت مضبوط کر دے۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ حضرت جبرائیل اللہ کی طرف سے نازل ہوئے اور کہا: یا محمد! پڑھئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا پڑھوں؟ کہا: پڑھئے

”انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وہم راکعون“

”تمہارا ولی اللہ، اس کا رسول اور وہ مومنین ہیں جو پابندی سے نماز ادا کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔“

تین دن مسلسل صدقہ کرنا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

”ایک مرتبہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیمار ہو گئے۔ حضور سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم مع صحابہ کرام بیمار پرسی کو تشریف لائے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: تمہارے فرزند بیمار ہیں۔ تم اللہ کے لئے کوئی نذر مانو۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدہ خاتون جنت اور آپ کی لونڈی فضہ سب نے تین روزوں کی نذر مانی۔ دونوں شہزادے اللہ کے فضل و کرم سے صحت یاب ہوئے تو تینوں نے روزے رکھے۔ جس دن روزہ رکھا اس دن گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہ تھی۔ آپ شمعون یہودی کے پاس گئے اور چند سیر جو بطور قرض لائے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس میں سے کچھ جو چھکی میں پیسے اور گھر کے پانچ آدمیوں کے حساب سے شام کی روٹیاں پکائیں اور افطار کے وقت لا کر سامنے رکھیں، ابھی لقمہ لے کر منہ میں نہ ڈالا تھا کہ دروازے پر آ کر ایک فقیر نے سوال کیا: سلامتی ہو تم پر اے اہل بیت رسول! میں ایک مسکین مسلمان ہوں، تمہارے دروازے پر آیا ہوں، مجھے کھانا دو! اللہ تعالیٰ تمہیں جنت کے دسترخوانوں پر کھلائے گا۔ یہ سن کر ان مقدس حضرات نے وہ ساری روٹیاں اس مسکین سائل کے حوالے کر دیں اور خود پانی پی کر سو رہے۔ دوسرے دن پھر روزہ رکھا، اسی طرح کچھ جو پیس کر شام کو کھانا تیار کیا، افطار کے وقت ایک یتیم آ گیا۔ وہ روٹیاں اس کو دے دیں اور پانی پی کر تیسرے دن کا بھی روزہ رکھ لیا۔ تیسرے دن ایک غلام آیا اور ساری روٹیاں اس کے حوالے کر دیں۔ چوتھے روز صبح کو اٹھے تو بھوک کی شدت اور ضعف سے چلنے پھرنے کی طاقت نہ تھی۔ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھنے کے لئے تشریف لائے۔ اس وقت حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نماز پڑھ رہی تھیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سب کی حالت دیکھی تو بے قرار ہوئے، یہاں تک کہ آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صبر کی تلقین فرمائی۔ اس وقت جبریل امین علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور کہا: اے اہل بیت رسول! تمہیں مبارک ہو کہ تمہاری شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((يؤفون بالنذر ويخافون يوم ما كان شره مستطيراً ويطعمون الطعام على حبه مسكيناً و یتیمًا و اسیراً))

(سورة الدھر)

” (یہ ہیں وہ لوگ) جو اپنی نیتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی پھیلی ہوئی ہے

اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر (حالانکہ خود ضرورت ہے) مسکین و یتیم و اسیر کو۔“

(تفسیر کبیر 276/8، خازن و مدارک 340/4، الریاض النضرہ 302/2، روح البیان 546/6)

ایک دن میں چار ہزار دینار صدقہ:

محمد بن کعب قرظی (تابعی) کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

”ایک وقت وہ تھا جب میں بھوک کی شدت سے پیٹ پر پتھر باندھتا تھا اور آج وہ وقت ہے کہ میں ایک

دن میں چار ہزار دینار صدقہ کرتا ہوں۔“

(اسد الغابہ، جلد 3، صفحہ 23-24)

مہمان کی آمد نہ ہونے پر روٹا:

ایک دن امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے۔ لوگوں نے دریافت کیا:

”آپ کیوں رورہے ہیں۔؟“

آپ نے فرمایا:

”اس لئے رورہا ہوں کہ سات دن سے کوئی مہمان میرے گھر نہیں آیا۔“

خرچ کرنے کا حکم:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے:

”جب دنیا تمہارے سامنے (پاس) آئے تو خرچ کرو کیونکہ وہ تم ہی کو پہنچے گی اور جب وہ تم سے منہ

موڑے تب بھی خرچ کرو کہ آخر کار وہ رہنے والی نہیں۔“

☆☆☆

فصل نمبر 28:

فی عبادۃ علی رضی اللہ عنہ:

حضرت علی کی عبادات و وظائف

اس امت میں سب سے پہلے عبادت الہی کرنے والے:

((قال امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ: عبدت اللہ قبل ان یعبده احد من هذه الامة خمس

سنین او سبع سنین))

”امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اللہ کی پانچ سال پہلے عبادت کی، اس سے پہلے کہ اس

امت کا کوئی فرد اللہ کی پرستش کرے۔“

سات سال قبل عبادت:

((قال علی رضی اللہ عنہ: عبدت اللہ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سبع سنین

قبل ان یعبده احد من هذه الامة))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس سے پہلے کہ اس امت کا کوئی فرد اللہ کی پرستش کرے میں نے

رسول اللہ کے ساتھ سات سال پہلے اللہ کی عبادت کی۔“

پوری امت سے نو سال پہلے عبادت الہی:

((بالاسناد، عن عبد الله بن ابی الہذیل عن علی رضی اللہ عنہ قال: ما عرف احدا من هذه الامة عبد الله بعد نبينا غيري، عبت الله قبل ان يعبدہ احد من هذه الامة تسع سنين))

”عبد اللہ بن ابی ہذیل سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے سوا اس امت میں سے کوئی ایسا شخص نہیں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اللہ کی پرستش کی ہو۔ میں نو سال کا تھا کہ اللہ کی عبادت کی، اس سے پہلے کہ کوئی امتی اللہ کی پرستش کرتا۔“

سات سال قبل:

((عن جابر عن عبد الله بن يحيى عن علي بن ابي طالب قال: صليت مع النبي صلى الله عليه وآله وسلم ثلاث سنين قبل ان يصلي معي احد))

”جناب جابر بن عبد اللہ بن یحییٰ نے سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تین سال پہلے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، اس سے قبل کہ کوئی اور نماز پڑھتا۔“

حالت سجدہ میں دعا:

((عن ابی عبد الله رضی اللہ عنہ و كان امير المؤمنين علی رضی اللہ عنہ يقول وهو ساجد: ارحم ذلی بین یدیک، وتضرعی الیک، ووحشتی من الناس، وآنسنى بک یا کریم))

”امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ جس وقت حالت سجدہ میں ہوتے تھے تو عرض کیا کرتے تھے: اے اللہ! تیرے حضور عاجزی اور انکساری کر رہا ہوں اور تیری بارگاہ میں التجا اور التماس کر رہا ہوں اور مجھے لوگوں کا خوف اور ڈر ہے۔ ان پر رحم فرما۔ اے اللہ! مجھے اپنی محبت کرنے والا قرار دے۔“

پہلے سجدہ گزار:

((وكان علی اول من سجدته من هذه الامة بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پہلے فرد تھے جنہوں نے اللہ کو سجدہ کیا۔“

سجدہ کی حالت:

((بالاسناد، عن ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال: کان علی اذا سجد یتخوی کما

یتخوی البعیر الضامر))

”امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ جب سجدہ کیا کرتے تھے تو ان کی حالت

اس طرح ہوتی تھی جس طرح ایک کمزور اونٹ بیٹھتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کی دوستی:

((فقال علی رضی اللہ عنہ: الہی کفی بی عزا ان اکون لك عبدا، و کفی بی فخرا ان

تکون لی رباً، انت کما احب فاجعلنی کما تحب))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ! یہی عزت میرے لئے کافی ہے کہ تیرا بندہ بنوں اور یہی

میرے لئے باعثِ فخر ہے کہ تو میرا پروردگار ہے۔ تو ایسا ہے جسے میں دوست رکھتا ہوں اور مجھے بھی ایسا بنا

جسے تو دوست رکھتا ہے۔“

اطاعت اور گناہوں سے دوری:

((عن امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ: ایہا الناس! انی واللہ واحشکم علی طاعة الا

وسبقتکم ایہا، ولا انہا کم عن معصية قلا واتناہی قبلکم عنہا))

”امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! اللہ کی قسم! میں تمہیں اطاعت کیلئے مجبور نہیں کرتا

اس سے پہلے کہ میں خود اس کو انجام دوں اور تمہیں گناہ سے دوری اور پرہیز کیلئے نہیں کہتا اس سے پہلے کہ

میں خود گناہ سے دور ہوں۔“

سب سے پہلے رسول اللہ کے ساتھ نماز پڑھنے والے:

((عن ابن عباس قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اول من صلی معی

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ))

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلے

جس نے میرے ساتھ نماز پڑھی وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔“

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلی رضی اللہ عنہ: هذا اول من امن بی

و صدقنی و صلی معی))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: یہ وہ پہلا فرد ہے جو مجھ پر

ایمان لایا، میری تصدیق کی اور میرے ساتھ نماز پڑھی۔“

((عن زید بن ارقم انه قال: اول من صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی بن ابی طالب))

”حضرت زید بن ارقم نے کہا: جناب علی بن ابی طالب پہلے شخص تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔“

((عن سلمة بن كهيل قال: سمعت حبة العرنی قال: سمعت علیاً یقول: انا اول من صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم))

”مسلمہ بن کھیل نے کہا کہ میں نے حبة عرنی سے سنا۔ اس نے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں پہلا فرد ہوں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔“

حضرت علی کا وضو اور دعائیں:

((بالاسناد، عن ابی عبد اللہ قال: بینا امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ قاعد و معہ ابنہ محمد اذ قال: یا محمد! ایتنی یا ناء من ماء فاتاہ بہ فصبہ بیدہ الیمنی علی یدہ الیسری ثم قال: الحمد لله الذی جعل الماء طهوراً ولم یجعلہ نجساً ثم استنجی فقال: اللهم حصن فرجی واعفہ واستر عورتی وحرمها علی النار ثم استنشق فقال: اللهم لا تحرم علی ریح الجنة واجعلنی ممن یشم ریحها وطیبها وریحانها ثم تمضمض فقال: اللهم انطق لسانی بذكرک واجعلنی ممن ترضی عنه ثم غسل وجهه فقال: اللهم بیض وجهی یوم تسود (فیہ) الوجوه ولا تسود وجهی یوم تبيض (فیہ) الوجوه، ثم غسل یمینه فقال: اللهم اعطنی کتابی بیمیمنی والخلد بیساری ثم غسل شماله فقال: اللهم لا تعطنی کتابی بشمالی ولا تجعلها مغلولة الی عنقی واعوذ بک من مقطعات النیران ثم مسح راسه فقال: اللهم غشنی برحمتک و برکاتک و عفوک ثم مسح علی رجلیه فقال: اللهم ثبت قدمی (علی الصراط) یوم تزل فیہ الاقدام واجعل سعی فیما یرضیک عنی ثم التفت الی محمد فقال: یا محمد! من توضحا بمثل ماتوضات وقال مثل ما قلت، خلق الله له من کل قطرة ملکا یقدسه ویسبحه ویکبره ویقلله ویکتب له ثواب ذلك۔

”امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے فرزند محمد بھی ساتھ تھے، اسی دوران محمد سے فرمایا: پانی کا برتن میرے لئے آؤ۔ محمد پانی لائے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور کہا: شکر ہے اس اللہ کا جس نے پانی کو پاک اور پاکیزہ بنایا اور اس کو نجس نہیں بنایا۔ پھر استنجا کے بعد کہا: اے اللہ! میرے دامن کو پاک کر اور مجھے عفت عطا فرما اور میری شرمگاہ کو ڈھانپ دے اور مجھ پر آگ حرام قرار دے۔ اس کے بعد کلی

کی اور کہا: اے اللہ! میری زبان کو اپنے ذکر سے کھول دے اور مجھے ان میں سے قرار دے جن سے تو خوش ہے۔ اس کے بعد ناک میں پانی ڈالا اور کہا: الہی! بہشت کی خوشبو کو مجھ پر حرام نہ کر اور مجھے ان میں سے قرار دے جو اس کی خوشبو اور عطر اور پھول سے معطر ہوتے ہیں۔ اس وقت چہرے کو دھویا اور کہا: اے اللہ! جس دن چہرے سفید اور نورانی ہوں گے میرے چہرے کو سیاہ نہ کرنا۔ اس کے بعد دایاں ہاتھ دھویا اور کہا: اے اللہ! میرے اعمال نامہ کو میرے دائیں ہاتھ میں پکڑا نا۔ اس کے بعد بائیں ہاتھ کو دھویا اور کہا: الہی! میرے نامہ اعمال کو میرے بائیں ہاتھ میں نہ پکڑا نا اور میرے ہاتھوں کو گردن کے ساتھ نہ باندھنا۔ میں آگ میں بھڑکتے ہوئے شعلوں سے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔ پھر سر کا مسح کیا اور کہا: اے اللہ! مجھے اپنی رحمت و برکت اور بخشش میں شامل فرما۔ اس کے بعد پیروں کا مسح کیا (کیونکہ موزے پہنے ہوئے تھے) اور کہا: اے اللہ! میرے قدموں کو جس دن قدم ڈگمگائیں گے مضبوط اور محکم قرار دینا۔ میری تلاش اور کوشش کو ہر وہ عمل جس میں تیری خشنودی ہو قرار دے۔ اس وقت محمد بن ابی بکر کی طرف دیکھا اور فرمایا: محمد! جو بھی میری طرح وضو کرے گا اور جو کچھ میں نے کہا ہے ویسے ہی دعا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے وضو کے پانی کے ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا کرے گا جو اللہ کی تسبیح اور تقدیس کرے گا اور اللہ اکبر ولا الہ الا اللہ کا ذکر کرے گا جس کا ثواب وضو کرنے والے کے اعمال میں لکھا جائے گا۔“

وقت نماز خوف کا طاری ہونا:

((روى عن علي بن ابي طالب رضى الله عنه انه كان اذا حضر وقت الصلاة ارتعدت فرائصه وتغير لونه فسئل عن ذلك فقال: جاء وقت الامانة التي عرضها الله على السموات والارض والجبال فابين ان يحملنها واشفقن منها و حملها الانسان فلا ادرى احسن اداء ما حملت ام لا))

”روایت ہے کہ جب نماز کا وقت ہوتا تھا تو امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے بدن مبارک پر لرزہ اور کپکپی طاری ہو جاتی تھی اور آپ کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو جاتا تھا۔ جب آپ سے اس تبدیلی اور دگرگونی کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: ابھی اللہ کی اس امانت کی ادائیگی کا وقت آپہنچا ہے جسے اللہ نے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کو دینا چاہا تو وہ اس کے قبول کرنے سے خوفزدہ ہو گئے، لیکن انسان نے اسے اپنے ذمہ لے لیا۔ میں نہیں جانتا آیا اس امانت کو جسے میں نے ذمہ لیا ہے احسن اور نیک طریقے سے ادا کر سکوں گا یا نہیں۔“

بوقت وضو خوف الہی:

((وكان امير المؤمنين رضى الله عنه اذا اخذ الوضوء يتغير وجهه من خيفة الله تعالى))

”وضو کرتے وقت امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرے کا رنگ خوفِ الہی سے تبدیل ہو جاتا تھا۔“

نماز کی ادائیگی کی فکر:

((ولم يترك (علي رضی اللہ عنہ) صلاة الليل قط حتى ليلة الهيرير و كان يوم ما في حرب صفين مشتغلا بالحرب والقتال، و كان مع ذلك بين الصفين يراقب الشمس، فقال له ابن عباس: يا امير المؤمنين، ما هذا الفعل؟ فقال: انظر الى الزوال حتى نصلي))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کبھی نماز کو قضاء نہیں کیا حتیٰ کہ لیلۃ الہریر میں بھی نماز شب ادا کی۔ جنگ صفین میں آپ جنگ کرنے میں مصروف تھے تو آپ سورج کی طرف دیکھ رہے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: امیر المؤمنین کیا کر رہے ہیں؟ فرمایا: سورج کے زوال کو دیکھ رہا ہوں تاکہ نماز پڑھیں۔“

فجر و عشاء کی نماز کو باجماعت ادا کرنا:

((قال علي رضی اللہ عنہ: يا ابا الدرداء! اصلي العشاء والفجر في جماعة احب الي من ان احببي بينهما، اما سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول: لو يعلمون ما فيهما لا توهموا ولو حبوا وانهما ليكفران ما بينهما))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابو درداء! نماز عشاء اور صبح کو جماعت کے ساتھ پڑھنا میری نظر میں زیادہ بہتر ہے اس سے کہ عشاء سے لے کر صبح تک بیدار رہوں۔ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا کہ آپ نے فرمایا: اگر لوگ یہ جانتے کہ یہ نماز کس قدر فضیلت ہے تو اس کے پڑھنے کیلئے حاضر ہو جاتے یہاں تک کہ اگر انہیں ہاتھوں اور پیٹ کے بل چل کر آنا پڑتا، یہ دو نمازیں ان گناہوں کی مغفرت کا سبب بنتی ہیں جو ان کے دوران انجام ہوئے۔“

حضرت علی کے لیے رکوع کو لمبا کرنا:

((ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم طول الركوع في بعض الصلوات تطويلاً خارجاً عن العادة فسئل عن ذلك، فقال: امسك جبرئيل يدي في ركبتى حتى اتى علي بن ابي طالب فادرك تلك الركعة))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک نماز میں رکوع کو معمول سے زیادہ طویل فرما دیا۔ اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرائیل نے میرے ہاتھوں کو زانو پر پکڑا ہوا تھا یہاں تک کہ علی

آئے اور انہوں نے اس رکعت میں شرکت کی۔“

ہر دن رات میں ہزار رکعت کی ادائیگی:

((عن جمیل بن صالح ، عن ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال : ان استطعت ان تصلی فی شہر رمضان وغیرہ فی الیوم واللیلۃ الف رکعة فافعل ، فان علیاً رضی اللہ عنہ کان یصلی فی الیوم واللیلۃ الف رکعة))

”جمیل بن صالح نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ اگر ماہ رمضان اور دوسرے مہینوں میں دن رات میں ہزار رکعت نماز پڑھ سکتے ہو تو ایسا کرو، چونکہ علی رضی اللہ عنہ ہر دن اور رات میں ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔“

((عن الباقر رضی اللہ عنہ انه قال : وکان (علی رضی اللہ عنہ) یصلی فی الیوم واللیلۃ الف رکعة))

”امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ ہر دن رات ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔“

((بالاسناد عن الباقر رضی اللہ عنہ انه قال : کان علی بن الحسین یصلی فی الیوم واللیلۃ الف رکعة کما کان یفعل امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ، کان لہ خمس مائۃ نخلة، فکان یصلی عند کل نخلة رکعتین))

”امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ ہر دن اور رات ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح نماز پڑھا کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پانچ سو کھجور کے درخت تھے اور وہ ہر درخت کے قریب دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔“

((بالاسناد عن ابی بصیر قال : دخلنا علی ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ فقال لہ ابو بصیر : ما تقول فی الصلاة فی شہر رمضان؟ فقال : لشہر رمضان حرمة وحق لا یشبہہ شیء من الشہور، صل ما استطعت فی شہر رمضان تطوعاً باللیل والنہار، فان استطعت ان تصلی فی کل یوم ولیلۃ الف رکعة، فافعل ، ان علیاً رضی اللہ عنہ فی آخر عمرہ کان

یصلی فی کل یوم ولیلۃ الف رکعة، فصل یا ابا محمد زیادة فی رمضان))

”ابو بصیر کہتے ہیں کہ میں امام صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کی نظر میں ماہ رمضان میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ فرمایا: ماہ رمضان حرمت اور حق رکھتا ہے کہ اور مہینے ایسی حرمت اور حق نہیں رکھتے۔ جتنی بھی قدرت رکھتے ہو رمضان میں دن رات نوافل پڑھو۔ اگر ہزار رکعت نماز دن اور رات میں پڑھ سکتے ہو تو ایسا کرو۔ چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی

زندگی کے آخری ایام میں ہر دن اور رات کو ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے، اس لئے ابو محمد! ماہِ رمضان میں دوسرے مہینوں سے زیادہ نماز پڑھو۔“

معذرت و معافی:

((من مناجاتہ: الہی! لیس اعتذاری الیک اعتذار من یتغنی عن قبول عذرہ، فاقبل عذری یا خیر من اعتذر الیہ المسیون))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ تھی: اے اللہ! میری معذرت طلبی تیری بارگاہ میں اس کی معذرت اور معافی کی طرح نہیں ہے جو قبول ہونے سے بے نیاز ہو، بس میری معذرت کو قبول فرما۔ اے وہ بہترین ذات! گنہگار جس کی بارگاہ میں معذرت اور معافی طلب کرتے ہیں۔“

مناجات کا ایک طریقہ:

((بالاسناد، عن الاصبع بن نباتہ قال: کان امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ یقول فی سجودہ: انا جیک یا سیدی کما ینا جی العبد الذلیل مولاہ و اطلب الیک طلب من یعلم انک تعطی ولا ینقص مما عندک شیء، واستغفرک استغفار من یعلم انه لا یغفر الذنوب الا انت، واتوکل علیک توکل من یعلم انک علی کل شیء قدیر))

”اصبع بن نباتہ نے کہا کہ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ سجدہ میں کہا کرتے تھے: اے مولا! میں تجھ سے مناجات اور التجا کر رہا ہوں جس طرح ایک حقیر اور عاجز غلام اپنے آقا سے مناجات کرتا ہے۔ میں تجھ سے حاجت طلب کر رہا ہوں اور اس کی طرح طلب کر رہا ہوں جو جانتا ہے کہ تو اسے عطا کرے گا اور جو کچھ تیرے پاس ہے اس میں کمی نہیں آئے گی اور میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں۔ اس کی طرح معافی مانگتا ہوں جو جانتا ہے کہ تیرے سوا کوئی اس کے گناہوں کو معاف نہیں کر سکتا اور تجھ پر توکل کر رہا ہوں اس کی طرح جو جانتا ہے تو ہر چیز پر قادر ہے۔“

عبادت کرنے کی وجہ:

((وقال امیر المؤمنین وسید الموحدین علی ابن ابی طالب: ما عبدتک خوفاً من نارک ولا تمعاً فی جنتک، لکن وجدتک اھلاً للعبادۃ فعبدتک))

”امیر المؤمنین وسید الموحدین جناب علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ! میں تیری عبادت اس لئے نہیں کرتا کہ مجھے جہنم کی آگ کا خوف یا جنت کی لالچ ہے بلکہ تجھے پرستش اور عبادت کا لائق جانتا ہوں اسی لئے تیری عبادت کرتا ہوں۔“

جس کام میں اپنا غصہ شامل ہو جائے:

”جس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ عمرو بن عبدود (ایک کافر) پر جنگ کے دوران غالب آئے تو اس پر ضرب نہ چلائی۔ لوگوں نے آپ کے اس عمل کو عیب سمجھا، لیکن حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے آپ کا دفاع کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حذیفہ! علی خود اس کام کی وجہ بیان کرے گا۔ عمرو بن عبدود کو قتل کرنے کے بعد جب حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کام کا سبب پوچھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اس نے میری والدہ کو گالی دی اور اپنا تھوک میرے چہرے پر پھینکا۔ میں ڈر گیا کہ اگر اس کو قتل کرتا ہوں تو میرا غصہ اس میں شامل ہو جائے گا، اس لئے میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ جب میرا غصہ ٹھنڈا ہوا تب میں نے اس کو اللہ کی خاطر واصل جہنم کیا۔“

حالت نماز میں تیر کے نکالنے کا پتہ بھی نہ چلا:

((روی ان علیاً قد اصاب رجله في غزوة احد سهم صعب اخراجه، فامر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم باخراجه حين اشتغاله بالصلاة فاخر جوه من رجله فقال بعد فراغه عن الصلاة بانه لم يلتفت بذلك))

”مروی ہے کہ جنگ احد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں تیر لگا جس کا نکالنا مشکل تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس تیر کو اس وقت نکالیں جب علی نماز کی حالت میں ہوں۔ ایسے ہی کیا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھنے کے بعد فرمایا: میں بالکل متوجہ بھی نہیں ہوا۔“

☆☆☆

فصل نمبر 29:

علی و حدیث الغدير:

واقعہ غدیر

حدیث نمبر 1:

((عن جریر قال: شهدنا الموسم في حجة الوداع مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فبلغنا مكانا يقال له غدیر خم فنادی: الصلاة جامعة، فاجتمعنا المهاجرون والانصار۔ فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وسطنا فقال: ايها الناس! بم تشهدون؟ قالوا: نشهدان لا اله الا الله، قال: ثم مه؟ قالوا: وان محمد صلى الله عليه وآله وسلم))

وآله وسلم عبده ورسوله قال: فمن وليكم؟ قالوا: الله ورسوله مولانا، قال: ثم ضرب بيده الي عضد علي رضي الله عنه فقامه فنزع عضده فاخذ بذراعيه فقال: من يكن الله ورسوله مولاہ فان هذا مولاہ، اللهم وال من والاه، وعاد من عاداه، اللهم من احبه من الناس فكن له حبيباً، ومن ابغضه فكن له مبغضاً))

”حضرت جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ حج سے واپسی پر ہم ایک مکان پر پہنچے جو غدیر خم کے نام سے مشہور تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کیلئے ندا دی، ہم مہاجرین اور انصار جمع ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر فرمایا: اے لوگو! تم کس چیز کی گواہی دیتے ہو۔؟ لوگوں نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں۔ اس کے بعد فرمایا: دوسری کس چیز کی گواہی دیتے ہو۔؟ کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ فرمایا: تمہارا سر پرست کون ہے؟ کہا: اللہ اور اس کے رسول ہمارے سر پرست ہیں۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بازو سے پکڑ کر ان کو کھڑا کیا، اس کے بعد بازو چھوڑ دیا اور ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا: جس کے اللہ اور رسول مولا ہیں یہ بھی اس کے مولا ہیں۔ اے اللہ! دوست رکھا سے جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھا سے جو علی کو دشمن رکھے۔“

حدیث نمبر 2:

((فنادی: الصلاة جامعة، فاجتمعوا، فخرج رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم و معه علي رضي الله عنه فقال: يا ايها الناس! الستم تزعمون اني مولى كل مو من ومومنة؟ قالوا: بلى، قال: من كنت مولاہ فعلي مولاہ، اللهم وال من والاه وعاد من عاداه وانصر من نصره واخذل من اخذله واعن من اعانه، وابغض من ابغضه واحب من احبه))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم میں نماز کیلئے ندا دی، تمام لوگ جمع ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور علی رضی اللہ عنہ جمعیت کے سامنے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! کیا تمہیں یقین نہیں ہے کہ میں ہر مومن مرد اور عورت کا مولا ہوں؟ کہا: کیوں نہیں۔ فرمایا: جس کا میں مولا ہوں علی اس کے مولا ہیں۔ اے اللہ! لوگوں میں سے جو علی کو دوست رکھتا ہے اسے دوست رکھ اور دشمن رکھا سے جو علی کو دشمن رکھے اور مدد کر اس کی جو ان کی مدد کرے اور چھوڑ دے اسے جو ان کی مدد نہ کرے اور حمایت کر اس کی جو ان کی حمایت کرے اور دشمن رکھے اور دشمن رکھا سے جو ان کو دوست رکھے۔“

حدیث نمبر 3:

((عن سعد قال : كنا مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بطريق مكة وهو متوجه اليها، فلما بلغ غدیر خم وقف الناس ثم ردمن تبعه، ولحقه من تخلف: فلما اجتمع الناس اليه، قال: ايها الناس امن وليكم؟ قالوا: الله ورسوله ثلاثاً، ثم اخذ بيد علي فاقامه ثم قال: من كان الله ورسوله وليه فهذا وليهم، اللهم وال من والاه، وعاد من عاداه))

”حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم مکہ کے راستے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب غدیر خم پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا: رک جائیں۔ اس کے بعد فرمایا: آگے بڑھ جانے والوں کو واپس بلائیں اور جو پیچھے سے آنے والے ہیں وہ ان کے ساتھ مل جائیں۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! تمہارا سر پرست کون ہے؟ کہا: اللہ اور اس کا رسول ہمارے سر پرست ہیں۔ اس جملہ کا تین بار تکرار کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا اور اس کے بعد فرمایا: جس کا اللہ اور اس کا رسول سر پرست ہے علی بھی اس کا سر پرست ہے۔ اے اللہ! دوست رکھ اسے جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو علی کو دشمن رکھے۔“

حدیث نمبر 4:

((عن عدی بن ثابت عن البراء قال : كنا مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في حجة الوداع فلما اتينا علي غدیر خم كسح لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم تحت شجرتين ونودي في الناس الصلاة جامعة، ودعا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم علياً واخذ بيده فاقامه عن يمينه فقال: الست اولى بكل امرى من نفسه؟ قالوا: بلى - قال: فان هذا مولى من انا مولا، اللهم وال من والاه، وعاد من عاداه، فلقبه عمر بن الخطاب فقال: هنيالك، اصبحت وامسيت مولى كل مومن و مومنة))

”جناب عدی بن ثابت کہتے ہیں کہ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حجۃ الوداع کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، جس وقت غدیر خم پر پہنچے تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے دو درختوں کے نیچے جاڑو لگایا اور لوگوں کے درمیان سے ”الصلاة جامعة“ کی آواز بلند ہوئی۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو بلایا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں اپنی دائیں طرف بٹھایا، اور فرمایا: کیا میں تم پر خود تم سے زیادہ حق تصرف نہیں رکھتا؟ سب نے ہم آواز ہو کر کہا: کیوں نہیں۔ فرمایا: بس یہ اس کے مولا ہیں جس کا میں مولا ہوں۔ اے اللہ! اسے دوست رکھ جو انہیں دوست رکھے اور اسے دشمن رکھ جو

انہیں دشمن رکھے۔ اسی دوران حضرت عمر بن خطاب نے ان سے ملاقات کی اور کہا: مبارک ہو آپ کو آپ تو ہر مومن اور ہر مومنہ کے مولا ہو گئے۔

حدیث نمبر 5:

((عن خطبته صلى الله عليه وآله وسلم في يوم غدیر خم باتفاق الجمع وهو يقول: من كنت مولاہ فعلى مولاہ فقال عمر: بخ بخ لك يا ابا الحسن! لقد اصبحت مولاى و مولى كل مومن ومومنة))

”سب متفق ہیں کہ یہ نورانی کلمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی ہیں جو انہوں نے غدیر خم کے دن فرمائے: جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کے مولا ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب نے کہا: مبارک ہو آپ کو اے ابوالحسن! آپ تو ہر مومن اور ہر مومنہ کے مولا ہو گئے۔“

حدیث نمبر 6:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من كنت مولاہ فعلى مولاہ، اللهم وال من والاه و عاد من عاداه))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں علی اس کے مولا ہیں۔ اے اللہ! دوست رکھ اسے جو انہیں دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو انہیں دشمن رکھے۔“

حدیث نمبر 7:

آیت کریمہ:

((الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ))

(القرآن، المائدہ، (3 : 5))

”آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا“ کے شانِ نزول میں محدثین و مفسرین نے یہ حدیث مبارکہ

بیان کی ہے:

((عن ابى هريرة رضى الله عنه، قال: من صام يوم ثمان عشرة من ذى الحجة كتب له صيام ستين شهراً، وهو يوم غدیر خم لما أخذ النبي بيد على بن ابى طالب رضى الله عنه، فقال: ألسنت ولى المؤمنين؟ قالوا: بلى، يا رسول الله! قال: من كنت مولاہ فعلى مولاہ، فقال عمر بن الخطاب: بخ بخ لك يا ابن ابى طالب! اصبحت مولاى و مولى كل مسلم، فأنزل الله (الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ))

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے اٹھارہ ذی الحجہ کو روزہ رکھا اس کے لئے ساٹھ

مہینوں کے روزوں کا ثواب لکھا جائے گا، اور یہ غدیر خم کا دن تھا جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: کیا میں مؤمنین کا والی نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں، اُس کا علی مولا ہے۔ اس پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مبارک ہو! اے ابنِ ابی طالب! آپ میرے اور ہر مسلمان کے مولا ٹھہرے۔ (اس موقع پر) اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔“

1- خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، 2902 : 8- طبرانی، المعجم الأوسط، 324 : 3

3- سیوطی نے الدر المنثور فی التفسیر بالماثور (2 : 259) میں آیت مذکورہ کی شان نزول کے حوالے سے لکھا ہے کہ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم کے روز من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے الفاظ فرمائے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

حدیث نمبر 8:

امام فخر الدین رازی (یا ایہا الرسول بلیغ ما أنزل إلیک من ربک) (القرآن، المائدہ، (67 : 5) اے برگزیدہ رسول! جو کچھ آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے وہ سارا لوگوں کو پہنچا دیجئے، کا شان نزول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((نزلت الآیة فی فضل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، و لما نزلت هذه الآیة أخذ بیده و قال: مَنْ کنت مولاہ فعلی مولاہ، اللهم وال من والاه و عاد من عاداه. فلقبه عمر رضی اللہ عنہ، فقال: هنیئاً لک یا ابن ابی طالب، أصبحت مولای و مولی کل مؤمن و مؤمنة. و هو قول ابن عباس و البراء بن عازب و محمد بن علی))

”یہ آیت مبارکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں نازل ہوئی ہے، جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: جس کا میں مولا ہوں، اُس کا علی مولا ہے، اے اللہ! تو اُسے دوست رکھ جو اُسے دوست رکھے، اور اُس سے عداوت رکھ جو اُس سے عداوت رکھے۔ اُس کے (فورا) بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور فرمایا: اے ابنِ ابی طالب! آپ کو مبارک ہو، اب آپ میرے اور ہر مؤمن اور مؤمنہ کے مولا قرار پائے ہیں۔“ اِسے عبداللہ بن عباس، براء بن عازب اور محمد بن علی رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے۔

1. رازی، التفسیر الکبیر، 49 : 12، 502. ابن ابی حاتم رازی نے تفسیر القرآن العظیم (1172 : 4)، رقم 6609 : میں عطیہ عوفی سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی کہ سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 67 حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی۔

حدیث نمبر 9:

آیت کریمہ (إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ) (القرآن، المائدہ، (55 : 5)) (بے شک تمہارا (مددگار) دوست اللہ اور اُس کا رسول ہی ہے اور (ساتھ) وہ ایمان والے ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ (اللہ کے حضور عاجزی سے) جھکنے والے ہیں) کے شانِ نزول میں بیشتر محدثین نے یہ حدیث مبارکہ بیان کی ہے:

((عن عمار بن ياسر رضى الله عنه، يقول: وقف على علي بن ابي طالب رضى الله عنه سائل وهو راكع فى تطوع فنزع خاتمه فأعطاہ السائل، فأتى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فأعلمه ذلك، فنزلت على النبي صلى الله عليه وآله وسلم هذا الآية: (إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ) فقراها رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ثم قال: من كنت مولاه فعلى مولاه، اللهم! وال من والاه و عاد من عاداه))

”حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سائل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کھڑا ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نماز میں حالت رکوع میں تھے۔ اُس نے آپ رضی اللہ عنہ کی انگلی کھینچی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انگلی سائل کو عطا فرمادی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُس کی خبر دی۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: (بے شک تمہارا دوست اللہ اور اُس کا رسول ہی ہے اور ساتھ وہ ایمان والے ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ (اللہ کے حضور عاجزی سے) جھکنے والے ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کو پڑھا اور فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی مولا ہے، اے اللہ! جو اسے دوست رکھے تو اُسے دوست رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے تو اُس سے عداوت رکھ۔“

1. طبرانی، المعجم الاوسط، 129 : 7، 130، رقم، 62282 : احمد بن حنبل، المسند، 1193 : 1 احمد بن حنبل، المسند، 4 : 3724 حاکم، المستدرک، 119 : 3، 371، رقم حدیث 4576 : 55945 طبرانی، المعجم الکبیر، 174 : 4، رقم : 40536 طبرانی، المعجم الکبیر، 195 : 5، 203، 204، رقم، 5068 : 5069، 5092، 50977 طبرانی، المعجم الصغیر، 658 : 1 بیہقی، موارد النظمآن 544 : رقم، 22059 : بیہقی، مجمع الزوائد، 1710 : 7 خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، 37711 : 7۔ خطیب بغدادی نے یہ حدیث مبارکہ تاریخ بغداد (343 : 12) میں من کنت مولاه فعلى مولاه کے الفاظ کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی نقل کی ہے۔ 12 ابن اثیر، اسد الغابہ، 36213 : 2 ابن اثیر، اسد الغابہ، 48714 : 3 ضیاء مقدسی، الاحادیث المختارہ، 106 : 2، 174، رقم، 480 : 55315 حسام الدین ہندی، کنز العمال، 332 : 11، 333، رقم، 3166216 : حسام الدین ہندی، کنز العمال، 104 : 13، 169، رقم : 17، 36340۔ حسام الدین ہندی نے کنز العمال (609 : 11)، رقم، 32950 : میں لکھا ہے :

طبرانی نے اس حدیث کو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور بارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے اور امام احمد بن حنبل نے اسے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور کثیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے۔ حاکم نے المستدرک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے۔ امام احمد بن حنبل اور طبرانی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اور تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ حدیث روایت کی ہے۔ ابو نعیم نے کتاب فضائل الصحابہ میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے اور خطیب بغدادی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔

حدیث نمبر 10:

((عن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: أوصى من آمن بي و صدقني بولاية علي بن أبي طالب، من تولاه فقد تولاني و من تولاني فقد تولي الله عز وجل و من أحبه فقد أحبني، و من أحبني فقد أحب الله عز وجل و من أبغضه فقد أبغضني و من أبغضني فقد أبغض الله عز وجل))

”حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو مجھ پر ایمان لایا اور میری تصدیق کی اُسے میں ولایتِ علی کی وصیت کرتا ہوں، جس نے اُسے ولی جانا اُس نے مجھے ولی جانا اور جس نے مجھے ولی جانا اُس نے اللہ کو ولی جانا، اور جس نے علی رضی اللہ عنہ سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی، اور جس نے مجھ سے محبت کی اُس نے اللہ سے محبت کی، اور جس نے علی سے بغض رکھا اُس نے مجھ سے بغض رکھا، اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اُس نے اللہ سے بغض رکھا۔“

1. بیہقی، مجمع الزوائد، 108 : 9، 1092 حسام الدین ہندی، کنز العمال، 611 : 11، رقم 32958 :

بیہقی نے اس حدیث کو طبرانی سے روایت کیا ہے اور اس کے رواۃ کو ثقہ قرار دیا ہے۔

حدیث نمبر 11:

((عن علي رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال يوم غدیر خم: من كنت مولاه فعليّ مولاه))

”خود) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم کے دن فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی مولا ہے۔“

1۔ احمد بن حنبل نے المستدرک (1 : 152) 2۔ بیہقی نے اسے مجمع الزوائد (9 : 107) میں نقل کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس

کے رجال ثقہ ہیں۔ 3۔ ابن ابی عاصم، کتاب السنہ 604 : رقم 13694 :۔ طبرانی، المعجم الاوسط، 448 : 7، رقم 6878 :

5۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، 1716 : 4۔ حسام الدین ہندی، کنز العمال، 77 : 13، 168، رقم 32950 :، 36511 :

حدیث نمبر 12:

((عن عبد الله بن بريدة الأسلمي قال قال النبي من كنت وليه فإن علياً وليه و في رواية عنه من كنت وليه فعلي وليه))

”حضرت عبداللہ بن بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں ولی ہوں تحقیق اُس کا علی ولی ہے۔ اُنہی سے ایک اور روایت میں ہے (کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:) جس کا میں ولی ہوں اُس کا علی ولی ہے۔“

1. حاکم، المستدرک، 129 : 2، رقم 25892 : احمد بن حنبل، المسند، 350 : 5، 358، 361

3. نسائی، خصائص امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ 85 : 86، رقم 77 :

4. نسائی نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے بھی، خصائص امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (ص: 98، رقم 93) میں یہ روایت لی ہے۔

5. عبدالرزاق، المصنف، 225 : 11، رقم 203886 : ابن ابی شیبہ، المصنف، 84 : 12، رقم 12181 :

7۔ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء (23 : 4) میں اسے مختصر امن کنک مولاہ فعلی مولاہ کے الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔

8. مناوی، فیض القدر، 218:69۔ بیہمی نے مجمع الزوائد (108 : 9) میں اسے نقل کرتے ہوئے کہا ہے کہ بزار کی بیان کردہ روایت کے رجال صحیح ہیں۔ 10۔ حسام الدین ہندی نے کنز العمال (602 : 11)، رقم 32905 : میں مختصر امن کنک مولاہ فعلی مولاہ کے الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔

امام حاکم نے اس روایت کو شرط شیخین کے مطابق صحیح قرار دیا ہے، اور اس حدیث کو ابو عوانہ سے ایک دوسرے طریق سے سعد بن عبیدہ سے بھی بیان کیا ہے۔ انہوں نے المستدرک میں بریدہ اسلمی سے ایک اور جگہ (110 : 3)، رقم 4578 : بھی اسی حدیث کو مختصر بیان کیا ہے۔

حدیث نمبر 13:

متذکرہ بالا حدیث کو دوسرے مقام پر ابن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے الفاظ کے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ یوں بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((ما بال أقوام ينتقصون علياً، من ينتقص علياً فقد تنقصني، ومن فارق علياً فقد فارقني، إن علياً مني، وأنا منه، خلق من طينتي و خلقت من طينة إبراهيم، وأنا أفضل من إبراهيم، ذرية بعضها من بعض والله سميع عليم، . . . وإنه وليكم من بعدى، فقلت: يا رسول الله إياك حتى أباعدك على الإسلام جديداً قال: فما فارقتك حتى بايعته على الإسلام))

”ان لوگوں کا کیا ہوگا جو علی کی شان میں گستاخی کرتے ہیں (جان لو) جو علی کی گستاخی کرتا ہے وہ میری

گستاخی کرتا ہے اور جو علی سے جدا ہوا وہ مجھ سے جدا ہو گیا۔ بیشک علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں، اُس کی تخلیق میری مٹی سے ہوئی ہے اور میری تخلیق ابراہیم کی مٹی سے، اور میں ابراہیم سے افضل ہوں۔ ہم میں سے بعض بعض کی اولاد ہیں، اللہ تعالیٰ یہ ساری باتیں سننے اور جاننے والا ہے۔ وہ میرے بعد تم سب کا ولی ہے۔ (بریدہ بیان کرتے ہیں کہ) میں نے کہا: یا رسول اللہ! کچھ وقت عنایت فرمائیں اور اپنا ہاتھ بڑھائیں، میں تجدیدِ اسلام کی بیعت کرنا چاہتا ہوں، (اور) میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدا نہ ہوا یہاں تک کہ میں نے اسلام پر (دوبارہ) بیعت کر لی۔“

1. طبرانی، المعجم الاوسط، 49 : 7، 50، رقم، 60812 : بیہقی، مجمع الزوائد، 128 : 9

حدیث نمبر 14:

((عن عمرو بن ميمون، قال ابن عباس رضي الله عنهما: قال (رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم): من كنت مولاه فإن مولاه علي))
”عمرو بن ميمون حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں بے شک اُس کا علی مولا ہے۔“

1- احمد بن حنبل، المسند، 3312 : 1- ابن ابی عاصم کی کتاب السنہ (ص 600 : 601، رقم 1351 :) میں اس روایت کے الفاظ ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: من كنت وليه فعلي وليه (جس کا میں ولی ہوں اُس کا علی ولی ہے)۔ 3. نسائی، خصائص امير المؤمنين علي بن ابي طالب رضي الله عنه 44 : 46، رقم 234 : حاکم، المستدرک، 3 : 134 - 132، رقم 46525 : طبرانی، المعجم الکبير، 77 : 12، 78، رقم 125936 : بیہقی، مجمع الزوائد، 119 : 9، 1207. محبت طبری، الرياض النضره فی مناقب العشره، 174 : 3، 1756. محبت طبری، ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی 158 - 156 :

نسائی کی بیان کردہ حدیث کی اسناد صحیح ہیں۔

بیہقی نے کہا ہے کہ اسے احمد اور طبرانی نے روایت کیا ہے اور ابونج فرازی کے سوا احمد کے تمام رجال صحیح ہیں، جبکہ وہ ثقہ ہے۔

حاکم کی بیان کردہ حدیث کو ذہبی نے صحیح کہا ہے۔

حدیث نمبر 15:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: لا إله إلا الله وليي و أنا ولي كل مؤمن، من كنت مولاه فعلي مولاه))
”حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آگاہ رہو! بے شک اللہ میرا ولی ہے اور میں ہر مؤمن کا ولی ہوں، پس جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی مولا ہے۔“

- 1۔ حسام الدین ہندی نے اسے کنز العمال (608 : 11)، رقم 32945 : میں روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ حدیث ابو نعیم نے فضائل الصحابہ میں زید بن ارقم اور براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔
- 2۔ ابن حجر عسقلانی، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، 328 : 4

حدیث نمبر 16:

((عن أبي يزيد الأودي عن أبيه، قال: دخل أبو هريرة المسجد فاجتمع إليه الناس، فقام إليه شاب، فقال: أنشدك بالله، أسمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَى مَوْلَاهُ، اللَّهُمَّ! إِيَّاكَ مِنْ وَالِيهِ. فقال: أشهد أن سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَى مَوْلَاهُ، اللَّهُمَّ! إِيَّاكَ مِنْ وَالِيهِ، و عاد من عاداه))

”ابو یزید اودی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ (ایک دفعہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو لوگ آپ رضی اللہ عنہ کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ اُن میں سے ایک جوان نے کھڑے ہو کر کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی مولا ہے، اے اللہ! جو علی کو دوست رکھے اُسے تو دوست رکھ؟ اس پر انہوں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی مولا ہے، اے اللہ! جو اُسے دوست رکھے اُسے تو دوست رکھ اور جو اُس سے عداوت رکھے اُس سے تو عداوت رکھ۔“

- 1۔ ابویعلیٰ، المسند، 307 : 11، رقم 64232 : ابن ابی شیبہ، المصنف، 68 : 12، رقم 121413 : بیہقی، مجمع الزوائد، 105 : 9، 1064 : ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، 1741 : 4 احمد بن حنبل، المسند، 3662 : 5 نسائی، خصائص امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ 90 : رقم 833 : احمد بن حنبل، فضائل الصحابہ، 598 : 2، 599، رقم 1021 : 4۔ ضیاء مقدسی، الاحادیث المختارہ، 105 : 2، رقم 4795 : بیہقی، السنن الکبریٰ، 1316 : 5 بیہقی، مجمع الزوائد، 9 : 104

امام نسائی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

ضیاء مقدسی نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

امام بیہقی نے احمد بن حنبل کے رجال کو صحیح قرار دیا ہے۔

7۔ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ (4:170) میں لکھا ہے کہ اس حدیث کی اسناد جید ہیں۔

حدیث نمبر 17:

((عن عميرة بن سعد رضي الله عنه، أنه سمع علياً رضي الله عنه و هو يمشي في

الرحبة: مَنْ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيْ مَوْلَاهُ فَقَامَ سِتَّةَ نَفَرٍ فَشَهِدُوا))

”عمیرہ بن سعد سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کھلے میدان میں قسم دیتے ہوئے سنا کہ کس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جس کا میں مولا ہوں، اُس کا علی مولا ہے تو (اس پر) چھ افراد نے کھڑے ہو کر گواہی دی۔“

1. نسائی، خصائص امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ 89 :، 91، رقم 82 :، 852 طبرانی، المعجم الاوسط، 3 : 134، رقم 22753 : بیہقی، السنن الکبری، 1324 : 5، مزنی، تہذیب الکمال، 397 : 22، 3985 ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ (4"171) میں عمیر بن سعد رضی عنہ سے جو روایت لی ہے اُس میں ہے کہ گواہی دینے والے بارہ (12) آدمی تھے۔ جن میں حضرت ابو ہریرہ، ابوسعید اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے۔

حدیث نمبر 18:

((عن أبي الطفيل، عن زيد بن أرقم، قال: نَشَدَ عَلِيَّ النَّاسَ: مَنْ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَوْمَ غَدِيرِ خَمٍ: أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنِّي أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ قَالُوا: بَلَى، قَالَ: فَمَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيْ مَوْلَاهُ، اللَّهُمَّ! وَاوَالِ مِنْ وَالِيهِ، وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ. فَقَامَ اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فَشَهِدُوا بِذَلِكَ))

”ابو طفیل زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے حلقاً پوچھا کہ تم میں سے کون ہے جس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غدیر خم کے دن یہ فرماتے ہوئے سنا ہو: کیا تم نہیں جانتے کہ میں مؤمنوں کی جانوں سے قریب تر ہوں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی مولا ہے، اے اللہ! جو اسے دوست رکھے تو بھی اُسے دوست رکھ، اور جو اس سے عداوت رکھے تو اُس سے عداوت رکھ۔ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اس گفتگو پر) بارہ آدمی کھڑے ہوئے اور انہوں نے اس واقعہ کی شہادت دی۔“

1. طبرانی، المعجم الاوسط، 576 : 2، رقم 19872 : بیہقی، مجمع الزوائد، 1063 : 9، حسام الدین ہندی، کنز

العمال، 157 : 13، رقم 364854 : شوکانی، درالسحابہ 211 :

حدیث نمبر 19:

((عن سعيد بن وهب و عن زيد بن يثيع قال: نَشَدَ عَلِيَّ النَّاسَ فِي الرَّحْبَةِ مَنْ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَوْمَ غَدِيرِ خَمٍ إِذَا قَامَ. قَالَ: فَقَامَ مِنْ قَبْلِ سَعِيدِ سِتَّةَ وَ مِنْ قَبْلِ زَيْدِ سِتَّةَ، فَشَهِدُوا أَنَّهُمْ سَمِعُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِعَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَوْمَ غَدِيرِ خَمٍ: أَلَيْسَ اللَّهُ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ؟ قَالُوا: بَلَى.

قال: اللهم! من كنتُ مولاہ فعلی مولاہ، اللهم! وال من والاہ و عاد من عاداہ))
 ”سعید بن وہب اور زید بن شیخ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کھلے میدان میں لوگوں کو قسم دی کہ جس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غدیر خم کے دن کچھ فرماتے ہوئے سنا ہو کھڑا ہو جائے۔ راوی کہتے ہیں: چھ (آدمی) سعید کی طرف سے اور چھ زید کی طرف سے کھڑے ہوئے اور انہوں نے گواہی دی کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غدیر خم کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ فرماتے ہوئے سنا: کیا اللہ مؤمنین کی جانوں سے قریب تر نہیں ہے؟ لوگوں نے کہا: کیوں نہیں! پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی مولا ہے، اے اللہ! تو اُسے دوست رکھ جو اُسے دوست رکھے اور تو اُس سے عداوت رکھ جو اُس سے عداوت رکھے۔“

1. احمد بن حنبل، المسند، 1182: 1 نسائی، خصائص امیر المؤمنین علی بن ابی طالب 90، 100، رقم 84، 953، ابن ابی شیبہ، المصنف، 67: 12، رقم 121404، طبرانی، المعجم الاوسط، 69: 3، 134، رقم 2130، 22755، طبرانی، المعجم الصغیر، 656: 1 ضیاء مقدسی، الاحادیث المختارہ، 105: 2، 106، رقم 4807، ابو نعیم، حلیۃ لأولیاء وطبقات الاصفیاء، 268: 5، مجمع الزوائد، 107: 9، 1089، حسام الدین ہندی، کنز العمال، 13: 157، رقم 36485

نسائی کی بیان کردہ دونوں روایات کی اسناد صحیح ہے۔
 پیشی نے طبرانی کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔

حدیث نمبر 20:

((عن عبد الرحمن بن ابی لیلی قال: شهدتُ علیاً رضی اللہ عنہ فی الرحبة ینشد الناس: أنشد اللہ من سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول یوم غدیر خم: من كنتُ مولاہ فعلی مولاہ. لما قام فشهد، قال عبد الرحمن: فقام اثنا عشر بدریاً کأنی أنظر إلی احدہم، فقالوا: نشهد أنا سمعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول یوم غدیر خم: ألسنتُ اولی بالمؤمنین من أنفسہم و أزواجی أمہاتہم؟ فقلنا: بلی، یا رسول اللہ، قال: فمن كنتُ مولاہ فعلی مولاہ، اللهم! وال من والاہ، و عاد من عاداہ))
 ”عبد الرحمن بن ابی لیلی روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وسیع میدان میں دیکھا، اُس وقت آپ لوگوں سے حلقاً پوچھ رہے تھے کہ جس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غدیر خم کے دن جس کا میں مولا ہوں، اُس کا علی مولا ہے، فرماتے ہوئے سنا ہو وہ کھڑا ہو کر گواہی دے۔ عبد الرحمن نے کہا: اس پر بارہ بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھڑے ہوئے، گویا میں اُن میں سے ہر ایک کی طرف

دیکھ رہا ہوں۔ ان (بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غدیر خم کے دن یہ فرماتے ہوئے سنا: کیا میں مؤمنوں کی جانوں سے قریب تر نہیں ہوں، اور میری بیویاں ان کی مائیں نہیں ہیں؟ سب نے کہا: کیوں نہیں، یا رسول اللہ! اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں، اُس کا علی مولا ہے، اے اللہ! جو اسے دوست رکھے تو اُسے دوست رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے تو اُس سے عداوت رکھ۔“

1. احمد بن حنبل، المسند، 1192: 1 طحاوی، مشکل الآثار، 3083: 2 ضیاء مقدسی، الاحادیث المختارہ، 80: 2، 81، رقم 4584: خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، 2365: 14 بیہقی، مجمع الزوائد، 105: 9، 1066 حسام الدین ہندی، کنز العمال، 170: 13، رقم 365157: ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، 1708: 4 شوکانی، درالسحابہ 209: بیہقی فرماتے ہیں کہ اسے ابو یعلیٰ نے روایت کیا ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔

حسام الدین ہندی فرماتے ہیں کہ اس روایت کو ابن جریر، سعید بن منصور اور ابن اثیر جزری نے بھی روایت کیا ہے۔

احمد بن حنبل نے یہ حدیث مبارکہ المسند 88: 1) میں زیاد بن ابی زیاد سے بھی روایت کی ہے۔ اُسے بیہقی نے مجمع الزوائد 106: 9) میں نقل کیا ہے اور اُس کے رجال کو ثقہ قرار دیا ہے۔

حدیث نمبر 21:

((عن عبد الرحمن بن ابی لیلی، قال: خطب علی رضی اللہ عنہ فقال: أنشد اللہ امرء نشدہ الإسلام سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم غدیر خم أخذ بیدی، یقول: ألسنتُ أولی بکم یا معشرَ المسلمین من أنفسکم؟ قالوا: بلی، یا رسول اللہ، قال: مَنْ کنتُ مولاہ فعلتی مولاہ، اللهم اوالِ من والاه، وعادِ من عاداه، وانصر من نصره، واخذل من خذله، إلا قام فشهد، فقام بضعة عشر رجلاً فشهدوا، وکتب فما فنوا من الدنيا إلا عموا و برصوا))

”عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا: میں اس آدمی کو اللہ اور اسلام کی قسم دیتا ہوں، جس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غدیر خم کے دن میرا ہاتھ پکڑے ہوئے یہ فرماتے سنا ہو: اے مسلمانو! کیا میں تمہاری جانوں سے قریب تر نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا: کیوں نہیں، یا رسول اللہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی مولا ہے، اے اللہ! جو اسے دوست رکھے تو اُسے دوست رکھ، جو اس (علی) سے عداوت رکھے تو اُس سے عداوت رکھ، جو اس (علی) کی مدد کرے تو اُس کی مدد فرما، جو اس کی رسوائی چاہے تو اُسے رسوا کر؟ اس پر تیرہ سے زائد افراد نے کھڑے ہو کر گواہی دی اور جن لوگوں نے یہ باتیں

چھپائیں وہ دنیا میں اندھے ہو کر یا برص کی حالت میں مر گئے۔“
1. حسام الدین ہندی، کنز العمال، 158 : 13، رقم 36487 :

حدیث نمبر 22:

((عن الأصبع بن نباتة، قال: نشد علي رضي الله عنه الناس في الرحبة: من سمع النبي صلى الله عليه وآله وسلم يوم غدیر خم؟ ما قال إلا قام، ولا يقوم إلا من سمع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول، فقام بضعة عشر رجلا فيهم: أبو أيوب الأنصاري، وأبو عمرة بن محصن، وأبو زينب، وسهل بن حنيف، وخزيمة بن ثابت، وعبد الله بن ثابت الأنصاري، وحُبشي بن جنادة السلولي، وعبيد بن عازب الأنصاري، والنعمان بن عجلان الأنصاري، وثابت بن دبيعة الأنصاري، وأبو فضالة الأنصاري، وعبد الرحمن بن عبد رب الأنصاري، فقالوا: نشهد أنا سمعنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول: ألا إن الله وليي وأنا ولي المؤمنين، ألا فمَن كنتُ مولاه فعلى مولاه، اللهم إوالٍ من والاه، وعادٍ من عاداه، وأحب من أحبه، وأبغض من أبغضه، وأعن من أعانه))

”اصبع بن نباتہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کھلے میدان میں لوگوں کو قسم دی کہ جس نے غدیر خم کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہو، وہ کھڑا ہو جائے۔ اس پر تیرہ سے زائد افراد کھڑے ہوئے جن میں ابو ایوب انصاری، ابو عمرہ بن محسن، ابو زینب، سهل بن حنیف، خزیمہ بن ثابت، عبد اللہ بن ثابت انصاری، حبشی بن جنادہ سلولی، عبید بن عازب انصاری، نعمان بن عجلان انصاری، ثابت بن ودیعة انصاری، ابو فضالہ انصاری اور عبد الرحمن بن عبد رب انصاری رضی اللہ عنہم تھے۔ ان سب نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا: لوگوا آگاہ رہو! اللہ میرا ولی ہے اور میں مؤمنین کا ولی ہوں۔ خبردار! (آگاہ رہو!) جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی مولا ہے، اے اللہ! جو اُسے دوست رکھے تو اُسے دوست رکھ، جو اُس سے عداوت رکھے تو اُس سے عداوت رکھ، جو اُس سے محبت کرے تو اُس سے محبت کر، جو اُس سے بغض رکھے تو اُس سے بغض رکھ اور جو اُس کی مدد کرے تو اُس کی مدد فرما۔“

1. ابن اثیر، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، 32: 465 طحاوی، مشکل الآثار، 2: 308

حدیث نمبر 23:

((عن عمرو بن ذی مَر و سعید بن وهب و عن زيد بن يشيع قالوا: سمعنا علياً يقول نشدت الله رجلا سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يوم غدیر خم، لم اقام

فقام ثلاثة عشر رجلاً فشهدوا ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الست اولى بالمؤمنين من انفسهم؟ قالوا: بلى، يا رسول الله! قال: فاخذ بيد علي، فقال: من كنت مولاه فهذا مولاه، اللهم! وال من والاه، وعاد من عاداه، و احب من احبه، و ابغض من يبغضه و انصر من نصره، و اخذل من خذله))

”عمر بن ذی مر، سعید بن وہب اور زید بن یثیع سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں ہر اس آدمی سے حلقاً پوچھتا ہوں جس نے غدیر خم کے دن حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہو، اس پر تیرہ آدمی کھڑے ہوئے اور انہوں نے گواہی دی کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا میں مؤمنین کی جانوں سے قریب تر نہیں ہوں؟“ سب نے جواب دیا: کیوں نہیں، یا رسول اللہ! راوی کہتا ہے، تب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: جس کا میں مولا ہوں، اُس کا علی مولا ہے، اے اللہ! جو اسے دوست رکھے تو اُسے دوست رکھ، جو اس (علی) سے عداوت رکھے تو اُس سے عداوت رکھ، جو اس (علی) سے محبت کرے تو اُس سے محبت کر، جو اس (علی) سے بغض رکھے تو اُس سے بغض رکھ، جو اس (علی) کی نصرت کرے تو اُس کی نصرت فرما اور جو اسے رسوا (کرنے کی کوشش) کرے تو اُسے رسوا کر۔“

1. حسام الدین ہندی، کنز العمال، 131 : 13، رقم 364172: ابن عساکر، تاریخ دمشق الکبیر، 1583 : 45 ابن اثیر کی اسد الغابہ (487 : 3) میں ابواسحاق سے لی گئی روایت میں ہے: یزید بن دویعہ اور عبدالرحمن بن مدیح گواہی چھپانے کے سبب بیماری میں مبتلا ہوئے۔

حدیث نمبر 24:

((عن زاذان بن عمر قال: سمعت علیاً رضی اللہ عنہ فی الرحبة وهو ینشد الناس: من شهد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يوم غدیر خم وهو يقول ما قال، فقام ثلاثة عشر رجلاً فشهدوا انهم سمعوا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وهو يقول: من كنت مولاه فعلى مولاه))

”زاذان بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مجلس میں لوگوں سے حلقاً یہ کہتے سنا، کس نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غدیر خم کے دن کچھ فرماتے ہوئے سنا ہے؟ اس پر تیرہ (13) آدمی کھڑے ہوئے اور انہوں نے تصدیق کی کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”جس کا میں مولا ہوں اُس کا مولا علی ہے۔“

1. ابن اثیر، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، 4652 : 3 طحاوی، مشکل الآثار، 3083 : 2۔ ابن اثیر نے اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ (362 : 2) میں یعلیٰ بن مرہ سے ایک روایت بیان کی ہے جس میں

گواہان میں یزید یا زید بن شراحیل کا بھی ذکر ہے، جبکہ یعلیٰ بن مرہ سے ہی بیان کردہ ایک اور روایت (3 : 137) میں عامر بن لیلیٰ کا ذکر ہے، ایک اور مقام (282 : 5) پر گواہان میں ناجیہ بن عمرو کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔

حدیث نمبر 25:

((عن زید بن أرقم، قال استشهد علی الناس، فقال: أنشد الله رجلاً سمع النبي صلى الله عليه وآله وسلم يقول: اللهم! من كنت مولاه، فعلى مولاه، اللهم! إوال من والاه، و عاد من عاداه، قال: فقام ستة عشر رجلاً، فشهدوا))

”زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے گواہی طلب کرتے ہوئے کہا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اے اللہ! جس کا میں مولا ہوں، اُس کا علی مولا ہے، اے اللہ! تو اُس سے دوست رکھ جو اُس سے دوست رکھے اور تو اُس سے عداوت رکھ جو اُس سے عداوت رکھے۔ پس اس (موقع) پر سولہ آدمیوں نے کھڑے ہو کر گواہی دی۔“

1. احمد بن حنبل، المسند، 3702 : 5 طبرانی، المعجم الکبیر، 171 : 5، رقم 49853 : محبت طبری، ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ 125 :، 1264 محبت طبری، الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ، 1275 : 3 ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، 4616 : 5 بیہقی، مجمع الزوائد، 106 : 9 بیہقی نے کہا ہے کہ جنہوں نے اس واقعہ کو چھپایا اُن کی بصارت چلی گئی۔

حدیث نمبر 26:

((عن عمیر بن سعد أن علیاً جمع الناس فی الرحبة و أنا شاهد، فقال: أنشد الله رجلاً سمع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول: من كنت مولاه فعلى مولاه، فقام ثمانية عشر رجلاً فشهدوا أنهم سمعوا نبی صلى الله عليه وآله وسلم يقول: (ذالك))

”عمیر بن سعد سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کھلے میدان میں یہ قسم دیتے ہوئے سنا کہ کس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس کا میں مولیٰ ہوں اُس کا علی مولا ہے؟ تو اٹھارہ افراد نے کھڑے ہو کر گواہی دی۔“

1- بیہقی نے مجمع الزوائد (108 : 9) میں یہ حدیث بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے اور اُس کی اسناد حسن ہیں۔ 2. حسام الدین ہندی، کنز العمال، 154 : 13، 155، رقم 364803 : شوکانی، در السحابہ 211 :

حدیث نمبر 27:

((عن أبی الطفیل، قال: جمع علی رضی الله عنه الناس فی الرحبة، ثم قال لهم: أنشد

اللہ کل امرء مسلم سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يقول يوم غدیر خم ما سمع لما قام، فقام ثلاثون من الناس، و قال أبو نعیم: فقام ناس كثير فشهدوا حين أخذه بيده، فقال للناس: أتعلمون أني أولى بالمؤمنين من أنفسهم؟ قالوا: نعم، يا رسول الله! قال: من كنت مولاه فهذا مولاه، اللهم! وال من والاه و عاد من عاداه، قال فخرجتُ و كأن في نفسي شيئاً فلقيتُ زيد بن أرقم فقلتُ له: إنني سمعتُ علياً رضي الله عنه يقول كذا و كذا، قال فما تنكر قد سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يقول ذلك له))

”ابو طفیل سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ایک کھلی جگہ (رحبہ) میں جمع کیا، پھر ان سے فرمایا: میں ہر مسلمان کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ جس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غدیر خم کے دن (میرے متعلق) کچھ فرماتے ہوئے سنا ہے وہ کھڑا ہو جائے۔ اس پر تیس افراد کھڑے ہوئے جبکہ ابو نعیم نے کہا کہ کثیر افراد کھڑے ہوئے اور انہوں نے گواہی دی کہ (ہمیں وہ وقت یاد ہے) جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر لوگوں سے فرمایا: کیا تمہیں اس کا علم ہے کہ میں مؤمنین کی جانوں سے قریب تر ہوں؟ سب نے کہا: ہاں، یا رسول اللہ! پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اُس کا یہ (علی) مولا ہے، اے اللہ اتو اُسے دوست رکھ جو اُسے دوست رکھے اور تو اُس سے عداوت رکھ جو اُس سے عداوت رکھے۔ راوی کہتے ہیں کہ جب میں وہاں سے نکلا تو میرے دل میں کچھ شک تھا۔ اسی دوران میں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ملا اور انہیں کہا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس طرح فرماتے ہوئے سنا ہے۔ (اس پر) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا: تو کیسے انکار کرتا ہے جبکہ میں نے خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق ایسا ہی فرماتے ہوئے سنا ہے؟“

- 1۔ احمد بن حنبل نے المسند (370 : 4) 2۔ نسائی، خصائص امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ: 84 رقم: 723 بزار، المسند، 1334 : 2 احمد بن حنبل، فضائل الصحابہ، 682 : 2، رقم 11675 :۔ ابن حبان کی اسح 376 : 15، رقم: 6931) 6۔ ابن ابی عاصم، کتاب السنہ 603 :، رقم 13667 :۔ حاکم نے المستدرک 109 : 3، رقم 4576 :، میں اسے شیخین کی شرط کے مطابق صحیح قرار دیا ہے۔ 8۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، 1349 : 5۔ یہ حدیث مختصر الفاظ سے طبرانی نے المعجم الکبیر (195 : 5)، رقم 5071 :، میں روایت کی ہے۔ 10۔ محبت طبری، الریاض النضرۃ فی مناقب العشرہ، 127 : 3
- 11۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، 10412 : 19 ابن کثیر نے الہدایہ والنہایہ (171 : 4) میں لکھا ہے کہ رحبہ سے مراد کوفہ کی مسجد کی کھلی جگہ ہے۔ 13۔ ہیثمی نے الصواعق المحرقة (ص 122 :) میں لکھا ہے کہ یہ حدیث حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے روایت کی ہے اور اس کے طرق کی کثیر تعداد صحیح یا حسن کے ذیل میں آتی ہے۔ 14۔ شوکانی، در الصحابہ 209 :

نسائی نے اسے ابو طفیل کے علاوہ عامر بن واثلہ سے بھی روایت کیا ہے۔
ابن حبان نے ابو طفیل کی سند کو صحیح قرار دیا ہے اور اس کے رجال کو ثقہ کہا ہے۔
حاکم نے اسے شیخین کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے۔

حدیث نمبر 28:

((عن رياح بن الحرث قال : جاء رهط إلى علي رضي الله عنه بالرحبة فقالوا : السلام عليك يا مولانا إقال : كيف أكون مولاكم وأنتم قوم عرب؟ قالوا : سمعنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يوم غدیر خم يقول : من كنت مولاہ فإن هذا مولاہ، قال رياح : فلما مضوا تبعتهم فسألت من هؤلاء؟ قالوا : نفر من الأنصار فيهم أبو أيوب الأنصاري))

”ریاح بن حرث سے روایت ہے کہ ایک وفد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور کہا : اے ہمارے مولا! آپ پر سلامتی ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا : میں کیسے آپ کا مولا ہوں حالانکہ آپ تو قوم عرب ہیں (کسی کو جلدی قاند نہیں مانتے)۔ انہوں نے کہا : ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غدیر خم کے دن سنا ہے : جس کا میں مولا ہوں بے شک اُس کا یہ (علی) مولا ہے۔ حضرت ریاح رضی اللہ عنہ نے کہا : جب وہ لوگ چلے گئے تو میں نے ان سے جا کر پوچھا کہ وہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ انصار کا ایک وفد ہے، اُن میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔“

1. احمد بن حنبل، المسند، 4192: 5 احمد بن حنبل، فضائل الصحابة، 572: 2، رقم 9673: ابن ابی شیبہ، المصنف، 12: 60، رقم 121224: طبرانی، المعجم الکبیر، 173: 4، 174، رقم 4052: 40535: بیہقی، مجمع الزوائد، 103: 9، 1046: محبت طبری، الرياض النضرہ فی مناقب العشر، 1697: 2 ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، 172: 4 بیہقی نے اس روایت کے رجال کو ثقہ قرار دیا ہے۔

حدیث نمبر 29:

((عن عمر رضي الله عنه : وقد نازعه رجل في مسألة، فقال : بيني وبينك هذا الجالس، و أشار إلى علي بن أبي طالب رضي الله عنه ، فقال الرجل : هذا الأبطن! فنهض عمر رضي الله عنه عن مجلسه و أخذ بتليبيه حتى شاله من الأرض، ثم قال : أتدري من صغرت، مولاي و مولی كل مسلم))

”حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے آپ کے ساتھ کسی مسئلے میں جھگڑا کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے اور تیرے درمیان یہ بیٹھا ہوا آدمی فیصلہ کرے گا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا۔ اس آدمی نے کہا: یہ بڑے پیٹ والا (ہمارے درمیان فیصلہ کرے گا) (حضرت

عمر رضی اللہ عنہ اپنی جگہ سے اٹھے، اسے گریبان سے پکڑا یہاں تک کہ اسے زمین سے اوپر اٹھالیا، پھر فرمایا:

کیا تو جانتا ہے کہ تو جسے حقیر گردانتا ہے وہ میرے اور ہر مسلمان کے مولیٰ ہیں۔“

محب طبری، الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ، 128 : 3

محب طبری نے کہا ہے کہ ابن سمان نے اس کی تخریج کی ہے۔

حدیث نمبر 30:

((و عن عمر رضی اللہ عنہ و قد جاءہ اعرابیان یختصمان، فقال لعلی رضی اللہ عنہ :

اقض بینہما یا ابا الحسن افضی علی رضی اللہ عنہ بینہما، فقال أحدهما : هذا

یقضی بیننا ! فوثبَ إلیہ عمر رضی اللہ عنہ و أخذ بتلبیہ، و قال : ویحک ! ما تدری

من هذا؟ هذا مولای و مولی کل مؤمن، و من لم یکن مولاه فلیس بمؤمن))

”حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس دو بید و جھگڑا کرتے ہوئے آئے۔ آپ رضی اللہ

عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا : اے ابوالحسن ! ان دونوں کے درمیان فیصلہ فرمادیں۔ پس

آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے درمیان فیصلہ کر دیا۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ (کیا) یہی ہمارے

درمیان فیصلہ کرنے کے لئے رہ گیا ہے؟ (اس پر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی طرف بڑھے اور اس کا

گریبان پکڑ کر فرمایا : تو ہلاک ہو ! کیا تو جانتا ہے کہ یہ کون ہیں؟ یہ میرے اور ہر مؤمن کے مولا ہیں

(اور) جو ان کو اپنا مولا نہ مانے وہ مؤمن نہیں۔“

1۔ محب طبری نے یہ روایت ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربی (ص 126 :) میں بیان کی ہے اور کہا ہے کہ اسے ابن سمان

نے اپنی کتاب الموافقة میں ذکر کیا ہے۔ 2۔ محب طبری، الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ، 128 : 3

حدیث نمبر 31:

((عن عمر أنه قال : علیّ مولی من کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مولاه عن

سالم قیل لعمر : إنک تصنع بعلیّ شیئا ما تصنعه بأحد من أصحاب رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم، قال : إنه مولای))

”حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کے مولا ہیں علی رضی اللہ عنہ اس

کے مولا ہیں۔ حضرت سالم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ حضرت علی

رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایسا (امتیازی) برتاؤ کرتے ہیں جو آپ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے (عموماً)

نہیں کرتے ! (اس پر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (جواباً) فرمایا : وہ (علی) تو میرے مولا (آقا)

ہیں۔“

1۔ محب طبری، الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ، 128 : 3

حدیث نمبر 32:

((عن یزید بن عمر بن مورق قال : كنت بالشام و عمر بن عبد العزيز يعطى الناس ، فتقدمتُ إليه فقال لي : ممن أنت؟ قلت : من قريش ، قال : من أي قريش؟ قلتُ : من بني هاشم ، قال : من أي بني هاشم؟ قلتُ : من بني عليّ ، قال : من عليّ؟ فسكتُ ، قال : فوضع يده على صدري و قال : و أنا و الله مولى عليّ بن أبي طالب رضي الله عنه ، ثم قال : حدثني عدة أنهم سمعوا النبي صلى الله عليه وآله وسلم يقول : من كنتُ مولاة فعليّ مولاة ، ثم قال : يا مزاحم ! كم تعطي أمثاله؟ قال : مائة أو مائتي درهم ، قال : إعطه خمسين ديناراً ، وقال ابن أبي داود : ستين ديناراً لولايته عليّ بن أبي طالب رضي الله عنه ، ثم قال : ألحق ببلدك فسيأتيك مثل ما يأتي نظرائك))

”یزید بن عمر بن مورق روایت کرتے ہیں کہ ایک موقع پر میں شام میں تھا جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ لوگوں کو نوازر رہے تھے۔ پس میں ان کے پاس آیا، انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کس قبیلے سے ہیں؟ میں نے کہا : قریش سے۔ انہوں نے پوچھا کہ قریش کی کس (شاخ) سے؟ میں نے کہا : بنی ہاشم سے۔ انہوں نے پوچھا کہ بنی ہاشم کے کس (خاندان) سے؟ راوی کہتے ہیں کہ میں خاموش رہا۔ انہوں نے (پھر) پوچھا کہ بنی ہاشم کے کس (خاندان) سے؟ میں نے کہا : مولا علی (کے خاندان سے)۔ انہوں نے پوچھا کہ علی کون ہے؟ میں خاموش رہا۔ راوی کہتے ہیں کہ انہوں نے میرے سینے پر ہاتھ رکھا اور کہا : بخدا میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا غلام ہوں۔ اور پھر کہا کہ مجھے بے شمار لوگوں نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا : جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی مولا ہے۔ پھر مزاحم سے پوچھا کہ اس قبیل کے لوگوں کو کتنا دے رہے ہو؟ تو اُس نے جواب دیا : سویا دو سو درہم۔ اس پر انہوں نے کہا : علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی قرابت کی وجہ سے اُسے پچاس دینار دے دو، اور ابن ابی داؤد کی روایت کے مطابق ساٹھ دینار دینے کی ہدایت کی، اور (اُن سے مخاطب ہو کر) فرمایا : آپ اپنے شہر تشریف لے جائیں، آپ کے پاس آپ کے قبیل کے لوگوں کے برابر حصہ پہنچ جائے گا۔“

1. ابو نعیم، حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، 3644 : 5 ابن اشیر، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، 427 : 428، 6

حدیث نمبر 33:

((عن الزهري قال : سمعت ابا جنيدة جندع بن عمرو بن مازن ، قال : سمعت النبي يقول : من كذب علي متعمداً فليتبوأ مقعده من النار ، و سمعته و إلا صُمَّتاً ، يقول . و

قد انصرف من حجة الوداع فلما نزل غدیر خمّ قام فی الناس خطیباً وأخذ بید علی رضی اللہ عنہ، وقال: من كنت ولیہ فهذا ولیہ، اللهم! وال من والاه، وعاد من عاداه. قال عبید اللہ: فقلت للزہری: لا تحدّث بهذا بالشام، وأنت تسمع ملء أذنیك سب علی رضی اللہ عنہ، فقال: و اللہ! إن عندی من فضائل علی رضی اللہ عنہ ما لو تحدّثت بها لقتلتُ))

”زہری سے روایت ہے کہ ابوجنیدہ جندع بن عمرو بن مازن نے کہا: میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔ (اور یہ فرمان) میں نے خود سنا ہے ورنہ میرے دونوں کان بہرے ہو جائیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس لوٹے اور غدیر خم کے مقام پر پہنچے، لوگوں کو خطاب فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھام کر فرمایا: جس کا میں ولی ہوں یہ (علی) اُس کا ولی ہے، اے اللہ! جو اسے دوست رکھے تو اُسے دوست رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے تو اُس سے عداوت رکھ۔ عبید اللہ نے کہا: میں نے زہری سے کہا: ایسی باتیں ملک شام میں بیان نہ کرنا ورنہ تو وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت میں اتنی باتیں سنے گا کہ تیرے کان بھر جائیں گے۔ (اس کے جواب میں) امام زہری نے فرمایا: اللہ کی قسم! حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اتنے فضائل میرے پاس محفوظ ہیں کہ اگر میں انہیں بیان کروں تو مجھے قتل کر دیا جائے۔“

ابن اثیر، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، 572 : 573، 1

حدیث نمبر 34:

((عن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ، قال: سئل رجل عن علی رضی اللہ عنہ، قال: یا عمرو! إن أشیخنا سمعوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيَ مَوْلَاهُ، فَحَقُّ ذَلِكَ أَمْ بَاطِلٌ؟ فَقَالَ عَمْرُو: حَقٌّ وَأَنَا أَزِيدُكَ: إِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ صَحَابَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَهُ مَنَاقِبٌ مِثْلَ مَنَاقِبِ عَلِيٍّ))

”حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اُن سے کسی شخص نے پوچھا: اے عمرو! ہمارے بزرگوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی مولا ہے۔ یہ بات درست ہے یا غلط؟ عمرو نے کہا: درست ہے، اور میں آپ کو مزید بتاؤں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے مناقب نہیں ہیں۔“

(ابن قتیبہ دینوری، الامامہ والسیاسہ، 113 : 1)

حدیث نمبر 35:

((عن علی رضی اللہ عنہ قال: عمّنی رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم غدیر خم بعمامة سدلها خلفی، ثم قال: إن اللہ عزوجل أمدنی یوم بدر وحنین بملائکة یعمنون هذه العمة، فقال: إن العمامة حازمةٌ بین الکفر و الإیمان))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم کے دن ایسے عمامے سے میری دستار بندی کروائی جس کا شملہ پیچھے لٹکا دیا پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بدر و حنین میں (جن فرشتوں کے ذریعے میری مدد کی، انہوں نے اسی ہیئت کے عمامے باندھ رکھے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیشک عمامہ کفر اور ایمان کے درمیان فرق کرنے والا ہے۔“

1. طیالسی، المسند 23 :، رقم 1542. حسام الدین ہندی، کنز العمال، 306 : 15، 482، رقم 41141 :، 419093 بیہقی، السنن الکبریٰ، 14 : 10

حسام الدین ہندی نے کہا ہے کہ اس حدیث کو طیالسی کے علاوہ بیہقی، طبرانی، ابن ابی شیبہ اور ابن منبج نے بھی روایت کیا ہے۔ حسام الدین ہندی نے ان العمامة حازمةٌ بین المسلمین والمشرکین کے الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔

عبدالاعلیٰ بن عدی سے بھی یہ روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم کے دن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کی دستار بندی فرمائی اور دستار کا شملہ پیچھے لٹکا دیا۔ یہ حدیث درج ذیل کتب میں ہے:

1. ابن اثیر، اسد الغابہ فی معرفة الصحابة، 1702 : 3 محبت طبری، الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ،

3 : 194

حدیث نمبر 36:

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ اللهم وال من والاہ و عاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ، والعن من ظلمہ))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں۔ اے اللہ! جو انہیں دوست رکھے تو اسے دوست رکھ اور جو انہیں دشمن رکھے تو اسے دشمن رکھ اور اس کی مدد کر جو ان کی مدد کرے اور اس کی مدد نہ کر جو ان کی مدد نہ کرے اور اس پر لعنت کر جس نے ان پر ظلم کیا۔“

حدیث نمبر 37:

((عن شعبۃ، عن سلمة بن کھیل، قال: سمعتُ ابا الطفیل یحدث عن ابي سريحة . او

زيد بن أرقم، (شك شعبۃ) عن النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، قال: من کنت مولاہ

فعلی مولاہ)) (قال) وقد روى شعبۃ هذا الحديث عن ميمون ابي عبد الله عن زيد بن

أرقم عن النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم))

”شعبہ، سلمہ بن کہیل سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابو طفیل سے سنا کہ ابوسریحہ یا زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے مروی ہے (شعبہ کو راوی کے متعلق شک ہے) کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں، اُس کا علی مولا ہے۔“

شعبہ نے اس حدیث کو میمون ابو عبد اللہ سے، انہوں نے زید بن ارقم سے اور انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

1. ترمذی، الجامع الصحیح، 79 : 6، ابواب المناقب، رقم، 37132 : طبرانی، المعجم الکبیر، 195 : 204، رقم:

5071، 50963، ابن ابی عاصم، السنہ، 603 : 604، رقم، 1361 : 1363، 1364، 1367، 1370

4. ابن اثیر، اس الغابہ، 6 : 132

ترمذی نے اسے حسن صحیح غریب کہا ہے، اور شعبہ نے یہ حدیث میمون ابو عبد اللہ کے طریق سے زید بن ارقم سے بھی روایت کی ہے۔

1. حاکم، المستدرک، 134 : 3، رقم، 46522 : طبرانی، المعجم الکبیر، 78 : 12، رقم، 125933 : خطیب

بغدادی، تاریخ بغداد، 3434 : 12، بیہقی، مجمع الزوائد، 108 : 9 یہ حدیث حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے

مندرجہ ذیل کتب میں مروی ہے، 1 : ابن ابی عاصم، السنہ، 602 : رقم، 13552 : ابن ابی شیبہ، المصنف، 366 : 6، رقم

32072 : یہ حدیث حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے بھی درج ذیل کتب میں منقول ہے، 1 : ابن ابی عاصم، السنہ :

602، رقم، 13542 : طبرانی، المعجم الکبیر، 173 : 4، رقم، 40523 : طبرانی، المعجم الاوسط، 229 : 1، رقم :

348 حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مندرجہ ذیل کتب میں روایت کی گئی ہے، 1 : ابن ابی عاصم، السنہ، 602 :

605، رقم، 1358 : 13752 ضیاء مقدسی، الاحادیث المختارہ، 139 : 3، رقم، 937 : یہ حدیث ابن بریدہ رضی اللہ عنہ

سے مندرجہ ذیل کتب میں منقول ہے، 1 : ابن ابی عاصم، السنہ، 601 : رقم، 13532 : حسام الدین ہندی، کنز العمال،

602 : 11، رقم، 32904 : بیہقی نے موارد النظمآن (ص 544 : رقم، 2204) میں ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث

بیان کی ہے۔ بریدہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث عبدالرزاق نے، المصنف، 225 : 11، رقم، 20388 : میں روایت کی ہے

یہ حدیث حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے ان کتب میں مروی ہے، 1 : ابن ابی عاصم، السنہ، 602 : رقم، 13592 : حسام

الدین ہندی، کنز العمال، 608 : 11، رقم، 32946 : ابن اثیر نے اسد الغابہ، 412 : 3) میں عبد اللہ بن یاسیل سے یہ

روایت نقل کی ہے۔ طبرانی نے یہ حدیث المعجم الکبیر، 179 : 3) رقم، 3049 : میں حذیفہ بن اُسید غفاری رضی اللہ عنہ سے

بھی نقل کی ہے۔ یہ حدیث حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے ان کتب میں مروی ہے، 1 : طبرانی، المعجم الکبیر، 19 :

252، رقم، 6462 : بیہقی، مجمع الزوائد، 106 : 9

حدیث نمبر 38:

((عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

ما تریدون من علی؟ ما تریدون من علی؟ ما تریدون من علی؟ ان علیاً منی و انا منه، و

هو ولی کل مؤمن من بعدی))

”حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ علی کے متعلق کیا چاہتے ہو؟ تم لوگ علی کے متعلق کیا چاہتے ہو؟ پھر فرمایا: بیشک علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مؤمن کا ولی ہے۔“

1. ترمذی، الجامع اح، 78 : 6، ابواب المناقب، رقم، 37122 : نسائی، خصائص امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ 77 : 92، رقم، 65 : 86، نسائی کی بیان کردہ دونوں روایات کی اسناد صحیح ہیں۔ 3. نسائی، السنن الکبریٰ، 132 : 5، رقم 84844 : احمد بن حنبل کی المسند (437 : 4)، 438 میں بیان کردہ روایت کے آخری الفاظ یہ ہیں : و قد تغیر وجهہ، فقال : دعوا علیا، دعوا علیا، ان علی منی و انا منه، و هو ولی کل مؤمن بعدی (اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : علی (کی مخالفت کرنا) چھوڑ دو، علی (کی مخالفت کرنا) چھوڑ دو، بیشک علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مؤمن کا ولی ہے)۔ 5. احمد بن حنبل، فضائل الصحابہ، 620 : 2، رقم، 10606 : ابن ابی شیبہ، المصنف، 80 : 12، رقم، 121707 : حاکم نے المستدرک : 3) 110، 111، رقم، 4579 : میں اس روایت کو مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح قرار دیا ہے، جبکہ ذہبی نے اس پر خاموشی اختیار کی ہے۔ 8۔ ابن حبان نے اح، 373 : 15، رقم، 6929 : میں یہ حدیث قوی سند سے روایت کی ہے۔ 9۔ ابویعلیٰ نے المسند (1 : 293)، رقم، 355 : میں اسے روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس کے رجال صحیح ہیں، جبکہ ابن حبان نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ 10۔ طیالسی کی المسند (ص 111 : رقم، 829 : میں بیان کردہ روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : ما لکم ولعلی (انہیں علی کے بارے میں اتنی تشویش کیوں ہے)؟ 11۔ ابونعیم، حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، 29412 : 6 محبت طبری، الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ، 12913 : 3 بیہمی، موارد الظمآن، 543، رقم، 220314 : حسام الدین ہندی، کنز العمال، 142 : 13، رقم، 36444 :

حدیث نمبر 39:

((عن سعد بن ابی وقاص، قال سمعتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول : مَنْ کنتُ مولاہ فعلیّ مولاہ، و سمعتہ یقول : أنت منی بمنزلة ہارون من موسیٰ، إلا انه لا نبی بعدی، و سمعتہ یقول : لأعطينَ الرأیة الیوم رجلا یحب اللہ و رسولہ))

”حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس کا میں ولی ہوں اُس کا علی ولی ہے۔ اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (حضرت علی رضی اللہ عنہ سے) یہ فرماتے ہوئے سنا: تم میری جگہ پر اسی طرح ہو جیسے ہارون، موسیٰ کی جگہ پر تھے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (غزوہ خیبر کے موقع پر) یہ بھی فرماتے ہوئے سنا: میں آج اس شخص کو علم عطا کروں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔“

1۔ ابن ماجہ السنن (1 : 90)، المقدمہ، رقم، 121 :

2۔ امام نسائی نے یہ حدیث خصائص امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (ص 32، 33، رقم 91) میں ذرا مختلف الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے۔

3۔ ابن ابی عاصم، کتاب السنہ 608، رقم 13864، مزی، تحفۃ الاشراف بمعرفة الأطراف، 302، 3، رقم 3901 :

حدیث نمبر 40:

((عن البراء بن عازب، قال: أقبلنا مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في حجة التي حج، فنزل في بعض الطريق، فأمر الصلاة جامعة، فأخذ بيد علي رضي الله عنه، فقال: ألسنتُ أولى بالمؤمنين من أنفسهم؟ قالوا: بلى، قال: ألسنتُ أولى بكل مؤمن من نفسه؟ قالوا: بلى، قال: فهذا ولي من أنا مولاہ، اللهم إوالٍ من والاه، اللهم إعاد من عاداه))

”حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج ادا کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے راستے میں ایک جگہ قیام فرمایا اور نماز باجماعت (قائم کرنے) کا حکم دیا، اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: کیا میں مؤمنین کی جانوں سے قریب تر نہیں ہوں؟ انہوں نے جواب دیا: کیوں نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں ہر مؤمن کی جان سے قریب تر نہیں ہوں؟ انہوں نے جواب دیا: کیوں نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پس یہ اُس کا ولی ہے جس کا میں مولا ہوں۔ اے اللہ! جو اسے دوست رکھے اُسے تو دوست رکھ (اور) جو اس سے عداوت رکھے اُس سے تو عداوت رکھ۔“

1۔ ابن ماجہ، السنن، 88 : 1، المقدمة، رقم 1162 :۔ ابن ابی عاصم نے کتاب السنہ (ص 603، رقم 1362) میں مختصراً ذکر کی ہے۔ 3۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، 1684 : 4 حسام الدین ہندی، کنز العمال، 602 : 11، رقم 32904 : یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث نمبر 41:

((عن البراء بن عازب رضي الله عنه، قال: كنا مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في سفر، فنزلنا بغدير خم فنودي فينا الصلاة جامعة و كسح لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم تحت شجرتين فصلى الظهر و أخذ بيد علي، فقال: ألسنتم تعلمون أني أولى بالمؤمنين من أنفسهم؟ قالوا: بلى، قال: ألسنتم تعلمون أني أولى بكل مؤمن من نفسه؟ قالوا: بلى، قال فأخذ بيد علي، فقال: من كنت مولاہ فعلي مولاہ، اللهم إوالٍ من والاه و عادٍ من عاداه قال: فلقية عمر رضي الله عنه بعد ذلك، فقال له: هنيئاً يا ابن أبي طالب! أصبحت و أمسيت مولى كل مؤمن و مؤمنة))

”حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر پر تھے، (راستے میں) ہم نے غدیر خم میں قیام کیا۔ وہاں ندا دی گئی کہ نماز کھڑی ہو گئی ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دو درختوں کے نیچے صفائی کی گئی، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ظہر ادا کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں مومنوں کی جانوں سے بھی قریب تر ہوں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں ہر مومن کی جان سے بھی قریب تر ہوں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں! راوی کہتا ہے کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی مولا ہے۔ اے اللہ! اُسے تو دوست رکھ جو اُسے (علی کو) دوست رکھے اور اُس سے عداوت رکھ جو اُس سے عداوت رکھے۔ راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور اُن سے کہا: اے ابن ابی طالب! مبارک ہو، آپ صبح و شام (ہمیشہ کے لئے) ہر مومن و مومنہ کے مولا بن گئے۔“

1۔ احمد بن حنبل نے اسناد (4 : 281) میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث دو مختلف اسناد سے بیان کی ہے۔ 2۔ احمد بن حنبل، المسند، 119:13۔ احمد بن حنبل، فضائل الصحابة، 2:610، رقم: 10424 ابن ابی شیبہ، المصنف، 7: 12، رقم: 121675: محبت طبری، ذخائر العقبین فی مناقب ذوی القربی، 1256: محبت طبری، الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ، 126: 3، 1277۔ مناوی نے فیض القدر (6 : 217) میں لکھا ہے کہ جب حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول من کنت مولاہ فعلی مولاہ سنا تو (حضرت علی رضی اللہ عنہ سے) کہا: اے ابوطالب کے بیٹے! آپ صبح و شام (ہمیشہ کے لئے) ہر مومن اور مومنہ کے مولا قرار پائے۔ 8۔ حسام الدین ہندی، کنز العمال، 133: 13، 134، رقم: 364209۔ امام احمد بن حنبل نے اپنی کتاب فضائل الصحابة (610 : 2)، رقم: 10424 میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ والی حدیث میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: و عاد من عادہ و النصر من نصرہ، و احب من احبہ۔ قال شعبۃ: او قال: و ابغض من ابغضہ (اے اللہ!) جو (علی) سے عداوت رکھے اُس سے تو عداوت رکھ جو (علی) کی مدد کرے اُس کی تو مدد فرما، جو اِس سے محبت کرے تو اِس سے محبت کر۔ شعبۃ کا کہنا ہے کہ اِس کی جگہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو (علی) سے بغض رکھے تو (بھی) اُس سے بغض رکھ۔ 10۔ ذہبی نے سیر اعلام النبلاء (2 : 623، 24) میں کہا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زہنیاً لک یا علی اے علی! آپ کو مبارک ہو) کے الفاظ کہے۔ 11۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، 4 : 169

حدیث نمبر 42:

((عن ابن بريدة عن أبيه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: مَنْ كُنْتُ وَلِيَهُ فَعَلَىٰ وَلِيهِ))

حضرت ابن بريدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا: جس کا میں ولی ہوں، اُس کا علی ولی ہے۔“

1. احمد بن حنبل، المسند، 3612 : 5 احمد بن حنبل، فضائل الصحابة، 563 : 2، رقم 9473 : ابن ابی عاصم، کتاب السنہ 601 : 603، رقم 1351 : 13664 حاکم، المستدرک، 131 : 2، رقم 25895 : ابن ابی شیبہ، المصنف، 12 : 57، رقم 121146 : طبرانی، المعجم الکبیر، 166 : 5، رقم 49687 : طبرانی، المعجم الاوسط، 100 : 3، 101، رقم : 22048، بیہقی، مجمع الزوائد، 108 : 9 : 9. حسام الدین ہندی، کنز العمال، 602 : 11، رقم 32905 : 10 : 32905 : یہی حدیث ذرا مختلف الفاظ کے ساتھ حسام الدین ہندی نے کنز العمال (15 : 168)، 169، رقم 36511 : میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ اسے ابن راہویہ اور ابن جریر نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر 43:

((عن زید بن أرقم رضی اللہ عنہ قال: لما رجع رسولُ الله صلى الله عليه وآله وسلم من حجة الوداع و نزل غدیر خم، أمر بدوحات، فقمنا، فقال: كَأَنِّي قَدْ دَعَيْتُ فَأَجَبْتُ، إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ الثَّقَلَيْنِ، أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخِرِ: كِتَابُ اللَّهِ تَعَالَى، وَ عَتْرَتِي، فَانظُرُوا كَيْفَ تَخْلِفُونِي فِيهِمَا، فَإِنَّهُمَا لَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلِيَّ الْحَوْضِ. ثُمَّ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ مَوْلَايَ وَ أَنَا مَوْلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ. ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ، فَقَالَ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهَذَا وَلِيهِ، اللَّهُمَّ إِيَّاكَ مِنْ وَالِيٍّ مِنْ وَالِيٍّ وَ عَادٍ مِنْ عَادِيٍّ))

”حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے تو غدیر خم پر قیام فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سائبان لگانے کا حکم دیا اور وہ لگا دیئے گئے، پھر فرمایا: مجھے لگتا ہے کہ عنقریب مجھے (وصال کا) بلاوا آنے کو ہے، جسے میں قبول کر لوں گا۔ تحقیق میں تمہارے درمیان دو اہم چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، جو ایک دوسرے سے بڑھ کر اہمیت کی حامل ہیں: ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری آل۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ میرے بعد تم ان دونوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو اور وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گی، یہاں تک کہ حوض (کوثر) پر میرے سامنے آئیں گی۔ پھر فرمایا: بے شک اللہ میرا مولا ہے اور میں ہر مؤمن کا مولا ہوں۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: جس کا میں مولا ہوں، اُس کا یہ ولی ہے، اے اللہ! جو اے سے (علی کو) دوست رکھے اُسے تو دوست رکھ اور جو اُس سے عداوت رکھے اُس سے تو عداوت رکھ۔“

1. حاکم، المستدرک، 109 : 3، رقم 45762 : طبرانی، المعجم الکبیر، 166 : 5، رقم 4969 : 3۔ بیہقی، مجمع الزوائد، 94 : 169، نسائی، السنن الکبریٰ، 45 : 5، 130، رقم 8148 : 8464

حدیث نمبر 44:

((عن ابن واثلة أنه سمع زيد بن أرقم، يقول: نزل رسولُ الله صلى الله عليه وآله وسلم

بین مکة و المدينة عند شجرات خمس دوحات عظام، فكنس الناس ما تحت الشجرات، ثم راح رسولُ الله صلى الله عليه وآله وسلم عيشة، فصلى، ثم قام خطيباً فحمد الله و أثنى عليه و ذكر و وعظ، فقال ما شاء الله أن يقول :ثم قال :أيها الناس ! إنى تاركُ فيكم أمرين، لن تضلوا إن اتبعتموهما، و هما كتابُ الله و أهل بيتي عترتي، ثم قال :أتعلمون إنى أولى بالمؤمنين من أنفسهم؟ ثلاث مراتٍ، قالوا :نعم، فقال رسولُ الله صلى الله عليه وآله وسلم :مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيْ مَوْلَاهُ))

”ابن وائلہ سے روایت کہ انہوں نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ اور مدینہ کے درمیان پانچ بڑے گھنے درختوں کے قریب پڑاؤ کیا اور لوگوں نے درختوں کے نیچے صفائی کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ دیر آرام فرمایا۔ نماز ادا فرمائی، پھر خطاب فرمانے کیلئے کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان فرمائی اور وعظ و نصیحت فرمائی، پھر جو اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :اے لوگو! میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، جب تک تم ان کی پیروی کرو گے کبھی گمراہ نہیں ہو گے اور وہ (دو چیزیں) اللہ کی کتاب اور میرے اہل بیت اور اولاد ہیں۔ اس کے بعد فرمایا: کیا تمہیں علم نہیں کہ میں مؤمنین کی جانوں سے قریب تر ہوں؟ ایسا تین مرتبہ فرمایا۔ سب نے کہا: ہاں! پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی مولا ہے۔“

1. حاکم، المستدرک، 109 : 3، 110، رقم 4577 :

2. ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، 1684 : 4 حسام الدین ہندی، کنز العمال، 381 : 1، رقم 1657 :

حدیث نمبر 45:

((عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ، قال :خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حتى انتهينا إلى غدیر خم، فأمر بروح فكسح في يوم ما أتى علينا يوم كان أشد حراً منه، فحمد الله و أثنى عليه، و قال :يا أيها الناس !إنه لم يبعث نبى قط إلا ما عاش نصف ما عاش الذى كان قبله و إنى أوشك أن أدعى فأجيب، و إنى تاركُ فيكم ما لن تضلوا بعده كتابُ الله عزوجل .ثم قام و أخذ بيدِ على رضی اللہ عنہ، فقال :يا أيها الناس !مَنْ أَوْلَى بِكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ؟ قالوا :الله و رسوله أعلم، ألسنتُ أولى بكم من أنفسكم؟ قالوا بلى، قال :مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيْ مَوْلَاهُ))

”زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے، یہاں تک کہ غدیر خم پہنچ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سائبان لگانے کا حکم دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، جب تک تم ان کی پیروی کرو گے کبھی گمراہ نہیں ہو گے اور وہ (دو چیزیں) اللہ کی کتاب اور میرے اہل بیت اور اولاد ہیں۔ اس کے بعد فرمایا: کیا تمہیں علم نہیں کہ میں مؤمنین کی جانوں سے قریب تر ہوں؟ ایسا تین مرتبہ فرمایا۔ سب نے کہا: ہاں! پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی مولا ہے۔“

وسلم اس دن تھکاوٹ محسوس کر رہے تھے اور وہ دن بہت گرم تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کی حمد و ثناء کی اور فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے جتنے نبی بھیجے ہر نبی نے اپنے سے پہلے نبی سے نیک زندگی پائی، اور مجھے لگتا ہے کہ عنقریب مجھے (وصال کا) بلاوا آنے کو ہے جسے میں قبول کر لوں گا۔ میں تمہارے اندر وہ چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اُس کے ہوتے ہوئے تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے، وہ کتاب اللہ ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھام لیا اور فرمایا: اے لوگو! کون ہے جو تمہاری جانوں سے زیادہ قریب ہے؟ سب نے کہا: اللہ اور اُس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ (پھر) فرمایا: کیا میں تمہاری جانوں سے قریب تر نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی مولا ہے۔“

1. حاکم، المستدرک، 533 : 3، رقم 62722، طبرانی، المعجم الکبیر، 171 : 5، 172، رقم 49863، بیہقی نے صحیح الزوائد (9: 105) میں کہا ہے کہ اس حدیث کے ایک راوی حبیب بن خالد انصاری کو میں نہیں جانتا جبکہ اس کے بقیہ رجال ثقہ ہیں۔ 4. حسام الدین ہندی، کنز العمال، 602 : 11، رقم 32904 : یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے اور امام ذہبی نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔

حدیث نمبر 46:

((عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، قال: لقد سمعتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول فی علیّ ثلاث خصال، لأن یكون لی واحداً منهن أحبّ إلی من حمر النعم. سمعته یقول: إنه بمنزلة هارون من موسى، إلا أنه لا نبی بعدی، و سمعته یقول: لأعطين الراية غداً رجلاً یحبّ اللہ ورسوله، و یحبّ اللہ ورسوله و سمعته یقول: من كنتُ مولاہ، فعلیّ مولاہ))

”حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تین خصلتیں ایسی بتائی ہیں کہ اگر میں اُن میں سے ایک کا بھی حامل ہوتا تو وہ مجھے سُرخ اوتوں سے زیادہ محبوب ہوتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ایک موقع پر) ارشاد فرمایا: علی میری جگہ پر اسی طرح ہیں جیسے ہارون موسیٰ کی جگہ پر تھے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور فرمایا: میں آج اس شخص کو علم عطا کروں گا جو اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اُس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ (راوی کہتے ہیں کہ) میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (اس موقع پر) یہ فرماتے ہوئے بھی سنا: جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی مولا ہے۔“

1. نسائی، خصائص امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ 33 : 34، 88، رقم 10 : 802، نسائی نے یہ حدیث حضرت سعد بن ابی وقاص سے من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے الفاظ سے بھی خصائص امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

(ص: 88، رقم: 80) میں بیان کی ہے۔ 3۔ حسام الدین ہندی نے کنز العمال (163 : 15)، رقم 36496 (: میں عامر بن سعد رضی اللہ عنہ سے یہ روایت چند الفاظ کے اضافے کے ساتھ ذکر کی۔
اس حدیث کی اسناد صحیح ہیں۔

حدیث نمبر 47:

((أخرج سفيان بن عيينة عن سعد بن أبي وقاص في مناقب علي رضي الله عنهم، إن له لمناقب أربع: لأن يكون لي واحدة منهن أحب إلي من كذا وكذا، ذكر حمر النعم قولها: لأعطين الراية، وقولها: بمنزلة هارون من موسى، وقولها: من كنت مولاه، ونسي سفيان الرابعة))

”حضرت سفيان بن عيينة (مناقب علی رضی اللہ عنہ کے ضمن میں) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی چار خوبیاں ایسی ہیں کہ اگر میں ان میں سے کسی ایک کا بھی حامل ہوتا تو اسے فلاں فلاں چیز حتیٰ کہ سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب رکھتا۔ وہ چار خوبیاں یہ تھیں: (پہلی) خوبی انہیں غزوہ خیبر کے موقع پر (جھنڈے کا عطا ہونا ہے۔ (دوسری خوبی) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُن کے متعلق یہ فرمانا کہ (تیرا اور میرا تعلق ایسے ہے) جیسے ہارون اور موسیٰ کا (تعلق ہے)۔ (تیسری خوبی) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُن کے متعلق یہ فرمانا کہ جس کا میں مولا ہوں (اُس کا علی مولا ہے)۔ (راوی حدیث) سفيان بن عيينة کو چوتھی خوبی بھول گئی۔“

1. ابن ابی عاصم، کتاب السنہ 607، رقم: 13852، احمد بن حنبل، فضائل الصحابہ، 643 : 2، رقم: 10933، ضیاء مقدسی، الاحادیث المختارہ، 151 : 3، رقم: 948 :

حدیث نمبر 48:

((عن عبد الرحمن بن سابط (في مناقب علي)، قال: قال سعد: سمعتُ رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول في عليّ ثلاث خصال، لأن يكون لي واحدة منهن أحب إلي من الدنيا وما فيها، سمعتُ رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ، وَأَنْتَ مَنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى، وَأَعْطَيْتِ الرَّايَةَ))

”عبد الرحمن بن سابط (مناقب علی کے ضمن میں) روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تین ایسی خصلتیں بیان فرماتے ہوئے سنا کہ اگر اُن میں سے ایک بھی مجھے عطا ہو تو وہ مجھے دنیا و ما فیہا سے زیادہ محبوب ہوتی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں (اُس کا علی مولا ہے)، اور علی میری جگہ ایسا ہے جیسے موسیٰ کی جگہ ہارون، اور میں اُسے علم عطا کروں گا (جو اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حبیب ہے

اور اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے حبیب ہیں۔“

1. ابن ابی عاصم، کتاب السنہ 608 :، رقم 13862 : ابن ابی شیبہ، المصنف، 61 : 12، رقم 121273 : ضیاء مقدسی، الاحادیث المختارہ، 207 : 3، رقم 10084 : ابن عساکر، تاریخ دمشق الکبیر، 88 : 45، 89 : ضیاء مقدسی نے اس حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

حدیث نمبر 49:

((عن رفاعۃ بن ایاس الضبیب، عن أبیہ، عن جدہ، قال : کنا مع علی رضی اللہ عنہ یوم الجمل، فبعث إلی طلحة بن عبید اللہ أن القنی، فأتاه طلحة، فقال : نشدک اللہ، هل سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول : من کنت مولاه فعلی مولاه، اللہم وال من والاه و عاد من عاداه؟ قال : نعم، قال : فلیم تقاتلنی؟ قال : لم أذکر، قال : فانصرف طلحة))

”رفاعہ بن ایاس ضعی اپنے والد سے اور وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم جمل کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہما کی طرف ملاقات کا پیغام بھیجا۔ پس حضرت طلحہ اُن کے پاس آئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی مولا ہے، اے اللہ! جو علی کو دوست رکھے تو اُسے دوست رکھ، جو اُس سے عداوت رکھے تو اُس سے عداوت رکھ؟ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: تو پھر میرے ساتھ کیوں جنگ کرتے ہو؟ طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے یہ بات یاد نہیں تھی۔ راوی نے کہا: (اُس کے بعد) حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ واپس لوٹ گئے۔“

1. حاکم، المستدرک، 371 : 3، رقم 55942 : بیہقی، الاعتقاد 3733 :۔ بیہقی نے مجمع الزوائد 107 : 9) میں لکھا ہے کہ یہ حدیث بزار نے نیز سے روایت کی ہے۔ 4۔ حاکم الدین ہندی، کنز العمال، 332 : 11، رقم 31662 :

حدیث نمبر 50:

((عن بریدۃ بن الحصیب، قال : غزوتُ مع علیّ الیمن فرأیتُ منه جفوةً، فلما قدمتُ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکرْتُ علیاً، فتنقصته، فرأیتُ وجه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یتغیر، فقال : یا بریدۃ ! ألسنتُ اولی بالمؤمنین من انفسهم؟ قلتُ : بلی، یا رسول اللہ ! قال : من کنت مولاه فعلی مولاه))

”حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن کے غزوہ میں شرکت کی جس میں مجھے آپ سے کچھ شکوہ ہوا۔ جب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس

(جنگ سے) واپس آیا تو میں نے اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر نامناسب انداز سے کیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے بریدہ! کیا میں مومنین کی جانوں سے قریب تر نہیں ہوں؟ تو میں نے کہا: کیوں نہیں، یا رسول اللہ! اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی مولا ہے۔“

1. احمد بن حنبل، المسند، 3472 : 5 احمد بن حنبل، فضائل الصحابة، 584 : 2، 585، رقم، 9893 : نسائی، السنن الکبریٰ، 130 : 5، رقم، 84654 : حاکم، المستدرک، 110 : 3، رقم، 45785 : ابن ابی شیبہ، المصنف، 84 : 12، رقم : 121816 ابن ابی عاصم، الآحاد والمثانی، 325 : 4، 3267 شاشی، المسند، 1278 : 1 طبرانی، المعجم الاوسط، 1 : 229، رقم، 3489 : مبارکپوری، تحفۃ الاحوذی، 14710 : 10 ابو نعیم، حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، 2311 : 4۔ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ (168 : 4) : (457 : 5) میں کہا ہے کہ نسائی کی بیان کردہ روایت کی اسناد جید قوی ہیں اور اس کے تمام رجال ثقہ ہیں۔ 12 حسام الدین ہندی، کنز العمال، 134 : 13، رقم، 36422 :

حدیث نمبر 51:

((عن میمون ابی عبد اللہ، قال : قال زید بن ارقم رضی اللہ عنہ و انا اسمع : نزلنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بواد یقال له وادی خم، فأمر بالصلاة، فصلاها بهجیر، قال : فخطبنا و ظلل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بثوب علی شجرة سمرة من الشمس، فقال : أستم تعلمون أو لستم تشهدون انی اولی بكل مؤمن من نفسه؟ قالوا : بلی، قال : فمن كنت مولاہ فإن علیاً مولاہ، اللهم إعاد من عاداه و وال من والاه))

”حضرت میمون ابو عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک وادی جسے وادی خم کہا جاتا تھا، میں اترے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کا حکم دیا اور سخت گرمی میں جماعت کروائی۔ پھر ہمیں خطبہ دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سورج کی گرمی سے بچانے کے لئے درخت پر کپڑا لٹکا کر سایہ کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے یا (اس بات کی) گواہی نہیں دیتے کہ میں ہر مؤمن کی جان سے قریب تر ہوں؟ لوگوں نے کہا: کیوں نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پس جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی مولا ہے۔ اے اللہ! تو اُس سے عداوت رکھ جو اس سے عداوت رکھے اور اُس سے دوست رکھ جو اس سے دوست رکھے۔“

1. احمد بن حنبل، المسند، 3722 : 4 بیہقی، السنن الکبریٰ، 1313 : 5۔ طبرانی نے یہ حدیث المعجم الکبیر (195 : 5)، رقم، 5068 : میں ایک اور سند سے روایت کی ہے۔ 4 بیہقی، مجمع الزوائد، 1045 : 9 حسام الدین ہندی، کنز العمال، 157 : 13، رقم، 364856 : ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ (172 : 4) میں اس روایت کی سند کو جید اور رجال کو ثقہ قرار

دیا ہے۔

حدیث نمبر 52:

((عن عطية العوفی، قال: سألت زید بن أرقم، فقلتُ له: أن ختنا لی حدثنی عنك بحديث فی شأن علی رضی اللہ عنہ یوم غدیر خم، فأنا أحب أن أسمعہ منك، فقال: إنکم معشر أهل العراق فیکم ما فیکم، فقلتُ له: لیس علیک منی بأس، فقال: نعم، کنا بالجحفة، فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إلینا ظهراً و هو أخذ بعضدِ علی رضی اللہ عنہ فقال: یا أيها الناس! أستم تعلمون أنى أولى بالمؤمنین من أنفسم؟ قالوا: بلی، قال: فمن كنتُ مولاہ فعلى مولاہ، قال: فقلتُ له: هل قال: اللهم! اول من والاه و عاد من عاداه؟ فقال: إنما أخبرک كما سمعتُ))

”عطیہ عوفی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت زید بن ارقم سے پوچھا: میرا ایک داماد ہے جو غدیر خم کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں آپ کی روایت سے حدیث بیان کرتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اسے آپ سے (براہ راست) سنوں۔ حضرت زید بن ارقم نے کہا: آپ اہل عراق ہیں تمہاری عادتیں تمہیں سلامت رہیں۔ پس میں نے کہا: میری طرف سے تمہیں کوئی اذیت نہیں پہنچے گی۔ (اس پر) انہوں نے کہا: ہم جھگڑے کے مقام پر تھے کہ ظہر کے وقت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بازو تھامے ہوئے باہر تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! کیا تمہیں علم نہیں کہ میں مؤمنین کی جانوں سے بھی قریب تر ہوں؟ تو انہوں نے کہا: کیوں نہیں! تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔ عطیہ نے کہا: میں نے مزید پوچھا: کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا: اے اللہ! جو علی کو دوست رکھے اُسے تو دوست رکھ اور جو اس (علی) سے عداوت رکھے اُس سے تو عداوت رکھ؟ زید بن ارقم نے کہا: میں نے جو کچھ سنا تھا وہ تمہیں بیان کر دیا ہے۔“

1. احمد بن حنبل، المسند، 368 : 4

2. نسائی نے یہ حدیث حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے خصائص امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (ص 97 : رقم 92) میں الفاظ کے معمولی اختلاف کے ساتھ روایت کی ہے۔ اس کے بارے میں بیہوشی نے مجمع الزوائد (107 : 9) میں کہا ہے کہ اسے بزار نے روایت کیا ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔

3. طبرانی، المعجم الکبیر، 195 : 5، رقم 50704 : حسام الدین ہندی، کنز العمال، 105 : 13، رقم 36343 :

5۔ میمون ابو عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے یہ حدیث مبارکہ بیان کی۔ حسام الدین ہندی نے یہ حدیث کنز العمال (104 : 13)، 105، رقم 36342 : میں بیان کی ہے۔

حدیث نمبر 53:

((عن جابر بن عبد الله رضى الله عنهما قال: كنا بالجحفة بغدير خم إذ خرج علينا رسول الله، فأخذ بيد علي رضى الله عنه فقال: من كنت مولاه فعلى مولاه))
 ”حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم جحفہ میں غدیر خم کے مقام پر تھے، جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔“

1۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، 59 : 12، رقم 121212 :- ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ (173 : 4) میں لکھا ہے کہ ہمارے شیخ ذہبی نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ 3۔ حسام الدین ہندی، کنز العمال، 137 : 13، رقم 32433 :

حدیث نمبر 54:

((عن علي رضى الله عنه، أن النبي قام بحفرة الشجرة بجم، و هو أخذ بيد علي رضى الله عنه فقال: أيها الناس! أستم تشهدون أن الله ربكم؟ قالوا: بلى، قال: أستم تشهدون أن الله ورسوله أولى بكم من أنفسكم قالوا: بلى، و أن الله ورسوله مولاكم؟ قالوا: بلى، قال: فمن كنت مولاه فإن هذا مولاه))
 ”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام خم پر ایک درخت کے نیچے کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! کیا تم گواہی نہیں دیتے کہ اللہ تمہارا رب ہے؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم گواہی نہیں دیتے کہ اللہ اور اس کا رسول تمہاری جانوں سے بھی قریب تر ہیں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں! پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ (علی) مولا ہے۔“

1۔ ابن ابی عاصم، کتاب السنہ 603، رقم 13602 :- حسام الدین ہندی نے یہ حدیث کنز العمال (140 : 13)، رقم: (36441) میں نقل کی ہے اور کہا ہے کہ اسے ابن راہویہ، ابن جریر، ابن ابی عاصم اور محاطی نے امالی میں روایت کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔

حدیث نمبر 55:

((عن حذيفة بن أسيد الغفاري فقال: يا أيها الناس إنني قد نبأني اللطيف الخبير أنه لن يعمر نبى إلا نصف عمر الذى يليه من قبله، و إنى لأظن أنى يوشك أن أدعى فأجيب، و إنى مسؤول، و إنكم مسؤولون، فماذا أنتم قائلون؟ قالوا: نشهد أنك قد بلغت و

جهدت و نصحت، فجزاك الله خيراً، فقال: أليس تشهدون أن لا إله إلا الله، وأن محمداً عبده ورسوله، وأن جنته حق و نارہ حق، وأن الموت حق، وأن البعث بعد الموت حق، وأن الساعة آتية لا ريب فيها وأن الله يبعث من في القبور؟ قالوا: بلى، نشهد بذلك، قال: اللهم! اشهد، ثم قال: يا أيها الناس! إن الله مولاي و أنا مولى المؤمنين و أنا أولى بهم من أنفسهم، فمن كنتُ مولاه فهذا مولاه يعنى علياً رضى الله عنه اللهم! وال من والاه، و عاد من عاداه. ثم قال: يا أيها الناس! إنى فرطكم و إنكم واردون على الحوض، حوضٌ أعرض ما بين بصرى و صنعاء، فيه عدد النجوم قد حان من فضة، و إنى سائلكم حين تردون على عن الثقلين، فانظروا كيف تخلفوني فيهما، الثقل الأكبر كتاب الله عزوجل سبب طرفه بيد الله و طرفه بأيديكم فاستمسكوا به لا تضلوا و لا تبدلوا، و عترتى أهل بيتى، فإنه قد نبأنى اللطيف الخبير أنما لن ينقضي حتى يراد على الحوض))

”حضرت حذیفہ بن اُسید غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! مجھے لطیف و خیر ذات نے خبر دی ہے کہ اللہ نے ہر نبی کو اپنے سے پہلے نبی کی نصف عمر عطا فرمائی اور مجھے گمان ہے مجھے (عنقریب) بلاوا آئے گا اور میں اُسے قبول کر لوں گا، اور مجھ سے (میری ذمہ داریوں کے متعلق) پوچھا جائے گا اور تم سے بھی (میرے متعلق) پوچھا جائے گا، (اس بابت) تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے ہمیں انتہائی جدوجہد کے ساتھ دین پہنچایا اور بھلائی کی باتیں ارشاد فرمائیں، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس بات کی گواہی نہیں دیتے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، جنت و دوزخ حق ہیں اور موت اور موت کے بعد کی زندگی حق ہے، اور قیامت کے آنے میں کوئی شک نہیں، اور اللہ تعالیٰ اہل قبور کو دوبارہ اٹھائے گا؟ سب نے جواب دیا: کیوں نہیں! ہم ان سب کی گواہی دیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! تو گواہ بن جا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! بیشک اللہ میرا مولیٰ ہے اور میں تمام مؤمنین کا مولا ہوں اور میں ان کی جانوں سے قریب تر ہوں۔ جس کا میں مولا ہوں اُس کا یہ (علی) مولا ہے۔ اے اللہ! جو اسے دوست رکھے تو اُسے دوست رکھ، جو اس سے عداوت رکھے تو اُس سے عداوت رکھ۔ اے لوگو! میں تم سے پہلے جانے والا ہوں اور تم مجھے حوض پر ملو گے، یہ حوض بصرہ اور صنعاء کے درمیانی فاصلے سے بھی زیادہ چوڑا ہے۔ اس میں ستاروں کے برابر چاندی کے پیالے ہیں، جب تم میرے پاس آؤ گے میں تم سے دو انتہائی اہم چیزوں کے متعلق پوچھوں گا، دیکھنے کی بات یہ ہے کہ تم میرے پیچھے ان دونوں سے کیا سلوک کرتے ہو

پہلی اہم چیز اللہ کی کتاب ہے، جو ایک حیثیت سے اللہ سے تعلق رکھتی ہے اور دوسری حیثیت سے بندوں سے تعلق رکھتی ہے۔ تم اسے مضبوطی سے تھام لو تو گمراہ ہو گے نہ (حق سے) منحرف، اور (دوسری اہم چیز) میری عترت یعنی اہل بیت ہیں (اُن کا دامن تھام لینا)۔ مجھے لطیف و خبیر ذات نے خبر دی ہے کہ بیشک یہ دونوں حق سے نہیں ہٹیں گی یہاں تک کہ مجھے حوض پر ملیں گی۔“

1. طبرانی، المعجم الکبیر، 180 : 3، 181، رقم، 30522 : طبرانی، المعجم الکبیر، 67 : 3، رقم، 26833 : طبرانی، المعجم الکبیر، 166 : 5، 167، رقم، 49714 : بیہقی، مجمع الزوائد، 164 : 9، 165

حدیث نمبر 56:

((عن جریر قال : شهدنا الموسم فی حجة مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، و هی حجة الوداع، فبلغنا مكاناً يقال له غدیر خم، فنادی : الصلاة جامعة، فاجتمعنا المهاجرون والأنصار، فقام رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وسطنا، فقال : أيها الناس ابعثوا تشهدون؟ قالوا : نشهد أن لا إله إلا الله؟ قال : ثم مه؟ قالوا : و أن محمداً عبده ورسوله، قال : فمَن وليکم؟ قالوا : الله ورسوله مولانا، قال : من وليکم؟ ثم ضرب بيده إلى عضد علي رضي الله عنه، فأقامه فنزع عضده فأخذ بذراعيه، فقال : من يكن الله ورسوله مولياً فإن هذا مولاه، اللهم إوال من والاه، و عاد من عاداه، اللهم ! من أحبه من الناس فكن له حبيباً، و من أبغضه فكن له مبغضاً))

”حضرت جریر سے روایت ہے کہ ہم حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے، ہم ایک ایسی جگہ پہنچے جسے غدیر خم کہتے ہیں۔ نماز باجماعت ہونے کی ندا آئی تو سارے مہاجرین و انصار جمع ہو گئے۔ پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور خطاب فرمایا: اے لوگو! تم کس چیز کی گواہی دیتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر کس کی؟ انہوں نے کہا: بیشک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارا ولی کون ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ پھر فرمایا: تمہارا ولی اور کون ہے؟ تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بازو سے پکڑ کر کھڑا کیا اور (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے) دونوں بازو تھام کر فرمایا: اللہ اور اُس کا رسول جس کے مولا ہیں اُس کا یہ (علی) مولا ہے، اے اللہ! جو علی کو دوست رکھے تو اُسے دوست رکھ (اور) جو اس (علی) سے عداوت رکھے تو اُس سے عداوت رکھ، اے اللہ! جو اُسے محبوب رکھے تو اُسے محبوب رکھ اور جو اس سے بغض رکھے تو اُس سے بغض رکھ۔“

1۔ طبرانی، المعجم الکبیر، 357 : 2، رقم، 25052 : بیہقی، مجمع الزوائد، 1063 : 9۔ حسام الدین ہندی، کنز العمال،

((عن عمرو ذی مرو و زید بن ارقم قالا : خطب رسولُ الله صلی الله علیه وآله وسلم یوم غدیر خم، فقال : من کنتُ مولاہ فعلیّ مولاہ، اللهم اوال من والاه و عاد من عاداه، و انصر من نصره و اعن من اعانه))

”حضرت عمرو ذی مرو اور حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم کے مقام پر خطاب فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی مولا ہے، اے اللہ! جو اُسے دوست رکھے تو اُسے دوست رکھ اور جو اُس سے عداوت رکھے تو اُس سے عداوت رکھ، اور جو اُس کی نصرت کرے اُس کی نصرت فرما، اور جو اُس کی اعانت کرے تو اُس کی اعانت فرما۔“

1۔ طبرانی، المعجم الکبیر، 192 : 5، رقم 50592 : نسائی نے خصائص امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (ص) : 100، 101، رقم 96 : میں عمرو ذی مرو سے روایت لی ہے۔ 3۔ لثمی، مجمع الزوائد، 104 : 9، 1064۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، 1705 : 4۔ حسام الدین ہندی، کنز العمال، 609 : 11، رقم 32946 :



فصل نمبر 30:

ذکر قول النبی من کنت ولیہ فعلی ولیہ:

رسول اللہ کا فرمان کہ جس کا میں ولی ہوں علی اس کا ولی ہے

حدیث نمبر 1:

((اخبرنا محمد بن المثنیٰ قال : حدثنا یحییٰ بن حماد قال : اخبرنا ابو عوانة عن سلیمان قال : حدثنا حبیب بن ابی ثابت، عن ابی الطفیل، عن زید بن ارقم قال : لما دفع (رجع رسول الله) النبی صلی الله علیه وسلم من حجة الوداع ونزل غدیر خم (امر) بدوحات فقممن ثم قال : کانی دعیت فاجبت وانی تارک فیکم الثقلین : احدهما اکبر من الآخر، کتاب الله وعترتی، اهل بیتی، فانظروا کیف تخلفونی فیہما، فانہما لن یتفرقا حتی یرد علی الحوض، ثم قال : ان الله مولای، وانا ولی کل مؤمن، ثم اخذ بید علی، فقال : من کنت ولیہ فہذا ولیہ، اللهم وال من والاه، و عاد من عاداه، فقلت لزید : سمعته من رسول الله؟ فقال : ما کان فی الدوحات احد الا راہ بعینہ، وسمعه باذنیہ))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 10 رقم 3102 و 8092 و 8093 رقم 436 رقم 410 و 8410 و طبع آخر ج 5 ص 45 رقم 3148 و 130 رقم 8464 مسند احمد ج 1 ص 118 رقم 950 و ج 4 ص 370 رقم 19157 فضائل الصحابة ج 2 ص 724 رقم 991 و 992 ص 738 رقم 1016 و 739 رقم 739 ص 413 رقم 197 کتاب السنة لابن ابی عاصم ص 590 رقم 1354 و 1376 مسند البزار ج 3 ص 35 رقم 786 صحیح ابن حبان ج 9 ص 42 رقم 6892 و طبع محقق ج 15 ص 375 رقم 6931 المستدرک للحاکم ج 3 ص 108 رقم 109 رقم 4633 و 4634 و 4635 المعجم الکبیر للطبرانی ج 5 رقم 4669 المعجم الصغیر للطبرانی ج 1 ص 119 رقم 175 و 129 رقم 191 جزء فیہ ما انتقاہ ابوبکر بن مردویہ من حدیث الطبرانی لاهل البصرة ص 101 رقم 105 کتاب التوحید لابن خزیمہ ج 1 ص 74 کتاب الضعفاء للعقلمانی ج 3 ص 989 مختصر تاریخ دمشق ج 17 ص 348 قطف الازهار المتناثرة فی الحدیث المتواترة للسبوی ص 277)

”حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے پلٹے اور ”غدر خم“ کے مقام پر اترے اور خیمے کھڑے کرنے کا حکم دیا تو وہ کھڑے کر دیئے گئے۔ پھر فرمایا: گویا مجھے بلایا گیا ہے تو میں نے بلا و قبول کیا ہے اور میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑنے والا ہوں ان میں سے ہر ایک دوسری سے بڑی ہے: اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میرے اولاد میرے اہل بیت۔ پس تم غور کرنا کہ ان دونوں چیزوں کے بارے میں تم میرا کتنا لحاظ رکھتے ہو؟ بلاشبہ یہ دونوں چیزیں ایک دوسری سے جدا نہیں ہوں گی حتیٰ کہ دونوں اکٹھے میرے پاس حوض پر آئیں گی۔ پھر فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ میرا مولیٰ ہے اور میں ہر مومن کا مولیٰ ہوں۔ پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: جس شخص کا میں مولیٰ ہوں تو یہ بھی اس کا مولیٰ ہیں۔ اے اللہ! تو اس شخص سے محبت کر جو علی کو محبوب رکھے اور اس شخص سے عداوت رکھ جو علی سے عداوت رکھے۔ حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: کیا یہ ارشاد آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں (میں بھی اور میرے سوا) جو کوئی شخص بھی خیموں میں موجود تھا اُس نے اپنی آنکھوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے ہوئے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا۔“

حدیث نمبر 2:

((اخبرنا ابو کریب محمد بن العلاء الکوفی قال: حدثنا ابو معاویة قال: حدثنا الاعمش عن سعد بن عبيدة عن ابن بريدة عن ابيه قال: بعثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم (في سرية) واستعمل علينا علياً فلما رجعنا سالنا: كيف رأيتم صحبة صاحبكم؟ فاما شكوتہ انا، واما شكاه غيري فرقت رأسي و كنت رجلا مكباباً (من مكة) و اذا وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم قد احمر، فقال: من كنت وليه فعلي وليه))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 309 رقم 8088 و 8089 و 8092 و 8411 و طبع آخر ج 5 ص 45 رقم 8144 و 8145 و 130 رقم 8465 مسند احمد ج 5 ص 350 رقم 23349)

ص 358 رقم 23416 و ص 361 رقم 23445، فضائل الصحابة ج 2 ص 696 رقم 947 و ص 849 رقم 1167،
البحر الزخار المعروف بمسند البرج 10 ص 257 رقم 4352 و ص 258 رقم 4352، کتاب السنۃ لابن ابی عاصم
ص 590 رقم 1354)

”حضرت ابن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد (بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ
انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بھیجا اور ہمارا امیر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
مقرر کیا۔ پس ہم واپس لوٹے تو آپ نے ہم سے دریافت کیا کہ تمہارے امیر تمہارے ساتھ کیسے رہے؟
اس پر میں نے یا کسی اور شخص نے شکایت کی اور میں سر جھکا کر بات کرنے والا شخص تھا۔ جب میں نے سر
اٹھا کر دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس سرخ ہو رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: میں جس شخص کا
مولیٰ ہوں تو علی بھی اس کے مولیٰ ہیں۔“

حدیث نمبر 3:

((اخبرنا محمد بن المثنیٰ قال: حدثنا ابو احمد، قال: اخبرنا عبد الملك بن ابی غنیة
عن الحكم، عن سعید بن جبیر، عن ابن عباس قال: حدثنی بریدة قال: بعثنی النبی صلی
اللہ علیہ وسلم مع علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ الی الیمن، فرأیت منه جفوة، فلما رجعت
شکوت (شکوتہ) الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، فرفع رأسه الی وقال: یا بریدة! من
كنت مولاه فعلى مولاه))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 309 رقم 8089 و ص 437 رقم 4372 و ص 841 رقم 8412 و ص 845 رقم 845
8145 و ص 130 رقم 8466، فضائل الصحابة ج 2 ص 722، المستدرک للحاکم ج 3 ص 109
رقم 3635، مسند البرج 10 ص 4352، مختصر زوائد البرج 2 ص 306 رقم 1910، اتحاف الخیرة المہرۃ
ج 7 ص 211 رقم 6685)

”حضرت ابن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد (حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کرتے
ہیں کہ انہوں نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ یمن کی
طرف بھیجا تو میں نے آپ سے جفا دیکھی۔ پھر جب میں پلٹ کر آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ
میں ان کی شکایت کی تو آپ نے سر اقدس اٹھا کر میری طرف دیکھا اور فرمایا: اے بریدہ! میں جس کا مولیٰ
ہوں تو علی بھی اس کا مولیٰ ہے۔“

حدیث نمبر 4:

((اخبرنا ابو داود، قال: حدثنا ابو نعیم قال: حدثنا عبد الملك بن ابی غنیة، قال: اخبرنا
الحکم، عن سعید بن جبیر، عن ابن عباس، عن بریدة، قال: خرجت مع علی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ الی الیمن فرأیت منه جفوة، فقدمت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم،
فذكرت علیاً فتنقصته، فجعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتغیر وجهہ، فقال:
یا بريدة! الست اولیٰ بالمومنین من انفسهم؟ قلت: بلی! یا رسول اللہ، قال: من كنت
مولاہ فعلی مولاہ))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 309 رقم 8089 و ص 843 رقم 438 و طبع آخر ج 5 ص 45 رقم
8145 و ص 131 رقم 8467، مسند احمد ج 5 ص 347 رقم 23333، فضائل الصحابة ج 2 ص 723 رقم 989،
الاحاد والمثنائی ج 4 ص 325 رقم 2357، مختصر تاریخ دمشق ج 17 ص 348، جمع الجوامع ج 14 ص 132 رقم 9759۔

”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت بريدة رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ یمن گیا تو میں نے ان سے زیادتی دیکھی، پھر میں نے نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آکر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شکوہ کیا تو ان کی تنقیص کی، جس پر نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس متغیر ہونا شروع ہوا، پھر آپ نے فرمایا: اے بريدة! کیا میں مومنین کی جانوں کا
ان سے زیادہ مالک نہیں ہوں؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ یا رسول اللہ! فرمایا: پھر میں جس کا مالک
ہوں تو علی اس کے مالک ہیں۔“

حدیث نمبر 5:

((اخبرنا زكريا بن يحيى قال: حدثنا نصر بن علي قال: حدثنا عبد الله بن داود عن
عبد الواحد بن ايمن، عن ابيه ان سعدا قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: من
كنت مولاہ فعلی مولاہ))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 5 ص 131 رقم 8468 و طبع آخر ج 7 ص 438 رقم 8414، کتاب السنۃ لابن ابی عاصم
ص 591 رقم 1359)

”حضرت عبد الواحد بن ایمن اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں: حضرت سعد رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جس کا مولیٰ ہوں تو علی بھی اس کا مولیٰ
ہیں۔“

حدیث نمبر 6:

((اخبرنا قتيبة بن سعيد قال: حدثنا ابن ابي عدي، عن عوف، عن ميمون ابي عبد الله عن
زيد بن ارقم قال: قام رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فحمد الله واثني عليه، ثم قال:
الستم تعلمون اني اولیٰ بكل مومن من نفسه؟ قالوا: بلی (نحن) نشهد لانت اولیٰ
بكل مومن من نفسه، قال: فاني من كنت مولاہ فهذا مولاہ، واخذ بيد علی))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 438 وطبع آخر ج 5 ص 131 رقم 8469 'مسند احمد ج 4 ص 372 رقم 10540'
19543 'المعجم الصغیر ج 10 ص 211 رقم 3298 و ص 233 رقم 14327 'المعجم الکبیر ج 5 ص 202 'کتاب السنۃ لابن ابی
عاصم ص 591 رقم 1362)

”حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیام فرما ہوئے پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء فرمائی پھر فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ میں ہر مومن سے اُس کی ذات سے زیادہ قریب (یعنی محبوب) ہوں؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں؟ آپ ہر مومن سے اُس کی جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ فرمایا: تو میں جس سے زیادہ قریب ہوں تو یہ بھی اس سے زیادہ قریب ہیں اور آپ نے حضرت علیؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا۔“

حدیث نمبر 7:

((اخبرنا محمد بن یحییٰ بن عبد اللہ النیسابوری، واحمد بن عثمان بن حکیم (الاوری) قال: حدثنا عبيد الله بن موسى قال: اخبرنا هاني بن ايوب، عن طلحة الايامي، عن عميرة بن سعد انه سمع عليا رضي الله تعالى عنه وهو ينشد في الرحبة: من سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من كنت مولاه فعلي مولاه؟ فقام ستة نفر (بضعة عشر) فشهدوا))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 438 رقم 8416 'وطبع آخر ج 5 ص 131 رقم 8470 'المعجم الاوسط ج 2 ص 576'
9187 'المعجم الصغیر ج 1 ص 119 رقم 175 'مجمع الزوائد ج 9 ص 108 رقم 14634)

”حضرت عمیرہ بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا اور آنحضالیؐ آپ ایک کشادہ مقام میں قسم دے کر پوچھ رہے تھے: کس کس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ”میں جس کا مولیٰ ہوں تو علیؑ بھی اُس کا مولیٰ ہے“؟ تو دس سے زائد حضرات نے کھڑے ہو کر گواہی دی۔“

حدیث نمبر 8:

((اخبرنا محمد بن المثنیٰ قال: حدثنا محمد قال: حدثنا شعبة عن ابي اسحق قال: حدثني سعيد بن وهب قال: قام خمسة اوستة من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فشهدوا ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من كنت مولاه فعلي مولاه))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 439 رقم 8417 'وطبع آخر ج 5 ص 131 رقم 471 'مسند احمد ج 5 ص 366 رقم 23495'
البدایۃ والنہایۃ ج 5 ص 362 'وطبع جدید ج 7 ص 575)

”حضرت شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابواسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں نے

حضرت سعید بن وہب سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ یا چھ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے گواہی دی کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: میں جس کا مولیٰ ہوں تو علی اس کے مولیٰ ہیں۔“

حدیث نمبر 9:

((اخبرنا علی بن محمد بن علی قاضی المصیصة قال: حدثنا خلف قال: حدثنا اسرائیل عن ابی اسحاق قال: حدثنی سعید بن وہب انه قام صحابة ستة وقال: یزید (زید) بن یثیع وقام مما یلی المنبر ستة فشهدوا انهم سمعوا رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: من كنت مولاہ فعلی مولاہ))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 439 رقم 8418 وطبع آخروج 5 ص 131 رقم 8472)

”حضرت ابواسحاق بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت سعید بن وہب نے بتایا کہ میرے قریب سے چھ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کھڑے ہوئے اور زید بن یثیع نے کہا کہ منبر کی جانب سے چھ حضرات نے کھڑے ہو کر گواہی دی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: میں جس کا مولیٰ ہوں تو علی بھی اس کے مولیٰ ہیں۔“

حدیث نمبر 10:

((اخبرنا ابوداؤد قال: حدثنا عمران بن ابان قال: حدثنا شریک قال: حدثنا ابواسحاق عن زید بن یثیع قال: سمعت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول علی منبر الکوفة: انی انشد الله رجلا ولا یشهد الا اصحاب محمد (من) سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم غدیر خم یقول: من كنت مولاہ فعلی مولاہ اللهم وال من والاہ وعاد من عاداہ فقام ستة من جانب المنبر (وستة من الجانب) الاخر فشهدوا انهم سمعوا رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ذلك قال شریک: فقلت لابی اسحاق: هل سمعت البراء بن عازب یحدث بهذا عن رسول الله صلی الله علیه وسلم؟ قال: نعم قال ابو عبد الرحمن: عمران بن ابان الواسطی لیس بقوی فی الحدیث))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 439 رقم 8419 وطبع آخروج 5 ص 132 رقم 8473، البحر الزخار ج 10 ص 212 رقم 4299، الاحادیث المختارة ج 2 ص 105 رقم 380، نیز عن ابن عمر البحر الزخار ج 12 ص 286 رقم 6103)

”ابواسحاق روایت کرتے ہیں: زید بن یثیع نے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفہ کے منبر پر بیان کرتے ہوئے سنا: انہوں نے فرمایا: میں اُس شخص کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں اور حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے علاوہ اور کوئی دوسرا شخص گواہی نہ دے (فقط وہ شخص گواہی دے) جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غدیر خم کے دن فرماتے ہوئے سنا تھا کہ میں جس کا مولیٰ ہوں تو علی بھی اس کے مولیٰ ہیں۔ اے اللہ! اُس سے محبت کر جو اس سے محبت کرے اور اس سے دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے، تو منبر کی ایک جانب سے چھ افراد کھڑے ہوئے اور دوسری جانب سے بھی چھ حضرات نے کھڑے ہو کر گواہی دی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا۔ شریک کہتے ہیں کہ میں نے ابو اسحاق سے دریافت کیا: کیا آپ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث روایت کرتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عمران بن ابان الواسطی حدیث میں قوی نہیں ہیں۔“

حدیث نمبر 11:

((اخبرنا قتيبة بن سعيد قال: حدثنا جعفر بن سليمان، عن يزيد، عن مطرف بن عبد الله، عن عمران بن حصين قال: جهز رسول الله صلى الله عليه وسلم جيشاً، واستعمل عليهم علي بن ابي طالب، فمضى في السرية، فاصاب جارية، فانكروا عليه، وتعاقدوا اربعة من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم: اذا بعثنا (لقينا) رسول الله صلى الله عليه وسلم اخبرناه صنع، وكان المسلمون اذارجعوا من سفر بدأوا برسول الله صلى الله عليه وسلم فسلموا عليه، ثم انصرفوا الى رحالهم، فلما قدمت السرية فسلموا على النبي صلى الله عليه وسلم، فقام احد الاربعة، فقال: يا رسول الله صلى الله عليه وسلم! الم تر ان علي ابن ابي طالب صنع كذا وكذا، فاعرض عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم، ثم قام الثاني، وقال مثل ذلك، ثم الثالث، فقال (مثل) مقالته، ثم قام الرابع، فقال مثل ما قالوا، فاقبل اليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم والغضب يبصر، في وجهه، فقال: ماتريدون من علي؟ ان علياً مني وانا منه، وهو ولي كل مومن من بعدى))

(السنن الكبرى للنسائي ج 7 ص 440 رقم 8420 وطبع آخر ج 5 ص 132 رقم 8474 البدلية والنهالية ج 7 ص 571)

”حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر تیار کیا اور ان پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر مقرر کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بعد از جہاد ایک لوٹھی حصہ میں آئی اور آپ نے اس سے قرابت کی تو لوگوں کو یہ بات ناگوار گزری اور چار شخصوں نے آپس میں طے کیا کہ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملیں گے تو آپ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکایت کریں گے اور مسلمانوں کا معمول تھا کہ جب وہ سفر سے لوٹتے تو سب سے پہلے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کرتے پھر اپنے اپنے گھروں کی طرف جاتے۔ پس جب وہ جہاد سے واپس آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام کے لیے حاضر ہوئے اور ان چار شخصوں میں سے ایک صاحب نے کھڑے ہو کر کہا: یا رسول اللہ! کیا آپ علی بن ابی طالب کو نہیں دیکھتے کہ اس نے ایسے ایسے کیا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے چہرہ اقدس پھیر لیا۔ پھر دوسرا شخص اٹھا تو اس نے بھی وہی کچھ کہا، پھر تیسرا کھڑا ہوا تو اس نے بھی وہی گفتگو کی، پھر چوتھا کھڑا ہوا تو اس نے بھی انہیں کی طرح کہا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف توجہ فرمائی اور غصہ کے آثار آپ کے چہرے پر نمایاں تھے آپ نے فرمایا: تم علی کے بارے میں کیا چاہتے ہو؟ بیشک علی مجھ سے ہے اور میں اُس سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کا محبوب ہے۔“

حدیث نمبر 12:

((اخبرنا واصل بن عبد الاعلی الکوفی، عن ابن فضیل، عن الاجلح، عن عبد اللہ بن بریدۃ، عن ابیہ قال: بعثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن مع خالد بن ولید، وبعث علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ، علی جیش آخر، وقال ان التقیما فعلی علی الناس، وان تفرقتما فکل واحد منكما علی جنده، فلقینا بنی زبید من اهل الیمن، وظفر المسلمون علی المشرکین، فقاتلنا المقاتلة وسبنا الذریۃ، فاصطفی علی جاریۃ لنفسه من السبی، وکتب بذلك خالد بن الولید الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وامرنی ان انال منه، قال: فدفعت الیہ کتاب الیہ ونلت من علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فتغیر وجه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، (فقلت: هذا مکان العائد، بعثنی مع رجل، وامرتنی بطاعته، فبلغت ما ارسلت به، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقعن یا بریدۃ فی علی) وقال: لا تبغضن یا بریدۃ علیا، فان علیا منی وانا منه وهو ولیکم بعدی))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 441 رقم 8421 وطبع آخرج 5 ص 133 رقم 8475 مسند احمد ج 5 ص 356 وطبع آخرج 7 ص 635 رقم 23400، فضائل الصحابة ج 2 ص 856 رقم 1175، البحر الزخار ج 10 ص 283 رقم 4391، کشف الاستار عن زوائد المزاج ج 3 ص 200، البدایہ والنہایہ ج 7 ص 570)

”حضرت عبد اللہ بن بریدہ اپنے والد بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خالد بن ولید کی قیادت میں یمن بھیجا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک اور لشکر پر امیر مقرر فرما کر بھیجا اور حکم فرمایا کہ اگر دونوں لشکر اکٹھے ہو جائیں تو تمام لوگوں کے قائد علی ہوں گے اور اگر اکٹھے نہ ہوں تو ان میں سے ہر ایک اپنے لشکر کا قائد ہوگا۔ پس یمن کے علاقہ بنو زبید کے مقام پر ہم جمع ہو گئے اور مسلمانوں کو مشرکین پر غلبہ اور فتح حاصل ہوئی۔ ہم نے خوب جہاد کیا تھا اور دشمنوں کو قیدی بھی

بنایا تھا ان قیدیوں میں سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لوٹھی کو اپنے لیے منتخب کر لیا تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ معاملہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لکھا اور مجھے حکم کیا کہ میں وہ خط حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے جاؤں۔ سو میں نے آپ کو وہ خط پیش کیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس پر آثارِ غضب نمایاں ہوئے تو میں نے کہا: یہ پناہ مانگنے کا مقام ہے، آپ نے مجھے ایک شخص کے ساتھ بھیجا اور آپ نے مجھے اس کی فرمانبرداری کا حکم فرمایا، پس میں نے تو وہ کچھ پہنچایا جس کے ساتھ مجھے بھیجا گیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بریدہ! علی کی برائی میں مت دلچسپی لو اور اس سے بغض مت رکھو! بیشک علی مجھ سے ہے اور میں اُس سے ہوں اور وہ میرے بعد تمہارا ولی ہے۔“



فصل نمبر 31:

من خطبات علی رضی اللہ عنہ:

حضرت علی المرتضیٰ کے خطبات

یوم قیامت:

((ومن خطبة له: تجرى هذا المجرى وذلك يوم يجمع الله فيه الاء ولين والآخريين
لنقاش الحساب وجزاء الاء عمال، خضوعا قياما، قداء لجمهم العرق، ورجفت
بهم الاء رضى، فاء حسنهم حالا من وجد لقدميه موضعا، ولنفسه متسعا منها: فتن
كقطع الليل المظلم، لا تقوم لها قائمة، ولا ترد لها راية، تأتيكم مزمومة مرحولة
يحفرها قائدها، ويجهدها رايها، اء هله قوم شديد كلبهم، قليل سلبهم يجاهدهم
فى الله قوم اء ذلة عند المتكبرين، فى الاء رضى مجهولون، وفى السماء معروفون
قويل لك يا بصرة عند ذلك من جيش من نقم الله لا رهج له ولا حس، و سبتلى اء
هلك بالموت الاء حمر، والجوع الاء غبر))

”حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قیامت کا دن وہ دن ہے کہ جب اللہ تعالیٰ حساب و جزائے اعمال کے لیے گزشتہ و آئندہ میں سے تمام خلائق کو جمع کرے گا۔ یہ سب لوگ نہایت عاجز و خاکسار بن کر حاضر ہوں گے اور (زیادتی جمعیت و شدت گرمی کے باعث) پسینہ ان کے منہ تک پہنچ گیا ہوگا اور زلزلہ

زمین نے ان میں تھر تھری پیدا کر دی ہوگی پس ان میں سے نیک ترین اور خوشحال ترین وہ شخص ہوگا کہ دنیا میں کردار پسندیدہ کے باعث جس نے اپنے قدم جمانے کے لیے کوئی جگہ بنالی ہوگی اور اپنی آسائش کے لیے کوئی فراخ مقام بنالیا ہوگا (تاکہ اس دن کی سختیوں اور پریشانیوں سے نجات حاصل کر سکے)۔ میرے بعد جن فتنوں سے تم دوچار ہو گئے وہ شب تارک کی مختلف ساعات کی طرح ہوں گے۔ ان فتنوں کا نہ کوئی چوکس مداوا کر سکے گا نہ کوئی پرچم فوج انہیں رد کر سکے گا۔ یہ اس مہار والے اور پالان سے بندے ہوئے اونٹ کے مانند نمایاں ہوں گے جسے اس کا ساربان تیزی سے ہانک رہا ہو اور جس کا سوار شدت سے دوڑ رہا ہو۔ جو گروہ فتنے والے ہوں گے وہ آراء پہنچانے اور اذیت دینے میں بڑھے چڑھے ہوں گے اور ان کی طمع بہت ہوگی۔ وہ بہت معمولی قسم کے لوگ ہوں گے۔ اللہ کے راستے میں ان لوگوں سے وہی لوگ جہاد کریں گے جو گردن کشوں کی نظر میں ہیج اور ذلیل ہوں گے۔ روئے زمین پر یہ مجہول (غیر مشہور) ہوں گے اور آسمانوں پر مشہور۔ پس اے بصرہ! تجھ پر افسوس ہے۔ جب جیش الہی (یکا یک) تجھ پر حملہ آور ہوگا جس کے ساتھ نہ گردوغبار ہوگا نہ آواز قصد، نہ قدموں کی چاپ اور آہٹ! بہت جلد وہ وقت آنے والا ہے کہ تیرے ساکنین مرگ سرخ اور گر سگی غبار آلودہ میں مبتلا ہوں گے۔“

حقیقت دنیا:

((و من خطبة له: انظروا اى الدنيا نظر الزاهدين فيها، الصادقين عنها، فانها والله عما قليل تزيل الثاوى الساكن، وتفجع المترف الامن، لا يرجع ما توكل منها فاء دبر، ولا يدري ما هو آت منها فينتظر، سرورها مشوب بالحزن، وجلد الرجال فيها اى الضعف والوهن، فلا يغرنكم كثرة ما يعجبكم فيها، لقللة ما يصحبكم منها رجم الله امرا تفكرا فاعتبر، واعتبر فاء بصر، فكاءن ما هو كائن من الدنيا عن قليل لم يكن، وكاءن ما هو كائن من الآخرة عما قليل لم يزل، وكل معدود منقضى، وكل متوقع آت وكل آت، قريب دان منها: العالم من عرف قدره، وكفى بالمرء جهلا ان لا يعرف قدره، وان من ابغض الرجال اى الله تعالى لعبدا وكله الله اى نفسه، جائرا عن قصد السبيل، سائرا بغير دليل، ان دعى اى حرث الدنيا عمل، وان دعى اى حرث الآخرة كسل، كاءن ما عمل له واجب عليه وكاءن ما ونى فيه ساقط عنه ومنها: وذلك زمان لا ينجو فيه الا كل مؤمن نومة، ان شهد لم يعرف، وان غاب لم يفتقد اى ولتلك مصايح الهدى، واء غلام السرى، ليسوا بالمساييح، ولا المذاييع البذر، اى ولتلك يفتح الله لهم اى بواب رحمة، ويكشف عنهم ضراء نقمته اى يها الناس، سيأتي عليكم زمان يكفأ فيه الإسلام كما يكفأ البناء بما فيه، اى يها الناس ان الله قذ اء

عَاذُكُمْ مِنْ اَنْ يَجُورَ عَلَيْكُمْ، وَ لَمْ يُعَذِّكُمْ مِنْ اَنْ يَبْتَلِيَكُمْ، وَقَدْ قَالَ جَلَّ مِنْ قَائِلٍ !
نَ فِي ذَلِكْ لآيَاتٍ وَاِنْ كُنَّ الْمُتَبَلِّينَ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! دنیا کی طرف اس طرح دیکھو جیسے وہ لوگ دیکھتے ہیں جو زہد رکھنے والے اور اس سے نظر بچانے والے ہوتے ہیں کہ عنقریب یہ اپنے ساکنوں کو ہٹا دے گی اور اپنے خوشحالوں کو رنجیدہ کر دے گی۔ اس میں جو چیز منہ پھیر کر جا چکی وہ پلٹ کر آنے والی نہیں ہے اور جو آنے والی ہے اس کا حال نہیں معلوم ہے کہ اس کا انتظام کیا جائے۔ اس کی خوشی رنج سے مخلوط ہے اور اس میں مردوں کی مضبوطی ضعف و ناتوانی کی طرف مائل ہے۔ خبردار! اس کی دل لبھانے والی چیزیں تمہیں دھوکہ میں نہ ڈال دیں کہ ان میں ساتھ جانے والی چیزیں بہت کم ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحمت نازل کرے اس شخص پر جس نے غور و فکر کیا تو عبرت حاصل کی تو بصیرت پیدا کر لی کہ دنیا کی ہر موجود شے عنقریب ایسی ہو جائے گی جیسے تھی ہی نہیں اور آخرت کی چیزیں اس طرح ہو جائیں گی جیسے ابھی موجود ہیں۔ ہر گنتی میں آنے والا کم ہونے والا ہے اور ہر وہ شے جس کی امید ہو وہ عنقریب آنے والی ہے اور جو آنے والا ہے وہ گویا کہ قریب اور بالکل قریب ہے۔ عالم وہ ہے جو اپنی قدر خود پہچانے اور انسان کی جہالت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنی قدر کو نہ پہچانے۔ اللہ کی نگاہ میں بدترین بندہ وہ ہے جسے اس نے اسی کے حوالہ کر دیا ہو کہ وہ سیدھے راستے سے ہٹ گیا ہے اور بغیر رہنما کے چل رہا ہے۔ اسے دنیا کے کاروبار کی دعوت دی جائے تو عمل پر آمادہ ہو جاتا ہے اور آخرت کے کام کی دعوت دی جائے تو سست ہو جاتا ہے گویا کہ جو کچھ کیا ہے وہی واجب تھا اور جس میں سستی برتی ہے وہ اس سے ساقط ہے۔ وہ زمانہ ایسا ہوگا جس میں صرف وہی مومن نجات پاسکے گا جو گویا کہ سورہا ہوگا کہ مجمع میں آئے تو لوگ اسے پہچان نہ سکیں اور غائب ہو جائے تو کوئی تلاش نہ کرے۔ یہی لوگ ہدایت کے چراغ اور راتوں کے مسافروں کے لئے نشان منزل ہوں گے۔ نہ ادھر ادھر لگاتے پھریں گے اور نہ لوگوں کے عیوب کی اشاعت کریں گے۔ ان کے لیے اللہ رحمت کے دروازے کھول دے گا اور ان سے عذاب کی سختیوں کو دور کر دے گا۔ لوگو! عنقریب ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں اسلام کو اسی طرح الٹ دیا جائے گا جس طرح برتن کو اس کے سامان سمیت الٹ دیا جاتا ہے۔ لوگو! اللہ نے تمہیں اس بات سے پناہ دے رکھی ہے کہ وہ تم پر ظلم کرے، لیکن تمہیں اس بات سے محفوظ نہیں رکھا ہے کہ تمہارا امتحان نہ کرے۔ اس مالکِ جل جلالہ نے صاف اعلان کر دیا ہے کہ ”اس میں ہماری کھلی ہوئی نشانیاں ہیں اور ہم بہر حال تمہارا امتحان لینے والے ہیں۔“

حق و باطل کا فرق:

((و من خطبة له: اءَ مَا بَعْدُ فَإِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَ لَيْسَ اءَ سَخَدٌ مِنَ الْعَرَبِ يَقْرَأُ كِتَابًا، وَ لَا يَدْعِي نُبُوَّةً وَ لَا وَحِيًا، فَقَاتَلَ بِمَنْ اءَ طَاعَهُ، مَنْ عَصَاهُ

يَسُوقُهُمْ إِلَىٰ مَنَاجِتِهِمْ، وَيُيَادِرُ بِهِمُ السَّاعَةَ إِذْ نُنزِلُ بِهِمْ، يَحْسِرُ الْحَسِيرُ، وَيَقِفُ الْكَسِيرُ، فَيُقِيمُ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يُلْحِقَهُ غَايَتُهُ، إِلَّا هَالِكًا لَا خَيْرَ فِيهِ حَتَّىٰ إِذَا رَأَاهُمْ مَنَاجِتَهُمْ، وَبَوَّأَهُمْ مَحَلَّتَهُمْ، فَاسْتَدَارَتْ رِحَابُهُمْ، وَاسْتَقَامَتْ قَنَاتُهُمْ وَآيُمُ اللَّهِ لَقَدْ كُنْتُ مِنْ سَاقِئِهَا حَتَّىٰ تَوَلَّيْتُ بِحَذَافِيرِهَا، وَاسْتَوْسَقْتُ فِي قِيَادِهَا، مَا ضَعُفْتُ، وَلَا جَبُنْتُ، وَلَا خُنْتُ، وَلَا وَهَنْتُ وَآيُمُ اللَّهِ لَأَبْقُرَنَّ الْبَاطِلَ حَتَّىٰ إِذْ أُخْرِجَ الْحَقُّ مِنْ خَاصِرَتِهِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تو عربوں میں نہ کوئی آسمانی کتاب کا پڑھنے والا تھا اور نہ کوئی نبوت و وحی کا دعوے دار۔ آپ نے اطاعت کرنے والوں کو لے کر مخالفوں سے جنگ کی۔ درآں حالیکہ آپ ان لوگوں کو نجات کی طرف لے جا رہے تھے اور قبل اس کے کہ موت ان لوگوں پر آپڑے ان کی ہدایت کے لیے بڑھ رہے تھے۔ جب کوئی تھکا ماندہ رک جاتا تھا اور خستہ و در ماندہ ٹھہر جاتا تھا تو آپ اس کے سر پر کھڑے ہو جاتے تھے اور اسے اس کی منزل مقصود تک پہنچا دیتے تھے۔ یہ اور بات ہے کہ کوئی ایسا تباہ حال ہو جس میں ذرہ بھر بھلائی ہی نہ ہو۔ یہاں تک کہ آپ نے انہیں نجات کی منزل دکھا دی اور انہیں ان کے مرتبہ پر پہنچا دیا۔ چنانچہ ان کی چکی گھومنے لگی اور ان کے نیزے کا خم جاتا رہا۔ اللہ کی قسم! میں بھی انہیں ہنکانے والوں میں تھا۔ یہاں تک کہ وہ پوری طرح پسا ہو گئے اور اپنے بندھنوں میں جکڑ دیئے گئے۔ اس دوران نہ میں عاجز ہوا نہ بزولی دکھائی۔ نہ کسی قسم کی خیانت کی اور نہ مجھ میں کمزوری آئی۔ اللہ کی قسم! میں اب بھی باطل کو چیر کر حق کو اس کے پہلو سے نکال لوں گا۔“

دنیا اور مسلمان:

((وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ: بَعَثَ اللَّهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ شَهِيدًا وَبَشِيرًا وَنَذِيرًا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ طِفْلًا، وَآءُ نُجْبَهَا كَهْلًا، وَآءُ طَهْرَ الْمُطَهَّرِينَ شَيْمَةً، وَآءُ جُودِ الْمُسْتَمْطَرِينَ دِيمَةً، فَمَا أَحْلَوْلْتُ لَكُمْ الدُّنْيَا فِي لَدُنِّي، وَلَا تَمَكَّنْتُمْ مِنْ رِضَاعِ اخْلَافِهَا، إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا صَادَفْتُمُوهَا جَائِلًا خَطَامُهَا، قَلِيقًا وَضِيئَهَا، قَدْ صَارَ حَرَامُهَا عِنْدَ آءِ قَوَامِ بِمَنْزِلَةِ السُّدْرِ الْمَخْضُودِ، وَحَلَالُهَا بَعِيدًا غَيْرَ مَوْجُودٍ، وَصَادَفْتُمُوهَا، وَاللَّهِ، ظِلًّا مَسْدُودٍ، إِلَى آءِ جَلِ مَعْدُودٍ، فَآءُ رِضْ لَكُمْ شَاغِرَةٌ وَآءُ يَدَيْكُمْ فِيهَا مَبْسُوطَةٌ، وَآءُ يَدِي الْقَادَةَ عَنْكُمْ مَكْفُوفَةٌ، وَسَيُوفُكُمْ عَلَيْهِمْ مُسَلَّطَةٌ، وَسَيُوفُهُمْ عَنْكُمْ مَقْبُوضَةٌ آءُ لَا وَإِنْ لِكُلِّ دَمٍ ثَائِرًا، وَ لِكُلِّ حَقٍّ طَالِبًا، وَإِنْ الشَّائِرُ فِي دِمَائِنَا كَالْحَاكِمِ فِي حَقِّ نَفْسِهِ، وَهُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا يُعْجِزُهُ مَنْ طَلَبَ، وَلَا يَفُوتُهُ مَنْ هَرَبَ؛ فَأُقْسِمُ بِاللَّهِ يَا بَنِي آءِ مِيَّةَ عَمَّا قَلِيلٍ لَتَعْرِفَنَهَا فِي آءِ يَدِي غَيْرِكُمْ وَفِي دَارِ عَدُوِّكُمْ آءُ لَا إِنْ آءُ بَصَرَ الْآءِ بَصَارٍ مَا نَفَذَ فِي الْخَيْرِ طَرْفُهُ، آءُ

لَا إِنَّ أَسْمَعَ الْأَسْمَاعِ مَا وَعَى التَّدْكِيرَ وَقَبْلَهُ أَيْهَا النَّاسُ اسْتَصْبَحُوا مِنْ شُعْلَةٍ
مِصْبَاحٍ وَأَعْظَمُ مُتَعِظٍ وَامْتَا حُوا مِنْ صَفْوِ عَيْنٍ قَدْ رُوِّقَتْ مِنَ الْكُدْرِ عِبَادَ اللَّهِ لَا تَرُكُوا
إِلَى جَهَالَتِكُمْ وَلَا تَنْقَادُوا لِأَهْوَائِكُمْ فَإِنَّ النَّازِلَ بِهَذَا الْمَنْزِلِ نَازِلٌ بِشَفَا جُرْفٍ هَارٍ
يَنْقُلُ الرَّدَى عَلَى ظَهْرِهِ مِنْ مَوْضِعٍ إِلَى مَوْضِعٍ لِرَأْيِي يُحْدِثُهُ بَعْدَ رَأْيِي يُرِيدُ أَنْ يُلْصِقَ
مَا لَا يُلْتَصِقُ وَيُقَرِّبُ مَا لَا يَتَقَارَبُ فَاللَّهُ اللَّهُ أَنْ تَشْكُوا إِلَيَّ مَنْ لَا يُشْكِي شَجْوَكُمْ وَلَا
يَنْقُضُ بِرَاءَ يِهِ مَا قَدْ أَدْبَرْتُمْ لَكُمْ إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيَّ الْإِمَامُ إِلَّا مَا حُمِّلَ مِنْ أَمْرِ رَبِّهِ الْإِبْلَغُ فِي
الْمَوْعِظَةِ وَالْاجْتِهَادُ فِي النَّصِيحَةِ وَالْإِحْيَاءُ لِلْسُنَّةِ وَإِقَامَةُ الْحُدُودِ عَلَى مُسْتَحَقِّهَا وَ
إِصْدَارُ السُّهُمَانِ عَلَى أَهْلِهَا فَبَادِرُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِ تَصْوِيحِ نَبِيِّهِ وَمِنْ قَبْلِ أَنْ تُشْغَلُوا
بِأَنْفُسِكُمْ عَنْ مُسْتَشَارِ الْعِلْمِ مِنْ عِنْدِ أَهْلِهِ وَانْهَوُا عَنِ الْمُنْكَرِ وَتَنَاهَوُا عَنْهُ فَإِنَّمَا أَدْبَرْتُمْ
بِالنَّهْيِ بَعْدَ التَّنَاهِي

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ بزرگ و برتر نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسالت و نبوت کے منصب سے سرفراز فرمایا کہ نیکو کاروں اور بدکاروں کے آپ گواہ بنیں اور نیکو کاروں کو ان کے اعمالِ حسنہ کے صلہ میں مژدہ دیں اور معصیت کاروں کو عذابِ الہی سے ڈرائیں۔ آپ عہدِ طفلی و خوردسالی میں بھی بہترین خلائق اور نبوت میں (چالیس سال کی عمر میں) کریم ترین و برگزیدہ ترین شخصیت تھے۔ آپ کی طبیعت اور خلقت جملہ پاکانِ عالم سے پاک تر تھی اور آپ کی بخشش تمام داد و دہش کرنے والوں سے کہیں زیادہ تھی۔ دنیا تمہارے لیے شیریں اور لذیذ نہیں بن سکتی اور اس کے لئے پستان سے دودھ پینے کی توانائی تم میں نہیں آئی مگر اس کے بعد کہ تم نے اسے اس حالت میں پالیا کہ اس کی مہار ڈھیلی تھی، اس کا پالانِ جنبش میں تھا اور یہ اسی کا اثر تھا کہ اس دنیا کا حرام ان صاحبانِ خلافت قوموں قبیلوں کے نزدیک بے کانٹے کی پیری تھی اور حلال نہ صرف دور بلکہ موجود ہی نہیں تھا اور یہ گمان نہ کرنا کہ یہ حکومت اسی طرح قائم رہے گی بلکہ اللہ کی قسم! تم نے اسے ایک عرصہ دراز تک پھیلے ہوئے سایہ کے مانند پایا۔ پس زمین تمہارے لیے خالی ہے، تمہارے ہاتھ پھیلے ہوئے ہیں، پیشوایان (حقیقی) کے ہاتھ تم سے رُکے ہوئے ہیں، تمہاری تلواریں ان پر مسلط ہیں اور ان کی تلواریں تم سے روک لی گئی ہیں۔ خبردار! ہر خون (ناحق) کا بدلہ لینے والا اور ہر حق کا طلب گار ہوتا ہے اور ہمارے خون کا خونخوار ایسا حاکم ہے کہ خود اپنے بارے میں بدون دلیل و گواہ حکم صادر کرتا ہے اور ہمارا خون خواہ اور ہمارے حق کا طلب گار وہ اللہ عز و جل ہے کہ جسے وہ طلب کرے اس سے وہ عاجز نہیں اور جو بھاگے وہ اس کی گرفت سے بچ نہیں سکتا۔ پس میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ بہت جلد تم دیکھ لو گے کہ ریاست و دولت دنیا تم سے چھن کر دوسروں کے ہاتھ میں آجائے گی اور تمہارے دشمنوں کے گھر میں منتقل ہو جائے گی۔ خبردار! بنیائے آنکھ وہ آنکھ ہے کہ جس

کی نظر خیر و صلاح پر ہو۔ ہوشیار ہو جاؤ کہ شنوائی وہ کان ہے کہ جو پند و نصیحت کو سنتا اور اسے قبول کرتا ہے۔ اے لوگو! (اپنی سعادت و خوش بختی کا) چراغِ نصیحت کرنے اور نصیحت قبول کرنے والوں کی لو سے جلاؤ اور چشمہ صاف سے پانی کھینچ لو کہ گند لے پن سے پاک ہے! اللہ کے بندو! اپنے جہل و نادانی پر اعتماد نہ کرو نہ خواہشاتِ نفس کی پیروی کرو! کیونکہ اس منزل پر وارد ہونے والا گویا اس نہر کے کنارے اترنے والا ہے جس کا شگاف قریب بہ انہدام ہے اور ہلاکت کا بوجھ اپنی پیٹھ پیچھے لاد کر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو رہا ہے۔ وہ ایک خیال سے دوسرے خیال پر تکتا رہتا ہے اور چاہتا ہے کہ جو چیز چسپاں نہیں ہو سکتی اسے چسپاں کر دے اور جو چیز نزدیک نہیں ہو سکتی اسے نزدیک کر دے۔ پس اللہ سے ڈرو! ایسا نہ کرو کہ اپنی شکائتیں ایسے شخص کے سامنے پیش کرنے لگو جو تمہارے غم و اندوہ کو برطرف نہ کر سکے اور نہ اپنی رائے سے انہیں توڑ سکے جو (احکامِ الہی) کہ تم پر لازم کیے جا چکے ہیں۔ امام و حاکم پر ان چیزوں کا قیام واجب ہے جن کا پروردگار نے اسے حکم دیا ہے اور یہ پانچ چیزیں ہیں: موعظت کا پہنچانا، نصیحت میں کوشش، سنت کی تجدید اور اس کا احیاء، لائق تعزیر پر حد جاری کرنا اور بیت المال سے لوگوں کو ان کا صحیح حصہ دینا! پس حصولِ علم و دانش کے لیے جلدی کرو قبل اس کے کہ اس کی گیاہ خشک ہو جائے۔ اور قبل اس کے کہ اپنے آپ کو دوسری چیزوں میں مشغول کرو۔ کسبِ نور (علم و دانش) اس کے اہل سے حاصل کر لو۔ مرتکبین کو روکو اور خود بھی باز رہو! کیونکہ تمہیں نبی کا حکم خود باز آچکنے کے بعد ہی دیا گیا ہے!

اللہ کی مہربانیاں اور لوگوں کا رویہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے اسلام کا قانون معین کیا تو اس کے ہر گھاٹ کو وارد ہونے والے کے لئے آسان بنا دیا اور اس کے ارکان کو ہر مقابلہ کرنے والے کے مقابلہ میں مستحکم بنا دیا۔ اس نے اس دین کو وابستگی اختیار کرنے والوں کے لئے جائے امن اور اس کے دائرہ میں داخل ہو جانے والوں کے لئے محلِ سلامتی بنا دیا ہے۔ یہ دین اپنے ذریعہ کلام کرنے والوں کے لئے برہان اور اپنے وسیلہ سے مقابلہ کرنے والوں کے لئے شاہد قرار دیا گیا ہے۔ یہ روشنی حاصل کرنے والوں کے لئے نور، سمجھنے والوں کے لئے فہم، فکر کرنے والوں کے لئے مغز کلام تلاش منزل کرنے والوں کے لئے نشانِ منزل، صاحبانِ عزم کے لئے سامانِ بصیرت، نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے عبرت، تصدیق کرنے والوں کے لئے نجات، اعتماد کرنے والوں کے لئے قابلِ اعتماد، اپنے امور کو سپرد کر دینے والوں کے لیے راحت اور صبر کرنے والوں کے لئے سپر ہے۔ یہ بہترین راستہ اور واضح ترین داخلہ کی منزل ہے۔ اس کے مینار بلند راستے روشن، چراغِ ضو بار میدانِ عمل باوقار اور مقصد بلند ہے۔ اس کے میدان میں تیز رفتار گھوڑوں کا اجتماع ہے اور اس کی طرف سبقت اور اس کا انعام ہر ایک کو مطلوب ہے۔ اس کے

شہسوار با عزت ہیں۔ اس کا راستہ تصدیق الہی و رسول ہے اور اس کا منارہ نیکیاں ہیں۔ موت ایک ایسا مقصد ہے جس کے لئے دنیا گھوڑ دوڑ کا میدان ہے اور قیامت اس کے اجتماع کی منزل ہے اور پھر جنت اس مقابلہ کا انعام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر روشنی کے طلب گار کے لئے آگ روشن کر دی اور ہر گم کردہ راہ ٹھہرے ہوئے مسافر کے لئے نشان منزل روشن کر دیئے۔ پروردگار! وہ تیرے معتبر امانتدار اور روز قیامت کے گواہ ہیں۔ تو نے انہیں نعمت بنا کر بھیجا اور رحمت بنا کر نازل کیا ہے۔ اے اللہ! تو اپنے انصاف سے ان کا حصہ عطا فرما اور پھر اپنے فضل و کرم سے ان کے خیر کو ڈگنا چوگنا کر دے۔ اے اللہ! ان کی عمارت کو تمام عمارتوں سے بلند تر بنا دے اور اپنی بارگاہ میں ان کی باعزت طور پر میزبانی فرما اور ان کی منزلت کو بلندی عطا فرما۔ انہیں وسیلہ، رفعت، فضیلت اور کرامت فرما اور ہمیں ان کے گروہ میں محشور فرما۔ جہاں نہ رسوا ہوں اور نہ شرمندہ ہوں نہ حق سے منحرف ہوں، نہ عہد شکن ہوں، نہ گمراہ ہوں، نہ گمراہ کن اور نہ کسی فتنہ میں مبتلا ہوں۔ اے لوگو! تم اللہ کی دی ہوئی کرامت سے اس منزل پر پہنچ گئے جہاں تمہاری کینروں کا بھی احترام ہونے لگا اور تمہارے ہمسایہ سے بھی اچھا برتاؤ ہونے لگا۔ تمہارا احترام وہ لوگ بھی کرنے لگے جن پر نہ تمہیں کوئی فضیلت حاصل تھی اور نہ ان پر تمہارا کوئی احسان تھا اور تم سے وہ لوگ بھی خوف کھانے لگے جن پر نہ تم نے کوئی حملہ کیا تھا اور نہ تمہیں کوئی اقتدار حاصل تھا۔ مگر افسوس کہ تم عہد اللہ کو ٹوٹتے ہوئے دیکھ رہے ہو اور تمہیں غصہ بھی نہیں آتا ہے، جب کہ تمہارے باپ دادا کے عہد کو توڑا جاتا ہے تو تمہیں غیرت آجاتی ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ اللہ کے امور تم ہی پر وارد ہوتے تھے اور تمہارے ہی پاس سے باہر نکلتے تھے اور پھر تمہاری ہی طرف پلٹ کر آتے تھے، لیکن تم نے ظالموں کو اپنی منزلوں پر قبضہ دے دیا اور ان کی طرف اپنی زمام امر بڑھادی اور انہیں سارے امور سپرد کر دیئے کہ وہ شبہات پر عمل کرتے ہیں اور خواہشات میں چکر لگاتے رہتے ہیں اور اللہ گواہ ہے کہ اگر یہ تمہیں ہر ستارہ کے نیچے منتشر کر دیں گے تو بھی اللہ تمہیں اس دن جمع کر دے گا جو ظالموں کے لئے بدترین دن ہوگا۔

خطبہ بلاحم:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”تمام خوبیاں اللہ کے لیے ہیں جو اپنی خلقت و آفرینش کی بناء پر خلایق پر آشکارا ہوا اور اپنی محبت و برہان و آثار قدرت کے باعث قلوب مخلوق کے نزدیک ظاہر اور نمایاں ہوا۔ جس نے فکر و اندیشہ کو کام میں لائے بغیر مخلوق کو ایجاد فرمایا، کیونکہ فکر و اندیشہ اس کے لیے سزاوار ہے جو ضمیر رکھتا ہو اور اللہ فی نفسہ ہماری جیسی ضمیر نہیں رکھتا (کیونکہ وہ قوائے ادراکیہ کا محتاج نہیں) اس کے علم نے پس پردہ غیب (ماضی و مستقبل) کے راز ہائے درون کو چاک کر دیا ہے (کیونکہ ذات واجب کے لیے کوئی حاجب اور مانع نہیں) اور افکار و عقائد کے بھیدوں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اللہ سبحان نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبروں کے شجرہ

(آل ابراہیم) سے فانوس نور سے بزرگی کی چوٹی سے ناف بطمی (مکہ معظمہ) سے تاریکی کے چراغ اور سرچشمہ حکمت سے برگزیدہ کیا۔ تمہارا امام! وہ طبیب (روحانی) ہے کہ اپنے معالجہ اور طب کے وسیلہ سے (ہلاکت آفرین امراض باطنی سے بچانے کے لیے) ان کی رجوع اور بازگشت ہوئی، لیکن تم نے ستمگروں کو اپنی منزل پر قابو دیا اور اپنی زمام کار اپنے ہاتھ سے نکال کر ان کے ہاتھ میں دے دی اور احکام الہیہ انہیں سونپ دیئے جو شبہات پر عمل کرتے ہیں اور شہوات (کے میدان میں) سیر کرتے ہیں۔“

مالک حقیقی:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”ہر شے اس کی بارگاہ میں سر جھکائے ہوئے ہے اور ہر چیز اسی کے دم سے قائم ہے۔ وہ ہر فقیر کی دولت کا سہارا اور ہر ذلیل کی عزت کا آسرا ہے۔ ہر کمزور کی طاقت وہی ہے اور ہر فریادی کی پناہ گاہ وہی ہے۔ وہ ہر بولنے والے کے نطق کو سن لیتا ہے اور ہر خاموش رہنے والے کے راز کو جانتا ہے۔ جو زندہ ہے اس کا رزق اس کے ذمہ ہے اور جو مر گیا اس کی بازگشت اسی کی طرف ہے۔ اے اللہ! آنکھوں نے تجھے دیکھا نہیں ہے کہ تیرے بارے میں خبر دے سکیں۔ تو تمام تو صیف کرنے والی مخلوقات کے پہلے سے ہے۔ تو نے مخلوقات کو تنہائی کی وحشت کی بناء پر نہیں خلق کیا ہے اور نہ انہیں کسی فائدے کے لئے استعمال کیا ہے۔ تو جسے حاصل کرنا چاہے وہ آگے نہیں جاسکتا ہے اور جسے پکڑنا چاہے وہ بچ کر نہیں جاسکتا ہے۔ نافرمانوں سے تیری سلطنت میں کمی نہیں آتی ہے اور اطاعت گزاروں سے تیرے ملک میں اضافہ نہیں ہوتا ہے۔ جو تیرے فیصلہ سے ناراض ہو وہ تیرے حکم کو نال نہیں سکتا ہے اور جو تیرے امر سے روگردانی کرے وہ تجھ سے بے نیاز نہیں ہو سکتا ہے۔ ہر راز تیرے سامنے روشن ہے اور ہر غیب تیرے لئے حضور ہے۔ تو ابدی ہے، تیری کوئی انتہا نہیں ہے اور تو انتہا ہے تو تجھ سے کوئی چھٹکارہ نہیں ہے۔ تو سب کی وعدہ گاہ ہے تو تجھ سے نجات حاصل کرنے کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ ہرزین پر چلنے والے کا اختیار تیرے ہاتھ میں ہے اور ہر جاندار کی بازگشت تیری ہی طرف ہے۔ پاک و بے نیاز ہے تو۔ تیری شان کیا باعظمت ہے اور تیری مخلوقات بھی کیا عظیم الشان ہے اور تیری قدرت کے سامنے ہر عظیم شے کس قدر حقیر ہے اور تیری سلطنت کس قدر پر شکوہ ہے اور یہ سب تیری اس مملکت کے مقابلہ میں جو نگاہوں سے اوجھل ہے کس قدر معمولی ہے۔ تیری نعمتیں اس دنیا میں کس قدر مکمل ہیں اور پھر یہ نعمات آخرت کے مقابلہ میں کس قدر مختصر ہیں۔ یہ تیرے ملائکہ ہیں جنہیں تو نے آسمانوں میں آباد کیا ہے اور زمین سے بلند تر بنایا ہے۔ یہ تمام مخلوقات سے زیادہ تیری معرفت رکھتے ہیں اور تجھ سے خوف زدہ رہتے ہیں اور تیرے قریب تر بھی ہیں۔ یہ نہ اصلاب پدر میں رہے ہیں اور نہ ارحام مادر میں اور نہ حقیر نطفہ سے پیدا کئے گئے ہیں اور نہ ان پر زمانہ کے انقلابات کا کوئی اثر ہے۔ یہ تیری بارگاہ میں ایک خاص مقام اور منزلت رکھتے ہیں۔ ان کی تمام تر

خواہشات صرف تیرے بارے میں ہیں اور یہ بکثرت تیری ہی اطاعت کرتے ہیں اور تیرے حکم سے ہرگز غافل نہیں ہوتے ہیں، لیکن اس کے باوجود اگر تیری عظمت کی تہہ تک پہنچ جائیں تو اپنے اعمال کو حقیر ترین تصور کریں گے اور اپنے نفس کی مذمت کریں گے اور انہیں معلوم ہو جائے گا کہ انہوں نے عبادت کا حق ادا نہیں کیا ہے اور حق اطاعت کے برابر اطاعت نہیں کی ہے۔ تو پاک و بے نیاز ہے خالقیت کے اعتبار سے بھی اور عبادت کے اعتبار سے بھی۔ میری تسبیح اس بہترین برتاؤ کی بنا پر ہے جو تو نے مخلوقات کے ساتھ کیا ہے۔ تو نے ایک گھر بنایا ہے، اس میں ایک دسترخوان بچھایا ہے، جس میں کھانے، پینے، زوجیت، خدمت، قصر، نہر، زراعت اور شمر سب کا انتظام کر دیا ہے اور پھر ایک داعی کو اس کی طرف دعوت دینے کے لئے بھیج دیا ہے، لیکن لوگوں نے نہ داعی کی آواز پر لبیک کہی اور نہ جن چیزوں کی طرف تو نے رغبت دلائی تھی راغب ہوئے اور نہ تیری تشویق کا شوق پیدا کیا۔ سب اس مردار پر ٹوٹ پڑے جس کو کھا کر سوا ہوئے اور سب نے اس کی محبت پر اتفاق کر لیا اور ظاہر ہے کہ جو کسی کا بھی عاشق ہو جاتا ہے وہ شے اسے اندھا بنا دیتی ہے اور اس کے دل کو بیمار کر دیتی ہے۔ وہ دیکھتا بھی ہے تو غیر سلیم آنکھوں سے اور سنتا بھی ہے تو غیر سمیع کانوں سے۔ خواہشات نے ان کی عقلوں کو پارہ پارہ کر دیا ہے اور دنیا نے ان کے دلوں کو مردہ بنا دیا ہے۔ انہیں اس سے والہانہ لگاؤ پیدا ہو گیا ہے اور وہ اس کے بندے ہو گئے ہیں اور ان کے غلام بن گئے ہیں۔ جن کے ہاتھ میں تھوڑی سی بھی دنیا ہے کہ جس طرف وہ جھکتی ہے یہ بھی جھک جاتے ہیں اور جدھر وہ مڑتی ہے یہ بھی مڑ جاتے ہیں۔ نہ کوئی روکنے والا انہیں روک سکتا ہے اور نہ کسی واعظ کی نصیحت ان پر اثر انداز ہوتی ہے۔ جب کہ انہیں دیکھ رہے ہیں جو اسی دھوکہ میں پکڑ لئے گئے ہیں کہ اب نہ معافی کا امکان ہے اور نہ واپسی کا۔ کس طرح ان پر وہ مصیبت نازل ہو گئی ہے جس سے ناواقف تھے اور فراق دنیا کی وہ آفت آگئی ہے جس کی طرف سے بالکل مطمئن تھے اور آخرت میں اس صورت حال کا سامنا کر رہے ہیں جس کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اب تو اس مصیبت کا بیان بھی ناممکن ہے جہاں ایک طرف موت کے سکرات ہیں اور دوسری طرف فراق دنیا کی حسرت۔ حالت یہ ہے کہ ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے ہیں اور رنگ اڑ گیا ہے۔ اس کے بعد موت کی دخل اندازی اور بڑھی تو وہ گفتگو کی راہ میں بھی حائل ہو گئی کہ انسان گھر والوں کے درمیان ہے، انہیں آنکھوں سے دیکھ رہا ہے، کان سے ان کی آوازیں سن رہا ہے، عقل بھی سلامت ہے اور ہوش بھی برقرار ہے۔ یہ سوچ رہا ہے کہ عمر کو کہاں برباد کیا ہے اور زندگی کو کہاں گزارا ہے۔ ان اموال کو یاد کر رہا ہے جنہیں جمع کیا تھا اور ان کی جمع آوری میں آنکھیں بند کر لی تھیں کہ کبھی واضح راستوں سے حاصل کیا اور کبھی مشتبہ طریقوں سے کہ صرف ان کے جمع کرنے کے اثرات باقی رہ گئے ہیں اور ان سے جدائی کا وقت آ گیا ہے۔ اب یہ حال بعد والوں کے لئے رہ جائے گا جو آرام کریں گے اور مزے اڑائیں گے، یعنی مزہ دوسروں کے لئے ہوگا اور بوجھ اس کی پیٹھ پر ہوگا لیکن انسان اس مال کی

زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے اور موت نے سارے حالات کو بے نقاب کر دیا ہے کہ ندامت سے اپنے ہاتھ کاٹ رہا ہے اور اس چیز سے کنارہ کشی ہونا چاہتا ہے جس کی طرف زندگی بھر راغب تھا۔ اب یہ چاہتا ہے کہ کاش جو شخص اس سے اس مال کی بنا پر حسد کر رہا تھا یہ مال اُس کے پاس ہوتا اور اس کے پاس نہ ہوتا۔ اس کے بعد موت اس کے جسم میں مزید دراندازی کرتی ہے اور زبان کے ساتھ کانوں کو بھی شامل کر لیتی ہے کہ انسان اپنے گھر والوں کے درمیان نہ بول سکتا ہے اور نہ سن سکتا ہے۔ ہر ایک کے چہرہ کو حسرت سے دیکھ رہا ہے۔ ان کی زبان کی جنبش کو بھی دیکھ رہا ہے لیکن الفاظ کو نہیں سن سکتا ہے۔ اس کے بعد موت اور چپک جاتی ہے تو کانوں کی طرح آنکھوں پر بھی قبضہ ہو جاتا ہے اور روح جسم سے پرواز کر جاتی ہے۔ اب وہ گھر والوں کے درمیان ایک مردار ہوتا ہے۔ جس کے پہلو میں بیٹھنے سے بھی وحشت ہونے لگتی ہے اور لوگ دور بھاگنے لگتے ہیں۔ یہ اب نہ کسی رونے والے کو سہارا دے سکتا ہے اور نہ کسی پکارنے والے کی آواز پر آواز دے سکتا ہے۔ لوگ اسے زمین کے ایک گڑھے تک پہنچا دیتے ہیں اور اسے اس کے اعمال کے حوالہ کر دیتے ہیں کہ ملاقاتوں کا سلسلہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب قسمت کا لکھا اپنی آخری حد تک اور امر الہی اپنی مقررہ منزل تک پہنچ جائے گا اور آخرین کو اولین سے ملا دیا جائے گا اور ایک نیا حکم الہی آجائے گا کہ خلقت کی تجدید کی جائے تو یہ امر آسمانوں کو حرکت دے کر شگافتہ کر دے گا اور زمین کو ہلا کر کھوکھلا کر دے گا اور پہاڑوں کو جڑ سے اکھاڑ کر اڑا دے گا اور ہیبت و جلال الہی اور خوفِ سطوت پروردگار سے ایک دوسرے سے ٹکرا جائیں گے اور زمین سب کو باہر نکال دے گی اور انہیں دوبارہ بوسیدگی کے بعد تازہ حیات دے دی جائے گی اور انتشار کے بعد جمع کر دیا جائے گا اور مخفی اعمال پوشیدہ افعال کے سوال کے لئے الگ الگ کر دیا جائے گا اور مخلوقات دو گروہوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ ایک گروہ مرکزِ نعمات ہوگا اور دوسرا محلِ انتقام۔ اہل اطاعت کو اس جو ار رحمت میں ثواب اور دارِ جنت میں ہمیشگی کا انعام دیا جائے گا جہاں کے رہنے والے کوچ نہیں کرتے ہیں اور نہ ان کے حالات میں کوئی تغیر پیدا ہوتا ہے اور نہ ان پر رنج و الم طاری ہوتا ہے اور نہ انہیں کوئی بیماری لاحق ہوتی ہے اور نہ کسی طرح کا خطرہ سامنے آتا ہے اور نہ سفر کی زحمت سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ لیکن اہل معصیت کے لئے بدترین منزل ہوگی۔ جہاں ہاتھ گردن سے بندھے ہوں گے اور پیشانیوں کو پیروں سے جوڑ دیا جائے گا۔ تار کول اور آگ کے رراشیدہ لباس پہنائے جائیں گے۔ اس عذاب میں جس کی گرمی شدید ہوگی اور جس کے دروازے بند ہوں گے اور اس جہنم میں جس میں شرارے بھی ہوں گے اور شور و غوغا بھی۔ بھڑکتے ہوئے شعلے بھی ہوں گے اور ہولناک چیخیں بھی۔ نہ یہاں کے رہنے والے کوچ کریں گے اور نہ یہاں کے قیدیوں سے کوئی فدیہ قبول کیا جائے گا اور نہ یہاں کی بیڑیاں جدا ہو سکتی ہیں۔ نہ اس گھر کی کوئی مدت ہے جو تمام ہو جائے اور نہ اس قوم کی کوئی اجل ہے جو ختم کر دی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا کو ہمیشہ صغیر و حقیر اور

ذلیل و پست تصور کیا ہے اور یہ سمجھا ہے کہ پروردگار نے اس دنیا کو آپ سے الگ رکھا ہے اور دوسروں کے لئے فرش کر دیا ہے تو یہ آپ کی عزت اور دنیا کی حقارت ہی کی بنیاد پر ہے، لہذا آپ نے اس سے دل سے کنارہ کشی اختیار کی اور اس کی یاد کو دل سے بالکل نکال دیا اور یہ چاہا کہ اس کی زینتیں نگاہوں سے اوجھل رہیں تاکہ نہ عمدہ لباس زیب تن فرمائیں اور نہ کسی خاص مقام کی امید کریں۔ آپ نے پروردگار کے پیغام کو پہنچانے میں سارے عذر تمام کر دیئے اور امت کو عذاب الہی سے ڈرتے ہوئے نصیحت فرمائی۔ جنت کی بشارت سن کر اس کی طرف دعوت دی اور جہنم سے بچنے کی تلقین کر کے اس کا خوف پیدا کرایا۔ جہم نبوت کا شجرہ رسالت کی منزل ملائکہ کی رفت و آمد کی جگہ، علم کے معدن اور حکمت کے چشمے ہیں۔ ہمارا مددگار اور محبت ہمیشہ منتظر رحمت رہتا ہے اور ہمارا دشمن اور کینہ پرور ہمیشہ منتظر لعنت و انتقام الہی رہتا ہے۔“

صفات مسلم:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈنے والوں کے لیے بہترین وسیلہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا ہے اور اس کی راہ میں جہاد کرنا کہ وہ اسلام کی سر بلند چوٹی ہے، کلمہ توحید کہ وہ فطرت کی آواز ہے، نماز کی پابندی کہ وہ عین دین ہے، زکوٰۃ ادا کرنا کہ وہ فرض و واجب ہے، ماہ رمضان کے روزے رکھنا کہ وہ عذاب کی سپر ہیں، خانہ کعبہ کا حج و عمرہ بجالانا کہ حج و عمرہ فقر کو دور کرتے اور گناہوں کو دھو دیتے ہیں، اور عزیزوں سے حسن سلوک کرنا کہ وہ مال کی فروانی اور عمر کی درازی کا سبب ہے، مخفی طور پر خیرات کرنا کہ وہ گناہوں کا کفارہ ہے، کھلم کھلا خیرات کرنا کہ وہ بری موت سے بچاتا ہے اور لوگوں پر احسانات کرنا کہ وہ ذلت و رسوائی کے مواقع سے بچاتا ہے۔ اللہ کے ذکر میں بڑھے چلو۔ اس لئے کہ وہ بہترین ذکر ہے اور اس چیز کے خواہشمند بنو کہ جس کا اللہ نے پرہیزگاروں سے وعدہ کیا ہے۔ اس لیے اس کا وعدہ سب وعدوں سے زیادہ سچا ہے۔ نبی کریم کی سیرت کی پیروی کرو کہ وہ بہترین سیرت ہے۔ اور ان کی سنت پر چلو کہ وہ سب طریقوں سے بڑھ کر ہدایت کرنے والی ہے۔ قرآن کا علم حاصل کرو کہ وہ بہترین کلام ہے، اس میں غور و فکر کرو کہ یہ دلوں کی بہار ہے، اس کے نور سے شفاء حاصل کرو کہ سینوں کے اندر چھپی ہوئی بیماریوں کے لئے شفا ہے اور اس کی خوبی کے ساتھ تلاوت کرو کہ اس کے واقعات سب واقعات سے زیادہ فائدہ رساں ہیں۔ وہ عالم جو اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتا اس سرگرداں جاہل کے مانند ہے جو جہالت کی سرستیوں سے ہوش میں نہیں آتا، بلکہ اس پر اللہ کی حجت زیادہ ہے اور حسرت و افسوس اس کے لیے لازم و ضروری ہے۔ اور اللہ کے نزدیک وہ زیادہ قابل ملامت ہے۔“

دنیا اور متاع دنیا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”تمہیں دنیا میں (دل اٹکانے سے) میں ڈراتا رہتا ہوں، کیونکہ دنیا (کامزہ اہل دنیا کے نزدیک) شیریں اور (ان کی نظر میں) سرسبز و شاداب ہے، وہ خواہشوں اور نفسانی آرزوؤں میں گھری ہوئی ہے۔ یہ اپنی ذرا سی آرائش پر اتراتی اور اپنے فریب سے سچی ہوئی ہے۔ اس کی مسرت پائیدار نہیں، اس کے دررواندوہ سے آسودگی نہیں حاصل ہو سکتی، بڑی فریبی اور زیاں رساں ہے، حالات میں تغیر کرتی رہتی ہے (تو نگری کو درویشی سے، آسائش کو سختی سے، صحت کو بیماری سے اور زندگی کو موت سے بدلتی رہتی ہے) یہ نیست و نابود کر دیتی ہے، تباہ کر دیتی ہے۔ اس کی شکم سیری یہ ہے کہ سب کو ہلاک کر دے۔ جو لوگ اس سے رغبت اور چاہت رکھتے ہیں جب یہ ان کی آرزو تک پہنچتی ہے تو دنیا جیسی کچھ ہے اس سے تجاوز نہیں کرتی جیسا کہ اللہ فرماتا ہے: ”دنیا کی مثال اس پانی کی طرح ہے جسے ہم نے آسمان سے نازل کیا، پس اس سے تل جل کر زمین کی گھااس سرسبز ہوئی اور پھر وہی ایسی گیاه خشک بن گئی جسے ہوائیں پراگندہ کر دیتی ہیں اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔“ کوئی شخص بھی متاع دنیا سے مسرور و شادماں نہیں رہتا مگر وہ شخص کہ گریہ گلوگیر کے لیے تیار رہا، ہوا اس کی خوشیوں سے کوئی بھی بہرہ مند نہیں ہوتا، مگر وہ شخص کہ اس کی بدی کی زیاں کاری سے دوچار نہ ہوا ہو۔ اس دنیا میں آرام و راحت کا بادل اسی پر برستا ہے جس پر پے در پے بلاؤں کا پانی گرتا ہے (پس جب دنیا کی رفتار یہ ہے) تو پھر اگر کسی پر صبح امداد (کامیابی) بنے تو شام صورت بدل کر غم و اندوہ کے ساتھ آئے۔ دنیا کا ایک پہلو اگر خوشگوار اور شیریں ہے تو دوسرا تلخ اور اندوہ گیس۔ جو شخص اس کی سرسبزی اور شادابی سے نہال ہوتا ہے اسے یہ بلاؤں کی سختی سے ٹڈھال کر دیتی ہے اور جو اس کے نرم و نازک پروں کے سایہ میں شام کرتا ہے اس کی صبح خوف و دہشت کے بازوؤں پر ہوتی ہے۔ یہ فریب کار ہے اور اس میں سوا فریب کے کچھ نہیں۔ یہ فانی ہے اور اس کی پشت پر جو کچھ بھی ہے وہ فنا ہو جانے والا ہے۔ لہذا پرہیزگاری کے سوا کوئی توشہ اچھا نہیں۔ جس شخص نے اس سے (مال و منال) کم لیا اس نے گویا بہت زیادہ چیز لے لی، جو اسے عذاب الہی سے بچالے گی اور جس نے اس سے خوب (مال و منال) لیا۔ اس نے وہ چیز زیادہ سے زیادہ لے لی جو اسے تباہ و برباد کر دے گی اور بہت جلد زائل ہو جائے گی۔ کتنے ہی اس پر بھروسہ کرنے والے ہیں جن کو اس نے بتلائے معصیت کیا اور کتنے ہی اس پر بھروسہ کرنے والے ہیں جنہیں اس نے پچھاڑ دیا۔ کتنے ہی ارباب جاہ و جلال ہیں جنہیں اس نے حقیر و ذلیل کر دیا۔ کتنے ہی نخوت پرست ہیں جن کو اس نے ذلیل کر دیا۔ اس کا اقتدار گردش کرتا رہتا ہے۔ اس کی زندگی کی مکدر ہے، اس کا شیریں پانی تلخ ہے، اس کی مٹھاس میں کڑواہٹ ملی ہوئی ہے، اس کی غذا زہریلی ہے، اس کے رشتے کمزور ہیں، اس کا ہر زندہ موت کے سامنے اس کا ہر تندرست بیماری کے حوالے ہے، اس کا ملک چھن جائے گا، اس کا باعزت ذلیل ہوگا اور اس کا مال تباہ اور ہمسایہ لٹ جائے گا۔ کیا تم انہی لوگوں کے گھروں میں اقامت گزریں ہو جو تم سے پہلے والوں کے گھر تھے؟ ان کی عمریں

دراز تر اور ان کے آثار پائندہ تر تھے؟ ان کی آرزوئیں بیشتر ان کی جمیعتیں آمدادہ تر اور ان کے لشکر انبوہ تر تھے؟ انہوں نے دنیا کو کس کس طرح پوچھا اور کس کس طرح سے اسے چاہا، لیکن آخر کار انہوں نے یہاں سے کوچ کیا (مر گئے) بغیر کسی سامان سفر کے جسے ساتھ لے جاتے یا سواری کے کہ اس پر چڑھ کر راہ پیمائی کرتے۔ کیا تمہیں یہ خبر بھی ملی کہ اس دنیا نے کبھی ان کا فدیہ دیا یا ان کی اعانت و دستگیری کی؟ یا (اخلاقاً) کبھی انہیں مدد پہنچائی؟ نہیں! یہ کچھ نہیں کیا (بلکہ) اس نے انہیں گرفتار مصائب کیا آفات سے انہیں کمزور بنایا، دست مصیبت کو جنبش دی، ان کی ناکیں زمین پر رگڑ دیں، ان کو اپنے پاؤں تلے روندنا اور ان کے مقابلہ میں حوادث و مصائب کی مدد کی۔ جو لوگ اس دنیا کے اطاعت گزار تھے اور آخرت پر اسے ترجیح دیتے تھے اور ہمہ تن اس کی طرف مائل تھے ان کے ساتھ تم نے اس کا ظلم و ستم دیکھ لیا۔ پس جب وہ اس سے دائمی مفارقت اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے تو کیا اس نے بھوک اور گرسنگی کے سوا بھی انہیں کوئی توشہ دیا؟ تنگ منزل (قبر) کے سوا کہیں اور انہیں اتارا؟ یا تاریکی کے سوا کوئی چراغ ان کے لیے جلا دیا؟ یا ندامت و پشیمانی کے سوا کچھ اور انہیں عطا کیا؟ تم اس دنیا کو پسند کرتے ہو یا اس سے مطمئن ہو یا اس پر حریص ہو؟ یہ دنیا اس شخص کے لیے بدترین گھر ہے جو اسے قلیل التزام نہ قرار دے اور اس میں رہ کر اس سے خوف زدہ نہ ہو! جان لو! اور تم اچھی طرح جانتے ہو کہ تمہیں اسے چھوڑنا پڑے گا، یہاں سے تم کوچ کرنا ہو گا لہذا ان لوگوں سے عبرت حاصل کرو جو کہتے تھے کہ ہم سے زیادہ قوت والا کون ہے؟ لیکن انہیں لا در قبروں کی طرف لے جایا گیا۔ کسی نے سوار نہ کیا باوجود اس کے کہ قبروں میں اتارے گئے لیکن مہمان کہہ کر بلائے زمین میں ان کی قبریں بنائی گئیں اور مٹی کے کفن دیئے گئے، گلی ہوئی ہڈیاں ہمسائے قرار دیئے۔ اب وہ نہ کسی پکارنے والے کو جواب دے سکتے ہیں نہ کسی مصیبت کو دور کر سکتے ہیں۔ نہ نوحہ و ماتم کی پروا کرتے ہیں۔ اگر انہیں بارش سے شاد کام کیا جائے تو خوش نہیں ہوتے اور اگر قحطِ خدا نہ دی جائے ہو تو مایوس نہیں ہوتے۔ یہ الگ الگ ہونے کے باوجود مجتمع ہیں اور پڑوسی ہونے کے باوجود ایک دوسرے سے دور ہیں۔ نزدیک ہیں مگر ایک دوسرے سے ملاقات نہیں کر سکتے۔ قریب ہیں لیکن لطفِ قربت سے محروم ہیں۔ ایسے حلیم ہیں جن کے کنبے دور ہو چکے ہیں۔ اتنے بے حس ہیں کہ عداوتوں کو بھول چکے ہیں۔ اب نہ ان سے ایذا رسانی کا خوف کیا جاسکتا ہے نہ مخالفت کی امید کی جاسکتی ہے۔ انہوں نے زمین کی پیٹھ سے اس کے پیٹ کو کشادگی سے تنگی کو، اہل و عیال سے غربت اور تنہائی کو اور نور سے تاریکی کو بدل لیا ہے۔ جس طرح اسے چھوڑا تھا اسی طرح پھر ننگے پاؤں لباس اتارے ہوئے اس کے پاس پہنچ گئے اور اس سے اپنے اعمال کا توشہ لے کر دائمی زندگی بسر کرنے کے لیے جادوانی گھر کی طرف کوچ کر گئے جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: ہم نے جس طرح آغازِ تخلیق میں انہیں پیدا کیا تھا اسی طرح انہیں دوبارہ پھر لوٹائیں گے۔ یہ ہمارا وعدہ ہے اور ہم ایسا بہر حال کریں گے۔“

مذمت دنیا کا بیان:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مذمت دنیا کے بارے میں فرمایا:

”میں تمہیں دنیا سے خبردار کئے دیتا ہوں کہ یہ ایسے شخص کی منزل ہے جس کے لئے قرار نہیں اور ایسا گھر ہے جس میں آب و دانہ نہیں ڈھونڈا جاسکتا۔ یہ اپنے باطل سے آراستہ ہے اور اپنی آرائشوں سے دھوکا دیتی ہے۔ یہ ایک ایسا گھر ہے جو اپنے رب کی نظروں میں ذلیل و خوار ہے۔ چنانچہ اس نے حلال کے ساتھ حرام اور بھلائیوں کے ساتھ برائیاں اور زندگی کے ساتھ موت اور شیرینیوں کے ساتھ تلخیاں غلط ملط کر دی ہیں اور اپنے دوستوں کے لئے اسے بے غل و غش نہیں رکھا اور نہ دشمنوں کو دینے میں بخل نہیں کیا۔ اس کی بھلائیاں بہت ہی کم ہیں اور برائیاں (جہاں چاہو) موجود۔ اس کی جمع پونجی ختم ہو جانے والی اور اس کا ملک چھن جانے والا ہے اور اس کی آبادیاں ویران ہو جانے والی ہیں۔ بھلا اس گھر میں خیر و خوبی ہی کیا ہو سکتی ہے۔ جو مسمار عمارت کی طرح ختم ہو جائے اور اس مدت میں جو چلنے پھرنے کی طرح تمام ہو جائے۔ جن چیزوں کی تمہیں طلب و تلاش رہتی ہے ان میں اللہ تعالیٰ کے فرائض کو بھی داخل کر لو اور جو اللہ نے تم سے چاہا ہے اسے پورا کرنے کی توفیق بھی اُس سے مانگو۔ موت کا پیغام آنے سے پہلے موت کی پکار اپنے کانوں کو سنا دو۔ اس دنیا میں زاہدوں کے دل روتے ہیں، اگرچہ وہ ہنس رہے ہوں اور ان کا غم و اندوہ حد سے بڑھا ہوتا ہے، اگرچہ ان کے چہروں سے مسرت ٹپک رہی ہو اور انہیں اپنے نفسوں سے انتہائی بیر ہوتا ہے اگرچہ اس رزق کی وجہ سے جو انہیں میسر ہے ان پر رشک کیا جاتا ہو۔ تمہارے دلوں سے موت کی یاد جاتی رہی ہے اور جھوٹی اُمیدیں تمہارے اندر موجود ہیں۔ آخرت سے زیادہ دنیا تم پر چھائی ہوئی ہے اور وہ عقلی سے زیادہ تمہیں اپنی طرف کھینچتی ہے۔ تم اللہ کے دین کے سلسلہ میں ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہو، لیکن بددلتی اور بدظنی نے تم میں تفرقہ ڈال دیا ہے، نہ تم ایک دوسرے کو بوجھ بٹاتے ہو، نہ باہم پسند و نصیحت کرتے ہو، نہ ایک دوسرے پر کچھ خرچ کرتے ہو اور نہ تمہیں ایک دوسرے کی چاہت ہے۔ تھوڑی سی دنیا پا کر خوش ہونے لگتے ہو اور آخرت کے بیشتر حصہ سے بھی محرومی تمہیں غمزدہ نہیں کرتی۔ ذرا سی دنیا کا تمہارے ہاتھوں سے نکلنا تمہیں بے چین کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ بے چینی تمہارے چہروں سے ظاہر ہونے لگتی ہے اور کھوئی ہوئی چیز پر تمہاری بے صبریوں سے آشکارا ہو جاتی ہے، گویا یہ دنیا تمہارا مستقبل مقام ہے اور دنیا کا ساز و برگ ہمیشہ رہنے والا ہے۔ تم میں سے کسی کو بھی اپنے کسی بھائی کا ایسا عیب اچھالنے سے کہ جس کے ظاہر ہونے سے ڈرتا ہے صرف یہ امر مانع ہوتا ہے کہ وہ بھی اس کا ویسا ہی عیب کھول کر اس کے سامنے رکھ دے گا۔ تم نے آخرت کو ٹھکرانے اور دنیا کو چاہنے پر سمجھوتہ کر رکھا ہے۔ تو لوگوں کا دین تو یہ رہ گیا ہے کہ جیسے ایک دفعہ زبان سے چاٹ لیا جائے یعنی صرف زبانی اقرار اور تم تو اس شخص کی طرح مطمئن ہو چکے ہو کہ جو اپنے کام دھندوں سے فارغ ہو گیا ہو اور اپنے

مالک کی رضامندی حاصل کر لی ہو۔“

ملک الموت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ملک الموت کے قبض روح اور مخلوقات کے توصیف الہی سے عاجزی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”کیا جس وقت ملک الموت گھر میں داخل ہوتے ہیں تمہیں کوئی احساس ہوتا ہے اور کیا انہیں روح قبض کرتے ہوئے تم نے کبھی دیکھا ہے؟ بھلا وہ شکم مادر میں بچہ کو کس طرح مارتے ہیں۔؟ کیا کسی طرف سے اندر داخل ہو جاتے ہیں یا روح ہی ان کی آواز پر لبیک کہتی ہوئی نکل آتی ہے یا پہلے سے بچہ کے پہلو میں رہتے ہیں۔ سوچو! کہ جو شخص ایک مخلوق کے کمالات کو نہ سمجھ سکتا ہو وہ خالق کے اوصاف کو کیا بیان کر سکے گا۔“

لوگوں کو وعظ و نصیحت..... خشیت الہی

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے حمد کو نعمت سے اور نعمت کو شکر سے پیوستہ کر دیا۔ ہم اس کی نعمتوں پر اسی طرح اس کی حمد کرتے ہیں جس طرح اس کی آزمائش پر اور ہم اس سے مدد چاہتے ہیں۔ ان نفوس کا ہل و ست پر کہ جو عبادت و بندگی پر مامور ہیں اور جن چیزوں سے انہیں روکا گیا ہے نافرمانی اور معصیت سے ان کی طرف تیزی سے قدم بڑھاتے ہیں ہم ان گناہوں سے آمرزش طلب کرتے ہیں جن پر اس کا علم محیط ہے اور اس کی کتاب (لوح محفوظ) جنہیں ثبت کر چکی ہے وہ علم کے قاصر و کوتاہ (صغیر و کبیر) کو اور وہ کتاب کہ جس نے کچھ بھی لکھنے سے چھوڑا نہیں اور اس پر ہمارا ایمان اس شخص کی طرح ہے جس نے پنہاں (سکرات و سختی مرگ، سوال قبر و حساب و دادرسی قیامت وغیرہ) کو آشکار دیکھ لیا ہو اور موعودہ چیز سے مثلاً بہشت جا دواں نیک کرداروں اور دائمی جلتی آگ گناہ گاروں کے لیے ہے) آگاہ ہو (ہم وہ) ایمان رکھنے والے ہیں کہ جو شرک کو زائل کر چکا ہے اور جس کا شک یقین سے بدل چکا ہے۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور فرستادے ہیں اور یہ دو گواہیاں (از روئے صمیم قلب و خلوص نیت) گفتار نیکو اور کردار پسندیدہ کو اوج و رفعت دینے والی ہیں۔ ترازو کے جس پلڑے میں یہ دو گواہیاں رکھ دی جائیں وہ سبک نہیں ہو سکتا اور جس سے یہ دونوں اٹھالی جائیں وہ بھاری نہیں ہو سکتا۔ اے اللہ کے بندو! میں تمہیں تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں کہ یہی زاد معاد (توشہ سفر آخرت) ہے اور عذاب الہی سے پناہ ہے۔ وہ توشہ کہ دارندہ کو منزل پر پہنچا دیتا ہے ایسی پناہ کہ سختی اور مصیبت سے رہا کر دیتی ہے! شنو اترین داعی (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسی کی طرف دعوت دی اور بہترین ادراک کرنے والے نے اس کا درک کیا (اس پر عمل کیا) پس اس کی دعوت دینے والے نے سب کچھ سنا دیا اور اس کا یاد

رکھنے والا کامیاب ہو گیا۔ اے اللہ کے بندو! خوفِ الہی نے اللہ کے دوستوں کو حرام سے باز رکھا ہے اور یہی خوف و تقویٰ ہے جس نے ان کے دلوں کو شانِ قرار عطا فرمائی، یہاں تک کہ انہیں راتوں کو نماز کے لیے بیدار رکھا اور شدت گرمی میں دنوں کو برائے روزہ پیسا رکھا۔ پس انہوں نے آخرت کی آسائش کو رنج (دنیا) سے اور اس دن کی سیرابی کو آج کی تشنگی سے بدل لیا۔ انہوں نے موت کو قریب سمجھا اور عمل کی طرف پیشقدمی کی، انہوں نے دنیا کی امید کو جھٹلایا اور گویا موت کا نظارہ کر لیا۔ بلاشبہ دنیا فنا کا گھر ہے، تکلیف کا گھر ہے، انقلاب اور عبرت کا گھر ہے۔ فنا و نیستی کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ زمانے نے (نا بود کرنے کے لیے) اپنے تیر کو چلہ کمان میں رکھ لیا۔ اس کا تیر کبھی خطا نہیں جاتا، اس کا زخم کبھی مداوا پذیر نہیں ہوتا، یہ ہر زندہ پر موت کا، ہر تندرست پر بیماری کا، ہر رستخوار پر ہلاکت اور بربادی کا تیر چلاتا ہے۔ یہ وہ کھانے والا ہے کہ کبھی سیر نہیں ہوتا۔ وہ پینے والا ہے کہ جس کی پیاس ختم نہیں ہوتی۔ اس کے اسباب سختی و رنج میں سے یہ بھی ہے کہ انسان جو کچھ جمع کرتا ہے اسے کھا نہیں پاتا جو (شاندار عمارتیں) بناتا ہے اس میں رہ نہیں پاتا اور جب (مرکز) اللہ کی طرف جاتا ہے تو نہ مال و دولت ساتھ لے جاتا ہے نہ قصر و محل۔ اس (دنیا) کے تغیر حالات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تم دیکھتے ہو کہ جس آدمی پر فقر و پریشانی کے باعث رحم کیا جاتا تھا اب دولت و ثروت اور تو نگری کے باعث اس پر رحم کیا جاتا ہے اور یہ اس کا نتیجہ ہے کہ وہ نعمتوں سے محروم ہو گیا اور مصائب کا شکار بن گیا۔ اور دنیا کی عبرتوں میں سے یہ بھی ہے کہ انسان جب اپنی امیدوں اور آرزوؤں سے قریب پہنچ جاتا ہے تو موت اس کا رشتہ زندگی قطع کر دیتی ہے اور اب نہ کوئی آرزو حاصل ہو سکتی ہے، نہ صاحب آرزو (ہنچہ) مرگ سے بچ سکتا ہے۔ سبحان اللہ! اس دنیا کی مسرت کتنی پر فریب اور اس کی سیرابی کس قدر سبب تشنگی آخرت ہے اور اس کا سایہ کیسا گرمی و وزخ کا موجب ہے۔ نہ آنے والی چیز موت روکی جاسکتی ہے اور نہ گئی چیز واپس مل سکتی ہے۔ سبحان اللہ! زندہ مردہ سے کس قدر قریب ہے اس سے مل جانے کے لیے اور مردہ زندہ سے کس قدر دور ہے اس سے کبھی نہ مل سکنے کے لیے (دنیا میں) بدی میں عذابِ الہی سے بدتر کوئی چیز نہیں اور اچھائیوں میں ثوابِ الہی سے زیادہ بہتر کوئی اچھائی نہیں۔ دنیا کی ہر چیز کا سننا، اس کے دیکھنے سے زیادہ اچھا ہے اور آخرت کی ہر چیز کا دیکھنا اس کے سننے سے کہیں بہتر ہے، لیکن تمہارے لیے غیب و پنہاں کی خبریں معلوم کرنا ہی کافی ہے۔ یاد رکھو! جیسے دنیا میں کم ملے گا وہ آخرت میں زیادہ پائے گا اور یہ اس سے بہتر ہے کہ آخرت میں کم ملے اور دنیا میں زیادہ۔ پس بہت سی کم چیزیں مفید ہیں اور بہت سی زیادہ چیزیں ہیں نقصان رساں۔ جن چیزوں کا حکم دیا گیا ہے وہ فراخ تر اور آسان تر ہیں ان چیزوں سے کہ جن سے روکا گیا اور منع کیا گیا ہے۔ وہ چیزیں کہ تم پر طلال کی گئیں زیادہ ہیں ان چیزوں سے کہ جو حرام قرار دی گئیں۔ لہذا تھوڑے کو بہت کی خاطر چھوڑ دو اور دشوار کو آسان کے مقابلہ میں ترک کرو۔ تمہاری روزی کی ضمانت اللہ کی طرف سے کی جا چکی ہے اور

عمل صالح پر تم مامور کئے گئے ہو۔ پس کہیں ایسا نہ ہو کہ جس روزی کی تمہارے لیے ضمانت کی جا چکی ہے اس کی طلب تمہیں اس سے غافل کر دے جو تم پر واجب کیا گیا ہے (لیکن اللہ کی قسم میں دیکھتا ہوں) کہ شک و تردید نے تمہارے عقائد اور دین میں جگہ کر لی اور تمہارا یقین متزلزل ہو گیا، گویا جس روزی کی تمہارے لیے ضمانت دی جا چکی تھی وہ تو واجب ہو گیا اور جو عمل صالح تم پر واجب کیا گیا تھا وہ ساقط ہو گیا، پس عمل کی طرف جلدی کرو اور ناگہانی موت سے ڈرو کیونکہ بازگشت عمر کی ایسی امید نہیں جیسی بازگشت رزق کی امید کی جاسکتی ہے۔ آج اگر روزی کا کچھ حصہ کم ہو گیا تو کل اس میں اضافہ ہو سکتا ہے اور کل گزشتہ جتنی عمر جا چکی ہے آج وہ واپس نہیں آسکتی۔ آئندہ روزی کی امید ہے اور گزشتہ عمر سے ناامیدی ہی بہتر ہے، لہذا اللہ کہتا ہے: عذاب الہی سے ڈرو اور پرہیزگار بنو ایسی پرہیزگاری جو اس کے لیے سزاوار ہے اور نہ مرو مگر مسلمان بن کر۔“

نصیحت و موعظت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

”لوگو! اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کی طرف بلانے والا اور مخلوق کی گواہی دینے والا بنا کر بھیجا۔ چنانچہ آپ نے اپنے پروردگار کے پیغاموں کو پہنچایا۔ نہ اس میں کچھ سستی کی نہ کوتاہی اور اللہ کی راہ میں اس کے دشمنوں سے جہاد کیا۔ جس میں نہ کمزوری دکھائی نہ حیلے بہانے کئے۔ وہ پرہیزگاروں کے امام اور ہدایت پانے والے کی آنکھوں کے لیے بصارت ہیں۔ جو چیزیں تم سے پردہ غیب میں لپیٹ دی گئی ہیں۔ اگر تم بھی انہیں جان لیتے جس طرح میں جانتا ہوں تو بلاشبہ تم اپنی بد اعمالیوں پر روتے ہوئے اور اپنے نفسوں کا ماتم کرتے ہوئے اور اپنے مال و متاع کو بغیر کسی نگہبان اور بغیر کسی نگہداشت کرنے والے کے یونہی چھوڑ چھاڑ کر کھلے میدان میں نکل پڑتے اور ہر شخص کو اپنے ہی نفس کی پڑی ہوتی۔ کسی اور کی طرف متوجہ ہی نہ ہوتا، لیکن جو تمہیں یاد دلایا گیا تھا اسے تم بھول گئے اور جن چیزوں سے تمہیں ڈرایا گیا تھا ان سے تم نڈر ہو گئے۔ اس طرح تمہارے خیالات بھٹک گئے اور تمہارے سارے امور درہم برہم ہو گئے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان جدائی ڈال دے اور مجھے ان لوگوں سے ملا دے جو تم سے زیادہ میرے حقدار ہیں۔ اللہ کی قسم! وہ ایسے لوگ ہیں جن کے خیالات مبارک اور عقلیں ٹھوس تھیں۔ وہ کھل کر حق بات کہنے والے اور سرکشی و بغاوت کو چھوڑنے والے تھے۔ وہ قوم آگے بڑھا کر اللہ کی راہ پر لیے اور سیدھی راہ پر بے کھٹکے دوڑے چلے گئے۔ چنانچہ انہوں نے ہمیشہ رہنے والی آخرت اور عمدہ و پاکیزہ نعمتوں کو پالیا۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ تم پر بنی ثقیف کا ایک لڑکا تسلط پائے گا وہ دراز قد ہوگا اور بل کھا کر چلے گا۔ وہ تمہارے تمام سبزہ زاروں کو چر جائے گا اور تمہاری چربی تک پگھلا دے گا۔“

طلب بارش کی دعا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بارش طلب کرتے ہوئے عرض کیا:

”اے اللہ! ہمارے پہاڑوں کا سبزہ خشک ہو گیا ہے اور ہماری زمین پر خاک اڑ رہی ہے۔ ہمارے جانور پیاسے ہیں اور اپنی منزل کی تلاش میں سرگرداں ہیں اور اپنے بچوں کے حق میں اس طرح فریادی ہیں جیسے زن پسر مردہ پر۔ سب چراگا ہوں کی طرف پھیرے لگانے اور تالابوں کی طرف والہانہ طور پر دوڑنے سے عاجز آگئے ہیں۔ اے اللہ! اب ان کی فریادی بکریوں اور اشتیاق آمیز پکارنے والی اونٹنیوں پر رحم فرما۔ اے اللہ! ان کی راہوں میں پریشانی اور منزلوں پر چیخ و پکار پر رحم فرما۔ اے اللہ! ہم اس وقت گھر سے نکل کر آئے ہیں جب قحط سالی کے مارے ہوئے لاغراونٹ ہماری طرف پلٹ پڑے ہیں اور جن سے کرم کی امید تھی وہ بادل آ کر چلے گئے ہیں۔ اب درد کے ماروں کا تو ہی آسرا ہے اور التجا کرنے والوں کا تو ہی سہارا ہے۔ ہم اُس وقت دعا کر رہے ہیں جب لوگ مایوس ہو چکے ہیں۔ بادلوں کے خیر کو روک دیا گیا ہے اور جانور ہلاک ہو رہے ہیں تو اے اللہ! ہمارے اعمال کی بنا پر ہمارا مواخذہ نہ کرنا۔ اور ہمیں ہمارے گناہوں کی گرفت میں مت لے لینا۔ اپنے دامن رحمت کو ہمارے اوپر پھیلا دے برسنے والے بادل، موسلا دھار برسات اور حسین سبزہ کے ذریعہ۔ ایسی برسات جس سے مردہ زمینیں زندہ ہو جائیں اور گئی ہوئی بہار واپس آجائے۔ اے اللہ! ایسی سیرابی عطا فرما جو زندہ کرنے والی، سیراب بنانے والی، کامل و شامل، پاکیزہ و مبارک، خوشگوار و شاداب ہو کہ جس کی برکت سے نباتات پھلنے پھولنے لگیں۔ شاخیں بار آور ہو جائیں۔ پتے ہرے ہو جائیں۔ کمزور بندوں کو اٹھنے کا سہارا مل جائے۔ مردہ زمینوں کو زندگی عطا ہو جائے۔ اے اللہ! ایسی سیرابی عطا فرما جس سے ٹیلے سبزہ پوش ہو جائیں۔ نہریں جاری ہو جائیں۔ آس پاس کے علاقے شاداب ہو جائیں۔ پھل نکلنے لگیں۔ جانور جی اٹھیں۔ دوردراز کے علاقہ بھی تر ہو جائیں اور کھلے میدان بھی تیری اس وسیع برکت اور عظیم عطا سے مستفیض ہو جائیں جو تیری تباہ حال مخلوق اور آوارہ گرد جانوروں پر ہے۔ ہم پر ایسی بارش نازل فرما جو پانی سے شرابور کر دینے والی، موسلا دھار، مسلسل برسنے والی ہو، جس میں قطرات، قطرات کو دھکیل رہے ہوں اور بوندیں، بوندوں کو تیزی سے آگے بڑھا رہی ہوں۔ نہ اس کی بجلی دھوکہ دینے والی ہو اور نہ اس کے بادل پانی سے خالی ہوں۔ اس کی سرسبز یوں سے خوشحال ہو جائیں اور خشک سالی کے شکار اس کی برکت سے جی اٹھیں۔ اس لئے کہ تو ہی مایوسی کے بعد پانی برسانے والا اور دامن رحمت کا پھیلانے والا ہے اور تو ہی قابل حمد و ستائش، سرپرست و مددگار ہے۔“

و خوف مرگ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”تم حد درجہ بخیل و مسک ہو! تم نے اپنے اموال کو ان لوگوں پر جن کی اس میں روزی تھی صرف نہیں کیا (فقراء، ضعفاء پر احسان نہیں کیا) اور اپنی زندگی کو جان آفرین کے لیے خطرہ میں نہیں ڈالا (اپنے آپ کو میدانِ جہاد میں حاضر نہیں کیا) دین الہی کے سبب اس کے بندوں کے درمیان تو معزز بن گئے لیکن اللہ کو اس کے بندوں کے درمیان قابلِ احترام نہ بتایا (اس کے احکام و نواہی کی پیروی نہیں کی) اپنے پیش روؤں کے مکانوں میں رہنے سے عبرت اور اپنے قریب ترین بھائیوں سے علیحدہ ہو جانے کے خوف سے سبق لو۔!“

جہاد کی ترغیب:

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا اور انہیں جہاد پر آمادہ کرنا چاہا تو وہ لوگ دیر تک چپ رہے تو آپ نے فرمایا:

”تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کیا تم گونگے ہو گئے ہو۔؟“

تو ایک گروہ نے کہا:

”اے امیر المومنین! اگر آپ چلیں تو ہم بھی آپ کے ہمراہ چلیں گے۔“

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”تمہیں کیا ہو گیا ہے۔؟ تمہیں ہدایت کی توفیق نہ ہو اور نہ سیدھی راہ دیکھنا نصیب ہو۔ کیا ایسے حالات میں میں ہی نکلوں۔؟ اس وقت تو تمہارے جوان مردوں اور طاقتوروں میں سے جس شخص کو میں پسند کروں اسے جانا چاہئے۔ میرے لیے مناسب نہیں کہ میں لشکر، شہر، بیت المال، زمین کے خراج کی فراہمی، مسلمانوں کے مقدمات کا تصفیہ اور مطالبہ کرنے والوں کے حقوق کی دیکھ بھال چھوڑ دوں اور لشکر لیے ہوئے دوسرے لشکر کے پیچھے نکل کھڑا ہوں۔ اور جس طرح خالی ترکش میں بے پیکاں کا تیر ہلتا جلتا ہے جنبش کھاتا رہوں۔ میں چکی کے اندر کا وہ قطب ہوں کہ جس پر وہ گھومتی ہے، جب تک میں اپنی جگہ پر ٹھہرا ہوں اور اگر میں نے اپنا مقام چھوڑ دیا تو اس کے گھومنے کا دائرہ متزلزل ہو جائے گا اور اس کا نیچے والا پتھر بھی بے ٹھکانے ہو جائے گا۔ اللہ کی قسم! یہ بہت بُرا مشورہ ہے۔ اللہ کی قسم! اگر دشمن کا مقابلہ کرنے سے مجھے شہادت کی امید نہ ہو جب کہ وہ مقابلہ میرے لئے مقدر ہو چکا ہو تو میں اپنی سوار یوں کو سوار ہونے کے لیے قریب کر لیتا اور تمہیں چھوڑ چھاڑ کر نکل جاتا اور جب تک جنوبی و شمالی ہوائیں چلتی رہتیں تمہیں کبھی طلب نہ کرتا۔ تمہارے شمار میں زیادہ ہونے سے کیا فائدہ جب کہ تم ایک دل نہیں ہو پاتے۔ میں نے تمہیں صحیح راستے پر لگایا ہے کہ جس میں ایسا ہی شخص تباہ و برباد ہوگا جو خود اپنے لیے ہلاکت کا سامان کیے بیٹھا ہو اور جو اس راہ پر جمار ہے گا وہ جنت کی طرف اور جو پھل جائے گا وہ دوزخ کی جانب بڑھے گا۔“

صالح ساتھی:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے نیک کردار ساتھیوں کے بارے میں فرمایا:
 ”تم حق کے سلسلہ میں مددگار اور دین کے معاملہ میں بھائی ہو۔ جنگ کے روز میری سپہ اور تمہارے لوگوں میں
 میرے راز دار ہو۔ میں تمہارے ہی ذریعہ روگردانی کرنے والوں پر تلوار چلاتا ہوں اور راستہ پر آنے
 والوں کی اطاعت کی امید رکھتا ہوں، لہذا اللہ کے لیے میری مدد کرو اس نصیحت کے ذریعہ جس میں ملاوٹ
 نہ ہو اور کسی طرح کے شک و شبہ کی گنجائش نہ ہو کہ اللہ کی قسم! میں لوگوں کی قیادت کے لئے تمام لوگوں سے
 اولیٰ اور احق ہوں۔“

نیک نامی اور امر الہی:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
 ”اللہ کی قسم! میں پیامت الہی کی تبلیغ سے اور اللہ کے وعدوں کے اتمام سے اور کلمات (حکمت) کی انتہا
 سے (خوب) واقف ہوں۔ ہم اہل بیت رسول کے پاس حکمت کے دروازے اور امر الہی کی روشنی موجود
 ہے۔ خبردار! دین کی شریعتیں واحد ہیں اور اس کے راستے سیدھے ہیں جو اسے پالے گا وہ حق سے جا ملے
 گا اور فائدہ میں رہے گا اور جو اسے نہ پاسکا، گمراہ ہوگا اور پشیمان ہوگا۔ عمل کرو! اس دن کے لیے جس کے
 لیے اعمال حسد کے ذخیرے جمع کیے جاتے ہیں۔ جب تمام راز فاش ہو کر رہیں گے، جس دن عقل
 و اندیشہ حاضر سے کوئی فائدہ نہ ہوگا اور عقل غائب، عاجز اور در ماندہ ہوگی۔ اس آگ سے بچنے کی کوشش
 کرو جس کی گرمی سخت اور جس کی گہرائی بہت زیادہ ہوگی جس کا زیور لوہا اور جس کا پانی زرد آب ہوگا یاد
 رہے کہ جسے اللہ لوگوں میں نیک نامی عطا فرماتا ہے وہ بہتر (خوش نصیب) ہے اس مال سے جس کا وہ
 دوسرے کو وارث تو بناتا ہے مگر کوئی اس کی تعریف نہیں کرتا۔“

موذی مرض:

جب لیلۃ الہریہ کے بعد آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے اٹھ کر کہا کہ آپ نے پہلے ہمیں حکم بنانے سے
 روکا اور پھر اسی حکم دے دیا تو آخر ان دونوں میں سے کون سی بات صحیح تھی؟ تو آپ نے ہاتھ پر ہاتھ مار کر فرمایا:
 ”افسوس یہی اس کی جزا ہوتی ہے جو عہد و پیمان کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ یاد رکھو! اگر میں تم کو اس ناگوار امر
 (جنگ) پر مامور کر دیتا جس میں یقیناً اللہ نے تمہارے لئے خیر رکھا تھا اس طرح کہ تم سیدھے رہتے تو
 تمہیں ہدایت دیتا اور ٹیڑھے ہو جاتے تو سیدھا کر دیتا اور انکار کرتے تو اس کا علاج کرتا تو یہ انتہائی مستحکم
 طریقہ کار ہوتا، لیکن یہ کام کس کے ذریعہ کرتا اور کس کے بھروسہ پر کرتا۔؟ میں تمہارے ذریعہ قوم کا علاج
 کرنا چاہتا تھا لیکن تمہیں تو بیماری ہے۔ یہ تو ایسا ہی ہوتا ہے جیسے کانٹے سے کانٹا نکالا جائے جب کہ اس کا

جھکاؤ اسی کی طرف ہو۔ اے اللہ! گواہ رہنا کہ اس موذی مرض کے اطباء عاجز آچکے ہیں اور اس کنویں سے رسی نکالنے والے تھک چکے ہیں۔ کہاں ہیں وہ لوگ جنہیں اسلام کی دعوت دی گئی تو فوراً قبول کر لی اور انہوں نے قرآن کو پڑھا تو باقاعدہ عمل بھی کیا اور جہاد کے لئے آمادہ کئے گئے تو اس طرح شوق سے آگے بڑھے جس طرح اونٹنی اپنے بچوں کی طرف بڑھتی ہے۔ انہوں نے تلوار کو نیا موموں سے نکال لیا اور دستہ دستہ، صف بہ صف آگے بڑھ کر تمام اطراف زمین پر قبضہ کر لیا۔ ان (صحابہ) میں بعض چلے گئے اور بعض باقی رہ گئے۔ انہیں نہ زندگی کی بشارت سے دلچسپی تھی اور نہ مردوں کی تعزیت سے۔ ان کی آنکھیں خوفِ الہی میں گریہ سے سفید ہو گئی تھیں۔ پیٹ روزوں سے دھنس گئے تھے ہونٹ دعا کرتے کرتے خشک ہو گئے تھے۔ چہرے شب بیداری سے زرد ہو گئے تھے اور چہروں پر خاکساری کی گرد پڑی ہوئی تھی۔ یہی میرے پہلے والے بھائی تھے جن کے بارے میں ہمارا حق ہے کہ ہم ان کی طرف پیاسوں کی طرح نگاہ کریں اور ان کے فراق میں اپنے ہی ہاتھ کاٹیں۔ یقیناً شیطان تمہارے لئے اپنی راہوں کو آسان بنا دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ ایک ایک کر کے تمہاری ساری گرہیں کھول دے۔ وہ (شیطان) تمہیں اجتماع کے بجائے افتراق دے کر فتنوں میں مبتلا کرنا چاہتا ہے، لہذا اس کے خیالات اور اس کی جھاڑ پھونک سے منہ موڑے رہو اور اس شخص کی نصیحت قبول کرو جو تمہیں نصیحت کا تحفہ دے رہا ہے اور اپنے دل میں اس کی گرہ باندھ لو۔“

باہمی صلح:

جب خوارج تحکیم کے نہ ماننے پر اڑ گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے پڑاؤ کی طرف تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا:

”کیا تم سب کے سب ہمارے ساتھ صفین میں موجود تھے۔؟“

انہوں نے کہا:

”ہم میں سے کچھ تھے اور کچھ نہیں تھے۔“

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”پھر تم دو گروہوں میں الگ الگ ہو جاؤ۔ ایک وہ جو صفین میں موجود تھا اور ایک وہ جو وہاں موجود نہ تھا

تاکہ میں ہر ایک سے جو گفتگو اس سے مناسب ہو وہ کروں۔“

پھر لوگوں سے پکار کر کہا:

”بس اب آپس میں بات چیت نہ کرو اور جس سے ہم گواہی طلب کریں وہ اپنے علم کے مطابق جوں کی

توں گواہی دے۔“

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے ایک طویل گفتگو فرمائی۔ منجملہ اس کے یہ فرمایا:

”جب ان لوگوں نے حیلہ دے کر اور جعل و فریب سے قرآن نیزوں پر اٹھائے تھے تو کیا تم نے ہمیں کہا تھا: وہ ہمارے بھائی بند اور ہمارے ساتھ اسلام کی دعوت قبول کرنے والے ہیں، اب چاہتے ہیں کہ ہم جنگ سے ہاتھ اٹھالیں اور وہ اللہ سبحانہ کی کتاب پر سمجھوتہ کے لیے ٹھہر گئے ہیں۔ صحیح رائے یہ ہے کہ ان کی بات مان لی جائے اور ان کی گلو خلاصی کی جائے۔ تو میں نے تم سے کہا تھا کہ اس چیز کے باہر ایمان اور اندر کینہ و عناد ہے۔ اس کی ابتداء شفقت و مہربانی اور نتیجہ ندامت و پشیمانی ہے۔ لہذا تم اپنے رویہ پر ٹھہرے رہو، اپنی راہ پر مضبوطی سے جمے رہو اور جہاد کے لئے اپنے دانتوں کو کھینچ لو اور اس چلانے والے کی طرف دھیان نہ دو کہ اگر اس کی آواز پر لبیک کہی گئی تو یہ گمراہ کرے گا اور اگر اسے یونہی رہنے دیا جائے تو ذلیل ہو کر رہ جائے گا، لیکن جب حکیم کی صورت انجام پاگئی تو میں تمہیں دیکھ رہا تھا کہ تم ہی اس پر رضامندی دینے والے تھے۔ اللہ کی قسم! اگر میں نے اس سے انکار کر دیا ہوتا تو مجھ پر اس کا کوئی فریضہ واجب نہ ہوتا اور نہ اللہ مجھ پر اس کے ترک کا گناہ عائد کرتا اور اللہ کی قسم! اگر میں اس کی طرف بڑھا تو اس صورت میں بھی میں ہی وہ حق پرست ہوں جس کی پیروی کی جانا چاہئے اور کتاب اللہ میرے ساتھ ہے اور جب سے میرا اس کا ساتھ ہوا ہے میں اس سے الگ نہیں ہوا۔ ہم جنگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور قتل ہونے والے وہی تھے جو ایک دوسرے کے باپ، بیٹے، بھائی اور رشتہ دار ہوتے تھے، لیکن ہر مصیبت اور سختی میں ہمارا ایمان بڑھتا تھا اور حق کی پیروی اور دین کی اطاعت میں زیادتی ہوتی تھی اور زخموں کی ٹیسوں پر صبر میں اضافہ ہوتا تھا، مگر اب ہم کو ان لوگوں سے کہ جو اسلام کی رو سے ہمارے بھائی کہلاتے ہیں جنگ کرنا پڑ گئی ہے، چونکہ ان کی وجہ سے اس میں گمراہی، کجی شہادت اور غلط ملط تاویلات داخل ہو گئی ہیں تو جب ہمیں کوئی ایسا ذریعہ نظر آئے کہ جس سے ممکن ہے اللہ ہماری پریشانیوں کو دور کر دے اور اس کی وجہ سے ہمارے درمیان جو باقی ماندہ لگاؤ رہ گیا ہے اس کی طرف بڑھتے ہوئے ایک دوسرے سے قریب ہوں تو ہم اسی کے خواہشمند رہیں گے اور کسی دوسری صورت سے جو اس کے خلاف ہو ہاتھ روک لیں گے۔“

باعزتِ موت اور اس کا حصول:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ کے وقت اپنے ساتھیوں سے فرمایا:

”جنگ و پیکار کے وقت تم میں سے جو شخص اپنے اندر قوت قلب (دلیری) محسوس کرتا ہے اور اپنے کسی بھائی میں خوف و ترس مشاہدہ کرتا ہے تو اس برتری اور دلیری کے سبب جو اللہ نے اسے عطا فرمائی ہے دشمن کو اپنے بھائی سے دفع کرنے، جس طور پر کہ خود اپنے اوپر سے دفع کرتا ہے۔ اگر اللہ چاہے گا تو اسے بھی اس کے مانند شجاع و بیباک بنا دے گا۔ (یاد رکھو) کہ موت وہ طالب تیز کار ہے کہ دلیری سے میدان جنگ میں کھڑا ہوا شخص بھی اس کے پنجہ سے بچ نہیں سکتا اور جو اس سے گریزاں ہو وہ اسے عاجز و ناتواں

نہیں کر سکتا۔ یاد رکھو! باعزت موت (راہِ الہی میں) قتل ہو جانا ہے۔ اس ہستی کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں پسر ابوطالب کی جان ہے کہ مجھ پر تلوار کی ہزار چوٹیں بستر پر (ایڑیاں رگڑ کے) مر جانے سے زیادہ بہتر ہیں۔“

طرزِ جنگ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب کو جنگ پر آمادہ کرتے ہوئے فرمایا:

”زرہ پوش افراد کو آگے بڑھاؤ اور بغیر زرہ لوگوں کو پیچھے رکھو۔ دانتوں کو بھینچ لو کہ اس سے تلواریں سر سے اچٹ جاتی ہیں اور نیزوں کے اطراف سے پہلوؤں کو بچائے رکھو کہ اس سے نیزوں کے رُخ پلٹ جاتے ہیں۔ نگاہوں کو نیچا رکھو کہ اس سے قوت قلب میں اضافہ ہوتا ہے اور حوصلے بلند رہتے ہیں۔ آوازیں دھیمی رکھو کہ اس سے کمزوری دور ہوتی ہے۔ دیکھو! اپنے پرچم کا خیال رکھنا۔ وہ نہ جھکنے پائے اور نہ اکیلا رہنے پائے۔ اسے صرف بہادر افراد اور عزت کے پاسبانوں کے ہاتھ میں رکھنا کہ مصائب پر صبر کرنے والے ہی پرچموں کے گرد جمع ہوتے ہیں اور داہنے بائیں، آگے پیچھے ہر طرف سے گھیرا ڈال کر اس کا تحفظ کرتے ہیں۔ نہ اس سے پیچھے رہ جاتے ہیں کہ اسے دشمنوں کے حوالے کر دیں اور نہ آگے بڑھ جاتے ہیں کہ وہ تنہا رہ جائے۔ دیکھو! ہر شخص اپنے مقابل کا خود مقابلہ کرے اور اپنے بھائی کا بھی ساتھ دے اور خبردار! اپنے مقابل کو اپنے ساتھی کے حوالہ نہ کر دینا کہ اس پر یہ اور اس کا ساتھی دونوں مل کر حملہ کر دیں۔ اللہ کی قسم! اگر تم دنیا کی تلوار سے بچ کر بھاگ بھی نکلے تو آخرت کی تلوار سے بچ کر نہیں جاسکتے ہو۔ پھر تم تو عرب کے جوانمرد اور سر بلند افراد ہو۔ تمہیں معلوم ہے کہ فرار میں اللہ کا غضب بھی ہے اور ہمیشہ کی ذلت بھی۔ فرار ہونے والا نہ اپنی عمر میں اضافہ کر سکتا ہے اور نہ اپنے وقت کے درمیان حائل ہو سکتا ہے۔ کون ہے جو اللہ کی طرف یوں جائے جس طرح پیاسا پانی کی طرف جاتا ہے۔ جنت نیزوں کے اطراف کے سایہ میں ہے۔ آج ہر ایک کے حالات کا امتحان ہو جائے گا۔ اللہ کی قسم! مجھے دشمنوں سے جنگ کا اشتیاق اس سے زیادہ ہے جتنا انہیں اپنے گھروں کا اشتیاق ہے۔ اے اللہ! یہ ظالم اگر حق کو رد کر دیں تو ان کی جماعت کو پراگندہ کر دے، ان کے کلمہ کو متحد نہ ہونے دے، ان کو ان کے کئے کی سزا دیدے کہ یہ اس وقت تک اپنے موقف سے نہ ہٹیں گے جب تک نیزے ان کے جسموں میں نسیم سحر کے راستے نہ بنادیں اور تلواریں ان کے سروں کو شگافتہ ہڈیوں کو چور چور اور ہاتھ پیر کو شکستہ نہ بنادیں اور جب تک ان پر لشکر کے بعد لشکر اور سپاہ کے بعد سپاہ حملہ آور نہ ہو جائیں اور ان کے شہروں پر مسلسل فوجوں کی یلغار نہ ہو اور گھوڑے ان کی زمینوں کو آخر تک روند نہ ڈالیں اور ان کی چراگاہوں اور سبزہ زاروں کو پامال نہ کر دیں۔“

کتاب اللہ کا فیصلہ:

یہ خطبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوارج سے ارشاد فرمایا جبکہ انہوں نے حکیم رجال سے انکار کیا اور آپ کے

ساتھیوں کی مذمت کی۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”ہم نے لوگوں کو حکم نہیں بنایا تھا، ہم نے قرآن کو حکم بنایا تھا اور یہ قرآن ایک تحریر ہے کہ جلد کی دو دفتیوں کے درمیان مرقوم ہے، چونکہ یہ بول نہیں سکتی، لہذا اس کے لیے ترجمان لازم ہے (کہ اس کا مفہوم بیان کر سکے) بلاشبہ لوگ اسی کو سامنے رکھ کر بات کر سکتے ہیں چونکہ اہل شام نے چاہا کہ ہم قرآن کو حکم قرار دیں تو ہم نے ان کی درخواست قبول کر لی، کیونکہ ہم ان لوگوں میں نہیں تھے جو کتاب اللہ سے روگردانی کرتے ہیں۔ اللہ کریم فرماتا ہے: اگر تمہارے مابین کسی بات پر جھگڑا ہو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو۔ پس نزاع و دشمنی میں اللہ کی طرف رجوع کرنے کے معنی یہ ہیں کہ ہم اس کی کتاب کا حکم مانیں اور رسول کی جانب رجوع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم سنت رسول کو پیش نظر رکھیں۔ پس اگر کتاب الہی سے سچائی کے ساتھ فیصلہ کیا جائے تو ہم بہ نسبت دوسروں کے اس کے زیادہ سزاوار ہیں۔ اگر سنت رسول کو پیش نظر رکھ کر حکم دیا جائے تو اس پر عمل کرنے میں سب سے زیادہ اولیٰ ہم ہی ہیں۔ رہا تمہارا یہ قول کہ آپ نے اپنے اور ان کے مابین تحکیم میں مہلت کیوں دی؟ تو میں نے مہلت اس لیے دی کہ جاہل تحقیق کر لے اور عالم ثابت قدم ہو جائے اور شاید اس امت کے معاملات متاثر کہ جنگ سے درست کر دے اور ان پر کوئی سختی نہ کرنا پڑے تاکہ حق کو پہچاننے میں جلدی کر کے انہیں گمراہی کے سامنے سرنگوں نہ کر دیا جائے، خوب ٹھنڈے دل سے سوچ سمجھ کر فیصلہ کریں اور ضد یا غلط فہمی نہ پیدا ہو۔ بلاشبہ اللہ کے نزدیک صاحب عزت آدمی وہ ہے جو عمل حق کو باطل کے مقابلہ میں زیادہ دوست رکھتا ہے، اگرچہ حق پر چلنے سے اسے نقصان کیوں نہ پہنچ جائے، اسے غم و اندوہ سے پالا ہی کیوں نہ پڑے اور اگرچہ باطل سے اسے نفع ہی کیوں نہ ہو، بہرہ مندی کیوں نہ حاصل ہو۔ پس تم کیوں حیران و سرگشتہ ہو اور یہ بلا تم پر کہاں سے آگئی ہے کہ اس گروہ سے جنگ کہنے میں سستی کر رہے ہو۔ جو حق سے دور ہو کر حیران و سرگشتہ ہو رہا ہے اور ظلم و جور کا یوں خوگر ہو چکا ہے کہ اس سے منہ نہیں موڑتا جو کتاب الہی سے دور اور راہ حق سے نفور ہے (پھر کتنے افسوس کا مقام ہے کہ) تم میں وہ شان اعتماد نہیں کہ تم پر بھروسہ کر سکو، نہ یارانِ باوقا میں ہو کہ (پریشانی میں) امید ہمراہی رکھوں۔ تم آتش جنگ کو بھڑکانے میں بہت برے ہو۔ افسوس! ہے تم پر! تمہارے سبب سے میں سختی میں مبتلا ہوں، کبھی میں تمہیں نصرت دین کے لیے پکارتا ہوں، کبھی میں تم سے دشمن سے لڑنے کے لیے سرگوشی کرتا ہوں، لیکن تمہارا حال یہ ہے کہ نہ پکار کے وقت کھرے دوست ثابت ہوئے اور نہ سرگوشی کے وقت بھروسہ کے قابل بھائی۔“

احکام دین اور خوارج کے شبہات:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوارج سے فرمایا:

”اگر تمہارا اصرار اسی بات پر ہے کہ مجھے خطا کار اور گمراہ قرار دو تو ساری امت پیغمبر کو کیوں خطا کار

قرار دے رہے ہو؟ اور میری ”غلطی“ کا مواخذہ ان سے کیوں کر رہے ہو؟ اور میرے ”گناہ“ کی بنا پر انہیں کیوں کا فر قرار دے رہے ہو۔ تمہاری تلواریں تمہارے کندھوں پر رکھی ہوئی ہیں، جہاں چاہتے ہو خطا بے خطا چلا دیتے ہو اور گنہگار اور بے گناہ میں کوئی فرق نہیں کرتے ہو۔ تمہیں معلوم ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی شدہ ہو کر زنا کرنے والے مجرم کو سنگسار کیا تو اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی تھی اور اس کے اہل کو وارث بھی قرار دیا تھا اور اسی طرح قاتل کو قتل کیا تو اس کی میراث بھی تقسیم کی اور چور کے ہاتھ کاٹے یا غیر شادی شدہ زنا کار کو کوڑے لگوائے تو انہیں مال غنیمت میں حصہ بھی دیا اور ان کا مسلمان عورتوں سے نکاح بھی کرایا گیا کہ آپ نے ان کے گناہوں کا مواخذہ کیا اور ان کے بارے میں حق اللہ کو قائم کیا لیکن اسلام میں ان کے حصہ کو نہیں روکا اور نہ ان کے نام کو اہل اسلام کی فہرست سے خارج کیا۔ مگر تم بدترین افراد ہو کہ شیطان تمہارے ذریعہ اپنے مقاصد کو حاصل کر لیتا ہے اور تمہیں صحرائے ضلالت میں ڈال دیتا ہے۔ عنقریب میرے بارے میں دو طرح کے افراد گمراہ ہوں گے۔ محبت میں غلو کرنے والے جنہیں محبت غیر حق کی طرف لے جائے گی اور عداوت میں زیادتی کرنے والے جنہیں عداوت باطل کی طرف کھینچ لے جائے گی۔ بہترین افراد وہ ہوں گے جو درمیانی منزل پر ہوں۔ لہذا تم بھی اسی راستہ کو اختیار کرو اور اسی نظریہ کی جماعت کے ساتھ ہو جاؤ کہ اللہ کا ہاتھ اسی جماعت کے ساتھ ہے اور خبردار! تفرقہ کی کوشش نہ کرنا کہ جو ایمانی جماعت سے کٹ جاتا ہے وہ اسی طرح شیطان کا شکار ہو جاتا ہے جس طرح گلہ سے الگ ہو جانے والی بھیڑ بھیڑیے کی نذر ہو جاتی ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ جو بھی اس انحراف کا نعرہ لگائے اسے قتل کر دو! چاہے وہ میرے ہی عمامہ کے نیچے کیوں نہ ہو۔ ان دونوں افراد (حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت عمرو بن العاص) کو حکم بنایا گیا تھا تا کہ ان امور کو زندہ کریں جنہیں قرآن نے زندہ کیا ہے اور ان امور کو مردہ بنا دیں جنہیں قرآن نے مردہ بنا دیا ہے اور زندہ کرنے کے معنی اس پر اتفاق کرنے اور مردہ بنانے کے معنی اس سے الگ ہو جانے کے ہیں۔ ہم اس بات پر تیار تھے کہ اگر قرآن ہمیں دشمن کی طرف کھینچ لے جائے گا تو ہم ان کا اتباع کر لیں گے اور اگر انہیں ہماری طرف لے آئے گا تو انہیں آنا پڑے گا لیکن اللہ تمہارا ابرا کرے اس بات میں میں نے کوئی غلط کام تو نہیں کیا اور نہ تمہیں کوئی دھوکا دیا ہے اور نہ کسی بات کو شبہ میں رکھا ہے، لیکن تمہاری جماعت نے دو آدمیوں کے انتخاب پر اتفاق کر لیا اور میں نے ان پر شرط لگادی کہ قرآن کے حدود سے تجاوز نہیں کریں گے۔“

مختلف فتنہ پرور لشکر:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بصرہ کے اندر برپا ہونے والے ہنگاموں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

”اے احف! میں اس شخص کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ وہ ایک ایسے لشکر کو لے کر بڑھ رہا ہے کہ جس میں نہ گردوغبار ہے، نہ شور و غوغا، نہ لگاموں کی کھڑکھڑاہٹ ہے اور نہ گھوڑوں کے ہنہانے کی آواز۔“

وہ لوگ زمین کو اپنے پیروں سے جو شتر مرغ کے پیروں کے مانند ہیں روند رہے ہوں گے۔ ان لوگوں کے ہاتھوں سے کہ جن کے قتل ہو جانے والوں پر بین نہیں کیا جاتا اور گم ہونے والوں کو ڈھونڈھا نہیں جاتا تمہاری ان آبادگیوں اور سچے سچائے مکانوں کے لیے تباہی ہے کہ جن کے چھجے گدوں کے پروں اور ہاتھیوں کی سوٹوں کے مانند ہیں۔ میں دنیا کو اوندھے منہ گرانے والا اور اس کی بساط کا صحیح اندازہ رکھنے والا اور اس کے لائق حال نگاہوں سے دیکھنے والا ہوں۔ میں ایسے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ جن کے چہرے ان ڈھالوں کی طرح ہیں کہ جن پر چڑے کی تہیں ہنڈی ہوئی ہوں، وہ ابریشم و دیبا کے کپڑے پہنتے ہیں اور اصیل گھوڑوں کو عزیز رکھتے ہیں اور وہاں کشت و خون کی گرم بازاری ہوگی۔ یہاں تک کہ زخمی کشتوں کے اوپر سے ہو کر گزریں گے اور بیچ کر بھاگ نکلنے والے اسیر ہو نیوالوں سے کم ہوں گے۔ اس موقع پر آپ کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے جو قبیلہ بنی کلب سے تھا، عرض کیا: یا امیر المؤمنین! آپ کو تو علم غیب حاصل ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا: اے برادر کلبی! یہ علم غیب نہیں بلکہ ایک صاحب علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کی ہوئی باتیں ہیں۔ علم غیب تو قیامت کی گھڑی اور ان چیزوں کے جاننے کا نام ہے کہ جنہیں اللہ سبحانہ نے ان اللہ عنده علم الساعة والی آیت میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ اللہ ہی جانتا ہے کہ شکموں میں کیا ہے، نر ہے یا مادہ، بد صورت ہے یا خوبصورت، سخی ہے یا بخیل، بد بخت ہے یا خوش نصیب اور کون جہنم کا ایندھن ہوگا اور کون جنت میں نبیوں کا رفیق ہوگا۔ یہ وہ علم غیب ہے جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ رہا دوسری چیزوں کا علم تو وہ اللہ نے اپنے نبی کو دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا اور میرے لیے دعا فرمائی کہ میرا سینہ انہیں محفوظ رکھنے اور میری پسلیاں انہیں سمیٹے رہیں۔“

حضرت ابوذر غفاری سے خطاب:

جب حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو ربذہ کی طرف جلا وطن کیا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

”اے ابوذر! تم اللہ کے لیے غضب ناک ہوئے ہو تو پھر جس کی خاطر یہ تمام غم و غصہ ہے اسی سے امید بھی رکھو۔ ان لوگوں کو تم سے اپنی دنیا کے متعلق خطرہ ہے اور تمہیں ان سے اپنے دین کے متعلق اندیشہ ہے۔ لہذا جس چیز کے لیے انہیں تم سے کھٹکا ہے وہ انہیں کے ہاتھ میں چھوڑو اور جس شے کے لیے تمہیں ان سے اندیشہ ہے اسے لے کر ان سے بھاگ نکلو۔ جس چیز سے تم انہیں محروم کر کے جا رہے ہو کاش کہ وہ سمجھتے کہ وہ اس کے کتنے حاجتمند ہیں اور جس چیز کو انہوں نے تم سے روک لیا ہے اس سے تم بہت ہی بے نیاز ہو اور جلد ہی تم جان لو گے کہ کل فائدہ میں رہنے والا کون ہے اور کس پر حسد کرنے والے زیادہ ہیں۔ اگر یہ آسمان و زمین کسی عہدے پر بند پڑے ہوں اور وہ اللہ سے ڈرے تو وہ اس کے لیے زمین و آسمان کی راہیں کھول دے گا۔ تمہیں صرف حق سے دلچسپی ہونا چاہئے اور صرف باطل ہی سے گھبرانا چاہئے۔ اگر تم

ان کی دنیا قبول کر لیتے تو وہ تمہیں چاہنے لگتے اور تم اس میں کوئی حصہ اپنے لیے مقرر کر لیتے تو وہ تم سے مطمئن ہو جاتے۔

مقصد خلافت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”اے رنگارنگ مزاج اور پراگندی و پریشان دل رکھنے والو! جن کے جسم حاضر اور عقلمیں غائب ہیں، میں تمہیں حق کے راستے پر لے چلنا چاہتا ہوں، لیکن تم اس سے یوں بھاگتے ہو جس طرح بکری شیر کی دھاڑ سن کر بھاگتی ہے۔ کس قدر مشکل ہے یہ کام کہ تمہاری کمک سے عدل پنہاں کو آشکار کروں اور حق کو راست کر دوں۔ اے اللہ! تو آگاہ ہے کہ جو کچھ ہم نے تبلیغ کا کام کیا وہ اس لیے نہ تھا کہ ہم سلطنت و خلافت کی طرف میل و رغبت رکھتے تھے نہ اس لیے تھا کہ متاع دنیا سے ہم کچھ حاصل کرتے، بلکہ صرف اس لیے تھا کہ تیرے دین کے آثار میں (جو تغیر ہو گیا تھا ہم نے چاہا کہ) اسے واپس لائیں اور تیرے شہروں میں اصلاح و آسائش کو برقرار کر دیں تاکہ تیرے ستم کشیدہ بندے امن و آسودگی حاصل کر لیں اور تیرے احکام جو ضائع کیے جا رہے تھے پھر جاری ہو جائیں۔ اے اللہ! میں وہ سب سے پہلا شخص ہوں جس نے حق کی طرف رجوع کیا، حق کی دعوت سنی اور حق کی صدا پر لبیک کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی نے مجھ سے پہلے نماز نہیں پڑھی۔ تم جانتے ہو کہ وہ شخص ناموس و خون عوام، غنیمت، احکام اسلام اور امامت مسلمین کا سزاوار نہیں جو بخیل ہو کہ وہ طمع و حرص میں مبتلا ہو جائے گا، نہ اسے جاہل ہونا چاہئے ورنہ اپنی نادانی سے دوسروں کو گمراہ کر دے گا۔ نہ تغیر ایام سے ڈرنے والا ہونا چاہئے ورنہ وہ ایک طاقتور گروہ سے مل کر دوسرے کمزور گروہ کو ذلیل و خوار کرے گا۔ نہ اسے رشوت لینے والا ہونا چاہئے کہ مال لے کر باطل کو حق اور حق کو باطل کر دے، ورنہ حقوق ضائع ہو جائیں گے اور حدود الہی نافذ نہ ہو سکیں گے، نہ سنت کا معطل کرنے والا ہونا چاہئے، ورنہ وہ امت کو ہلاک کر دے گا۔“

اللہ، رسول، قرآن اور دنیا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”دنیا و آخرت دونوں نے اپنی باگ ڈور اللہ کے حوالہ کر رکھی ہے اور زمین و آسمان نے اپنی کنجیاں اسی کی خدمت میں پیش کر دی ہیں۔ اس کی بارگاہ میں صبح و شام سرسبز و شاداب درخت سجدہ ریز رہتے ہیں اور اپنی لکڑیوں سے چمکدار آگ نکالتے رہتے ہیں اور اسی کے حکم کے مطابق پکے ہوئے پھل پیش کرتے رہتے ہیں۔ کتاب اللہ نگاہ کے سامنے ہے۔ یہ وہ ناطق ہے جس کی زبان عاجز نہیں ہوتی ہے اور یہ وہ گھر ہے جس کے ارکان منہدم نہیں ہوتے ہیں۔ یہی وہ عزت ہے جس کے اعوان و انصار شکست خوردہ نہیں ہوتے ہیں۔ اللہ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت بھیجا جب رسولوں کا سلسلہ رکا ہوا تھا اور زبانیں آپس

میں تکرار ہی تھیں۔ آپ کی ذریعہ رسولوں کے سلسلہ کو تمام کیا اور وحی کے سلسلہ کو موقوف کیا تو آپ نے بھی اس سے انحراف کرنے والوں اور اس کا ہمسر ٹھہرانے والوں سے جم کر جہاد کیا۔ یہ دنیا اندھے کی بصارت کی آخری منزل ہے جو اس کے ماوراء کچھ نہیں دیکھتا ہے، جب کہ صاحب بصیرت کی نگاہ اُس پار نکل جاتی ہے اور وہ جانتا ہے کہ منزل اس کے ماوراء ہے۔ صاحب بصیرت اس سے کوچ کرنے والا ہے اور اندھا اس کی طرف کوچ کرنے والا ہے۔ بصیر اس سے زادراہ فراہم کرنے والا ہے اور اندھا اس کے لیے زادراہ اکٹھا کرنے والا ہے۔ یاد رکھو کہ دنیا میں جو شے بھی ہے اس کا مالک سیر ہو جاتا ہے اور اکتا جاتا ہے علاوہ زندگی کے کہ کوئی شخص موت میں راحت نہیں محسوس کرتا اور یہ بات اس حکمت کی طرح ہے جس میں مردہ دلوں کی زندگی، اندھی آنکھوں کی بصارت، بہرے کانوں کی سماعت اور پیاسے کی سیرابی کا سامان ہے اور اسی میں ساری مالداری ہے اور مکمل سلامتی ہے۔ یہ کتاب اللہ ہے جس میں تمہاری بصارت اور سماعت کا سارا سامان موجود ہے۔ اس میں ایک حصہ دوسرے کی وضاحت کرتا ہے اور ایک دوسرے کی گواہی دیتا ہے۔ یہ اللہ کے بارے میں اختلاف نہیں رکھتا ہے اور اپنے ساتھی کو اللہ سے الگ نہیں کرتا ہے۔ مگر تم نے آپس میں کینہ و حسد پر اتفاق کر لیا ہے اور اسی گھورے پر سبزہ اُگ آیا ہے۔ امیدوں کی محبت میں ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہو اور مال جمع کرنے میں ایک دوسرے کے دشمن ہو۔ شیطان نے تمہیں سرگرداں کر دیا ہے اور فریب نے تم کو بہکا دیا ہے۔ اب اللہ ہی میرے اور تمہارے نفسوں کے مقابلہ میں ایک سہارا ہے۔“

چشمہ حق:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیعت کے بارے میں فرمایا:

”میرے ہاتھوں پر تمہاری بیعت کوئی ناگہانی حادثہ نہیں ہے اور میرا اور تمہارا معاملہ ایک جیسا بھی نہیں ہے۔ میں تمہیں اللہ کے لئے چاہتا ہوں اور تم مجھے اپنے فائدہ کے لئے چاہتے ہو۔ لوگو! اپنی نفسانی خواہشات کے مقابلہ میں میری مدد کرو۔ اللہ کی قسم! میں مظلوم کو ظالم سے اس کا حق دلاؤں گا اور ظالم کو اس کی ناک میں ٹیکل ڈال کر کھینچوں گا تاکہ ایک چشمہ حق پر وارد کر دوں، چاہے وہ کسی قدر ناراض کیوں نہ ہو۔“

کوئی وغیبت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کی بدگوئی اور غیبت سے روکتے ہوئے فرمایا:

”جو لوگ معاصی سے دور ہیں گناہ کے مرتکب نہیں ہوتے اور اللہ تعالیٰ نے جنہیں گناہوں سے پرہیز کی نعمت بخشی ہے ان کے لیے سزاوار یہ ہے کہ ان لوگوں پر جو گناہ گار ہیں اور جن کا شمار اہل ذنوب و معصیت میں ہے ان پر رحم کریں، ان کی غیبت نہ کریں، ان پر بہتان نہ باندھیں بلکہ مناسب طریقے سے انہیں راہ

ہدایت کی طرف مائل کریں۔ شکر و سپاس گزاری ان پر غالب رہے یعنی اس امر کا شکر کہ وہ خود گناہ نہیں کرتے اور اس امر کی سپاس گزاری کہ دوسرے گناہ گاروں کی غیبت نہیں کرتے۔ وہ عیب چیں جو اپنے بھائی کی مذمت کرتا ہے، کیا یہ ان گناہ گاروں کی غیبت کرتا ہے جن سے بڑھ کر اس نے خود گناہ کئے اور اللہ نے ان کی پردہ پوشی فرمائی؟ اور یہ اپنے بھائی کے پیٹھے پیچھے کیسے اس کی مذمت کرتا ہے، حالانکہ خود بھی اس کشتی کا سوار ہے۔ ویسے ہی گناہ کا مرتکب نہیں ہے تو ایک دوسرے گناہ (غیبت) کا ارتکاب کر رہا ہے جو اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے۔ اللہ کی قسم! اگر گناہ کبیرہ کا ارتکاب نہیں کیا اور گناہ صغیرہ سرزد ہوا ہے تو بھی ہر آئینہ عیب جوئی (غیبت) کی جسارت کرنا، اس گناہ سے بزرگ تر ہے! اے اللہ کے بندے! کسی کے گناہ کے باعث اس کی عیب چینی نہ کرنا۔ شاید! توبہ و انابت و استغفار اس نے کر لیا ہو اور اللہ نے اس کے گناہ کو بخش دیا ہو۔ تو اپنے نفس سے گناہ صغیرہ پر بھی آسودہ و بے خوف نہ رہ! چھوٹے گناہ کو بھی معمولی نہ سمجھ اور اسے چشمِ حقارت سے نہ دیکھ۔ ممکن ہے اس کے باعث تو گرفتار عذاب ہو جائے اور تم میں سے جو شخص کسی کے عیب سے واقف ہے اسے چاہئے کہ اپنے عیوب کو پیش نظر رکھے، اس کی غیبت سے باز رہے اور اللہ کا شکر کرے کہ اس نے اس گناہ سے بچایا جس میں دوسرا مبتلا ہے۔“

تخط سالی کے وقت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے طلبِ باران کے سلسلہ میں فرمایا:

”دیکھو یہ زمین جو تمہیں اٹھائے ہوئے ہے اور یہ آسمان جو تم پر سایہ کرتا ہے دونوں تمہارے پروردگار کے زیر فرمان ہیں۔ یہ اپنی برکتوں سے اس لیے تمہیں مالا مال نہیں کرتے کہ ان کا دل تم پر کڑھتا ہے یا تمہارا تقرب چاہتے ہیں یا کسی بھلائی کے تم سے امیدوار ہیں، بلکہ یہ تو تمہاری منفعت رسائی پر مامور ہیں جسے بجالاتے ہیں اور تمہاری مصلحتوں کی حدوں پر انہیں ٹھہرایا گیا ہے چنانچہ یہ ٹھہرے ہوئے ہیں۔ البتہ اللہ سبحانہ بندوں کو ان کی بد اعمالیوں کے وقت پھلوں کے کم کرنے، برکتوں کے روک لینے اور انعامات کے خزانوں کے بند کر دینے سے آزاتا ہے تاکہ توبہ کرنے والا توبہ کرے، انکار و سرکشی سے باز آنے والا باز آجائے، نصیحت و عبرت حاصل کرنے والا نصیحت و بصیرت حاصل کرے اور گناہوں سے رکنے والا رک جائے۔ اللہ سبحانہ نے توبہ و استغفار کو روزی کے اترنے کا سبب اور خلق پر رحم کھانے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ اس کا ارشاد ہے کہ اپنے پروردگار سے توبہ و استغفار کرو۔ بلاشبہ وہ بہت بخشنے والا ہے۔ وہی تم پر موسلا دھار بینہ برساتا ہے اور مال و اولاد سے تمہیں سہارا دیتا ہے۔ اللہ اس شخص پر رحم کرے جو توبہ کی طرف متوجہ ہو اور گناہوں سے ہاتھ اٹھانے اور موت سے پہلے نیک اعمال کرے۔ بارالہا! تیری رحمت کی خواہش کرتے ہوئے اور نعمتوں کی فراوانی چاہتے ہوئے اور تیرے عذاب و غضب سے ڈرتے ہوئے ہم پر دوں اور گھروں کے گوشوں سے تیری طرف نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ اس وقت جب کہ چوپائے چیخ

رہے ہیں اور بچے چلا رہے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں بارش سے سیراب کر دے اور ہمیں مایوس نہ کر اور خشک سالی ہمیں ہلاک نہ ہونے دے اور ہم میں سے کچھ بے وقوفوں کے کرتوت پر ہمیں اپنی گرفت میں نہ لے۔ اے رحم کرنے والوں میں بہت رحم کرنے والے! جب ہمیں سخت تنگیوں نے مضطرب و بے چین کر دیا اور قحط سالیوں نے بے بس بنا دیا اور شدید جاہتمندیوں نے لاچار بنا ڈالا اور منہ زور فتنوں کا ہم پر تانتا بندھ گیا تو ہم تیری طرف نکل پڑے ہیں گلہ لے کر اس کا جو تجھ سے پوشیدہ نہیں۔ اے اللہ! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تو ہمیں محروم نہ پلٹا اور نہ اس طرح کہ ہم اپنے نفسوں پر بیچ و تاب کھا رہے ہوں اور ہمارے گناہوں کی بنا پر ہم سے عتاب آمیز خطاب نہ کر اور ہمارے کئے کے مطابق ہم سے سلوک نہ کر۔ اے اللہ! تو ہم پر باران و برکت اور رزق و رحمت کا دامن پھیلا دے اور ایسی سیرابی سے ہمیں نہال کر دے جو فائدہ بخشے والیا اور سیراب کرنے والی اور گھاس پات اگانے والی ہو کہ جس سے تو گئی گزری ہوئی کھیتوں میں پھر سے روئیدگی لے آئے اور مردہ زمینوں میں حیات کی لہریں دوڑا دے۔ وہ ایسی سیرابی ہو کہ جس کی تروتازگی سرتاسر فائدہ مند اور چنے ہوئے پھلوں کے انبار لیے ہو جس سے تو ہموار زمینوں کو جل تھل بنا دے اور ندی نالے بہا دے اور درختوں کو برگ و بار سے سرسبز کر دے اور زرخوں کو سستا کر دے۔ بلاشبہ تو جو چاہے اس پر قادر ہے۔“

جہال جس کی تعریف کریں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”یاد رکھو! غیر مستحق کے ساتھ احسان کرنے والے اور نا اہل کے ساتھ نیکی کرنے والے کے حصہ میں کینے لوگوں کی تعریف اور بدترین افراد کی مدح و ثنا ہی آتی ہے اور وہ جب تک کرم کرتا رہتا ہے جہال کہتے رہتے ہیں کہ کس قدر کریم اور سخی ہے یہ شخص حالانکہ اللہ کے معاملہ میں یہی شخص بخیل بھی ہوتا ہے۔ دیکھو! اگر اللہ کسی شخص کو مال دے تو اس کا فرض ہے کہ قرابتداروں کا خیال رکھے، مہمان نوازی کرے، قیدیوں اور خستہ حالوں کو آزاد کرے، فقیروں اور قرضداروں کی امداد کرے، اپنے نفس کو حقوق کی ادائیگی اور مصائب پر آمادہ کرے کہ اس میں ثواب کی امید پائی جاتی ہے اور ان تمام خصلتوں کے حاصل کرنے ہی میں دنیا کی شرافتیں اور کرامتیں ہیں اور انہیں سے آخرت کے فضائل بھی حاصل ہوتے ہیں۔ انشاء اللہ!“

سلطنت میں حاکم کی حیثیت:

جب حضرت عمر ابن خطاب نے جنگ فارس میں شریک ہونے کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیا تو آپ نے فرمایا:

”اس امر میں کامیابی و ناکامیابی کا دار و مدار فوج کی کمی بیشی پر نہیں رہا۔ یہ تو اللہ کا دین ہے جسے اس نے

سب دینوں پر غالب رکھا ہے اور اسی کا لشکر ہے جسے اس نے تیار کیا ہے اور اس کی ایسی نصرت کی ہے کہ وہ بڑھ کر اپنی موجودہ حد تک پہنچ گیا ہے اور پھیل کر اپنے موجودہ پھیلاؤ پر آ گیا ہے۔ ہم سے اللہ کا ایک وعدہ ہے اور وہ اپنے وعدہ کو پورا کرے گا اور اپنے لشکر کی خود ہی مدد کرے گا۔ امور سلطنت میں حاکم کی حیثیت وہی ہوتی ہے جو مہروں میں ڈورے کی جو انہیں سمیٹ کر رکھتا ہے۔ جب ڈورا ٹوٹ جائے تو سب مہرے بکھر جائیں گے اور پھر کبھی سمٹ نہ سکیں گے۔ آج عرب والے اگرچہ گنتی میں کم ہیں مگر اسلام کی وجہ سے وہ بہت ہیں اور اتحاد باہمی کے سبب سے فتح و غلبہ پانے والے ہیں۔ آپ اپنے مقام پر کھوٹی کی طرح جھے رہیں اور عرب کا نظم و نسق برقرار رکھیں اور انہی کو جنگ کی آگ کا مقابلہ کرنے دیں۔ اس لیے کہ اگر تم نے اس سرزمین کو چھوڑا تو عرب اطراف و جوانب سے تم پر ٹوٹ پڑیں گے۔ یہاں تک کہ تمہیں اپنے سامنے کے حالات سے زیادہ ان مقامات کی فکر ہو جائے گی جنہیں تم اپنے پس پشت غیر محفوظ چھوڑ کر گئے ہو۔ کل اگر عجم والے تمہیں دیکھیں گے تو آپس میں یہ کہیں گے کہ یہ ہے سردار عرب! اگر تم نے اس کا قلع قمع کر دیا تو آسودہ ہو جاؤ گے تو اس کی وجہ سے ان کی حرص و طمع تم پر زیادہ ہو جائے گی، لیکن یہ جو تم کہتے ہو کہ وہ لوگ مسلمانوں سے لڑنے بھڑنے کے لیے چل کھڑے ہوئے ہیں تو اللہ ان کے بڑھنے کو تم سے زیادہ برا سمجھتا ہے اور وہ جسے برا سمجھے اس کے بدلنے اور روکنے پر بہت قدرت رکھتا ہے اور ان کی تعداد کے متعلق جو کہتے ہو کہ وہ بہت ہیں تو ہم سابق میں کثرت کے بل بوتے پر نہیں لڑا کرتے تھے، بلکہ اللہ کی تائید و نصرت کے سہارے پر۔“

خدمت دنیا و بدعت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”لوگو! تم اس دنیا میں زندگی گزار رہے ہو جہاں موت کے تیروں کے مستقل ہدف ہو۔ یہاں ہر گھونٹ کے ساتھ اچھو ہے اور ہر لقمہ کے ساتھ گلے کا پھندہ۔ یہاں کوئی نعمت اس وقت تک نہیں ملتی ہے جب تک دوسری ہاتھ سے نکل نہ جائے اور یہاں کی زندگی میں ایک دن کا بھی اضافہ نہیں ہوتا ہے جب تک ایک دن کم نہ ہو جائے۔ یہاں کے کھانے میں زیادتی بھی پہلے رزق کے خاتمہ کے بعد ہاتھ آتی ہے اور کوئی اثر بھی پہلے نشان کے مٹ جانے کے بعد ہی زندہ ہوتا ہے۔ ہر جدید کے لئے ایک جدید کو قدم بننا پڑتا ہے اور ہر گھاس کے اگانے کے لئے ایک کھیت کو کاٹنا پڑتا ہے۔ پرانے بزرگ جو ہماری اصل تھے گزر گئے اب ہم ان کی شاخیں ہیں اور کھلی ہوئی بات ہے کہ اصل کے چلے جانے کے بعد فرع کی بقا ہی کیا ہوتی ہے۔؟ کوئی بدعت اس وقت تک ایجاد نہیں ہوتی ہے جب تک کوئی سنت مرنہ جائے۔ لہذا بدعتوں سے ڈرو اور سیدھے راستے پر قائم رہو کہ مستحکم ترین معاملات ہی بہتر ہوتے ہیں اور دین میں جدید ایجادات ہی بدترین شے ہوتی ہے۔“

وقت وصال نصائح:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وصال سے پہلے فرمایا:

”اے لوگو! ہر شخص اسی چیز کا سامنا کرنے والا ہے جس سے وہ راہ فرار اختیار کئے ہوئے ہے اور جمالِ زندگی کا سفر کھینچ کر لے جاتا ہے، وہی حیات کی منزل ملتا ہے اور موت سے بھاگنا اسے پالینا ہے۔ میں نے اس موت کے چھپے ہوئے بھیدوں کی جستجو میں کتنا ہی زمانہ گزارا مگر مشیتِ ایزدی یہی رہی کہ اس کی تفصیلات بے نقاب نہ ہوں۔ اس کی منزل تک رسائی کہاں وہ تو ایک پوشیدہ علم ہے۔ وہاں میری وصیت یہ ہے کہ اللہ کا کوئی شریک نہ ٹھہراؤ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ضائع و برباد نہ کرو۔ ان دونوں ستونوں کو قائم و برقرار رکھو اور ان دونوں چراغوں کو روشن کئے رہو۔ جب تک منتشر و پراگندہ نہیں ہوتے تم میں کوئی برائی نہیں آئے گی۔ تم میں سے ہر شخص اپنی وسعت بھر بوجھ اٹھائے۔ نہ جاننے والوں کا بوجھ بھی ہلکا رکھا گیا ہے کیونکہ اللہ رحم کرنے والا ہے، دین سیدھا ہے کہ جس میں کوئی الجھاؤ نہیں اور پیغمبر عالم و دانا ہے۔ میں کل تمہارا ساتھی تھا اور آج تمہارے لیے عبرت بنا ہوا ہوں اور کل تم سے چھوٹ جاؤں گا۔ اللہ مجھے اور تمہیں مغفرت عطا کرے۔ اگر اس پھسلنے کی جگہ پر قدم جمے رہے تو خیر اور اگر قدموں کا جماؤ اکھڑ گیا تو ہم بھی انہی گھسی شاخوں کی چھاؤں، ہوا کی گزرگا ہوں اور چھائے ہوئے ابر کے سایوں میں تھے لیکن اس کے تہہ بہ تہہ جمے ہوئے لکے چھٹ گئے اور ہوا کے نشانات مٹ مٹا گئے۔ میں تمہارا ہمسایہ تھا کہ میرا جسم چند دن تمہارے پڑوس میں رہا اور میرے مرنے کے بعد مجھے جسد بے روح پاؤ گے کہ جو حرکت کرنے کے بعد قہم گیا اور بولنے کے بعد خاموش ہو گیا تا کہ میرا یہ سکون اور ٹھہراؤ اور آنکھوں کا مندھ جانا اور ہاتھ پیروں کا بے حس و حرکت ہو جانا تمہیں پسند و نصیحت کرے، کیونکہ عبرت حاصل کرنے والوں کے لیے یہ منظر بلوغ کلموں اور کان میں پڑنے والی باتوں سے زیادہ موعظت و عبرت دلانے والا ہوتا ہے۔ میں تم سے اس طرح رخصت ہو رہا ہوں جیسے کوئی شخص کسی کی ملاقات کے لیے چشم براہ ہو۔ کل تم میرے اس دور کو یاد کرو گے اور میری نیتیں کھل کر تمہارے سامنے آ جائیں گی اور میری جگہ کے خالی ہونے اور دوسروں کے اس مقام پر آنے سے تمہیں میری قدر و منزلت کی پہچان ہوگی۔“

گمراہی کا سبب:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اہل بصرہ کے بارے میں فرمایا:

”دیکھو باغی گروہ اٹھ کھڑا ہوا ہے تو اللہ کی راہ میں کام کرنے والے کہاں چلے گئے جب کہ ان کے لئے راستے مقرر کر دیئے گئے ہیں اور انہیں اس کی اطلاع دی جا چکی ہے؟ میں جانتا ہوں کہ ہر گمراہی کا ایک سبب ہوتا ہے اور ہر عہد شکن ایک شبہ ڈھونڈھ لیتا ہے، لیکن میں اس شخص کے مانند نہیں ہو سکتا ہوں جو ماتم کی آواز سنتا ہے، موت کی سنائی کانوں تک آتی ہے، لوگوں کا گریہ دیکھتا ہے اور پھر عبرت حاصل نہیں

کرتا۔“

لطائف ربانی:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے کہ جو خلق کائنات سے اپنے وجود کا اور پیدا شدہ مخلوقات سے اپنے قدیم و ازلی ہونے کا اور ان کی باہمی شباهت سے اپنے بے نظیر ہونے کا پتہ دینے والا ہے۔ نہ جو اس سے چھو سکتے ہیں اور نہ پردے اسے چھپا سکتے ہیں چونکہ بنانے والے اور بننے والے، گھیرنے والے اور گھرنے والے، پالنے والے اور پرورش پانے والے میں فرق ہوتا ہے۔ وہ ایک ہے لیکن نہ ویسا کہ جو شمار میں آئے۔ وہ پیدا کرنے والا ہے لیکن نہ اس معنی سے کہ اسے حرکت کرنا اور تعب اٹھانا پڑے۔ وہ سننے والا ہے لیکن کسی عضو کے ذریعہ سے نہیں اور دیکھنے والا ہے لیکن نہ اس طرح کہ آنکھیں پھیلائے۔ وہ حاضر ہے لیکن نہ اس طرح کہ چھوا جاسکے۔ وہ جدا ہے نہ اس طرح کہ بیچ میں فاصلہ کی دوری ہو۔ وہ ظاہر ہے مگر آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتا۔ وہ ذات پوشیدہ ہے۔ وہ سب چیزوں سے اس لیے علیحدہ ہے کہ وہ ان پر چھایا ہوا ہے اور ان پر اقتدار رکھتا ہے۔ تمام چیزیں اس لیے اس سے جدا ہیں کہ وہ اس کے سامنے جھکی ہوئی اور اس کی طرف پلٹنے والی ہیں۔ جس نے ذات کے علاوہ اس کے لیے صفات تجویز کیں اس نے اس کی حد بندی کر دی اور جس نے اسے محدود خیال کیا وہ اسے شمار میں آنے والی چیزوں کی قطار میں لے آیا اور جس نے اسے شمار کے قابل سمجھ لیا اس نے اس کی قدامت ہی سے انکار کر دیا اور جس نے یہ کہا کہ وہ کیسا ہے؟ وہ اس کے لیے الگ سے صفتیں ڈھونڈھنے لگا اور جس نے یہ کہا کہ وہ کہاں ہے؟ اس نے اسے کسی جگہ میں محدود سمجھ لیا۔ اس وقت بھی عالم تھا جب کہ معلوم کا وجود نہ تھا اور اس وقت بھی رب تھا جب کہ پرورش پانے والے نہ تھے اور اس وقت بھی قادر تھا جب کہ یہ زیر قدرت آنے والی مخلوق نہ تھی۔ اُبھرنے والا اُبھر آیا، چمکنے والا چمک اُٹھا اور ظاہر ہونے والا ظاہر ہوا۔ ٹیڑھے معاملے سیدھے ہو گئے۔ اللہ نے جماعت کو جماعت سے اور زمانہ کو زمانہ سے بدل دیا ہے۔ ہم اس انقلاب کے اس طرح منتظر تھے جس طرح قحط زدہ بارش کا منتظر ہوتا ہے۔ بلاشبہ آئمہ اللہ کے ٹھہرائے ہوئے حاکم ہیں اور بندوں کو اللہ تک پہنچانے والے ہیں۔ جنت میں وہی جائے گا جسے ان کی معرفت ہو اور وہ بھی اسے پہچانیں۔ دوزخ میں وہی ڈالا جائے گا جو نہ انہیں پہچانے اور نہ وہ اُسے پہچانیں۔ اللہ نے تمہیں اسلام کے لئے مخصوص کر لیا ہے اور اس کے لیے تمہیں چھانٹ لیا ہے اور یہ اس طرح کہ اسلام سلامتی کا نام اور عزت انسانی کا سرمایہ ہے، اس کی راہ کو اللہ نے تمہارے لئے چن لیا ہے اور اس کے کھلے ہوئے احکام اور چھپی ہوئی حکمتوں سے اس کے دلائل واضح کر دیئے ہیں۔ نہ اس کے عجائبات مٹنے والے ہیں اور نہ اس کے لطائف ختم ہونے والے ہیں۔ اسی میں نعمتوں کی بارشیں اور تاریکیوں کے چراغ ہیں۔ اسی کی کنجیوں سے

نیکیوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور اسی کے چراغوں سے تیرگیوں کا دامن چاک کیا جاتا ہے۔ اللہ نے اس کے ممنوعہ مقامات سے روکا ہے اور اس کی چراگاہوں میں چرنے کی اجازت دی ہے۔ شفا چاہنے والے کے لیے اس میں شفا اور بے نیازی چاہنے والے کے لیے اس میں بے نیازی ہے۔“

معاشرتی برائیاں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”جن لوگوں کا دامن خطاؤں سے پاک صاف ہے اور بفضلِ الہی گناہوں سے محفوظ ہیں انہیں چاہئے کہ وہ گناہگاروں اور خطاکاروں پر رحم کریں اور اس چیز کا شکر کریں کہ اللہ نے انہیں گناہوں سے بچائے رکھا ہے، ان پر غالب اور دوسروں کے عیب اچھالنے سے مانع رہے، چہ جائیکہ وہ عیب لگانے والا اپنے کسی بھائی کی پیٹھ پیچھے برائی کرے اور اس کے عیب بیان کر کے طعن و تشنیع کرے۔ یہ آخر اللہ کی اس پردہ پوشی کو کیوں نہیں یاد کرتا جو اس نے خود اس کے ایسے گناہوں پر کی ہے جو اس گناہ سے بھی جس کی وہ غیبت کر رہا ہے بڑے تھے اور کیونکر کسی ایسے گناہ کی بنا پر اس کی برائی کرتا ہے جب کہ خود بھی ویسے ہی گناہ کا مرتکب ہو چکا ہے اور اگر بعینہ ویسا گناہ نہیں بھی کیا تو ایسے گناہ کئے ہیں کہ جو اس سے بھی بڑھ چڑھ کر تھے۔ اللہ کی قسم! اگر اس نے گناہ کبیرہ نہیں بھی کیا تھا اور صرف صغیرہ کا مرتکب ہوا تھا تب بھی اس کا لوگوں کے عیوب بیان کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ اے اللہ کے بندے! جھٹ سے کسی پر گناہ کا عیب نہ لگا! شاید اللہ نے وہ بخش دیا ہو اور اپنے کسی چھوٹے سے چھوٹے گناہ کے لیے بھی اطمینان نہ کر شاید کہ اس پر تجھے عذاب ہو۔ لہذا تم میں سے جو شخص بھی کسی دوسرے کے عیوب جانتا ہو اسے ان کے اظہار سے باز رہنا چاہیے اس علم کی وجہ سے جو خود اسے اپنے گناہوں کے متعلق ہے اور اس امر کا شکر کہ اللہ نے اسے ان چیزوں سے محفوظ رکھا ہے کہ جن میں دوسرے مبتلا ہیں کسی اور طرف سے متوجہ نہ ہونے دے۔“

الف سے خالی خطبہ:

((قال ابن ابی الحدید: وہی خطبة خالية من حرف الالف رواها كثير من الناس له رضی اللہ عنہ قالوا: تذاکر قوم من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ای حروف الحجااء ادخل فی الکلام؟ فاجمعوا علی الالف، فقال علی رضی اللہ عنہ [مر تجلا من غیر سابق فکر ولا تقدم رواية] حمدت من عظمت منته وسبغت نعمته وسبقت غضبه رحمته، (سبقت رحمته غضبه) و تمت کلمته، ونفدت مشيئته و بلغت فضيئته، حمدته حمد (عبد) مقرب بوبيته متخضع لعبوديته متصل من خطيئته، معترف بتوحيده مستعبد من وعيده، مومل منه مغفرة تنجيه يوم يشغل عن فصيلته و بينه و نستعينه ونستر شدة ونستهديه ونؤمن به ونتوكل عليه، وشهدت له شهود

مخلص موقن و فردتہ تفرید مومن متیقن ، و واحتہ توحید عبد مدعن (بانہ) لیس له شریک فی ملکہ، ولم یکن له ولی فی صنعہ، جل عن مشیر و وزیر و عن عون و معین و نصیر و نظیر))

”ابن ابی الحدید نے اس خطبہ کے بارے میں کہا کہ یہ خطبہ حرف الف سے خالی ہے اور بہت سے لوگوں نے اسے اس طرح نقل کیا ہے کہ ایک دن اصحاب رسول کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی کہ کون سے حرف کا کلمات میں سب سے زیادہ کردار ہے؟ سب نے الف کے بارے میں بتایا۔ ان کے درمیان میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر فی البدیہہ بغیر الف کے خطبہ پڑھا۔ وہ اس خطبہ کا ترجمہ درج ذیل ہے: میں تعریف کرتا ہوں اس کی جس کا احسان عظیم اور نعمت کامل ہے، اس کی رحمت اور بخشش اس کے غضب اور غصے سے زیادہ ہے اور اس کا کلام مکمل اور کامل ہے اور اس کا ارادہ نافذ ہے۔ میں اللہ کی حمد و ثناء اس بندے کی حمد و ثناء کی طرح کرتا ہوں جو اس کی ربوبیت اور وحدانیت کا اقرار کرتا ہے اور نہایت ہی عاجزی اور انکساری سے اس کی پرستش کرتا ہے اور اس نے اپنے گناہوں سے رہائی پالی ہے اور جو اس کے واحد و یکتا ہونے کا اقرار کرتا ہے، اس کے خوف اور ڈر سے اس کی پناہ لیتا ہے اور اس سے بخشش کی امید رکھتا ہے کہ جس دن آدمی اپنے اقرباء اور اپنی اولاد سے جدا ہو جائے گا تو اللہ اس کیلئے مایہ نجات ہوگا۔ ہم اس سے مدد مانگتے ہیں، ہدایت اور ارشاد کو اس سے طلب کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور اس پر توکل کرتے ہیں۔ میں خود اس کی گواہی دیتا ہوں جو اخلاص اور یقین کا مالک ہے، اہل ایمان اور اہل یقین کے اعتقاد کی طرح میں بھی اس کو واحد اور یکتا مانتا ہوں، میری نگاہ میں اس کی توحید ایسی ہے جیسی اس بندے کی توحید جو یہ یقین رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حکم اور فرمان میں کسی کو شریک نہیں لیتا اور آفرینش میں کوئی اس کا مددگار نہیں، اس کا مرتبہ عالی ہے اور یہ کہ وہ کسی سے مشورہ کرے یا کسی کی مدد کرنے میں کسی سے مدد لے وہ ان تمام چیزوں سے بے نیاز ہے، اس کو کسی کی مدد کرنے کی ضرورت نہیں۔“

توحید و رسالت:

((ومن خطبة رضی اللہ عنہ خالية من النقط: الحمد لله اهل الحمد و ماواه، وله اوكد الحمد و احلاه، واسعد الحمد و اسراه، و اطهر الحمد و اسماءه، و اكرم الحمد و اولاه۔ الواحد الاحد الصمد لا والد له ولا ولد الا له الاول لا معادل له، ولا راد لحكمه، لا اله الا هو الملك السلام المصور العلام الحاکم الودود، المطهر الطاهر، المحمود امره المعمور حرمه، المامول كرمه، علمكم كلامه، و اراكم اعلامه، و حصل لكم احكامه، و خلل حلاله، و حرم حرامه، و حمل محمدا الرسالة، و له المكرم المسود المسدد، الطهر المطهر اطهر ولد آدم مولودا، و اسطعمهم سعودا، و اطول لهم عمودا

وارواہم عودا، واصحہم عہودا، واکرمہم مرداہ کھولا اللہم لك الحمد ودوامہ،
والملك وکمالہ لا الہ الا هو، وسع کل حلم حلمہ، وسدد کل حکم حکمہ، وحادر
کل علم علمہ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سب تعریفیں اس اللہ کی جو حمد اور تعریف کے لائق ہے، محکم اور
خوبصورت ترین تعریف اس کی ہے، پرست اور اعلیٰ تعریف کا تعلق اس کی ذات سے ہے، پاکیزہ، اعلیٰ
اور بہترین تعریف اس کیلئے ہے، وہی جو واحد اور یکتا اور بے نیاز ہے، نہ اس کا باپ ہے اور نہ ہی بیٹا۔
جان لیں اس کی ذات سب سے پہلے تھی، اس کی کوئی مثل نہیں اور کوئی بھی اس کے حکم اور فرمان کو روک
نہیں سکتا۔ اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں، وہ حاکم سلامتی عطا کرنے والا مصور اور بہت ہی دانا اور پر مہر و
محبت حکمران ہے۔ وہ مطہر اور طاہر ہے، اس کا حکم قابل ستائش و تعریف، اس کا حرم آباد اور اس کا فضل
سب کی آرزو اور تمنا ہے، اس نے اپنے کلام کی تمہیں تعلیم دی اور اس کی نشانیاں اور علامتیں تمہیں بتائیں
اور اس کے احکام تمہارے لئے مہیا کیے اور اپنے حلال کو حلال اور حرام کو حرام قرار دیا۔ اس نے رسالت
کے بوجھ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش مبارک پر رکھا۔ وہی پیغمبر جو اللہ تعالیٰ کو بہت عزیز تھے، جنہیں اس
نے سرداری اور بزرگی عطا کی اور ان کو سیدھے راستے کا ہادی بنایا اور انہیں پاک اور پاکیزہ بنایا۔ وہی جو
آدم کی اولاد میں سے مطہر شمار ہوتے ہیں، وہی جن کا ستارہ سب سے زیادہ روشن اور جن کی استقامت
اور پائیداری سب سے زیادہ، وہ جن کی ٹہنی سب سے زیادہ پر رونق اور تروتازہ اور اپنے عہد اور پیمان میں
سب سے زیادہ وفادار، جوانوں اور ضعیفوں سے عزیز تر ہیں۔ اے اللہ! سب تعریفیں ہمیشہ تیرے لئے
ہیں اور تو مطلق العنان اور حاکم ہے۔ اللہ کے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں۔ اس کا صبر اور تحمل ہر صبر
اور تحمل سے وسیع تر ہے اس کا حکم اور فرمان ہر حکم سے محکم اور قدرت والا ہے اور اس کا علم ہر علم اور دانش سے
اعلیٰ تر ہے۔“



فصل نمبر 32:

من اقوال علی:

حضرت علی کی حکمت بھری باتیں

تواضع اور انعامات:

((وَقَالَ: وَبِالتَّوَّاضِعِ تَتِمُّ النُّعْمَةُ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تواضع سے نعمت مکمل ہوتی ہے۔“

جسمانی تندرستی اور حسد:

((وَقَالَ الْعَجَبُ لِغَفْلَةِ الْحَسَادِ عَنْ سَلَامَةِ الْإِثْمِ الْجَسَادِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تعجب ہے کہ حاسد جسمانی تندرستی پر حسد کرنے سے کیوں غافل ہو گئے۔“

ذلت کا قیدی

((وَقَالَ الطَّامِعُ فِي وَثَاقِ الدُّلِّ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لاپچی ہمیشہ ذلت کی قید میں گرفتار رہتا ہے۔“

ایمان کیا ہے:

((وَقَدْ سُئِلَ عَنِ الْإِيْمَانِ فَقَالَ: الْإِيْمَانُ مَعْرِفَةُ بِالْقَلْبِ، وَإِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ، وَعَمَلٌ بِالْأَعْمَالِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایمان کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ایمان دل کے عقیدے، زبان کے اقرار اور اعضاء و جوارح کے عمل کا نام ہے۔“

محبت دنیا کا انجام

((وَقَالَ مَنْ أَعْصَبَ عَلَى الدُّنْيَا حَزِينًا فَقَدْ أَعْصَبَ لِقَضَاءِ اللَّهِ سَاحِطًا، وَمَنْ أَعْصَبَ يَشْكُو مُصِيبَةً نَزَلَتْ بِهِ فَإِنَّمَا يَشْكُو رَبَّهُ، وَمَنْ أَعْصَبَ غَنِيًّا فَتَوَّاضِعَ لَهُ لِيُغْنَاهُ ذَهَبٌ ثَلَاثًا دِينِيهِ، وَمَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَمَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ فَهُوَ كَانَ مِمَّنْ يَتَّخِذُ آيَاتِ اللَّهِ هُزُوءًا، وَمَنْ لَهَجَ قَلْبُهُ بِحُبِّ الدُّنْيَا التَّاطَ قَلْبُهُ مِنْهَا بِثَلَاثٍ: هَمٌّ لَا يُغْنِيهِ، وَحِرْصٌ لَا يَتْرُكُهُ، وَءَمَلٌ لَا يُدْرِكُهُ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو دنیا کے لیے اندوہناک ہو وہ قضا و قدر الہی سے ناراض ہے اور جو اس مصیبت پر کہ جس میں مبتلا ہے شکوہ کرے تو وہ اپنے پروردگار کا شاکی ہے اور جو کسی دولت مند کے پاس پہنچ کر اس کی دولت مندی کی وجہ سے جھکے تو اس کا دو تہائی دین جاتا رہتا ہے اور جو شخص قرآن کی تلاوت کرے، پھر مر کر دوزخ میں داخل ہو تو وہ ایسے ہی لوگوں میں سے ہوگا جو اللہ کی آستوں کا مذاق اڑاتے تھے اور جس کا دل دنیا کی محبت میں وارفتہ ہو جائے تو اس کے دل میں دنیا کی یہ تین چیزیں پیوست ہو جاتی ہیں۔ ایسا غم کہ جو اس سے جدا نہیں ہوتا اور ایسی حرص کہ جو اس کا پیچھا نہیں چھوڑتی اور ایسی امید کہ جو بر نہیں آتی۔“

قناعت اور حسن خلق:

((وَقَالَ: كَفَى بِالْقَنَاعَةِ مُلْكًا وَبِحُسْنِ الْخُلُقِ نَعِيمًا))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ملک قناعت کافی ہے اور حسن خلق سب سے زیادہ کافی نعمت ہے۔“

قناعت کی رفعت

((وَسُئِلَ عَنْ قَوْلِ عَزَّ وَجَلَّ: فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيَاةً طَيِّبَةً فَقَالَ: هِيَ الْقَنَاعَةُ))

”آپ سے دریافت کیا گیا کہ ”ہم حیاتِ طیبہ عنایت کریں گے“ اس آیت میں حیاتِ طیبہ سے مراد کیا ہے؟ فرمایا قناعت۔“

دولت مند بننے کا طریقہ:

((وَقَالَ: شَارِكُوا الَّذِي قَدْ آءُ قُبِلَ عَلَيْهِ الرِّزْقُ فَإِنَّهُ آءُ خُلِقَ لِلنَّاسِ، وَآءُ جَدْرٌ بِاقْبَالِ الْحِطِّ عَلَيْهِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس کی طرف روزی کا رخ ہو اس کے ساتھ شامل ہو جاؤ کہ یہ دولت مند بننے کا بہترین ذریعہ ہے اور خوش نصیبی کا بہترین قرینہ ہے۔“

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ كِتَابِ تَفْسِيرِ:

((وَقَالَ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ: الْعَدْلُ: الْإِنْصَافُ، وَالْإِحْسَانُ: التَّفَضُّلُ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے قول: إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ کے بارے میں فرمایا: اللہ احسان و عدل کا حکم دیتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں انصاف، احسان لینے اور کرم و تفاضل کرنے کا حکم فرماتا ہے۔“

عاجز اور صاحب اقتدار:

((وَقَالَ مَنْ يُعْطِ بِالْيَدِ الْقَصِيرَةَ يُعْطِ بِالْيَدِ الطَّوِيلَةِ وَمَعْنَى ذَلِكَ أَيْ مَا يَنْفِقُهُ الْمَرْءُ مِنْ مَالِهِ فِي سَبِيلِ الْخَيْرِ وَالْبِرِّ وَإِنْ كَانَ يَسِيرًا فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَجْعَلُ الْجَزَاءَ عَلَيْهِ عَظِيمًا كَثِيرًا، وَالْيَدَانِ هَاهُنَا عِبَارَتَانِ عَنِ النَّعْمَتَيْنِ، فَفَرَّقَ عَيْنَ بَيْنَ نِعْمَةِ الْعَبْدِ وَنِعْمَةِ الرَّبِّ بِالْقَصِيرَةِ وَالطَّوِيلَةِ؛ فَجَعَلَ تِلْكَ قَصِيرَةً وَهَذِهِ طَوِيلَةً، لِأَنَّ نِعْمَ اللَّهِ إِذَا بَدَأَ تَضَعُفٌ عَلَى نِعْمِ الْمَخْلُوقِ إِذَا ضَعُفًا كَثِيرَةً، إِذْ كَانَتْ نِعْمَ اللَّهِ إِذَا صَلَّ النَّعْمُ كُلُّهَا، فَكُلُّ نِعْمَةٍ إِذَا لَهَا تَرْجِعُ وَمِنْهَا تَنْزَعُ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو عاجز ہاتھ سے دیتا ہے اسے صاحب اقتدار ہاتھ سے ملتا ہے۔“ مطلب یہ ہے کہ جو شخص کسی کار خیر میں مختصر مال بھی خرچ کرتا ہے پروردگار اس کی جزاء کو عظیم و کثیر بنا دیتا ہے۔ یہاں دونوں ”ید“ سے مراد دونوں نعمتیں ہیں۔ بندہ کی نعمت کو یدِ قصیرہ کہا گیا ہے اور اللہ کی نعمت کو یدِ طویلہ۔ اس لئے کہ اللہ کی نعمتیں بندوں کے مقابلہ میں ہزاروں گناہ زیادہ ہوتی ہیں اور وہی تمام نعمتوں کی اصل اور سبب کا مرجع و منشاء ہوتی ہیں۔

باغی کی ہلاکت:

((وَقَالَ لَا يَنْبَغِي الْحَسَنَ: لَا تَدْعُونَ إِلَى مُبَارَزَةٍ، وَإِنْ دُعِيَ إِلَيْهَا فَأَجِبْ، فَإِنَّ الدَّاعِيَ بَاغٍ وَالْبَاغِيَ مَصْرُوعٌ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم کسی کو جنگ کی دعوت مت دینا اور جب کوئی للکارے تو فوراً جواب دینا، کیونکہ جنگ کی دعوت دینے والا باغی ہوتا ہے اور باغی بہر حال ہلاک ہونے والا ہے۔“

عورتوں کے خصائل

((وَقَالَ بَخِيلٌ خِصَالُ النِّسَاءِ شِرَارٌ خِصَالُ الرِّجَالِ: الزُّهْوُ وَالْجُبْنُ، وَالْبُخْلُ، فَإِذَا كَانَتِ الْمَرْأَةُ مَزْهُوَّةً لَمْ تُمْكِنْ مِنْ نَفْسِهَا، وَإِذَا كَانَتْ بِخِيلَةً حَفِظَتْ مَالَهَا وَمَالَ بَعْلِهَا، وَإِذَا كَانَتْ جَبَانَةً فَرِقَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يَعْزِضُ لَهَا))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عورتوں کی اچھی عادتیں مردوں کی بدترین صفتیں ہیں، اترانا، بزدلی، کنجوسی، جب عورت اتراتی ہو تو وہ اپنے اوپر کسی کو قابو نہیں حاصل کرنے دیتی اور جب کنجوس ہو تو اپنا اور شوہر کا مال بچاتی ہے اور جب بزدل ہوتی ہے تو ہر آنے والی مصیبت (عزت و ناموس وغیرہ) سے ڈرتی ہے۔“

مردِ عاقل کی پہچان

((وَقِيلَ لَهُ: صِفْ لَنَا الْعَاقِلَ فَقَالَ: هُوَ الَّذِي يَضَعُ الشَّيْءَ مَوَاضِعَهُ فَقِيلَ: فَصِفْ لَنَا الْجَاهِلَ فَقَالَ: قَدْ فَعَلْتُ يَعْنِي إِذْ كَانَ الْجَاهِلَ، هُوَ الَّذِي لَا يَضَعُ الشَّيْءَ مَوَاضِعَهُ، فَكَاءٌ تَرَكَ صِفَتَهُ صِفَةً لَهُ، إِذْ كَانَ بِخِلَافِ وَصْفِ الْعَاقِلِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے گزارش کی گئی: ”مردِ عاقل کی تو صیف فرمائیں۔“ آپ نے فرمایا: ”عاقل وہ ہے جو ہر شے کو اس کی جگہ پر رکھتا ہے۔“ عرض کیا گیا: ”پھر جاہل کی تعریف کیا ہے۔؟“ آپ نے فرمایا: ”یہ تو میں بیان کر چکا۔“ مقصد یہ ہے کہ جاہل وہ ہے جو ہر شے کو بے محل رکھتا ہے اور اس کا بیان نہ کرنا ہی ایک طرح کا بیان ہے کہ وہ عاقل کی ضد ہے۔“

مذمت مال و دولت:

((وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُبْغِى الْبُيُوتَ الَّتِي تَبْنِي وَمَا تَبْنِي عَلَيْهَا مِنْ أَدْنَىٰ وَجْهِكَ يُحْسِنُ الْعِبَادَةَ لَوْ لَمْ يَلِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ وَوَدَّ أَلْفَ مِائَةٍ نَفْسًا مِّنْ عِبَادَتِكَ فَقَالَ: مَا مَجْدُومٍ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! تمہاری دنیا میرے نزدیک کوڑی کے ہاتھ میں سوری کی ہڈی سے بھی زیادہ بدتر ہے۔“

تین قسم کی عبادتیں:

((وَقَالَ إِنَّ قَوْمًا عَبَدُوا اللَّهَ رَغْبَةً فَتِلْكَ عِبَادَةُ التُّجَّارِ، وَإِنَّ قَوْمًا عَبَدُوا اللَّهَ رَهْبَةً فَتِلْكَ عِبَادَةُ الْعَبِيدِ، وَإِنَّ قَوْمًا عَبَدُوا اللَّهَ شُكْرًا فَتِلْكَ عِبَادَةُ الْأَعْرَابِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو لوگ اللہ کی عبادت شوق میں کرتے ہیں تو ان کی عبادت تاجرانہ ہے اور جو ڈر کے عبادت بجالاتے ہیں ان کی عبادت غلامانہ ہے اور جو لوگ شکرِ نعمت کے طور پر عبادت کرتے ہیں ان کی عبادت آزادوں کی ہی ہے۔“

عورت سراپا شر:

((وَقَالَ الْمَرْأَةُ شَرُّ كُلِّهَا، وَشَرُّ مَا فِيهَا إِذْ نَهَىٰ لَا بُدَّ مِنْهَا))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عورت سراپا شر ہے اور اس کی سب سے بڑی برائی یہ ہے کہ اس کے بغیر کام بھی نہیں چل سکتا۔“

سستی کرنے والا:

((وَقَالَ: مَنْ أَطَاعَ التَّوَانِيَّ ضَيَّعَ الْحُقُوقَ، وَمَنْ أَطَاعَ الْوَأَشِيَّ ضَيَّعَ الصَّدِيقَ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو آدمی سستی اور بددلی سے کام لیتا ہے وہ اپنے حقوق بھی برباد کر لیتا ہے اور جو چغتل خور کی بات مان لیتا ہے وہ اپنے دوستوں کو بھی کھو دیتا ہے۔“

حرام مال کی تعمیر:

((وَقَالَ: الْحَجَرُ الْغَصْبُ فِي الدَّارِ رَهْنٌ عَلَيَّ خَرَابِهَا))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: گھر میں لوٹ کا پتھر ویرانے کے ہاتھ رہن ہے (حرام مال کی تعمیر مٹ کے رہے گے۔“

مظلوم و ظالم کا دن:

((وَقَالَ: يَوْمُ الْمَظْلُومِ عَلَى الظَّالِمِ اءِ شَدُّ مِنْ يَوْمِ الظَّالِمِ عَلَى الْمَظْلُومِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مظلوم کا دن (قیامت) ظالم کے لئے اس دن سے سخت تر ہوتا ہے جو ظالم کا مظلوم کے لئے ہوتا ہے۔“

اللہ سے حیا:

((وَقَالَ: اتَّقِ اللَّهَ بَعْضَ التَّقَى وَ اِنْ قَلَّ، وَ اجْعَلْ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ اللَّهِ سِتْرًا وَ اِنْ رَقَّ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ سے ڈرتے رہو اگرچہ کم وقت ہی کیوں نہ ہو۔ اپنے اور اس کے درمیان پردہ رکھو چاہے باریک ہی کیوں نہ ہو۔“

مبہم جواب:

((وَقَالَ: اِذَا اَزْدَحَمَ الْجَوَابُ خَفِيَ الصَّوَابُ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب جواب مبہم ہوتے ہیں تو حق واضح نہیں ہوتا۔“

حق اللہ

((وَقَالَ: اِنَّ لِلَّهِ تَعَالَى فِي كُلِّ نِعْمَةٍ حَقًّا، فَمَنْ اءِ ذَاهُ زَادَهُ مِنْهَا، وَ مَنْ قَصَّرَ فِيهِ خَاطَرَ

بِزَوَالِ نِعْمَتِهِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کا ہر نعمت میں ایک حق ہے جو اسے ادا کر دے گا اللہ اس کی نعمت کو بڑھا دے گا اور جو کوتاہی کرے گا وہ موجودہ نعمت کو بھی خطرہ میں ڈال دے گا۔“

طاقت و خواہش

((وَقَالَ: اِذَا كَثُرَتِ الْمَقْدِرَةُ قَلَّتِ الشَّهْوَةُ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب طاقت زیادہ ہو جاتی ہے تو شہوت (چاہت) کم ہو جاتی ہے۔“

نعمتوں کے حقوق:

((وَقَالَ: احْذَرُوا نِفَارَ النِّعَمِ فَمَا كُلُّ شَارِدٍ بِمَرْدُودٍ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نعمتوں کے حق ادا نہ کر کے انہیں دور کرنے سے ڈرو کہ ہر گئی ہوئی چیز

واپس نہیں آیا کرتی۔“

جذبہ کرم:

((وَقَالَ: الْكُرْمُ اءِ عَطْفُ مِنَ الرَّحِمِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جذبہ کرم قرابت داری سے زیادہ مہربانی کا باعث ہوتا ہے۔“

اچھا خیال

((وَقَالَ: مَنْ ظَنَّ بِكَ خَيْرًا فَصَدَّقْ ظَنَّهُ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”جو تمہارے بارے میں اچھا خیال رکھتا ہے اس کے خیال کو سچا کر

دکھاؤ۔“

بہترین عمل:

((وَقَالَ: اءِ فَضْلُ اَلْاَعْمَالِ مَا اءِ سُرَّهْتَ نَفْسَكَ عَلَيْهِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بہترین عمل وہ ہے جس پر تم اپنے نفس کو مجبور کر دو۔“

پہچان الہی

((وَقَالَ: عَرَفْتُ اللّٰهَ بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ، وَحَلِّ الْعُقُودِ، وَنَقْضِ الْهِمَمِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے پروردگار کو ارادوں کے ٹوٹ جانے، نیتوں کے بدل جانے

اور ہمتوں کے پست ہو جانے سے پہچانا ہے۔“

دنیا و آخرت کی شیرینی و تلخی:

((وَقَالَ: مَرَارَةُ الدُّنْيَا حَلَاوَةُ الْآخِرَةِ، وَحَلَاوَةُ الدُّنْيَا مَرَارَةُ الْآخِرَةِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دنیا کی سختی آخرت کی شیرینی ہے اور دنیا کی شیرینی آخرت کی تلخی

ہے۔“

احکامات الہی کی توضیح:

((وَقَالَ: فَرَضَ اللّٰهُ الْاِيْمَانَ تَطْهِيرًا مِنَ الْبُشْرِكِ، وَ الصَّلَاةَ تَنْزِيْهًا عَنِ الْكِبْرِ، وَ الزَّكَاةَ

تَسْبِيْاَ لِلرِّزْقِ، وَ الصِّيَامَ اِبْتِلَاءً لِاِخْلَاصِ الْخَلْقِ، وَ الْحَجَّ تَقْوِيَةً لِلدِّيْنِ، وَ الْجِهَادَ عِزًّا

لِلْاِسْلَامِ، وَ الْاِءَ مَرَبًا مَعْرُوفٍ مَّصْلَحَةً لِّلْعَوَامِّ، وَ النَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ رَدْعًا لِّلْسَفْهَاءِ، وَ

صِلَةَ الرَّحِمِ مَنَمَةً لِّلْعَدَدِ، وَ الْقِصَاصَ حَقْنَا لِّلْدِمَاءِ، وَ اِقَامَةَ الْحُدُودِ اِعْظَامًا لِّلْمَحَارِمِ، وَ

تَرْكَ شُرْبِ الْخَمْرِ تَحْصِيْنَاَ لِّلْعَقْلِ، وَ مُجَانِبَةَ السَّرِيْقَةِ اِيْجَابًا لِّلْعِفَّةِ، وَ تَرْكَ الزَّوْنَا تَحْصِيْنَاَ

لِلنَّسَبِ، وَ تَرْكَ اللُّوَاطِ تَكْثِيْرًا لِّلنَّسْلِ، وَ الشَّهَادَاتِ اسْتِظْهَارًا عَلٰى الْمُجَاحِدَاتِ، وَ

تَرَكَ الْكُذْبَ تَشْرِيفًا لِلصِّدْقِ ، وَ السَّلَامَ اءَمَانًا مِنَ الْمَخَافِيفِ ، وَ الْاِءْمَانَةَ نِظَامًا لِلاِءْمَةِ ، وَ الطَّاعَةَ تَعْظِيمًا لِلْاِمَامَةِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ نے ایمان اس لیے فرض کیا کہ شرک سے طہارت رہے، نماز اس لیے کہ لوگ تکبر سے پاک رہیں، زکوٰۃ رزق کے لیے روزہ مخلوقات سے خلوص کی آزمائش کے لیے۔۔۔ جہاد عزت اسلام کے لیے، امر بالمعروف اصلاح عوام کے لیے، نہی عن المنکر بے وقوفوں کو روکنے کے لیے اور صلہ رحم تعداد افراد خاندان میں اضافہ کے لیے (اگر آپس میں تعاون نہ ہو تو خاندان خاندان نہیں رہتا) خون کا بدلہ خون ریزی بند کرنے کے لیے اور سزاؤں کا حکم ممنوعات کی حفاظت کے لیے۔ شراب کی ممانعت عقل کی حفاظت کے لیے اور چوری سے بچنے کا حکم عفت کو باقی رکھنے کے لیے۔ زنا کو ترک کرنے کا حکم نسب کے بچاؤ کے لیے اور لواطت چھوڑنے کا حکم زیادتی نسل کے واسطے۔ گواہیاں اس لیے قرار دیں کہ انکار حق کرنیوالوں پر غلبہ حاصل کیا جائے اور جھوٹ کو چھڑایا سچ کی عزت افزائی کے لیے۔ اسلام خوفناک مصائب سے امان اور خلافت کو اُمت کے نظام کو برقرار رکھنے کے لیے اور اس کی اطاعت منصب امامت کی عظمت کے پیش نظر ہے۔“

ظالم کی قسم:

((وَ كَانَ يَقُولُ: اءَحْلِفُوا الظَّالِمِ اِذَا رَدْتُمْ يَمِيْنَهُ بِاِءْتِهَ بَرِيءٌ مِّنْ حَوْلِ اللّٰهِ وَ قُوَّتِهِ ، فَاِنَّهُ اِذَا حَلَفَ بِهَا كَاذِبًا عُوْجِلَ وَ اِذَا حَلَفَ بِاللّٰهِ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَمْ يُعَاجِلْ ، لِاِءْتِهَ قَدْ وَحَدَّ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کسی ظالم سے قسم لینا ہو تو اس طرح قسم لو کہ وہ پروردگار کی طاقت اور قوت سے بیزار ہے اگر اس کا بیان صحیح نہ ہو کہ اگر اس طرح جھوٹی قسم کھائے گا تو فوراً مبتلائے عذاب ہو جائے گا اور اگر اللہ وحدہ لا شریک کے نام کی قسم کھائی تو عذاب میں عجلت نہ ہوگی کہ بہر حال توحید پروردگار کا اقرار کر لیا ہے۔“

خود اپنا ولی و وصی:

((وَ قَالَ: يَا اِبْنَ اَدَمَ، كُنْ وَصِيَّ نَفْسِكَ، وَ اَعْمَلْ فِي مَالِكَ مَا تُؤْتِرُ اءَنْ يُّعْمَلَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِكَ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن آدم! اپنے مال میں اپنا وصی خود بن اور وہ کام خود سزا انجام دے جن کے بارے میں تو امید رکھتا ہے کہ لوگ تیرے بعد سزا انجام دیں گے۔“

جلد بازی کی مذمت:

((وَقَالَ: الْحِدَّةُ ضَرْبٌ مِنَ الْجُنُونِ، لِأَنَّ صَاحِبَهَا يَنْدَمُ، فَإِنْ لَمْ يَنْدَمْ فَجُنُونُهُ مُسْتَحْكِمٌ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تیزی ایک قسم کا پاگل پن ہے، کیونکہ جلد باز شرمندہ ہوتا ہے اور اگر شرمندہ نہ ہو تو سمجھ لو کہ اس کا پاگل پن پختہ ہو چکا ہے۔“

بدن کی صحت کا اہم ترین ذریعہ:

((وَقَالَ بِصِحَّةِ الْجَسَدِ مِنْ قِلَّةِ الْحَسَدِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بدن کی صحت کا ایک ذریعہ حسد کی قلت بھی ہے۔“

کمیل بن زیاد کو وصیت:

((وَقَالَ لِكُمَيْلِ بْنِ زِيَادٍ النَّخَعِيِّ: يَا كُمَيْلُ، مَرُّاءٌ هَلَكَ إِذْ نُبِرُوا فِي كَسْبِ الْمَكَارِمِ، وَيُدْلِجُوا فِي حَاجَةٍ مَنْ هُوَ نَائِمٌ، فَوَالَّذِي وَسِعَ سَمْعُهُ الْأَصْوَاتَ مَا مِنْ أَعْحَدٍ أَوْ دَعَّ قَلْبًا سُرُورًا إِلَّا وَخَلَقَ اللَّهُ لَهُ مِنْ ذَلِكَ السُّرُورِ لُطْفًا، فَإِذَا نَزَلَتْ بِهِ نَائِبَةٌ جَرَى إِلَيْهَا كَالْمَاءِ فِي أَنْحَادِهِ حَتَّى يَطْرُدَهَا عَنْهُ كَمَا تَطْرُدُ غَرِيبَةَ الْبَابِلِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کمیل بن زیاد نخعی سے فرمایا: ”اے کمیل! اپنے گھر والوں کو حکم دو کہ اچھی خصلتوں کو تلاش کرنے کے لیے دن کو نکلیں اور سو جانے والوں کی حاجت روائی کے لیے رات میں قیام کریں۔ قسم ہے اس ذات کی جو ہر آواز کو سننے والا ہے کہ کوئی شخص کسی دل میں سرور وارو نہیں کرتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس سرور سے ایک لطف پیدا کر دیتا ہے اور اس کے بعد اگر اس پر کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے تو وہ لطف اس کی طرف نشیب کی جانب بہنے والے پانی کی طرح تیزی سے بڑھتا ہے اور اس مصیبت کو یوں دور کر دیتا ہے جس طرح اجنبی اونٹ ہنکائے جاتے ہیں۔“

صدقہ کی عظمت:

((وَقَالَ إِذَا أُمَّلَقْتُمْ فَتَاجِرُوا اللَّهَ بِالصَّدَقَةِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب مفلس و بے زر ہو جاؤ تو صدقے کے ذریعے اللہ سے لین دین کرو۔“

غداروں سے بے وفائی:

((وَقَالَ الْوَفَاءُ لِأَهْلِ الْغَدْرِ عِنْدَ اللَّهِ، وَالْغَدْرُ بَاءُ هَلِ الْغَدْرِ وَفَاءٌ عِنْدَ اللَّهِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: غداروں سے وفاداری بھی اللہ کے نزدیک ایک قسم کی غداری ہے اور

غداروں سے بیوفائی ایک طرح کی وفاداری ہے۔“

دوسرے کا خزانچی:

((وَقَالَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا كَسَبَتْ فَوْقَ قُورَتِكَ فَأَنْتَ فِيهِ خَازِنٌ لِّغَيْرِكَ))

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے فرزند آدم! تو نے اپنی غذا سے جو زیادہ کمایا ہے اس میں تو دوسرے کا خزانچی ہے۔“

دلوں سے نرمی کرنا:

((وَقَالَ إِنَّ لِّلْقُلُوبِ شَهْوَةً وَ إِقْبَالَاً وَ إِدْبَارًا فَأَتَوْهَا مِنْ قِبَلِ شَهْوَتِهَا وَ إِقْبَالِهَا، فَإِنَّ الْقُلُوبَ إِذَا أءُكَّرَ عَمِيَّ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دلوں کی کچھ خواہشیں اور مثبت منفی رجحانات ہیں تو تم دل کو قابو میں رکھنے کے لیے خواہشات و مثبت رجحانات کے رخ سے آؤ (کہ باسانی اس کی اصلاح ہو سکے) کیونکہ جب دل کو مجبور کیا جاتا ہے تو وہ نابینا ہو جاتا ہے (ضد میں جو چاہتا ہے گزرتا ہے)۔“

غصہ، حسد اور معافی:

((وَ كَانَ يَقُولُ بَمَتِي أءُشْفِي غَيْظِي إِذَا غَضِبْتُ؟ أءُحِينَ أءُعْجِزُ عَنِ الْإِنْتِقَامِ فَيُقَالُ لِي: لَوْ صَبَرْتَ؟ أءُمُ حِينَ أءُقْدِرُ عَلَيْهِ، فَيُقَالُ لِي: لَوْ عَفَوْتَ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے غصہ آجائے تو میں اس سے تسکین کس طرح حاصل کروں۔؟ انتقام سے عاجز ہو جاؤں گا تو کہا جائے گا کہ صبر کرو اور انتقام کی طاقت پیدا کر لوں گا تو کہا جائے گا کہ کاش معاف کر دیتے۔“

مال دنیا کی حقیقت:

((وَقَالَ وَ قَدْ مَرَّ بِقَدْرِ عَلِيٍّ مَرْبَلَةٌ: هَذَا مَا بِيخَلُ بِهِ الْبَاخِلُونَ. وَ فِي خَبَرٍ آخَرَ أءُتَهُ قَالَ: هَذَا مَا كُنْتُمْ تَتَنَافَسُونَ فِيهِ بِالْأءُمْسِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گزر کوڑے کے ایک ڈھیر پر ہوا جس پر غلامتیں تھیں۔ آپ نے فرمایا: ”یہ وہ ہے جس کے ساتھ بخل کرنے والوں نے بخل کیا تھا۔“ ایک اور روایت میں ہے کہ اس موقع پر آپ نے فرمایا: ”یہ وہ ہے جس پر تم لوگ کل ایک دوسرے پر رشک کرتے تھے۔“

فائدہ مند مال:

((وَقَالَ بَلَّمْ يَذْهَبُ مِنْ مَالِكَ مَا وَعَظَكَ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو مال تمہیں نصیحت کر جائے وہ مال گیا نہیں باقی ہے۔“

لطفِ حکمتیں:

((وَقَالَ إِنَّ الْقُلُوبَ تَمَلُّ كَمَا تَمَلُّ الْأَعْيَانُ فَابْتَغُوا لَهَا طَرَائِفَ الْحِكْمَةِ))
 ”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ دل اسی طرح تھک جاتے ہیں جس طرح بدن تھکتے ہیں، لہذا ان کے لیے لطف ترین حکمتیں تلاش کرو۔“

غلط مراد:

((وَقَالَ لَمَّا سَمِعَ قَوْلَ الْخَوَارِجِ (لَا حُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ): (كَلِمَةً حَقًّا يَرَادُ بِهَا بَاطِلٌ))
 ”جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوارج کا قول ”لا حکم الا للہ“ (حکم اللہ سے مخصوص ہے) سنا تو فرمایا: یہ جملہ صحیح ہے مگر جو اس سے مراد لیا جاتا ہے وہ غلط ہے۔“

انتشار و اجتماع:

وَقَالَ ذِي صِفَةِ الْغَوْغَاءِ: هُمُ الَّذِينَ إِذَا اجْتَمَعُوا غَلَبُوا، وَإِذَا تَفَرَّقُوا لَمْ يَعْرِفُوا وَقِيلَ:
 بَلْ قَالَ: هُمُ الَّذِينَ إِذَا اجْتَمَعُوا ضُرُّوا وَإِذَا تَفَرَّقُوا نَفَعُوا فَقِيلَ: قَدْ عَرَفْنَا مَضْرَبَةَ
 اجْتِمَاعِهِمْ، فَمَا مَنَفَعَةُ افْتِرَاقِهِمْ؟ فَقَالَ: يَرْجِعُ أَصْحَابُ الْمِهْنِ إِلَى مِهْنِهِمْ فَيَنْتَفِعُ النَّاسُ
 بِهِمْ كَرُجُوعِ الْبُنَاءِ إِلَى بِنَائِهِ، وَالنَّسَاجِ إِلَى مَنْسَجِهِ، وَالْخَبَازِ إِلَى مَخْبِزِهِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بازاری لوگوں کی بھیڑ بھاڑ کے بارے میں فرمایا: ”یہی وہ لوگ ہیں جو مجتمع ہو جاتے ہیں تو غالب آجاتے ہیں اور منتشر ہو جاتے ہیں تو پہچانے بھی نہیں جاتے ہیں۔“ اور بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس طرح فرمایا: ”جب مجتمع ہو جاتے ہیں تو نقصان دہ ہوتے ہیں اور جب منتشر ہو جاتے ہیں تبھی فائدہ مند ہوتے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا: ”اجتماع میں نقصان تو سمجھ میں آگیا لیکن انتشار میں فائدہ کے کیا معنی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”سارے کاروبار والے اپنے کاروبار کی طرف پلٹ جاتے ہیں اور لوگ ان سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں جس طرح معمار اپنی عمارت کی طرف چلا جاتا ہے، کپڑا بننے والا کارخانہ کی طرف چلا جاتا ہے اور روٹی پکانے والا اتور کی طرف پلٹ جاتا ہے۔“

برائی کے وقت حاضر ہونے والے:

((وَقَدْ آتَى بَجَانَ وَمَعَهُ غَوْغَاءٌ فَقَالَ: لَا مَرْحَبًا بوجوهٍ لَا تُرَى إِلَّا عِنْدَ كُلِّ سَوَاءٍ))
 ”آپ کے پاس ایک مجرم کو لایا گیا جس کے ساتھ تماشائیوں کا ایک ہجوم تھا تو آپ نے فرمایا: ”ان چہروں پر پھنکار ہو جو صرف برائی اور رسوائی کے موقع پر نظر آتے ہیں۔“

مضبوطی:

((وَقَالَ إِنَّ مَعَ كُلِّ إِنْسَانٍ مَلَكَينِ يَحْفَظَانِهِ، فَإِذَا جَاءَ الْقَدْرُ خَلِيَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ وَإِنَّ الْأَعْيَانُ

جَلَّ جَنَّةٌ حَصِينَةٌ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں جو اس کی حفاظت کرتے ہیں اور جب موت کا وقت آتا ہے تو وہ اس کے اور موت کے درمیان سے ہٹ جاتے ہیں اور بے شک انسان کی مقررہ عمر اس کے لیے ایک مضبوط پر ہے۔“

مددگار اور قوت:

((وَقَالَ وَ قَدْ قَالَ لَهُ طَلْحَةُ وَ الزُّبَيْرُ: نُبَايَعُكَ عَلِيُّ اءِ نَّا شُرَكَاءُكَ فِي هَذَا الْاِءِ مَرْفَقَالَ: لَا وَ لَكِنَّا كَمَا شَرِيكَانِ فِي الْقُوَّةِ وَ الْاِسْتِعَانَةِ وَ عَوْنَانِ عَلِيُّ الْعَجْزِ وَ الْاِءِ وَ دِ))

”حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم آپ سے بیعت تو کر رہے ہیں مگر کاروبارِ خلافت میں ہمیں شریک رکھیے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”نہیں! لیکن تم دونوں قوت پر امداد میں شریک ہو اور میرے عاجز آنے اور انتہائی زحمت کے وقت مددگار ہو گے۔“

گرفت کرنے والی:

((وَقَالَ اءِ يُّهَا النَّاسُ، اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي اِنْ قُلْتُمْ سَمِعَ، وَ اِنْ اءِ ضَمَرْتُمْ عَلِمَ، وَ بَادِرُوا الْمَوْتَ الَّذِي اِنْ هَرَبْتُمْ اءِ دَرَكَكُمْ وَ اِنْ اءِ قَمْتُمْ اءِ اَخَذَكُمْ وَ اِنْ نَسِيتُمْوَهُ ذَكَرَكُمْ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اے لوگو! اللہ سے ڈرو جو تمہاری ہر بات سنتا ہے اور تمہارے دل کے ہر راز سے واقف ہے۔ اے لوگو! اس موت کی طرف سبقت کرو جس سے بھاگنا بھی چاہو گے تو وہ تمہیں پالے گی، بٹھہر جاؤ گے تو گرفت میں لے لے گی اور تم اسے بھول بھی جاؤ تو وہ تمہیں یاد رکھے گی۔“

بھلائی کا شکر یہ:

((وَقَالَ يَزْهَدَنَّكَ فِي الْمَعْرُوفِ مَنْ لَا يَشْكُرُهُ لَكَ، فَقَدْ يَشْكُرُكَ عَلَيْهِ مَنْ لَا يَسْتَمْتَعُ بِشَيْءٍ مِنْهُ وَ قَدْ تَدْرِكُ مِنْ شُكْرِ الشَّاكِرِ اءِ كَثْرَمِمَّا اءِ ضَاعَ الْكَاْفِرُ، وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کسی شخص کا تمہارے حسن سلوک پر شکر گزار نہ ہونا تمہیں نیکی اور بھلائی سے بددل نہ بنا دے اس لیے کہ بسا اوقات تمہاری اس بھلائی کی وہ قدر کرے گا جس نے اس سے کچھ فائدہ بھی نہیں اٹھایا اور اس ناشکرے نے جتنا تمہارا حق ضائع کیا ہے اس سے کہیں زیادہ تم ایک قدر دانی حاصل کر لو گے اور اللہ نیک کام کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔“

ظرفِ علم:

((وَقَالَ: كُلُّ وِعَاءٍ يَضِيقُ بِمَا جُعِلَ فِيهِ اِلَّا وِعَاءَ الْعِلْمِ فَاِنَّهُ يَتَسَّعُ بِهِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہر برتن تنگ ہے سوائے ظرفِ علم کے کہ وہ علم سے وسیع ہوتا چلا جاتا ہے۔“

صابر کا پہلا اجر:

((وَقَالَ اءَوْلَ عَوْضِ الْحَلِيمِ مِنْ حَلْمِهِ اءَنَّ النَّاسَ اءَنْصَارُهُ عَلَي الْجَاهِلِ))
 ”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”صبر کرنے والے کو قوت برداشت پر پہلا اجر یہ ملتا ہے کہ لوگ جاہل کے مقابلہ میں اس کے مددگار ہو جاتے ہیں۔“

بردباری سے شبہت:

((وَقَالَ: اِنْ لَمْ تَكُنْ حَلِيمًا فَتَحَلَّمْ، فَاِنَّهُ قَلَّ مَنْ تَشَبَهَ بِقَوْمٍ اِلَّا اءَوْشَكَ اءَنَّ يَكُوْنَ مِنْهُمْ))
 ”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم بردبار نہیں ہو تو بظاہر بردبار بننے کی کوشش کرو، کیونکہ ایسا کم ہوتا ہے کہ کوئی شخص کسی جماعت سے شبہت اختیار کرے اور ان میں سے نہ ہو جائے۔“

علم یقین:

((وَقَالَ: مَنْ حَاسَبَ نَفْسَهُ رِبْحًا، وَمَنْ غَفَلَ عَنْهَا خِسْرًا، وَمَنْ خَافَ اءَمِّنَ، وَمَنْ اَعْتَبَرَ اءَبْصَرَ، وَمَنْ اءَبْصَرَ فَهَمَّ، وَمَنْ فَهَمَ عَلِمَ))
 ”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے اپنے نفس کا جائزہ لیا وہ نفع میں رہا، جس نے غفلت کی اسے گھانا ہوا، جو اللہ سے (ڈرا وہ بے خوف ہو گیا) (غیر اللہ اور عذاب سے)، جس نے عبرت حاصل کی اس نے حقیقت کو دیکھ لیا اور وہ سمجھ گیا اور جو سمجھ گیا اسے علم یقین ہو گیا۔“

دنیا کا جھکاؤ:

وَقَالَ: لَتُعْطِفَنَّ الدُّنْيَا عَلَيْنَا بَعْدَ شِمَاسِهَا عَطْفَ الضُّرُوسِ عَلَي وَلَدِهَا وَتَلَا عَقِيبَ ذَلِكَ (وَنُرِيدُ اءَنَّ نَمُنَّ عَلَي الَّذِينَ اسْتَضَعِفُوا فِي الْاِءْرَاضِ وَنَجْعَلَهُمْ اءَكِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ دنیا منہ زوری دکھانے کے بعد ایک دن بہر حال ہماری جانب جھکے گی جس طرح کاٹنے والی اونٹنی کو اپنے بچے پر رحم آتا ہے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے اس آیت مبارکہ کی تلاوت فرمائی:

((وَنُرِيدُ اءَنَّ نَمُنَّ عَلَي الَّذِينَ اسْتَضَعِفُوا فِي الْاِءْرَاضِ وَنَجْعَلَهُمْ اءَكِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ))

”ہم چاہتے ہیں کہ ان بندوں پر احسان کریں جنہیں روئے زمین پر کمزور بنا دیا گیا۔ ہم انہیں لوگوں کا امام بنائیں گے اور ہم انہیں وارثِ جنت بنائیں گے۔“

دنیا سے الگ ہونے والا:

((وَقَالَ اتَّقُوا اللَّهَ تَقِيَّةً مِّنْ شَمْرٍ تَجْرِيدًا، وَجَدَّ تَشْمِيرًا، وَاءِ كَمَشٍ فِي مَهَلٍ، وَبَادَرَ عَنْ وَجَلٍ، وَنَظَرَ فِي كَرَّةِ الْمَوْتِ، وَعَاقِبَةَ الْمَصْدَرِ، وَمَغْبَةَ الْمَرْجِعِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ سے ڈرو اس شخص کے ڈرنے کے مانند جس نے دنیا کی وابستگیوں کو چھوڑ کر دامنِ گردان لیا، دامنِ گردان کرکوشش میں لگ گیا، اچھائیوں کے لیے اس وقفہ حیات میں تیز گامی کے ساتھ چلا، خطروں کے پیش نظر اس نے نیکیوں کی طرف قدم بڑھایا، اپنی قرارگاہ اور اپنے اعمال کے نتیجہ اور انجامِ کار کی منزل پر نظر رکھی۔“

سخاوت کی تعریف:

((وَقَالَ بِالْجُودِ حَارِسُ الْاِءِ عَرَاضِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سخاوت عزت و آبرو کی نگہبان ہے۔“

اصل محافظہ..... حلم:

((وَقَالَ بِالْحِلْمِ فِدَامُ السَّفِيهِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”حلم بیوقوف کا دہانہ بند ہے (کہ یہ رسوائی سے بچاتا ہے)۔“

معافی اور کامیابی:

((وَقَالَ: وَالْعَفْوُ زَكَاةُ الظَّفْرِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: معافی کامیابی کی زکوٰۃ ہے۔“

بھول جانا اور غداری:

((وَقَالَ: وَالسُّلُوُ عَوْضُكَ مِمَّنْ غَدَرَ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بھول جانا غداری کرنے والے کا بدل ہے۔“

مشورہ عین ہدایت:

((وَقَالَ: وَالِاسْتِشَارَةُ عَيْنُ الْهُدَايَةِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مشورہ کرنا عین ہدایت ہے۔“

اپنی رائے پر عمل:

((وَقَالَ: وَقَدْ خَاطَرَ مَنِ اسْتَعْنَى بِرَأْيِهِ))

”ہم چاہتے ہیں کہ ان بندوں پر احسان کریں جنہیں روئے زمین پر کمزور بنا دیا گیا۔ ہم انہیں لوگوں کا امام بنائیں گے اور ہم انہیں وارثِ جنت بنائیں گے۔“

دنیا سے الگ ہونے والا:

((وَقَالَ اتَّقُوا اللَّهَ تَقِيَّةً مِّنْ شَمَرٍ تَجْرِيدًا، وَجَدَّ تَشْمِيرًا، وَاِءْ كَمَشٍ فِي مَهَلٍ، وَبَادَرَ عَنُ وَجَلٍ، وَنَظَرَ فِي كَرَّةِ الْمَوْتِ، وَعَاقِبَةَ الْمَصْدَرِ، وَمَغْبَةَ الْمَرْجِعِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ سے ڈرو اس شخص کے ڈرنے کے مانند جس نے دنیا کی وابستگیوں کو چھوڑ کر دامنِ گردان لیا، دامنِ گردان کرکوشش میں لگ گیا، اچھائیوں کے لیے اس وقفہ حیات میں تیزگامی کے ساتھ چلا، خطروں کے پیش نظر اس نے نیکیوں کی طرف قدم بڑھایا، اپنی قرارگاہ اور اپنے اعمال کے نتیجہ اور انجام کار کی منزل پر نظر رکھی۔“

سخاوت کی تعریف:

((وَقَالَ بِالْجُودِ حَارِسُ الْاِءْ عَرَاضِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سخاوت عزت و آبرو کی نگہبان ہے۔“

اصل محافظہ..... حلم:

((وَقَالَ بِالْحِلْمِ فِدَامُ السَّفِيهِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”حلم بیوقوف کا دہانہ بند ہے (کہ یہ رسوائی سے بچاتا ہے)“

معافی اور کامیابی:

((وَقَالَ: وَالْعَفْوُ زَكَاةُ الظَّفْرِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: معافی کامیابی کی زکوٰۃ ہے۔“

بھول جانا اور عذاری:

((وَقَالَ: وَالسُّلُوُ عَوْضُكَ مِمَّنْ عَدَرَ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بھول جانا عذاری کرنے والے کا بدل ہے۔“

مشورہ عین ہدایت:

((وَقَالَ: وَالْاِسْتِشَارَةُ عَيْنُ الْهِدَايَةِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مشورہ کرنا عین ہدایت ہے۔“

اپنی رائے پر عمل:

((وَقَالَ: وَقَدْ نَحَاظَرَ مَنِ اسْتَعْنَى بِرَأْيِهِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے اپنی رائے ہی پر اعتماد کر لیا اس نے اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال دیا۔“

بر اور مصائب زمانہ:

((وَقَالَ: وَالصَّبْرُ يَنَاضِلُ الحِدْثَانَ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صبر مصائب زمانہ سے مقابلہ کرتا ہے۔“

قراری مددگار زمانہ:

((وَقَالَ: وَالجَزَعُ مِنْ اءِ عَوَانِ الزَّمَانِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ قراری زمانہ کی مددگار ثابت ہوتی ہے۔“

ترین دولت مندی:

((وَقَالَ: وَاِءِ شَرْفِ الغِنَى تَرْكُ المَنَى))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بہترین دولت مندی تمناؤں کا ترک کر دینا ہے۔“

لام عقلیں:

((وَقَالَ: وَكَمْ مِنْ عَقْلٍ اءِ سِيرَ عِنْدَ هَوَى اءِ مِيرٍ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کتنی ہی غلام عقلیں ہیں جو روساء کی خواہشات کے نیچے دبی ہوئی

ہیں۔“

رفیق الہی:

((وَقَالَ: وَ مِنَ التَّوْفِيقِ حِفْظُ التَّجْرِبَةِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”تجربہ یاد رکھنا ایک توفیق الہی ہے۔“

فقیر رشتہ داری:

((وَقَالَ: وَالْمَوَدَّةُ قَرَابَةٌ مُسْتَفَادَةٌ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: محبت ایک مفید رشتہ داری ہے۔“

تنگ دل:

((وَقَالَ: وَلَا تَأْمَنَنَّ مَلُولًا))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”جو خود ہی دل تنگ ہو اس سے مطمئن نہ رہو۔“

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے اپنی رائے ہی پر اعتماد کر لیا اس نے اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال دیا۔“

صبر اور مصائبِ زمانہ:

((وَقَالَ: وَالصَّبْرُ يَنْصِلُ الْحَدِثَانَ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صبر مصائبِ زمانہ سے مقابلہ کرتا ہے۔“

بیقراری مددگارِ زمانہ:

((وَقَالَ: وَالْجَزَعُ مِنْ اِءْعُوَانِ الزَّمَانِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیقراریِ زمانہ کی مددگارِ ثابِت ہوتی ہے۔“

بہترین دولت مندی:

((وَقَالَ: وَاِءْشْرَفُ الْغِنَى تَرْكُ الْمُنَى))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بہترین دولت مندی تمناؤں کا ترک کر دینا ہے۔“

غلامِ عقلیں:

((وَقَالَ: وَكَمْ مِنْ عَقْلٍ اِءْسِيرٍ عِنْدَ هَوَى اِءْمِيرٍ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کتنی ہی غلامِ عقلیں ہیں جو روساء کی خواہشات کے نیچے دبی ہوئی ہیں۔“

توفیقِ الہی:

((وَقَالَ: وَمِنَ التَّوْفِيقِ حِفْظُ التَّجْرِبَةِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”تجربہ یاد رکھنا ایک توفیقِ الہی ہے۔“

مفید رشتہ داری:

((وَقَالَ: وَالْمَوَدَّةُ قَرَابَةٌ مُسْتَفَادَةٌ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: محبت ایک مفید رشتہ داری ہے۔“

تنگ دل:

((وَقَالَ: وَلَا تَأْمَنَنَّ مَلُولًا))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”جو خود ہی تنگ دل ہو اس سے مطمئن نہ رہو۔“

اپنی عقل سے حسد:

((وَقَالَ عَجِبُ الْمَرْءُ بِنَفْسِهِ اءَ اَحَدٌ حُسَادٍ عَقْلِهِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”انسان کا خود پسندی میں مبتلا ہو جانا خود اپنی عقل سے حسد کرنا ہے۔“

تکلیف سے چشم پوشی:

((وَقَالَ اءَ غَضٍ عَلَى الْقَدَى وَالْاَلَمُ تَرْضَى اءَ بَدَا))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تکلیف سے چشم پوشی کرو ورنہ کبھی خوش نہیں رہ سکتے۔“

نرمی کی عظمت:

((وَقَالَ بَمَنْ لَانَ عُوْدُهُ كَثَفَتْ اءَ غُصَانُهُ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس درخت کی لکڑی نرم ہو اس کی شاخیں گھنی ہوتی ہیں (لہذا انسان کو

نرم دل ہونا چاہئے)“

مخالفت کے نقصانات:

((وَقَالَ اَلْخِلَافُ يَهْدِمُ الرَّاءِىَّ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”مخالفت صحیح و درست رائے کو بھی برباد کر دیتی ہے۔“

دست درازی:

((وَقَالَ: مَنْ نَالَ اسْتَطَالَ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”جو منصب پالیتا ہے وہ دست درازی کرنے لگتا ہے۔“

انقلاب حالات اور لوگ:

((وَقَالَ بِي تَقَلَّبِ الْاِءَ حُوَالِ عِلْمٍ جَوَاهِرِ الرَّجَالِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں کے جوہر حالات کے انقلاب میں پہچانے جاتے ہیں۔“

محبت کی کمزوری:

((وَقَالَ بِحَسَدِ الصِّدِيقِ مِنْ سُقْمِ الْمَوَدَّةِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”دوست کا حسد کرنا محبت کی کمزوری ہے۔“

طمع و حرص کی مذمت:

((وَقَالَ: اءَ كَثُرُ مَصَارِعِ الْعُقُولِ تَحْتَ بُرُوقِ الْمَطَامِعِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اکثر عقلوں کا ٹھوکر کھا کر گرنا طمع و حرص کی بجلیاں چمکنے پر ہوتا ہے۔“

خیال پر فیصلہ

((وَقَالَ لَيْسَ مِنَ الْعَدْلِ الْقَضَاءُ عَلَى الثَّقَةِ بِالظَّنِّ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انصاف یہ نہیں ہے کہ خیال پر فیصلہ کر دیا جائے۔“

بدترین زاویہ:

((وَقَالَ بئسَ الزَّادُ إِلَى الْمَعَادِ، الْعُدْوَانُ عَلَى الْعِبَادِ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قیامت کے دن بدترین زادہ سفر اللہ کے بند پر ظلم کرنا ہوگا۔“

بلند کردار کی نشانی:

((وَقَالَ مِنْ أَسْرَفِ أَعْمَالِ الْكَرِيمِ غَفْلَتُهُ عَمَّا يَعْلَمُ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بلند انسان کے بہترین افعال میں سے یہ ہے کہ وہ ان چیزوں سے چشم پوشی کرے جنہیں وہ جانتا ہے۔“

حیاء کی خلعت:

((وَقَالَ: مَنْ كَسَاهُ الْحَيَاءُ تَوْبَهُ لَمْ يَرِ النَّاسُ عَيْبَهُ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جسے شرم اپنا خلعت ولباس پہنا دیتی ہے، لوگ اس کے عیب نہیں دیکھ پاتے (وہ عیب کم کرتا ہے)۔“

خاموشی کی ہیبت:

((وَقَالَ بِكَثْرَةِ الصَّمْتِ تَكُونُ الْهَيْبَةُ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: زیادہ خاموشی ہیبت کا سبب بنتی ہے۔“

انصاف اور دوستی:

((وَقَالَ: وَبِالنِّصْفَةِ يَكْثُرُ الْوَأَصِلُونَ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انصاف کرنے سے دوستوں میں اضافہ ہوتا ہے۔“

کرم و فضل اور قدر و منزلت:

((وَقَالَ: وَبِالْفَضْلِ تَعْظُمُ الْإِثْمَانُ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کرم و فضل کرنے سے قدر و منزلت بلند ہوتی ہے۔“

☆☆☆

اقضاکم علی رضی اللہ عنہ:

حضرت علی تمہارے لئے بہترین حاکم ہیں

حضرت علی کا فیصلہ حکم الہی کے عین مطابق ہوتا:

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: لقد قضی علی بن ابی طالب بینکما

بقضاء اللہ عزوجل))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علیؑ تم دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کیا ہے، یہ جو تم دونوں کیلئے علی

نے حکم سنایا ہے حکم الہی تھا۔“

بہترین فیصل:

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اقضاکم علی))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی تمہارے لئے بہترین حاکم ہے۔“

دانا اور عقل مند ترین قاضی:

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: علی اعلم الناس بفصل القضاء))

”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی لوگوں کے جھگڑے اور دشمنی کے معاملات میں عقلمند اور دانا

ترین انسان ہے۔“

سب سے زیادہ سنت کو جاننے والے:

((بالاسناد، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اعلم امتی بالسنة والقضاء

بعدی علی بن ابی طالب))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی میری امت کے افراد میں سے میری سنت اور حکمرانی میں عقلمند

اور دانا ہے۔“

عدالت علی:

((بالاسناد، عن ابی عباس قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: علی بن

ابی طالب اعلم امتی، واقضاہم فیما اختلفوا فیہ من بعدی))

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی میری امت

میں سے سب سے عاقل اور دانا ہے اور میرے بعد جو چیزیں باعث اختلاف ہوں گی اس میں ان کی

عدالت اور قضاوت سب سے بہترین ہے۔“

فیصلہ کرنے کی صلاحیت رسول اللہ کی عطا:

((قال علی رضی اللہ عنہ: یعثنی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی الیمن، فقلت: یا رسول اللہ! انی ہدیث السن، قال: فوضع یدہ علی صدری وقال: اذهب فان اللہ سیثبت لسانک ویہدی قلبک، قال: فما شککت فی قضاء بین خصمین قاما بین یدی بعد))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کیلئے روانہ کیا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں جوان ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کو میرے سینے پر رکھا اور فرمایا: اے اللہ! اس کے دل کو ہدایت فرما اور اس کی زبان کو قوی اور طاقتور بنا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کے بعد میں نے لوگوں کے درمیان جو بھی فیصلے کیے کوئی بھی رد نہیں ہوا۔“

دعائے رسول:

((بالاسناد عن علی رضی اللہ عنہ قال: یعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی الیمن فقلت: یا رسول اللہ تبعثنی وانا شاب اقضی بینہم ولا ادری بالقضاء، قال: فضرب بیدہ فی صدری ثم قال: اللہم اهد قلبہ وثبت لسانہ، قال: فما شککت بعد فی قضاء بین اثین))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف روانہ کیا۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! میں تو ایک جوان ہوں اور میں فیصلے کرنا بھی نہیں جانتا اور آپ مجھے یمن کی طرف روانہ کر رہے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کو میرے سینے پر مارا اور فرمایا: اے اللہ! اس کے قلب کو ہدایت اور اس کی زبان کو ثابت فرما۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کے بعد میں نے دو آدمیوں کے درمیان جو بھی حکم سنایا کبھی بھی اس پر اعتراض نہیں ہوا۔“



فصل نمبر 34:

نماذج من قضاء علی رضی اللہ عنہ:

حضرت علی کی معاملہ فہمی، اجتہادی قوت اور فیصلے

فقہ واجتہاد:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فقہ واجتہاد میں بھی کامل دستگاہ حاصل تھا، بلکہ علم و اطلاع کی وسعت سے دیکھا جائے تو آپ کو امت مسلمہ کا سب سے بڑا فقیہ، مدبر، مفسر اور مجتہد ماننا پڑے گا۔ بڑے بڑے صحابہ یہاں تک کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی کبھی کبھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضل و کمال کا ممنون ہونا پڑتا تھا۔ فقہ واجتہاد کے لیے کتاب و سنت کے علم کے علاوہ سرعت فہم اور دوراندیشی کی بڑی ضرورت ہوتی ہے اور جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کمالات حاصل تھے۔ مشکل سے مشکل اور پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل کی تہہ تک آپ کی نکتہ رس نگاہ آسانی سے پہنچ جاتی تھی۔ آپ کے چند فقہانہ نکتے حسب ذیل ہیں:

مجنون حدود شرعی سے مستثنیٰ:

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ایک مجنون زانیہ عورت پیش کی گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر حد جاری کرنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

”یہ ممکن نہیں کیونکہ مجنون حدود شرعی سے مستثنیٰ ہیں۔“

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ارادہ سے باز آ گئے۔

حالت احرام میں شکار:

ایک دفعہ حج کے موسم میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے شکار کا گوشت پکا کر پیش کیا گیا۔ لوگوں نے احرام کی حالت میں اس کے کھانے کے جواز اور عدم جواز میں اختلاف کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے جواز کے قائل تھے۔ انہوں نے کہا:

”حالت احرام میں خود شکار کر کے کھانا منع ہے، لیکن جب کسی غیر محرم نے شکار کیا ہے تو اس کے کھانے میں کیا حرج ہے؟“

دوسروں نے اس سے اختلاف کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا:

”اس مسئلہ میں قطعی فیصلہ کس سے معلوم ہوگا؟“

لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا، چنانچہ انہوں نے اُن سے جا کر دریافت کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

”جن لوگوں کو یہ واقعہ یاد ہو وہ شہادت دیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکار لایا گیا جب کہ آپ احرام کی حالت میں تھے، آپ نے فرمایا: یہ ان کو کھلا دو جو احرام میں نہیں ہیں۔“

حاضرین میں سے بارہ صحابہ نے شہادت دی۔ یہ سن کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے رفقاء نے اس کھانے سے پرہیز کیا۔

موزوں پر مسح:

ایک دفعہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی نے یہ مسئلہ پوچھا:
”ایک بار پاؤں دھونے کے بعد کتنے دن تک موزوں پر مسح کر سکتے ہیں۔؟“
آپ نے فرمایا:

”جناب علی سے جا کر دریافت کرو۔ ان کو معلوم ہوگا کیونکہ وہ سفر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا کرتے تھے۔“

چنانچہ وہ سائل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اور مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا:
”مسافر تین دن تین رات تک اور مقیم ایک دن اور ایک رات تک۔“

(مسند ابن جنبل، جلد 1، صفحہ 92)

مخنت کا وراثت میں حصہ:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم اور ان کی اجتہادی قوت کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ان کے حریف بھی دقیق اور مشکل مسائل میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھ کر دریافت کیا:

”دخنتی مشکل (مخنت) کی موثرت کی کیا صورت ہے یعنی وہ مرد قرار دیا جائے یا عورت؟“
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

”اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے حریف بھی علم دین میں ہمارے محتاج ہیں۔“
پھر جواب دیا:

”پیشاب گاہ سے اندازہ کرنا چاہئے کہ وہ مرد ہے یا عورت۔“

مذی کا ناقص وضو ہونا:

فقہی مسائل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وسعت نظر کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ جو بات نہیں جانتے تھے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرتے تھے۔ بعض ایسے مسائل جو شرم و حیاء اور اپنے رشتہ کی نزاکت کے باعث خود براہ راست نہیں پوچھ سکتے تھے اس کو کسی دوسرے کے ذریعہ سے دریافت کروا لیتے تھے۔ چنانچہ مذی کا ناقص وضو ہونا آپ نے اسی طرح بالواسطہ دریافت کرایا تھا۔

سب سے موزوں قاضی:

ان ہی خصوصیات کی بناء پر مقدمات کے فیصلوں اور قضا کے لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت ہی موزوں تھے اور اس کو صحابہ کرام عام طور پر تسلیم کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے:

((اقضانا علی))

”ہم میں مقدمات کے فیصلوں کے لئے سب سے موزوں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔“

(طبقات ابن سعد)

مدینہ کے سب سے بڑے قاضی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں:

”ہم (صحابہ) کہا کرتے تھے کہ مدینہ والوں میں سب سے زیادہ صحیح فیصلہ کرنے والے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔“

(متدرک حاکم)

اقضا ہم علی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو ہر شناس نگاہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس استعداد و قابلیت کا پہلے ہی اندازہ کر لیا تھا اور آپ کی زبان فیض ترجمان سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ”اقضا ہم علی“ کی سند مل چکی تھی اور ضرورت کے اوقات میں قضاء کی خدمت آپ کے سپرد کی جاتی تھی۔

قاضی یمن:

چنانچہ جب اہل یمن نے اسلام قبول کیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں کے عہدہ قضاء کے لئے آپ کو منتخب فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

”یا رسول اللہ! وہاں نئے نئے مقدمات پیش ہوں گے اور مجھے قضاء کا تجربہ اور علم ہی نہیں۔“

فرمایا:

”اللہ تعالیٰ تمہاری زبان کو راہِ راست اور تمہارے دل کو ثبات و استقلال بخشے گا۔“

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) اس (دعا) کے بعد مجھے مقدمات کے فیصلوں میں کبھی پریشانی نہ ہوئی۔“

(مسند ابن جنبل، جلد 1، صفحہ نمبر 3) (متدرک حاکم، جلد 3، صفحہ نمبر 135)

قوانینِ قضاء:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قضا اور مقدمات کے بعض اصول بھی سکھائے۔ چنانچہ ایک مرتبہ فرمایا:

”اے علی! جب تم دو آدمیوں کے جھگڑے کا فیصلہ کرنے لگو تو صرف ایک آدمی کا بیان سن کر فیصلہ نہ کرو،

اس وقت تک اپنے فیصلے کو روکو جب تک دوسرے کا بیان بھی نہ سن لو۔“

(مسند ابن جنبل، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 99)

اعترافِ زنا کی مجرمہ:

مقدمات میں علم یقین کے لئے اہل مقدمہ اور گواہوں سے جرح اور ان سے سوالات کرنا بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصول قضا میں داخل تھا۔ ایک مرتبہ ایک زانیہ عورت نے آپ کی عدالت میں اپنی نسبت جرمِ زنا کا اعتراف کیا۔ آپ نے اسے پے درپے متعدد سوالات کئے جب وہ آخر تک اپنے بیان پر قائم رہی تو اس وقت سزا کا حکم دیا۔

(مسند ابن جنبل، جلد 1، صفحہ نمبر 140)

گواہوں کی جرح:

اسی طرح لوگوں نے ایک شخص کو چوری کے الزام میں پکڑ کر پیش کیا اور دو گواہ بھی پیش کر دیئے۔ آپ نے گواہوں کو دھمکی دی:

”اگر تمہاری گواہی جھوٹی نکلی تو میں یہ سزا دوں گا، یہ کروں گا وہ کروں گا۔“

اس کے بعد کسی دوسرے کام میں مصروف ہو گئے۔ اس سے فراغت کے بعد دیکھا کہ دونوں گواہ موقع پا کر چل دیئے تھے تو آپ نے ملزم کو بے قصور پا کر چھوڑ دیا۔

(تاریخ الخلفاء، بحوالہ مصنف ابی شیبہ)

تین آدمیوں کا بیٹا:

یمن نیا نیا مسلمان ہوا تھا۔ پرانی باتیں ابھی تازہ تھیں۔ ایک عورت کا مقدمہ پیش ہوا جس سے ایک ماہ کے اندر تین مرد خلوت کر چکے تھے۔ نو ماہ بعد اس کے لڑکا ہوا جب کہ یہ مسئلہ پیدا ہو گیا کہ وہ لڑکا کس کا قرار دیا جائے۔ ہر ایک نے اس کے باپ ہونے کا دعویٰ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فیصلہ کیا کہ اس لڑکے کی دیت کے تین حصے کئے، پھر قرعہ ڈالا جس کے نام قرعہ نکلا اس کے حوالہ لڑکا کر دیا اور بقیہ دونوں کو دیت کے تین حصوں میں دو حصے پہلے آدمی سے لے کر دے دیئے۔ گویا غلام کے مسئلہ پر اس کو قیاس کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فیصلہ سنا تو آپ نے تبسم فرمایا۔

(مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 135)

چار آدمیوں کا قصاص:

دوسرا واقعہ یہ پیش آیا کہ چند لوگوں نے شیر پھنسانے کے لئے ایک کنواں کھودا تھا۔ شیر اس میں گر گیا۔ چند اشخاص ہنسی مذاق میں ایک دوسرے کو کنویں کی طرف دھکیل رہے تھے کہ اتفاق سے ایک کا پیر پھسلا اور وہ اس کنویں میں گر گیا۔ اس نے اپنی جان بچانے کے لئے بدحواسی میں دوسرے کی کمر پکڑی، وہ بھی سنبھل نہ سکا اور گرتے گرتے اس نے تیسرے کی کمر تھام لی اور تیسرے نے چوتھے کو پکڑ لیا۔ غرض چاروں اس کنویں میں گر پڑے اور شیر نے چاروں کو مار ڈالا۔ ان مقتولین کے ورثاء آمادہ جنگ ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو اس ہنگامہ و فساد سے روکا اور فرمایا:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موجودگی میں یہ فتنہ و فساد مناسب نہیں۔ میں فیصلہ کرتا ہوں اگر وہ پسند نہ ہو تو دربار رسالت میں جا کر تم اپنا مقدمہ پیش کر سکتے ہو۔“

لوگوں نے رضامندی ظاہر کی۔ آپ نے یہ فیصلہ کیا کہ جن لوگوں نے یہ کنواں کھودا تھا ان کے قبیلوں سے ان مقتولین کے خون بہا کی رقم اس طرح وصول کی جائے کہ ایک پوری، ایک تہائی، ایک چوتھائی اور ایک آدھی۔ پہلے مقتول کو ایک چوتھائی خون بہا، دوسرے کو ٹکٹ، تیسرے کو نصف اور چوتھے کو پورا خون بہا دلا دیا۔ لوگ اس بظاہر عجیب و غریب فیصلہ سے راضی نہ ہوئے اور جمعۃ الوداع کے مواقع پر حاضر ہو کر اس فیصلہ کا مراجعہ (اپیل) عدالت نبوی میں پیش کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فیصلہ کو برقرار رکھا۔

(مسند ابن حنبل، جلد 1، صفحہ نمبر 77)

اب غور کیجئے کہ اصل جرم ان لوگوں کا تھا جنہوں نے آبادی کے قریب کنواں کھود کر شیر پھنسانے کی غلطی کی تھی اس لئے کسی متعین قاتل نہ ہونے کے سبب سے قسامت کے اصول سے خون بہا کو ان کو کھودنے والوں اور ان کے ہم قبیلوں پر عائد کر دیا۔

تین اور پانچ درہم:

دو شخص (غالباً مسافر) تھے۔ ایک کے پاس تین روٹیاں تھیں اور دوسرے کے پاس پانچ۔ دونوں مل کر ایک ساتھ کھانے کو بیٹھے تھے کہ اتنے میں ایک تیسرا مسافر بھی آ گیا اور وہ بھی کھانے میں شریک ہو گیا۔ کھانے سے جب فراغت ہوئی تو اس تیسرے نے آٹھ درہم اپنے حصہ کی روٹیوں کی قیمت دے دی اور آگے بڑھ گیا۔ جس شخص کی پانچ روٹیاں تھیں اس نے سیدھا حساب یہ کیا کہ اپنی پانچ روٹیوں کی قیمت پانچ درہم لی اور دوسرے کو ان کی تین روٹیوں کی قیمت تین درہم ادا کر دیئے، مگر وہ اس پر راضی نہ ہوا اور نصف کا مطالبہ کیا۔ یہ معاملہ عدالت حیدری میں پیش ہوا۔ آپ نے دوسرے کو نصیحت فرمائی:

”تمہارا رفیق جو فیصلہ کر رہا ہے اس کو قبول کر لو اس میں زیادہ نفع تمہارا ہے۔“

لیکن اس نے کہا:

”حق کے ساتھ جو فیصلہ ہو مجھے منظور ہے۔“

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

”حق تو یہ ہے کہ تم کو صرف ایک درہم ملے اور تمہارے رفیق کو سات۔“

اس عجیب فیصلہ سے وہ متحیر ہو گیا۔ آپ نے فرمایا:

”تم تین آدمی تھے، تمہاری تین روٹیاں تھیں اور تمہارے رفیق کی پانچ۔ تم دونوں نے برابر کھائیں اور

ایک تیسرے کو بھی برابر کا حصہ دیا۔ تمہاری تین روٹیوں کے حصے تین جگہ کئے جائیں تو نو ٹکڑے ہوتے

ہیں۔ تم اپنے نو ٹکڑوں اور اس کے پندرہ ٹکڑوں کو جمع کرو تو نو ٹکڑے چوبیس ٹکڑے بنتے ہیں۔ تینوں میں سے

ہر ایک نے برابر ٹکڑے کھائے تو فی کس آٹھ ٹکڑے ہوتے ہیں۔ تم نے اپنے نو سے آٹھ خود کھائے اور ایک

تیسرے مسافر کو دیا، لیکن تمہارے رفیق نے اپنے پندرہ ٹکڑوں میں سے آٹھ خود کھائے اور سات تیسرے

کو دیئے، اس لئے آٹھ درہم میں سے ایک کے تم اور سات کا تمہارا رفیق مستحق ہے۔“

(تاریخ الخلفاء سیوطی بروایت زر بن حبیش)

خواب میں زنا کی سزا:

کبھی کبھی کوئی لغو مقدمہ پیش ہوتا تو آپ زندہ دلی کا ثبوت دیتے تھے۔ ایک شخص نے دوسرے شخص کو یہ کہہ کر پیش

کیا کہ اس نے خواب میں دیکھا ہے کہ یہ شخص میری ماں کی آبروریزی کر رہا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”ملازم کو دھوپ میں لے جا کر کھڑا کرو اور اس کے سایہ کو سو کوڑے مارو۔“

جانوروں کے بارے میں فیصلہ:

ایک مرتبہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ دو آدمی لڑائی

جھگڑا کرتے ہوئے آئے۔ ایک نے عرض کیا:

”یا رسول اللہ! میرا ایک گدھا تھا اس شخص کی گائے نے اس کو ماڑ دالا ہے۔“

حاضرین میں سے ایک نے کہا:

”جانوروں کے فعل کا کیا کوئی ذمہ دار ہو سکتا ہے۔؟“

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا:

”ان کے درمیان فیصلہ کرو۔“

حضرت علی نے ان دونوں آدمیوں سے پوچھا:

”وہ دونوں جانور بندھے ہوئے تھے یا کھلے ہوئے تھے؟ یا ان میں سے ایک بندھا ہوا تھا۔؟“

گدھے کے مالک نے کہا:

”میرا گدھا بندھا ہوا تھا اور اس کی گائے کھلی ہوئی تھی اور یہ اس کے ساتھ کھڑا تھا۔“

گائے کے مالک نے اس بات کی تصدیق کی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:
”میرا یہ فیصلہ ہے کہ گائے کا مالک گدھے کے نقصان کا ذمہ دار ہے۔“

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
”علی کا فیصلہ درست ہے۔“

چنانچہ وہی فیصلہ جاری کیا گیا۔

سوال و جواب:

ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک یہودی آیا اور اس نے کہا:
”مجھے بتائیے ہمارا رب کب سے ہے۔؟“

یہ سن کر آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور آپ نے فرمایا:
”وہ ایسی ذات نہیں کہ کبھی نہیں تھا اور پھر پیدا ہو گیا، بلکہ وہ ہمیشہ سے ہے، نہ اس کی ابتدا ہے اور نہ اس کی انتہا ہے۔ تمام نہایتیں اس سے پہلے ہی ختم ہو جاتی ہیں اور وہ ہر انتہا کی انتہا ہے۔“
یہ سن کر وہ یہودی اسی وقت مسلمان ہو گیا۔

ایک سوال اور دس جواب:

ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس دس آدمی آئے اور انہوں نے کہا:
”ہمارا سوال ایک ہی ہے، لیکن ہم اس کا جواب الگ الگ چاہتے ہیں۔“

آپ نے فرمایا:

”پوچھو! کیا سوال ہے۔؟“

انہوں نے کہا:

”علم بہتر ہے یا مال؟“

آپ نے اس طرح جواب دینا شروع کیا:

- 1: علم افضل ہے اس لئے کہ مال کی تجھے حفاظت کرنی پڑتی ہے جبکہ علم تیری حفاظت کرتا ہے۔
- 2: علم افضل ہے اس لئے کہ مال فرعون و ہامان کا ترکہ ہے اور علم انبیاء کی میراث ہے۔
- 3: علم اعلیٰ ہے مال سے کہ مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے اور علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے۔
- 4: علم اعلیٰ ہے کہ مال سے کیونکہ مال دیر تک رکھنے سے فرسودہ ہو جاتا ہے مگر علم کو کچھ نقصان نہیں پہنچتا۔
- 5: علم بہتر ہے مال سے کہ مال کو ہر وقت چوری کا خطرہ ہے علم کو نہیں۔
- 6: علم بہتر ہے کہ صاحب مال کبھی کبھی بخیل کہلاتا ہے مگر صاحب علم کریم ہی کہلاتا ہے۔

- 7: علم افضل ہے کہ اس سے دل کو روشنی ملتی ہے اور مال سے دل تیر و تار ہو جاتا ہے۔
 8: علم اعلیٰ ہے کہ مال سے بے شمار دشمن پیدا ہو جاتے ہیں مگر علم سے ہر دشمن کو عزیز حاصل ہوتی ہے۔
 9: علم بہتر ہے کہ یوم قیامت کو مال کا حساب ہوگا مگر علم پر کوئی حساب نہ ہوگا۔
 10: علم افضل ہے مال سے کہ کثرت مال سے فرعون وغیرہ نے خدائی کا دعویٰ کیا مگر کثرت علم سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکساری و عاجزی کا درجہ لیا۔

پانچ افراد پر مختلف حد:

((بالاسناد، عن الاصبع بن نباتہ قال: اتی عمر بخمسة نفر اخذوا فی الزنا، فامر ان یقام علی کل واحد منهم الحد، وکان امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ حاضرًا فقال: یا عمر! لیس هذا حکمہم؟ قال عمر: فاقم انت الحد علیہم، فقدم رضی اللہ عنہ واحدا منهم فضرب عنقہ، و قدم الآخر فرجمہ، و قدم الثالث فضربه الحد، و قدم الرابع فضربه نصف الحد، و قدم الخامس فعزرة فتحیر عمر و تعجب الناس من فعلہ، فقال عمر: یا ابا الحسن خمسة نفر فی قصة واحدة، اقامت علیہم خمسة حدود، لیس شیء منها یشبه الآخر؟!! فقال امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ: اما الاول: فكان ذمیاً فخرج عن ذمته لم یکن له حد الا السیف واما الثانی: فرجل محصن کان حدہ الرجم واما الثالث: فغیر محصن حدہ الجلد، واما الرابع: فعبد ضربناه نصف الحد۔ واما الخامس: معنون مغلوب علی عقلہ))

”اصبع بن نباتہ کہتے ہیں کہ پانچ زانیوں کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہر ایک پر حد جاری کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں پر موجود تھے۔ آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اس کا حکم اس طرح نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ان پر حد جاری کریں۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک کی گردن اڑادی، دوسرے کو سنگسار کیا، تیسرے کو کوڑے لگائے، چوتھے پر آدھی حد جاری کی اور پانچویں کو تنبیہ کی یعنی شرعی حد سے کم سزا دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس حکم سے حیران ہو کر رہ گئے اور لوگوں نے بھی تعجب کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابوالحسن! آپ نے پانچوں افراد پر ایک ہی واقعہ میں مختلف حد جاری کی؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: پہلا فرد اہل ذمہ تھا، وہ اپنے ذمہ سے خارج ہو چکا تھا، اس پر تلوار کے علاوہ کوئی اور حد نہیں تھی، دوسرا فرد شادی شدہ تھا اس کو سنگسار ہی ہونا تھا، تیسرا شخص کیونکہ غیر شادی شدہ تھا اس نے کوڑے کھائے، چوتھا فرد کیونکہ غلام تھا اس پر آدھی حد جاری کی گئی اور جو پانچواں شخص تھا وہ پاگل تھا اس لئے اس پر حد جاری نہیں کی گئی۔“

لڑکے اور لڑکی پر جھگڑے کا حل:

((عن جابر الجعفی عن تمیم بن خزام الاسدی : انه دفع الی عمر منازعة جاریتین تنازعتا فی ابن و بنت ، فقال : این ابوالحسن مفرج الکرب؟ فدعی له به فقص علیه القصة، فدعا بقارورتین فوزنهما، ثم امر کل واحدة فحلبت فی قارورة، ووزن القارورتین فرجحت احداهما علی الاخری، فقال : الابن للتی لبنها ارجع ، والبنت للتی لبنها اخف، فقال عمر : من این قلت ذلك یا ابا الحسن؟ فقال رضی اللہ عنه : لان اللہ جعل للذکر مثل حظ الانثیین))

”جابر بن جعفی نے تمیم بن اسدی سے نقل کیا کہ دو کنیریں جو ایک لڑکی اور لڑکے پر آپس میں جھگڑا کر رہی تھیں انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے لایا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کہاں ہے ابوالحسن جو غم کو دور کرنے والے ہیں؟ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پورا واقعہ سنایا۔ حضرت علی نے دو شیشیاں منگوائیں اور ان کا وزن کیا، اس کے بعد ان دو کنیروں سے کہا کہ ان شیشیوں میں اپنا دودھ نکال کر لے آئیں۔ اس کے بعد دودھ کا وزن کیا، ان میں سے ایک کا وزن بھاری تھا۔ فرمایا: لڑکا اس عورت کا ہے جس کا دودھ بھاری ہے اور لڑکی اس کی ہے جس کا دودھ ہلکا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابوالحسن! اس کو کہاں سے بیان کر رہے ہیں؟ فرمایا: اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کے حصے کو عورت کے حصہ سے دگنا قرار دیا ہے۔“

ایک لڑکے کے بارے میں فیصلہ:

((وروی ان امراتین تنازعتا علی عهد عمر فی طفل ادعتہ کل واحدة منه ما ولد لہا بغير بینة ولم ینازعه مافیہ غیر ہما، فالتبس الحکم فی ذلك علی عمر و فزع فیہ الیہ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ ، فاستدعی امراتین و واعظہما و خوفہما، فاقامتا علی التنازع والاختلاف ، فقال رضی اللہ عنہ عند تمدیہما فی النزاع : ایتونی بمنشار ، فقالت المرأتان : ما تصنع؟ فقال : اقدہ نصفین لكل واحدة منکما نصفہ فسکت احدی ہما وقالت الاخری : اللہ اللہ یا ابا الحسن ان کان لا بد من ذلك فقد سمحت بہ لہا فقال : اللہ اکبر هذا ابنک دونہا، ولو کان ابنہا لرقت علیہ و اشفقت فاعترفت المرأة الاخری بان الحق مع صاحبتہا و الولد لہا دونہا، فسری عن عمر و دعا لامیر المؤمنین رضی اللہ عنہ بما فرج عنہ فی القضاء))

”حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں دو عورتیں ایک بچے پر آپس میں لڑ رہی تھیں۔ ہر ایک عورت بغیر کسی گواہ کے یہ دعویٰ کر رہی تھی کہ بچہ میرا ہے۔ ان کے علاوہ کوئی اور دعوے دار نہیں تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو حل کر دیا۔“

اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دونوں عورتوں کو طلب کیا، ان کو نصیحت کی اور انہیں سمجھایا، لیکن وہ ویسے ہی اپنے دعوے پر ڈٹی رہیں۔ حضرت علی نے جب دیکھا کہ دونوں کا جھگڑا ختم نہیں ہوگا تو فرمایا: میرے لئے ایک آری لے آئیں۔ عورتوں نے پوچھا کیا کرو گے؟ فرمایا: اس بچے کو دو حصے کرتا ہوں اور ہر ایک کو اس کا آدھا حصہ دوں گا۔ اس وقت ان دو عورتوں میں سے ایک عورت چپ رہی، لیکن دوسری نے (رو کر) کہا: اے ابوالحسن! اگر ایسا کرنا چاہتے ہو تو میں یہ بچہ اس عورت کو بخش دیتی ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اکبر! یہ بچہ تمہارا بیٹا ہے، اس کا نہیں، اگر اس کا بیٹا ہوتا اس کا دل تڑپ جاتا اور اس پر رحم کھاتی۔ یہاں پر اس عورت نے اعتراف کیا کہ حق اس عورت کا ہے اور یہ بچہ بھی اس کا ہے۔ حضرت عمر اس فیصلے سے بہت خوش ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے دعا کی کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس فیصلے کے ذریعے ان کی پریشانی کو دور کر دیا تھا۔“

درہموں کا فیصلہ:

((بالاسناد، عن حنش بن المعتمر قال: ان رجلين اتيا امرأة من قریش فاستودعاها مائة دينار وقال: لا تدفعيها الي احد منا دون صاحبه حتى نجتمع، فلبثا حولاً، ثم جاء احد هما اليها وقال: ان صاحبي قدمات فادفعي الي الدنانير فابت فثقل عليها باهلها، فلم يزالوا بها حتى دفعتها اليه، ثم لبثت حولاً آخر فجاء الاخر فقال: ادفعي الي الدنانير فقالت: ان صاحبك جاءني وزعم انك قدمت فدفعتها اليه، فاختصما الي عمر فارادان يقضي عليها وقال لها: ما اراك اله ضامنة، فقالت: انشذك الله ان تقضي بيننا وارفعنا الي علي بن ابي طالب فرفعها الي علي وعرف انهما قدمكرا بها، فقال: اليس قلتما لا تدفعيها الي واحد منا دون صاحبه؟ قال: بلي قال: فان مالك عندنا، اذهب فجيء بصاحبك حتى ندفعها اليكما فبلغ ذلك عمر فقال: لا ابقاني الله بعد ابن ابي طالب))

”حنش بن معتمر کہتا ہے کہ دو مردوں نے ایک سو دینار بطور امانت ایک قریشی عورت کے پاس رکھے اور اسے کہا: اس امانت کو اگر ہم میں سے کوئی ایک آئے تو نہ دینا جب تک ہم دونوں ساتھ نہ آئیں۔ ایک سال گزر جانے کے بعد ان میں سے ایک شخص اس عورت کے پاس آیا اور کہا: میرا دوست مرچکا ہے، دینار مجھے دے دو۔ اس عورت نے دینے سے انکار کیا۔ وہ شخص اس عورت کے خانوادہ سے ملا اور ان سے کہا کہ اس عورت سے کہیں کہ میری امانت واپس کر دے۔ اس کے خانوادہ نے اس عورت کو اتنا مجبور کیا کہ اس نے لاچار ہو کر وہ دینار اس مرد کو دے دیئے۔ مزید ایک سال گزرنے کے بعد اس مرد کا دوست آیا اور اس عورت سے کہا: دینار مجھے دے دو۔ عورت نے کہا: ایک سال پہلے تمہارا دوست میرے پاس آیا اور

مجھے کہا کہ تم مرچکے ہو، میں نے تو دینار اسے واپس کر دیئے۔ اس فیصلے کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے جایا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ اس عورت کے خلاف حکم صادر کریں۔ اس عورت سے کہا: تم ضامن ہو۔ عورت نے کہا: اللہ کے لئے میرا یہ فیصلہ آپ نہ کریں اسے علی پر چھوڑ دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عورت کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ ان دو مردوں نے اس عورت کے ساتھ دھوکہ اور فریب کیا ہے۔ آپ نے اس آدمی سے کہا: کیا تم دونوں نے اس عورت سے نہیں کہا تھا کہ دینار تم میں سے ایک شخص کو نہ دے۔ اس شخص نے کہا: جی ہاں! ہم نے اسے کہا تھا۔ آپ نے فرمایا: آپ کا مال ہمارے پاس ہے۔ تم جاؤ اور اپنے دوسرے ساتھی کو ساتھ لے کر آؤ تاکہ تمہاری امانت واپس کی جائے۔ جب اس فیصلے کی خبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو آپ نے کہا: اے اللہ! مجھے ابوطالب کے بیٹے کے بعد زندہ نہ رکھنا۔“

حضرت علی اور ایک یہودی:

جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ صفین میں شرکت کے لئے تیار ہوئے تو معلوم ہوا کہ آپ کی زرہ کھو گئی ہے۔ جب جنگ ختم ہو گئی اور آپ کو فہ واپس تشریف لائے تو ایک یہودی کے پاس آپ نے اپنی زرہ دیکھی۔ آپ نے اس سے فرمایا:

”زرہ تو میری ہے، نہ میں نے اس کو فروخت کیا ہے اور نہ ہبہ کیا ہے پھر یہ تیرے پاس کیسے آگئی؟“

اس نے کہا:

”یہ زرہ میری ہے اور میرے قبضہ میں ہے۔“

آپ نے فرمایا:

”میں قاضی کے پاس جاتا ہوں تاکہ وہ فیصلہ کر دے۔“

چنانچہ آپ قاضی شریح کے پاس آئے اور ان کے برابر بیٹھ گئے اور قاضی شریح سے کہا:

”اگر میرا مخالف یہودی نہ ہوتا تو میں اس کے برابر ہی عدالت میں مخصوص مقام پر کھڑا ہوتا، لیکن میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہود کو حقیر سمجھا ہے تو تم بھی ان کو حقیر سمجھو۔“

قاضی شریح نے کہا:

”آپ کا دعویٰ کیا ہے؟“

آپ نے فرمایا:

”یہ زرہ میری ہے، نہ میں نے اس کو فروخت کیا ہے، نہ ہی ہبہ۔“

قاضی شریح نے یہودی سے پوچھا:

”تمہارا کیا جواب ہے؟“

یہودی نے کہا:

”زرہ میری ہے اور میرے قبضہ میں ہے۔“

قاضی شریح نے کہا:

”یا امیر المومنین! آپ کا کوئی گواہ بھی ہے۔؟“

آپ نے فرمایا:

”ہاں ہے! میرا ایک غلام قنبر اور میرا فرزند حسن۔“

قاضی شریح نے کہا:

”بیٹے کی گواہی باپ کے واسطے (مقدمہ میں) درست نہیں ہے۔“

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

”اہل جنت کی گواہی نادرست و ناجائز ہے؟ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسن اور حسین

اہل جنت کے سردار ہیں۔“

بات یہاں تک ہی پہنچی تھی کہ اس یہودی نے باواز بلند کہا:

”اے امیر المومنین! آپ مقدمہ کے تصفیہ کے لئے مجھے قاضی کے پاس لے آئے باوجودیکہ آپ امیر

المومنین (صاحب اختیار) ہیں اور پھر قاضی نے آپ سے اس طرح جرح کی جس طرح عام لوگوں سے

کی جاتی ہے۔ یہی آپ کے دین کی سچائی ہے۔ بیشک زرہ آپ ہی کی ملکیت ہے۔ میں مسلمان ہوتا

ہوں۔“

یہ کہہ کر کلمہ پڑھ لیا۔

☆☆☆

فصل نمبر 35:

حزم علی رضی اللہ عنہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی استقامت

مخالفین حق کے ساتھ جنگ:

((عن علی رضی اللہ عنہ: ولعمری ما علی من قتال من خالف الحق وخابط الغی من

ادھان ولا ایھان))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اپنی جان کی قسم! میں کبھی بھی حق کے مخالفین اور گمراہ لوگوں کے

ساتھ جنگ میں سستی نہیں کروں گا۔“
حضرت علیؑ اللہ کے معاملے میں خوشامد نہیں کرتے:

((عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: لا تشكوا عليا، فوالله انه لا خشن في ذات الله))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی سے کوئی شکایت نہ کرو، کیونکہ وہ اللہ کے بارے میں خوشامد نہیں کرتا۔“

حضرت علی دین کا ستون:

((وقال (النبی صلی الله عليه وآله وسلم): علی عمود الدین، وقال: هذا هو الذی یضرب الناس بالسيف علی الحق بعدی))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی دین کا ستون ہے اور فرمایا: یہ وہ ہے جو حق کے دفاع کی خاطر تلواریں اٹھا کر لوگوں سے لڑے گا۔“



فصل نمبر 36:

من کرامات علی:

کراماتِ علی المرتضیٰ

قبر والوں سے گفتگو:

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں گئے تو آپ نے قبروں کے سامنے کھڑے ہو کر باواز بلند فرمایا:

”اے قبر والو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ! کیا تم لوگ اپنی خبریں ہمیں سناؤ گے یا ہم تم لوگوں کو تمہاری خبریں سنائیں؟“

اس کے جواب میں قبروں سے آواز آئی:

”وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“ اے امیر المؤمنین! آپ ہی ہمیں سنائیے کہ ہماری موت کے بعد

ہمارے گھروں میں کیا کیا معاملات ہوئے؟“

حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”قبر والو! تمہارے بعد تمہارے گھر والوں کی خبر یہ ہے کہ تمہاری بیویوں نے دوسرے لوگوں سے نکاح کر

لیا اور تمہارے مال و دولت کو تمہارے وارثوں نے آپس میں تقسیم کر لیا اور تمہارے چھوٹے چھوٹے بچے یتیم ہو کر در بدر پھر رہے ہیں اور تمہارے مضبوط اور اونچے اونچے محللوں میں تمہارے دشمن آرام اور چین کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں۔“

اس کے جواب میں قبر والوں میں سے ایک مردہ کی یہ دردناک آواز آئی:
”اے امیر المؤمنین! ہماری خبر یہ ہے کہ ہمارے کفن پرانے ہو کر پھٹ چکے ہیں اور جو کچھ ہم نے دنیا میں خرچ کیا تھا اس کو ہم نے یہاں پالیا ہے اور جو کچھ ہم دنیا میں چھوڑ آئے تھے اس میں ہمیں گھاٹا اٹھانا پڑا ہے۔“

(حجۃ اللہ علی العالمین، جلد 2، صفحہ 823)

اللہ پر توکل:

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دیوار کے سائے میں ایک مقدمہ کا فیصلہ فرمانے کے لئے بیٹھ گئے۔ درمیان مقدمہ میں لوگوں نے شور مچایا:

”اے امیر المؤمنین! یہاں سے اٹھ جائیے یہ دیوار گر رہی ہے۔“

آپ نے نہایت سکون و اطمینان کے ساتھ فرمایا:

”مقدمہ کی کارروائی جاری رکھو! اللہ تعالیٰ بہترین حافظ و ناصر و نگہبان ہے۔“

چنانچہ اطمینان کے ساتھ آپ اس مقدمہ کا فیصلہ فرما کر جب وہاں سے چل دیئے تو فوراً وہ دیوار گر گئی۔

قلعہ خیبر کا دروازہ:

جنگ خیبر میں جب گھمسان کی جنگ ہونے لگی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ڈھال کٹ کر گر پڑی تو آپ نے جوش جہاد میں آگے بڑھ کر قلعہ خیبر کا پھانگ اکھاڑ ڈالا اور اس کے ایک کواڑ کو ڈھال بنا کر اس پر دشمنوں کی تلواروں کو روکتے تھے۔ یہ کواڑ اتنا بھاری تھا کہ جنگ کے خاتمہ کے بعد چالیس آدمی مل کر بھی اس کو نہ اٹھا سکے۔“

(زرقانی، جلد 2، صفحہ 230)

غلام کا کٹا ہاتھ:

ایک حبشی غلام امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتہائی مخلص محبت تھا۔ شامت اعمال سے اس نے ایک مرتبہ چوری کر لی۔ لوگوں نے اس کو پکڑ کر دربار خلافت میں پیش کر دیا اور غلام نے اپنے جرم کا اقرار بھی کر لیا۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ جب وہ اپنے گھر کو روانہ ہوا تو راستہ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن الکراء سے اس کی ملاقات ہو گئی۔ ابن الکراء نے پوچھا:

”تمہارا ہاتھ کس نے کاٹا ہے؟“

غلام نے کہا:

”امیر المومنین و یعسوب المسلمین داما در رسول و زوج بتول نے۔“

ابن الکراء نے کہا:

”علی نے تو تمہارا ہاتھ کاٹ دیا پھر بھی تم اس قدر اعزاز و اکرام اور مدح و ثناء کے ساتھ ان کا نام لیتے ہو؟“

غلام نے کہا:

”کیا ہوا؟ انہوں نے حق پر میرا ہاتھ کاٹا اور مجھے عذابِ جہنم سے بچالیا۔“

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں کی گفتگو سنی اور امیر المومنین سے اس کا تذکرہ کیا تو امیر المومنین نے اس غلام کو بلوا کر اس کا کٹا ہوا ہاتھ اس کی کلائی پر رکھ کر رومال سے چھپا دیا۔ پھر کچھ پڑھنا شروع کر دیا۔ اتنے میں ایک غیبی آواز آئی:

”رومال ہٹاؤ۔!“

جب لوگوں نے رومال ہٹایا تو غلام کا کٹا ہوا ہاتھ کلائی سے اس طرح جڑ گیا تھا کہ کہیں کٹنے کا نشان بھی نہیں تھا۔

(تفسیر کبیر، جلد 5، صفحہ 479)

نہر فرات کی طغیانی:

ایک مرتبہ نہر فرات میں ایسی خوفناک طغیانی آگئی کہ سیلاب میں تمام کھیتیاں غرق ہو گئیں۔ لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دربار کو ہر بار میں فریاد کی۔ آپ فوراً ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جبہ مبارک و عمامہ زیب تن فرما کر گھوڑے پر سوار ہوئے اور آدمیوں کی ایک جماعت جس میں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے، آپ کے ساتھ چل پڑی۔ آپ نے پل پر پہنچ کر اپنے عصا سے نہر فرات کی طرف اشارہ کیا تو نہر کا پانی ایک گز کم ہو گیا۔ پھر دوسری مرتبہ اشارہ فرمایا تو مزید ایک گز کم ہو گیا۔ جب تیسری بار اشارہ کیا تو تین گز پانی اتر گیا اور سیلاب ختم ہو گیا۔ لوگوں نے شور مچا دیا:

”امیر المومنین! بس کیجئے! یہی کافی ہے۔“

آپ کو جھوٹا کہنے والا اندھا ہو گیا:

علی بن زازان کا بیان ہے کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ کوئی بات ارشاد فرمائی تو ایک بد نصیب نے نہایت ہی بے باکی کے ساتھ کہہ دیا:

”اے امیر المومنین! آپ جھوٹے ہیں۔“

آپ نے فرمایا:

”اے شخص! اگر میں سچا ہوں تو ضرور تو قہر الہی میں گرفتار ہو جائے گا۔“

اس گستاخ نے کہہ دیا:

”آپ میرے لئے بددعا کیجئے! مجھے اس کی پروا نہیں ہے۔“

اس کے منہ سے ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ بالکل ہی اچانک وہ شخص دونوں آنکھوں سے اندھا ہو گیا اور ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔

فانج زدہ کا دعا سے صحت یاب ہونا:

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”طبقات“ میں ذکر فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دونوں شاہزادگان امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ حرم کعبہ میں حاضر تھے کہ درمیانی رات میں ناگہاں یہ سنا کہ ایک شخص بہت ہی گڑگڑا کر اپنی حاجت کے لئے دعا مانگ رہا ہے اور زار زار رورہا ہے۔ آپ نے حکم دیا:

”اس شخص کو میرے پاس لاؤ۔“

وہ شخص اس حال میں حاضر ہوا کہ اس کے بدن کی ایک کروٹ فانج زدہ تھی اور وہ زمین پر گھسٹتا ہوا آپ کے سامنے آیا۔ آپ نے اس کا مقصد دریافت کیا تو اس نے عرض کیا:

”اے امیر المومنین! میں بہت ہی بے باکی کے ساتھ قسم قسم کے گناہوں میں دن رات منہمک رہتا تھا اور میرا باپ جو بہت ہی صالح اور پابند شریعت مسلمان تھا بار بار مجھ کو ٹوکتا اور گناہوں سے منع کرتا رہتا تھا۔ میں نے ایک دن اپنے باپ کی نصیحت سے ناراض ہو کر اس کو مارا اور میری مار کھا کر میرا باپ رنج و غم میں ڈوبا ہوا حرم کعبہ میں آیا اور میرے لئے بددعا کرنے لگا۔ ابھی اس کی دعا ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ بالکل اچانک میری ایک کرٹ پر فانج کا اثر ہو گیا اور میں زمین پر گھسٹ کر چلنے لگا۔ اسی غیبی سزا سے مجھے بڑی عبرت حاصل ہوئی اور میں نے رورہ کر اپنے باپ سے اپنے جرم کی معافی طلب کی۔ میرے باپ نے اپنی شفقت پداری سے مجبور ہر کر مجھ پر رحم کھایا، مجھے معاف کر دیا اور کہا: بیٹا! چل جہاں میں نے تیرے لئے بددعا کی تھی اسی جگہ اب میں تیرے لئے صحت و سلامتی کی دعا مانگوں گا۔ چنانچہ میں اپنے باپ کو اونٹنی پر سوار کر کے مکہ معظمہ لا رہا تھا کہ راستے میں بالکل ناگہاں اونٹنی ایک مقام پر بدک کر بھاگنے لگی اور میرا باپ اس کی پیٹھ پر سے گر کر دو چٹانوں کے درمیان ہلاک ہو گیا اور اب میں اکیلا ہی حرم کعبہ میں آ کر دن رات رورہ کر اللہ تعالیٰ سے اپنی تندرستی کے لئے دعائیں مانگتا رہتا ہوں۔“

امیر المومنین نے ساری سرگزشت سن کر فرمایا:

”اے شخص! اگر واقعی تیرا باپ تجھ سے خوش ہو گیا تھا تو اطمینان رکھ کہ اللہ کریم بھی تجھ سے خوش ہو گیا ہے۔“

اس نے کہا:

”اے امیر المؤمنین! میں بہ حلف شرعی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا باپ مجھ سے خوش ہو گیا تھا۔“
 امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کی حالت زار پر رحم کھا کر اس کو تسلی دی اور چند رکعت نماز پڑھ کر اس کی تندرستی کے لئے دعا مانگی۔ پھر فرمایا:
 ”اے شخص! اٹھ کھڑا ہو جا۔“

یہ سنتے ہی وہ شخص بلا تکلف کھڑا ہو گیا اور چلنے لگا۔ آپ نے فرمایا:
 ”اے شخص! اگر تو قسم کھا کر یہ نہ کہا ہوتا کہ تیرا باپ تجھ سے خوش ہو گیا تھا تو میں ہرگز تیرے لئے دعائے
 کرتا۔“

(حجۃ اللہ علی العالمین، جلد 2، صفحہ 863)

سابقہ باتوں سے باخبری:

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کاشانہ خلافت سے کچھ دور ایک مسجد کے پہلو میں دو میاں بیوی
 رات بھر جھگڑا کرتے رہے۔ صبح کو امیر المؤمنین نے دونوں کو بلا کر جھگڑے کا سبب دریافت فرمایا۔ شوہر نے عرض کیا:
 ”اے امیر المؤمنین! میں کیا کروں نکاح کے بعد مجھے اس عورت سے بے انتہا نفرت ہو گئی۔ یہ دیکھ کر بیوی
 مجھ سے جھگڑا کرنے لگی۔ پھر بات بڑھ گئی اور رات بھر لڑائی ہوتی رہی۔“

آپ نے تمام حاضرین دربار کو باہر نکال دیا اور عورت سے فرمایا کہ دیکھ میں تجھ سے جو سوال کروں اس کا
 سچ سچ جواب دینا۔“

پھر آپ نے فرمایا:

”اے عورت! تیرا نام یہ ہے، تیرے باپ کا نام یہ ہے۔“

عورت نے کہا:

”بالکل ٹھیک ٹھیک آپ نے بتایا ہے۔“

پھر آپ نے فرمایا:

”اے عورت! یاد کر کہ تو زنا کاری سے حاملہ ہو گئی تھی اور ایک مدت تک تو اور تیری ماں اس حمل کو چھپاتی
 رہی۔ جب دروزہ شروع ہوا تو تیری ماں تجھے اس گھر سے باہر لے گئی اور جب بچہ پیدا ہوا تو اس کو ایک
 کپڑے میں لپیٹ کر تو نے میدان میں ڈال دیا۔ اتفاق سے ایک کتا اس بچے کے پاس آیا، تیری ماں نے
 اس کتے کو پتھر مارا لیکن وہ پتھر بچے کو لگا اور اس کا سر پھٹ گیا۔ تیری ماں کو بچے پر رحم آ گیا اور اس نے بچے
 کے زخم پر پٹی باندھ دی۔ پھر تم دونوں وہاں سے بھاگ کھڑی ہوئیں، اس کے بعد اس بچے کی تم دونوں کو
 کچھ بھی خبر نہیں ملی۔ کیا یہ واقعہ سچ ہے؟“

عورت نے کہا:

”ہاں اے امیر المومنین! یہ پورا واقعہ حرف بحرف صحیح ہے۔“

پھر آپ نے فرمایا:

”اے مرد تو اپنا سر کھول کر اس کو دکھا دے۔“

مرد نے سر کھولا تو اس زخم کا نشان موجود تھا۔ امیر المومنین نے فرمایا:

”اے عورت! یہ مرد تیرا شوہر نہیں ہے بلکہ تیرا بیٹا ہے۔ تم دونوں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تم دونوں

کو حرام کاری سے بچالیا۔ اب تو اپنے اس بیٹے کو لے کر اپنے گھر چلی جا۔“

چشمہ کا ظہور:

مقام صفین کو جاتے ہوئے حضرت علیؑ کا لشکر ایک ایسے میدان سے گزرا جہاں پانی نایاب تھا۔ پورا لشکر پیاس کی

شدت سے بے تاب ہو گیا۔ وہاں کے گھر جا گھر میں ایک راہب رہتا تھا اس نے بتایا کہ یہاں سے دو کوس کے فاصلے پر

پانی مل سکے گا۔ کچھ لوگوں نے اجازت طلب کی تاکہ وہاں سے جا کر پانی پییں۔ یہ سن کر آپ اپنے نچر پر سوار گئے اور

ایک جگہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

”اس جگہ تم لوگ زمین کو کھودو۔“

چنانچہ لوگوں نے زمین کی کھدائی شروع کر دی تو ایک پتھر ظاہر ہوا۔ لوگوں نے اس پتھر کو نکالنے کی انتہائی کوشش

کی لیکن تمام آلات بے کار ہو گئے اور وہ پتھر نہ نکل سکا۔ یہ دیکھ کر آپ کو جلال آ گیا اور آپ نے اپنی سواری سے اتر کر

آستین چڑھائی اور دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو اس پتھر کی دراڑ میں ڈال کر زور لگایا تو وہ پتھر نکل پڑا اور اس کے نیچے سے

ایک نہایت ہی صاف شفاف اور شیریں پانی کا چشمہ ظاہر ہو گیا اور تمام لشکر اس پانی سے سیراب ہو گیا۔ لوگوں نے اپنے

جانوروں کو بھی پانی پلایا اور لشکر کی تمام مشکوں کو بھی بھر لیا۔ پھر آپ نے اس پتھر کو اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ گر جا گھر کا عیسائی

راہب آپ کی یہ کرامت دیکھ کر سامنے آیا اور آپ سے دریافت کیا:

”کیا آپ فرشتہ ہیں؟“

آپ نے کہا:

”نہیں۔“

اس نے پوچھا:

”کیا آپ نبی ہیں؟“

آپ نے فرمایا:

”نہیں۔“

اس نے کہا:

”پھر آپ کون ہیں؟“

آپ نے فرمایا:

”میں پیغمبر مرسل حضرت محمد بن عبد اللہ خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صحابی ہوں اور مجھ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چند باتوں کی وصیت بھی فرمائی ہے۔“

یہ سن کر وہ عیسائی راہب کلمہ شریف پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ آپ نے فرمایا:

”تم نے اتنی مدت تک اسلام کیوں قبول نہ کیا تھا؟“

راہب نے کہا:

”ہماری کتابوں میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اس گر جاگھر کے قریب جو ایک چشمہ پوشیدہ ہے اس چشمہ کو وہ شخص ظاہر کرے گا جو یا تو نبی ہو گا یا نبی کا صحابی ہو گا۔ چنانچہ میں اور مجھ سے پہلے بہت سے راہب اس گر جاگھر میں اسی انتظار میں مقیم رہے۔ اب آپ نے یہ چشمہ ظاہر کر دیا تو میری مراد بر آئی اس لئے میں نے آپ کے دین کو قبول کر لیا۔“

راہب کی تقریر سن کر آپ رو پڑے اور اس قدر روئے کہ آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی اور پھر آپ نے ارشاد فرمایا:

”الحمد للہ! ان لوگوں کی کتابوں میں بھی میرا ذکر ہے۔“

یہ راہب مسلمان ہو کر آپ کے خادموں میں شامل ہو گیا اور آپ کے لشکر میں داخل ہو کر شامیوں سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گیا۔ آپ نے اس کو اپنے دست مبارک سے دفن کیا اور اس کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی۔

(شواہد النبوة، صفحہ 124)

☆☆☆

فصل نمبر 37:

شجاعة علی رضی اللہ عنہ:

سیدنا علی کی شجاعت و بہادری

اسد اللہ:

شجاعت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی بے مثل تھی۔ اللہ نے آپ کو بازوؤں سے خیر شکن اور پنجہ شیر آفکن عطا فرمایا۔ بارگاہ نبوت سے اسد اللہ کا لقب عطا ہوا۔ غزوہ بدر سے شہادت تک قدم قدم پر فقید الشال شجاعت کا مظاہرہ کیا۔

ہمت و استقلال:

((وكان علياً رضي الله عنه يقول: والله لو تظاهرت العرب علي قتالي لما وليت عنها، ولو امكنت الفرص من رقابها، لسارعت اليها))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر (کفار) عرب جنگ میں پوری طاقت کے ساتھ میرے مقابلے میں کھڑے ہو جائیں تو میں کبھی بھی پیٹھ نہیں دکھاؤں گا اور اگر مجھے موقع ملا تو ان کی گردنیں اڑانے کیلئے ان پر حملہ کروں گا۔“

موت سے بھاگا نہیں جاسکتا:

((عن عبد الرحمن حاطب: كان علي رضي الله عنه اذا اراد القتال هل و كبر ثم قال:

اي يوم من الموت افر

يوم ما قدر ام يوم قدر؟

”عبد الرحمن بن حاطب کہتے ہیں کہ جس وقت علی رضی اللہ عنہ جنگ کا ارادہ کرتے تھے تو لا الہ الا اللہ اور تکبیر کہتے تھے اور فرماتے تھے: کس دن میں موت سے بھاگ سکتا ہوں؟ آیا اس دن کہ میری موت مقدر نہیں ہوئی یا اس دن کہ میری موت مقدر بنی؟“

حضرت علی کو جرنیل بنا کر بھیجا:

((عن عبد الله بن مسعود قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: ما بعثت علياً في سرية الا رايت جبرئيل عن يمينه و ميكائيل عن يساره و السحابة تظله حتى يرزقه الله الظفر))

”حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے کبھی بھی علی کو لشکر کا سردار بنا کر نہیں بھیجا مگر یہ کہ جبرائیل ان کی دائیں طرف اور میکائیل ان کی بائیں طرف دیکھتا تھا اور بادل ان پر سایہ کرتے تھے، یہاں تک کہ اللہ کامیابی ان کو نصیب کرتا۔“

تلوار ذوالفقار:

((بالاسناد، عن ابي عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: اعطاني ربي ذوالفقار (ان الله تبارك و تعالی اعطاني ذوالفقار) قال يا محمد، خذہ و اعطه خیر اهل الارض، فقلت: من ذلك يا رب؟ قال: خليفتي في الارض علي بن ابي طالب رضي الله عنه))

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے

مجھے ذوالفقار عطا کی اور فرمایا: اے محمد! اس کو لے لو اور زمین پر لوگوں میں سے بہترین فرد کو دے دو۔ میں نے کہا: پروردگار اس زمین پر لوگوں میں سے بہترین فرد کون ہے؟ فرمایا: علی بن ابی طالب جو اس زمین پر میرا جانشین ہے۔“

غزوة بدر اور اکیس کفار:

حق و باطل کے اس پہلے معرکہ میں جب قریش کی صف سے تین بہادر جو بڑے نامی تھے، نے نکل کر مسلمانوں کو مقابلہ کے لیے لاکار اتوان کی دعوت پر تین انصاریوں نے لبیک کہا۔ قریش کے بہادر رروں نے ان کا نام ونسب پوچھا۔ جب معلوم ہوا کہ یہ مدینہ کے نوجوان ہیں تو لڑنے سے انکار کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا:

”اے محمد! ہمارے مقابلہ میں ہمارے ہمسر آدمی بھیجو۔“

اسی وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاندان سے تین عزیزوں کے نام لیے: حمزہ، علی اور عبیدہ۔ تینوں اپنے حریفوں کے سامنے میدان میں آئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے حریف ولید کو ایک ہی وار میں تہ تیغ کر دیا، اس کے بعد جھپٹ کر حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد کی اور ان کے حریف شیبہ کو بھی قتل کر دیا۔ مشرکین نے طیش میں آ کر عام حملہ کر دیا۔ یہ دیکھ کر مجاہدین بھی نعرہٴ تکبیر کے ساتھ کفار میں گھس گئے اور عام جنگ شروع ہو گئی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے صفین کی صفیں اُلٹ دیں اور ذوالفقار حیدری نے بجلی کی طرح چمک چمک کر اعدائے اسلام کے جسموں کو جہنم کا ایندھن بنایا۔ اس پیکر شجاعت نے اس معرکہ میں 21 کفار کو جہنم واصل کیا۔

((قال جعفر بن محمد: نادى ملك من السماء يوم بدر يقال له رضوان: لا سيف الا

ذوالفقار ولا فتى الا على))

”امام جعفر بن محمد باقر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جنگ بدر میں ایک فرشتہ نے جس کا نام رضوان تھا آسمان سے صدا بلند کی: ذوالفقار کے علاوہ کوئی تلوار نہیں اور علی کے علاوہ کوئی شجاع اور جوان مرد نہیں۔“

غزوة أحد:

بدر میں ذلیل و خوار ہونے کے بعد مشرکین نے ارادہ کیا کہ اپنی تمام قوت کو یکجا کے مسلمانوں پر اس زور کا حملہ کیا جائے تاکہ وہ ختم ہو جائیں۔ عام لوگ شاید یہ خیال کرتے ہیں کہ مسلمانوں کو اُحد میں شکست ہوئی، حالانکہ یہ بات نہیں ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جس پہاڑ پر تعینات فرمایا تھا وہاں سے یہ سمجھ کر آگے بڑھ گئے کہ کفار کو شکست ہو گئی ہے۔ جس مقام پر سے صحابہ نے جگہ چھوڑی اسی جگہ سے کفار نے حملہ کیا، جس کی وجہ سے کفار آگے بڑھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوئے اور سر مبارک پر بھی زخم آیا۔ کافی صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد گھیرا ڈال لیا تاکہ آپ کی حفاظت کی جائے۔ دورانِ حفاظت حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ یہ شکل و شباهت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔ اس کے بعد علم (جھنڈا) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنبھالا۔ مشرکین کے علم بردار ابوسعید بن ابی طلحہ نے مقابلہ کے لئے لاکارا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بڑھ کر ایسا حملہ کیا کہ وہ خاک و خون میں تڑپنے لگا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور معرکہ کے بعد آپ کو گھر لے آئے اور آپ کی تیمارداری میں لگ گئے۔

((وروی عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن علی بن الحسین عن ابیہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ: یا ابا الحسن! الواضع ایمان الخلائق و اعمالہم فی کفۃ و وضع عملک یوم احد فی کفۃ اخری لرجع عملک علی جمیع الخلائق، واللہ تعالیٰ باہمی بک یوم احد ملائکتہ المقربین، ورفع الحجاب من السماء، و اشرقت بک الجنة وما فیہا و ابتہج بفعلک العالمون وان اللہ تعالیٰ یعوضک بذلک الیوم ما یغبطک بہ کل نبی ورسولہ و صدیق و شہید))

”جناب جعفر بن محمد باقر نے اپنے والد گرامی سے، انہوں نے اپنے والد علی بن حسین زین العابدین سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی امام حسین رضی اللہ عنہم سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ابوالحسن! اگر تمام مخلوق کا ایمان اور اعمال کو ترازو کے ایک پلڑے میں اور جنگ احد میں تمہارے عمل کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو تمہارا عمل مخلوق کے تمام اعمال سے افضل ہوگا، اور اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرب ملائکہ کے ساتھ جنگ احد میں آپ پر افتخار کیا ہے اور آسمان سے پردہ ہٹا دیا، بہشت اور اس میں تمام چیزوں کو تمہارے وسیلہ سے نورانی کر دیا، اور عقل مند تمہارے عمل سے خوشحال ہیں، اور اللہ اس دن کے بدلے میں تمہیں ایسی چیز عطا کرے گا کہ ہر پیغمبر اور رسول اور صدیق اور شہید اس کے آرزو مند ہوں گے۔“

غزوہ خندق:

غزوہ خندق میں قریش اور دوسرے قبائل جن کی تعداد دس ہزار کے قریب تھی خندق کے قریب پہنچ چکے تھے۔ ان میں ایک دیو قامت شخص عمرو بن عبدود بھی تھا۔ جس کی دھاک اس کی جسامت کی وجہ سے دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ عمرو گھوڑے کو اپنے کندھوں پر اٹھا سکتا تھا اور پانچ آدمیوں پر بھاری تھا۔ عکرمہ بن ابوجہل نے جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا:

”جو آپ میں سے سب سے بہادر ہے اسے لاؤ۔ وہ میرے اس آدمی کا مقابلہ کر کے اگر اس کو گرا دے تو تم ہم سب کو قتل کر دینا۔“

مسلمانوں کی قیام گاہ میں کھلبلی مچی ہوئی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو بے قابو نہ ہونے دیا۔ عمرو بن عبدود نے کہا:

”قسم ہے ہبل اور عزلی کی! تم میں سے مجھے کوئی بھی نظر نہیں آتا جو میرا مقابلہ کر سکے۔“

اس موقع پر حیدر کرار جناب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی کھڑے تھے۔ کائنات کے اس عظیم شجاع نے سیاح لامکاں کی بے مثل آنکھوں کی طرف دیکھا جہاں سے اذن مل چکا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر اپنا عمامہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر باندھا اور دعا دی۔ حضرت علی عمرو کے مقابلہ میں گئے۔ وہ گھوڑے سے اتر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس زور سے وار کیا کہ لوگ سمجھے کہ اس کی تلوار نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کام تمام کر دیا ہے، لیکن آپ وار بچا گئے۔ عمرو نے کئی وار کیے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غیر متوقع طور پر اپنے آپ کو بچایا اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس زور کا حملہ کیا کہ عمرو کی گردن کٹ گئی اور نخوت و گھمنڈ کا یہ پہاڑ ریت کے ذروں میں مل گیا اور جہنم واصل ہوا۔“

((عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: انه قال: لضربة علی لعمر و تعادل عبادة الثقلین))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی کا عمرو کو ایک ضرب لگانا جن وانس کی عبادت کے برابر ہے۔“
((لما دعا عمرو بن عبدود الی البراز یوم الخندق ولم یجبه احد قال علی رضی اللہ عنہ: جعلت فداک یا رسول اللہ! تاذن لی؟ قال: انه عمرو بن عبدود، قال: انا علی بن ابی طالب، فخرج الیہ فقتله))

”جس وقت جنگ خندق میں عمرو بن عبدود نے جنگ کا مطالبہ کیا تو کسی نے بھی اس کو جواب نہ دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: آیا مجھے اجازت دیں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ عمرو بن عبدود ہے۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بھی علی بن ابی طالب ہوں۔ بس اس کی طرف بڑھے اور اس کو واصل جہنم کیا۔“

((وروی الطبرسی ایضا احادیث فی وقعة الخندق، وفيها: ان علیاً رضی اللہ عنہ قتل عمرو ابن عبدود کان یعد بالف فارس بعد ما دعا له النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فقال: اللهم احفظه من بین یدیه ومن خلفه وعن یمینہ وعن شمالہ ومن فوق راسہ ومن تحت قدمیہ))

”طبرسی نے خندق کے واقعہ کے بارے میں روایت نقل کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس عمرو بن عبدود کو قتل کیا جو ایک ہزار سوار کے برابر تھا۔ یہ واقعہ جب پیش آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کے لئے دعا کی اور فرمایا: اے اللہ! اس کے آگے پیچھے دائیں اور بائیں سر سے لے کر قدموں تک اس کی حفاظت فرما۔“

((عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال: لما برز علی الی عمرو بن عبدود قال النبی صلی

اللہ علیہ وسلم: برز الایمان کلہ الی الشریک کلہ فلما قتلہ ، قال لہ ابشر یا علی فلوزن عملک الیوم بعمل امتی لرجع عملک بعملہم))
 ”حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل ہوا ہے کہ جس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ عمرو بن عبدود کے مقابلے کیلئے روانہ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل ایمان کل کفر کے مقابلے میں جا رہا ہے۔ جس وقت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو واصل جہنم کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے علی! تمہیں مبارک ہو! تمہارے اس عمل کا امت کے اعمال سے وزن کیا جائے تو تمہارا عمل سب سے زیادہ بھاری ہوگا۔“

((ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لما اذن لعلی رضی اللہ عنہ فی لقاء عمرو بن عبدود و خرج الیہ قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: برز الایمان کلہ الی الشریک کلہ))

”جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو عمرو بن عبدود سے مقابلہ کرنے کی اجازت دی اور علی رضی اللہ عنہ اس کی طرف روانہ ہوئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پورا ایمان پورے شرک کے مقابلے میں ظاہر ہو گیا ہے۔“

((عن حذیفة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ضربۃ علی فی یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القيامة))

”حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنگ خندق میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک ضرب قیامت تک میری امت کے تمام اعمال سے افضل ہے۔“

((عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انه قال: لمبارزة علی بن ابی طالب لعمر و بن عبدود یوم الخندق افضل من عمل امتی الی یوم القيامة))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی بن ابی طالب کا جنگ خندق میں عمرو بن عبدود سے جنگ کرنا قیامت تک میری امت کے تمام اعمال سے افضل ہے۔“

غزوة خیبر:

7 ہجری میں خیبر پر فوج کشی ہوئی۔ یہاں پر یہودیوں کے بڑے بڑے قلعے موجود تھے جن کا مفتوح ہونا آسان نہ تھا۔ پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی تسخیر پر مامور ہوئے لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ آخر ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
 ”کل میں یہ جھنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ اللہ تعالیٰ فتح دے گا وہ اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔“

جب صبح ہوئی تو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہر ایک یہ آس لگائے بیٹھا تھا کہ جھنڈا اسے دیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”علی کہاں ہیں؟“

لوگوں نے عرض کیا:

”ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے۔“

فرمایا:

”انہیں بلاؤ۔“

چنانچہ انہیں لایا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک ان کی آنکھوں میں لگایا۔ جناب علی ایسے اچھے ہو گئے گویا انہیں کوئی درد تھا ہی نہیں، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جھنڈا عطا کیا۔

(صحیح بخاری، صحیح مسلم)

علم ملنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان کی طرف بڑھے ادھر سے یہودیوں کا سردار مرحب بڑے جوش و خروش کیساتھ یہ رجز پڑھتا ہوا نکلا:

قد علمت خیبرانی مرحب

شاکی السلاح بطل مجرب

اذ الحروب اقبلت تلہب

”خیبر مجھ کو جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، سطح پوش بہادر اور تجربہ کار ہوں جب کہ لڑائی کی آگ بھڑکتی ہے۔“

فاح خیبر نے اس متکبرانہ رجز کا جواب دیا:

انا الذی سمتنی امی حیدرہ

کلیث غابات کریمہ المنظرہ

”میں وہ ہوں جس کا نام میری ماں نے حیدر رکھا۔“

یہ کہہ کر آپ آگے بڑھے اور جھپٹ کر ایک ہی وار میں اُس کا کام تمام کر دیا۔ اس کے بعد قوت حیدری نے حیرت انگیز شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک ہاتھ سے ہی قلعہ کے دروازہ کو اکھاڑ ڈالا اور دورانِ جنگ ایک ہاتھ میں تلوار اور ایک ہاتھ میں دروازہ تھامے ہوئے تھے اور بے مثال بہادری کا مظاہرہ کیا۔

اس دروازہ کو چالیس آدمی ہمت کر کے اٹھا سکتے تھے۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرماتے ہیں:

”اللہ قسم! اس دروازہ کو میں نے اپنی جسمانی قوت سے نہیں بلکہ ایمانی قوت کے ساتھ اُکھاڑا تھا۔“

((وروی ان امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ قال: فی رسالته الی سهل بن حنیف: واللہ ما قلعت باب خیبر بقوة جسدیة، ولا بحركة غذائیة لکنی ایدت بقوة ملکوتیة، ونفس بنور ربها مضيئة، وانا من احمد كالضوء من الضوء، واللہ لو تظاهرت العرب علی قتالی، لما ولت ولو امکنتی الفرصة من رقابها لما بقیت، ومن لم یبال متی حتفه علیہ ساقط فجنانہ فی الملمات رابط))

”امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو خط سہیل بن حنیف کو لکھا اس خط میں فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے دروازہ خیبر کو اپنی جسمانی طاقت سے نہیں اُکھاڑا اور نہ ہی غذا کی طاقت سے، بلکہ عالم ملکوتی اور روحانی قوت سے اور اللہ کے نور (قرآن) سے میری تائید ہوئی ہے اور میری احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ایسے ہے جیسے روشنی کی روشنی سے۔ اللہ کی قسم! اگر عرب لوگ پوری طاقت سے میرے مقابلے کیلئے میدان جنگ میں آجائیں تو میں پیٹھ نہیں دکھاؤں گا اور اگر ان پر مسلط ہونے کی فرصت ملی تو ان میں سے کسی کو بھی باقی نہیں چھوڑوں گا، ہاں اگر کسی کو یہ خوف نہ ہو کہ کس وقت موت آئے گی تو اس کا دل حالات اور واقعات سے مضبوط ہوتا ہے۔“

((عن جابر بن عبد اللہ: ان علیاً رضی اللہ عنہ حمل الباب یوم خیبر حتی صعَد المسلمون علیہ ففتحوها))

”حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جنگ خیبر کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خیبر کے دروازے کو اپنے ہاتھ سے اٹھایا یہاں تک کہ مسلمان قلعہ خیبر پر چڑھ گئے اور خیبر کو فتح کیا۔“

((عن ابن جریر الطبری صاحب المسترشد: انه رضی اللہ عنہ حمل باب خیبر بشمالہ وهو اربعة اذرع فی خمسة اشبار عمقا حجراً صلباً دون یمینہ فائر فیہ اصابعہ وحملہ بغير مقبض یتترس بہ فضارب الاقرن بسیفہ حتی هجم علیہم ثم زجه من ورائہ اربعین ذراعاً))

”ابن جریر طبرنی صاحب مسترشد سے نقل ہوا ہے کہ خیبر کا دروازہ جو چار گز اور پانچ بالشت موٹا اور خالص پتھر سے بنا ہوا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے بائیں ہاتھ سے اس طرح اٹھایا کہ اس پر آپ کی انگلیوں کے نشان پڑ گئے اور وہ دروازہ جو بغیر کنڈے کے تھا اس کو اٹھا کر اپنی ڈھال بنایا اور دشمنوں پر وار کیے اس کے بعد دروازے کو اپنی پشت سے چار گز دور پھینک دیا۔“

((وفی رواية: انه كان طول الباب خمسة عشر ذراعاً، وعرض الخندق عشرة اذرع فوضع جانباً علی طرف الخندق وضبط بیدہ جانباً حتی عیر علیہ العسکر وکانوا

ثمانیۃ آلاف و سبعمائة رجل و فیہم من کان یتردد و یجف علیہ))
 ”خیبر کے دروازے کی لمبائی پندر گز تھی اور (خیبر میں کھودی گئی) خندق کی چوڑائی دس گز تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دروازے کے ایک حصے کو خندق پر رکھا اور دوسرے حصے کو ہاتھ پر اٹھایا یہاں تک کہ لشکر اس کے اوپر سے گزرا اور لشکر کی تعداد آٹھ ہزار سات سو افراد پر مشتمل تھی اور ان میں پیدل اور سوار سبھی موجود تھے۔“

جنگ صفین:

کامل ابن اثیر میں ہے کہ لشکر امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف بارہ جاں نثاروں کو ساتھ لے کر لشکر معاویہ پر حملہ کر دیا اور پورے لشکر کو چیرتے ہوئے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیمہ کے قریب پہنچ گئے اور پکار کر فرمایا:
 ”اے معاویہ! طرفین کے لوگ مفت میں مارے جائیں کیا فائدہ؟ آؤ! میرے مقابلہ میں نکلو! جو اپنے حریف کو مار دے وہی مستقل ہو جائے۔“

عمر بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا:
 ”علی کی بات تو ٹھیک ہے۔“
 حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:
 ”تم جانتے ہو کہ ان کا مقابلہ کرنے جو جاتا ہے وہ زندہ نہیں بچتا؟ میں تمہارا مطلب سمجھتا ہوں تم مجھے مروانا چاہتے ہو۔ مجھے معاف رکھو۔!“

☆☆☆

فصل نمبر 38:

علی صاحب اللواء:

حضرت علی صاحبِ علم

رسول اللہ کے علمبردار:

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: علی صاحب لوائی))
 ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی میرے علم بردار ہیں۔“

حمد و ثناء کے جھنڈے کے علمبردار:

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: علی صاحب لواء الحمد))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علیؑ حمد و ثنا کے علمدار ہیں۔“

جنگِ بدر کے دن:

((عن ابن عباس : ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم دفع الراية الى علي رضي الله عنه يوم بدر وهو ابن عشرين سنة))

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ بدر میں پرچم علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا جو اس وقت بیس سال کے تھے۔“

تلفِ غزوات میں علم:

((عن ابن عباس قال : كانت راية رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مع علي رضي الله عنه في المواقف كلها يوم بدر ويوم احد ويوم حنين ويوم الاحزاب و يوم فتح مكة، وكانت راية الانصار مع سعد بن عباد في المواطن كلها، و يوم فتح مكة و راية المهاجرين مع علي رضي الله عنه))

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تمام جنگوں میں مثلاً: جنگِ احد، حنین، احزاب اور فتح مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا اور انصار کا پرچم ان تمام جنگوں میں اور فتح مکہ میں سعد بن عبادہ کے ہاتھ میں تھا اور مہاجرین کا پرچم بھی علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔“

امت کے دن رسول اللہ کا جھنڈا:

((وفي حديث جابر بن سمرة قالوا : يا رسول الله من يحمل زائتك يوم القيامة؟ قال : من عسى ان يحملها يوم القيامة الا من كان يحملها في الدنيا علي بن ابي طالب))

”حضرت جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ سے نقل ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: قیامت کے دن آپ کا علم کون اپنے ہاتھ میں لے گا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی بن ابی طالب کے علاوہ جو اس دنیا میں میرے علمدار ہیں قیامت کے دن کون میرے پرچم کو اٹھائے گا۔“

((عن جابر بن سمرة قال : قيل : يا رسول الله ، من صاحب لوائك في الاخرة؟ قال : صاحب لوائى في الاخرة صاحب لوائى في الدنيا، علي بن ابي طالب رضي الله عنه))

”حضرت جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا: قیامت کے دن آپ کے علمدار کون ہیں؟ فرمایا: آخرت میں میرے علمدار وہی ہیں جو اس دنیا میں میرے علمدار ہیں وہ علی بن ابی طالب ہیں۔“

غزوة خیبر کا علم:

((عن سلمة بن عمرو بن الاكوع قال: بعث رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ابا بكر برأيته وكانت بيضاء، فيما قال ابن هشام الى بعض حصون خيبر فقاتل فرجع ولم يك فتح وقد جهد، ثم بعث بعد الغد عمر بن الخطاب فقاتل ثم رجع ولم يك فتح وقد جهد، فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: لا عطين الراية غداً رجلاً يحب الله ورسوله يفتح الله على يديه ليس بفرار قال: يقول سلمة: فدعا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم علياً وهو ارمم فتقل في عينيه ثم قال: خذ هذه الراية فامض بها حتى يفتح الله عليك))

”حضرت سلمہ بن عمرو بن اکوع سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر کو اپنے پرچم کے ساتھ جس کا رنگ سفید تھا، خیبر کے قلعوں میں سے ایک قلعہ پر بھیجا۔ ابو بکر نے جنگ کی اور واپس لوٹ آئے۔ کافی کوشش کرنے کے باوجود کامیاب نہ ہو سکے۔ اس کے دوسرے دن حضرت عمر بن خطاب کو بھیجا۔ انہوں نے بھی جنگ کی اور واپس لوٹ آئے۔ کوشش کے باوجود کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کل علم اس کو دوں گا جسے اللہ اور پیغمبر دوست رکھتے ہیں، وہ کبھی بھی بھاگنے والے نہیں اور اللہ نے بھی فتح اس کے ہاتھ میں قرار دی ہے۔ سلمہ کہتی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو بلا یا، اس وقت علی رضی اللہ عنہ آنکھ کے درد میں مبتلا تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب دہن ان کی آنکھ میں ڈالا اور فرمایا: اس پرچم کو لے کر چلیں تاکہ اللہ کامیابی اور فتح کو آپ کے ہاتھ میں قرار دے۔“

((عن ابن عمر عن عمر بن الخطاب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: لا عطين الراية غداً رجلاً يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله كرا را غير فرار يفتح الله عليه، جبرئيل عن يمينه وميكائيل عن يساره، فبات الناس متشوقين، فلما اصبح قال: اين علي؟ قالوا: يا رسول الله ما يبصر، قال: ائتوني به، فلما اتى به قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم: اذن منى، فدنا منه، فتقل في عينيه ومسحها بيده فقام علي من بين يديه كأنه لم يرمم))

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل میں علم ایک ایسے مرد کے ہاتھ میں دوں گا جو اللہ اور پیغمبر کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا پیغمبر بھی اس کو دوست رکھتے ہیں۔ وہ دشمن کا مقابلہ کرے گا اور ہرگز فرار بھی نہیں کرے گا اور اللہ تعالیٰ نے کامیابی کو اس کے ہاتھ میں قرار دیا ہے۔ جبرائیل اس کی دائیں طرف اور میکائیل بائیں طرف ہوں

گے۔ پس لوگوں نے بڑے شوق اور اشتیاق کے ساتھ پوری رات گزاری۔ صبح سویرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی کہاں ہیں؟ کہا گیا: یا رسول اللہ! علی کی آنکھ میں درد ہے۔ فرمایا: ان کو میرے پاس لے آئیں۔ جس وقت علی رضی اللہ عنہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: میرے قریب آؤ! حضرت علی رضی اللہ عنہ قریب آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب دہن ان کی آنکھ میں ڈالا اور اس کو صاف کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے ایسی حالت میں اٹھے گویا کہ ان کی آنکھ میں درد ہی نہیں تھا۔“

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: لا عطين الراية غدا رجلا كرا را غير فرار يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله يفتح الله على يديه))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل میں علم اس مرد کے ہاتھ میں دوں گا جو دشمن کا مقابلہ کرے گا اور میدان نہیں چھوڑے گا۔ وہ اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول بھی اسے دوست رکھتے ہیں۔ اللہ کامیابی کو اس کے ہاتھ میں عطا کرے گا۔“

((فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: لا عطين الراية غدا رجلا يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله ، كرا را غير فرار ياخذها عنوة وفي رواية: ياخذها بحقها، وفي رواية: لا يرجع حتى يفتح الله على يده البخاري و مسلم انه قال: لما قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم حديث الراية بات الناس يذكرون ليلتهم ايهم يعطاها، فلما اصبح الصبح غدوا على رسول الله كلهم يرجو ان يعطاها، فقال: اين علي بن ابي طالب؟ فقيل: هو يشتكي عينيه: فقال: فارسلوا اليه، فاتى به فتفل النبي صلى الله عليه وآله وسلم في عينيه ودعا له فبرء ، فاعطاه الراية))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل میں علم اس مرد کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول بھی اسے دوست رکھتے ہیں۔ وہ دشمن کا مقابلہ کرے گا اور ہرگز فرار نہیں کرے گا اور پرچم کو بڑے کمال اور فروتنی سے حاصل کرے گا۔ ایک اور روایت میں نقل ہوا ہے کہ علم کو حق سے لے گا اور دوسری روایت میں نقل ہوا ہے کہ اس وقت تک واپس نہیں آئے گا جب تک اللہ اس کے ذریعہ سے کامیابی حاصل نہیں کرے گا۔ بخاری اور مسلم میں بھی نقل ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کے بعد لوگ اس فکر میں تھے کہ آیا کل یہ علم ہم میں سے کس کو دیا جائے گا۔ پوری رات بیدار رہے، صبح سویرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور سب کی خواہش یہی تھی کہ علم ان کو دیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ کہا گیا: ان کی آنکھوں میں درد ہے۔ فرمایا: کسی کو ان کو بلانے کیلئے بھیجیں۔ علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب دہن

ان کی آنکھوں میں ڈالا اور دعا فرمائی۔ علی رضی اللہ عنہ شفا یاب ہو گئے اس وقت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے علم ان کو عطا کیا۔“

((عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انه قال یوم خیبر: لا عطین الراية غدا رجلا یحب اللہ ورسولہ، ویحبہ اللہ ورسولہ لیس بفرار، یفتح اللہ علی ہدیہ، ثم دعا بعلی وهو ارمد، فتفل فی عینہ، واعطاه الراية))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر میں فرمایا: کل میں پرچم ایک ایسے مرد کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول بھی اسے دوست رکھتے ہیں۔ وہ کبھی بھی فرار نہیں کرے گا اور اللہ اس کے وسیلے سے کامیابی اور فتح عطا کرے گا۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ علی رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں درد ہو رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایا اور علم ان کو عطا کیا۔“

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: لا عطین الراية۔ غدا رجلاً یحبہ اللہ ورسولہ۔ او قال: یحب اللہ ورسولہ یفتح اللہ علیہ فاذا نحن بعلی وما نر جوہم، فقالوا: هذا علی، فاعطاه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الراية ففتح اللہ علیہ))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کل علم اس کو دوں گا (یا مجھ سے وہ علم لے گا) جسے اللہ اور اس کا رسول دوست رکھتے ہیں (یا فرمایا: وہ اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے) اور اللہ اسے کامیابی عطا کرے گا۔ حاضرین مجلس کہتے ہیں: دوسرے دن علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور ہمیں ان کے آنے کی امید نہیں تھی۔ سب نے کہا: علی آئے ہیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم ان کے سپرد کیا اور اللہ نے ان کو کامیابی عطا کی۔“

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: لا دفعن الراية الی رجل یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ ویفتح اللہ بیده۔ فاستشرف لها اصحابہ فدفعها الی علی))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل میں علم اسے سپرد کروں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور رسول بھی اسے دوست رکھتے ہیں اور اللہ اس کو کامیابی عطا فرمائے گا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب اصحاب نے سر اٹھا کر دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا۔“



عدد جراحات علی و حزن النبی له:

جناب علی کے زخم اور ان پر رسول اللہ کا غمگین ہونا

زخموں کا ملنا:

((وعن انس قال: اتى النبي صلى الله عليه وآله وسلم بعلى رضى الله عنه يومئذ يعنى يوم احد، وعليه نيف وستون جراحة من طعنة و ضربة و رمية فجعل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يمسحها وهي تلتئم باذن الله كان لم تكن))
 ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: جنگ احد میں علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو اس وقت انہیں ساٹھ کے لگ بھگ تیروں، تلواروں اور نیزوں کے زخم لگے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زخموں پر ہاتھ پھیرا اور اللہ کے اذن سے زخم آپس میں مل گئے گویا کہ زخم تھے ہی نہیں۔“

رسول اللہ کا زخم علی دیکھ کر رونا:

((عن ابى الدنيا المعمر المغربي قال: سمعت امير المؤمنين على بن ابى طالب رضى الله عنه يقول: جرحت في وقعة خيبر خمس و عشرين جراحة، فجئت الى النبي صلى الله عليه وآله وسلم فلما راى ما بى بكى واخذ من دموع عينيه فجعلها على الجراحات فاسترحت من ساعتى))

”ابوالدنيا معمر مغربی کہتے ہیں کہ امیر المومنین جناب علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے جنگ خیبر میں پچیس زخم کھائے، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری حالت دیکھی تو رو پڑے، اس وقت ان کی آنکھوں سے آنسو میرے زخموں پر گرے تو فوراً ہی مجھے سکون مل گیا۔“

ایک ہزار زخم:

((الاختصاص: ذكروا سبعين خصلة مجتمعة في امير المؤمنين رضى الله عنه: ترك الشكاية في موضع الم جراحة و كتمان ما وجد في جسده من اثر الجراحات من قرنه الى قدمه، و كانت الف جراحة في سبيل الله، وقالوا: انصرف امير المؤمنين رضى الله

عنه من احدويه ثمانون جراحة يدخل الفتايل من موضع و يخرج من موضع، فدخل عليه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عايدا و هو مثل المضغة على نطع، فلما راه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بكى وشكتا المرأتان، اى الجراحتان، الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ما يلقي وقالتا: يا رسول الله قد خشينا عليه مما تدخل الفتايل فى موضع الجراحات من موضع الى موضع و كتماناه و ما يجد من الالم، قال: فعندما به من اثر الجراحات عند خروجه من الدنيا فكانت الف جراحة من قرنه الى قدمه))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ستر خصلتوں میں سے ایک خصلت یہ بھی تھی کہ کبھی بھی اپنے زخموں کے درد کو محسوس نہ کیا اور ان پر سر سے لے کر قدموں تک زخموں کے آثار تھے لیکن ان آثار کو چھپایا ہوا تھا۔ ان کو راہِ الہی میں ایک ہزار کے لگ بھگ زخم لگے تھے۔ روایت میں نقل ہوا ہے کہ جس وقت امیر المومنین جناب علی المرتضیٰ جنگِ احد سے واپس لوٹے تو اس وقت ان کے بدن پر اسی زخم تھے اور زخم اتنے گہرے اور عمیق تھے کہ جس وقت زخم پر پٹی باندھتے تھے تو دوسرے حصے سے زخم ظاہر ہو جاتا تھا۔ رسول اللہ علی رضی اللہ عنہ کی عیادت کیلئے تشریف لائے، اس وقت علی رضی اللہ عنہ روندے ہوئے گوشت کی طرح ایک چمڑے پر سوئے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ ان پر پڑی تو رونے لگے۔ دو کنیزیں جو علی رضی اللہ عنہ کے زخموں کی مرہم پٹی کرتی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور شکایت کی اور کہا: یا رسول اللہ! ہمیں علی کے زخموں کا خوف ہے۔ ہم جس جگہ پر بھی پٹی کرتی ہیں دوسری جگہ سے زخم ظاہر ہو جاتے ہیں اور انہوں نے درد کو چھپایا ہوا ہے۔ علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد زخموں کے آثار کو گنا گیا تو سر سے لے کر قدموں تک ایک ہزار زخموں کے آثار موجود تھے۔“

غزوہ احد میں زخموں کی تعداد:

((عدد جراحات امیر المومنین رضی اللہ عنہ باحد علی تسعون اربعون، وست عشرة ضربة، وسقط الى الارض فى اربع منهن، وثمانون))

”جنگِ احد میں امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے زخموں کی تعداد نوے تھی۔ بعض روایات میں ہے کہ حضرت علی کے زخموں کی تعداد چالیس تھی اور سولہ ضربیں لگی ہوئیں تھیں اور چار ضربیوں کی وجہ سے زمین پر گر پڑے۔“



فصل نمبر 40:

ذکر قول النبی من سب علیاً فقد سبني:

جس نے علی کو برا کہا پس اس نے مجھے (رسول اللہ کو) برا کہا

حدیث نمبر 1:

((اخبرنا العباس بن محمد الدوري قال: سمعت يحيى بن ابي بكير قال: اخبرنا اسرائيل عن ابي عبد الله الجدلي قال: دخلت على ام سلمة فقالت: ايسب رسول الله صلى الله عليه وسلم فيكم؟ فقلت: سبحان الله، او معاذ الله، قالت: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من سب علياً فقد سبني))

(السنن الكبرى للنسائي ج 7 ص 441 رقم 8422 وطبع آخر ج 5 ص 133 رقم 8476، مسند احمد ج 6 ص 323 رقم 27284، فضائل الصحابة ج 2 ص 736 رقم 1011، المستدرک للحاکم ج 3 ص 120 رقم 4673، 4674، 4676، 4677، شرف المصطفى ج 5 ص 502، اتحاف الخيرة المحررة ج 7 ص 202 رقم 6670، مجمع الزوائد ج 9 ص 130 رقم 14740، تاريخ دمشق لابن عساكر ج 42 ص 266، مختصر تاريخ دمشق ج 17 ص 366، الرياض النضرة ج 4 ص 106، سير اعلام النبلاء للذهبي (سیرت) ص 624، البداية والنهاية ج 5 ص 469، طبخ جديد ج 7 ص 584، مشكاة رقم 692، الجامع الصغير رقم 8736، ازالة الخفاء ج 4 ص 450، مناقب علي والحسين واهل بيته الزهراء ص 32، السلسلة الصحيحة لعلالباني ج 3 ص 288)

”حضرت ابو عبد اللہ الجدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ام المومنین سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: کیا تمہاری مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب و شتم کیا جاتا ہے؟ میں نے کہا: سبحان اللہ یا معاذ اللہ! فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا تھا: جس شخص نے علی کو سب و شتم کیا تو اس نے مجھے سب و شتم کیا۔“

حدیث نمبر 2:

((اخبرنا عبد الاعلى بن واصل بن عبد الاعلى الكوفي قال: حدثنا جعفر بن عون عن شقيق بن ابي عبد الله قال: حدثنا ابو بكر ابن خالد بن عرفطة قال: رأيت سعد ابن ابي وقاص بالمدينة فقال: ذكركم انكم تسبون علياً قلت: قد فعلنا، قال: لعلك سبته؟ قلت: معاذ الله، قال: لا تسبه، فان وضع المنشار على مفرقتي على ان اسب علياً ما سبته بعد ما سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم ما سمعت))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 441 رقم 8423 وطبع آخروج 5 ص 133 رقم 8477، مسند ابی یعلیٰ ج 1 ص 327 رقم 773، اتحاف الخیرة المکرمة ج 7 ص 201 رقم 6669، کتاب السنة لابن ابی عاصم ص 590 رقم 1353، مصنف ابن ابی شیبہ ج 6 ص 375 رقم 32113، تاریخ دمشق لابن عساکر ج 42 ص 412، مختصر تاریخ دمشق ج 18 ص 28، جمع الجوامع ج 13 ص 467 رقم 8349، المقصد العلیٰ فی زوائد مسند ابی یعلیٰ للموصلیٰ رقم 1337، المطالب العالیٰ ج 4 ص 64 رقم 3967)

”حضرت ابو بکر بن خالد بن عرفطہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سعد بن مالک بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ مقدسہ میں دیکھا تو آپ نے مجھے فرمایا: ہمیں ذکر کیا گیا ہے کہ تم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہتے ہو؟ میں نے کہا: ہم نے ایسا کیا ہے۔ فرمایا: شاید تو نے بھی انہیں برا کہا ہے؟ میں نے کہا: معاذ اللہ۔ فرمایا: انہیں کبھی برا مت کہنا! پس اگر میری چوٹی پر آری رکھ دی جائے تاکہ میں انہیں برا کہوں تو میں انہیں برا نہیں کہوں گا بعد اس کے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ سنا تھا جو سنا تھا۔“

☆☆☆

فصل نمبر 41:

الترغیب فی مولاة علی والترہیب من معاداتہ:

علی سے محبت کی ترغیب اور آپ سے عداوت پر ترہیب

حدیث نمبر 1:

((اخبرنی ہارون بن عبد اللہ البغدادی الحمالی، قال: حدثنا مصعب بن المقدم قال: حدثنا فطر بن خليفة عن ابی الطفیل واخبرنا ابو داود قال: حدثنا محمد بن سلیمان قال: حدثنا فطر عن ابی الطفیل عامر بن واثلة قال: اجمع علی الناس فی الرحبة، فقال: انشد باللہ کل امری، سمع من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یوم غدیر خم (ما سمع فقام اناس، فشهدوا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یوم غدیر خم) الستم تعلمون انی اولیٰ بالمؤمنین من انفسهم وهو قائم، ثم اخذ بیید علی فقال: من کنت مولاه فعلی مولاه، اللهم وال من والاه، وعاد من عاداه قال ابو الطفیل: فخرجت وفي نفسی منه شیء، فلقيت زید بن ارقم (فاخبرته، فقال: او ماتنکر؟) واخبرنا، فقال: تشک؟ انا سمعته من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابی داود))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 130 رقم 8092 و ص 437 رقم 8410 و ص 443 رقم 8428 و طبع آخر ج 5 ص 45 رقم 8148 و ص 130 رقم 8464 و ص 134 رقم 8478 'مسند احمد ج 1 ص 152 رقم 1311 'مسند ابی یعلیٰ ج 1 ص 257 رقم 563 و ج 5 ص 560 رقم 6392 'تحفة الاخبار بترتیب شرح مشکل الآثار ج 9 ص 177 رقم 6586 '6487 '6490 '6491 '6492 '3942 'مصنف ابن ابی شیبہ ج 6 ص 371 رقم 32082 '32083 'و ص 375 رقم 32109 'اتحاف الخیرة المکرمة ج 7 ص 211 '6684 '6688 '6690 '6691 'مختصر زوائد المیزان للعسقلانی ج 2 ص 302 رقم 900 '1901 '1902 تا 1907 'المطالب العالیة بزوائد المسانید الثمانية للعسقلانی ج 4 ص 60 رقم 3958 'استحلاب ارتقاء الغرف ج 1 ص 347)

”حضرت فطر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوالطفیل عامر بن واہلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو ایک کشادہ مقام پر جمع کیا پھر فرمایا: میں تم سے ہر اس شخص کو قسم دیتا ہوں جس نے ”غدیر خم“ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا تھا وہ بیان کرے۔ اس پر کچھ حضرات نے کھڑے ہو کر گواہی دی کہ انہوں نے ”غدیر خم“ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا تھا: کیا تم نہیں جانتے کہ میں اہل ایمان کی جانوں سے بھی قریب تر ہوں؟ اور اس وقت آپ کھڑے ہوئے تھے۔ پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا تھا: میں جس کا مولیٰ ہوں علی بھی اس کا مولیٰ ہے۔ اے اللہ! جو اس سے محبت رکھے تو اس سے محبت کر اور جو اس سے دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی رکھ۔ حضرت ابوالطفیل کہتے ہیں: میں باہر آیا اور میرے دل میں اس حدیث کے متعلق کچھ شک تھا پس میری ملاقات حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی تو میں نے انہیں یہ حدیث سنائی۔ انہوں نے فرمایا: کیا تم شک یا انکار کرتے ہو؟ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد سنا تھا۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اور یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔“

حدیث نمبر 2:

((اخبرنا زکریا بن یحییٰ قال: حدثنی محمد بن عبدالرحیم قال: اخبرنا ابراہیم قال: حدثنا معن قال: حدثنی موسیٰ بن یعقوب عن المهاجر بن مسمار عن عائشة بنت سعد و عامر بن سعد (عن سعد) ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطب (الناس) فقال: اما بعد ایہا الناس! فانی ولیکم قالوا: صدقت ثم اخذ بید علی فرفعها ثم قال: هذا ولیی و المودی عینی والی اللہ من والاه و عادی من عاداه))

(السنن الکبریٰ ج 7 ص 409 رقم 8340 و ص 442 رقم 8425 و طبع آخر ج 5 ص 107 رقم 3897 و ص 134 رقم 8479)

”حضرت مہاجر بن مسمار حضرت عائشہ بنت سعد اور عامر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں: حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا تو حمد و ثناء کے بعد فرمایا: اے لوگو! بیشک میں تمہارا ولی ہوں۔ سب نے عرض کیا: آپ نے حق فرمایا۔ پھر

آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر بلند فرمایا پھر ارشاد فرمایا: یہ میرا ولی ہے اور میری طرف سے ادا کرنے والا ہے۔ جو شخص اس کے ساتھ محبت کرے اللہ اس سے محبت کرنے والا ہے اور جو اس سے دشمنی رکھے اللہ اس سے دشمنی رکھنے والا ہے۔“

حدیث نمبر 3:

((اخبیرنا احمد بن عثمان البصری ابوالجوزاء قال (حدثنا ابن عثمة قال: حدثنا موسى بن يعقوب عن المهاجرين مسمار) ابن عينية بنت سعد عن سعد قال: اخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بيد علي فخطب فحمد الله واثنى عليه ثم قال: الستم تعلمون الم تعلموا اني اولى بكم من انفسكم؟ قالوا: نعم صدقت يا رسول الله ثم اخذ بيد علي فرفعها فقال: من كنت وليه فهذا وليه وان الله ليوالي من والاه ويعادي من عاداه))

(السنن الكبرى للنسائي ج 7 ص 442 رقم 8426 وطبع آخر ج 5 ص 134 رقم 8480)

”حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ میں تمہاری جانوں سے بھی قریب تر ہوں۔ سب نے کہا: یا رسول اللہ! بیشک آپ نے حق فرمایا۔ پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ بلند کر کے فرمایا: میں جس کا ولی ہوں تو یہ بھی اس کا ولی ہے اور بے شک اللہ اس شخص سے محبت رکھتا ہے جو اس سے محبت کرے اور اس سے دشمنی رکھتا ہے جو اس سے دشمنی رکھے۔“

حدیث نمبر 4:

((اخبیرنا زکریا بن یحییٰ قال: حدثنا (محمد بن یحییٰ قال: حدثنا) یعقوب بن جعفر بن ابی کثیر الزمعی عن مهاجر بن مسمار قال: اخبرتنی عائشة بنت سعد عن سعد قال: کنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بطريق مكة وهو متوجه (موجه) اليها فلما بلغ غدیر خم وقف الناس ثم رد من مضى ولحقه من تخلف فلما اجتمع الناس اليه قال: ايها الناس (هل بلغت) قالوا نعم قال: اللهم اشهد ثلاث مرات يقولها ثم قال: ايها الناس! من وليكم؟ قالوا: الله ورسوله ثلاثا۔ ثم اخذ بيد علي فاقامه ثم قال: من كان الله ورسوله وليه فهذا وليه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه))

(السنن الكبرى للنسائي ج 7 ص 443 رقم 8427 وطبع آخر ج 5 ص 135 رقم 8481)

”حضرت مہاجر بن مسمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے عائشہ بنت سعد نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی کہ ہم مکہ معظمہ کے راستے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور اس

وقت آپ مکہ المکرمہ کی طرف جا رہے تھے جب آپ غدیر خم کے مقام پر پہنچے تو لوگوں کو ٹھہرا دیا اور جو آگے نکل گئے تھے انہیں واپس بلا لیا اور جو پیچھے تھے وہ آہٹے۔ سو جب تمام لوگ آپ کے قریب جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا: لوگو! کیا میں نے تبلیغ پوری کر دی؟ سب نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے تین مرتبہ عرض کیا: اے اللہ! گواہ رہنا۔ پھر فرمایا: اے لوگو تمہارا ولی کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول۔ یہ سوال و جواب تین مرتبہ ہوا۔ پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر انہیں کھڑا کیا پھر فرمایا: جس شخص کا اللہ اور اس کا رسول ولی ہے تو یہ بھی اس کا ولی ہے۔ اے اللہ! اُس سے محبت فرما جو اس سے محبت کرے اور اس سے نفرت فرما جو اس سے عداوت رکھے۔“

حدیث نمبر 5:

((اخبرنا اسحق بن ابراهيم بن راهوية قال: اخبرنا النضر بن شميل قال: اخبرنا الجليل بن عطية قال: حدثنا عبد الله بن بريدة قال: حدثني ابي قال: لم اجد الناس ابغض علي (لم يكن احد من الناس ابغض الي) من علي بن ابي طالب حتى احببت رجلاً من قريش، ولا احبه الا علي بغض علي، فبعث ذلك الرجل علي خيل فصحبته (و) ما صحبه الا علي بغض علي، قال: فاصبنا سبياً، قال: فكتب الي النبي صلى الله عليه وسلم ان ابعث (ان يبعث) الينا من يخمسه، فبعث الينا علياً، وفي السبي وصيفة من افضل السبي، فلما خمسه صارت (الوصيفة) في الخمس، ثم خمس فصارت في اهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم، ثم خمس فصارت في آل علي، فاتانا ورأسه يقطر، فقلنا: ما هذا؟ فقال: الم تر والي الوصيفة، فانها صارت في الخمس، ثم صارت في اهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم، ثم صارت في آل علي، فوقعت عليها، فكتب وبعث معنا مصداقاً للكتابة الي النبي صلى الله عليه وسلم، مصداقاً لما قال علي، فجعلت اقرا عليه ويقول صدقا (صدق) واقول: صدق، فامسك بيدي رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: يا بريدة! ابغض علياً؟ نعم، فقال: لا تبغضه، وان كنت تحبه فازدده حبا، فوالذي نفسي بيده لنصيب آل علي في الخمس افضل من وصيفة، فما كان احد من الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم احب الي من علي رضی اللہ عنہ قال عبد اللہ بن بريدة: والله ما في الحديث بيني وبين النبي صلى الله عليه وسلم غير ابي))

اسنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 443 رقم 8428 وطبع آخر ج 5 ص 135 رقم 8482، بخاری رقم 4350 (مختصراً) مسند احمد ج 5 ص 351 رقم 23355 و ص 356 رقم 23400 و ص 359 رقم 23424، فضائل الصحابة ج 2 ص 856 رقم 1177، 1179، 1180، المستدرک للحاکم ج 2 ص 129 رقم 2635 و ج 3 ص 109 رقم 4635، تحفة الاخیار

بترتیب شرح مشکل الآثار ج 5 ص 496 رقم 3589، السنن الکبریٰ للبیہقی ج 6 ص 342 رقم 12957، معرفۃ السنن والآثار للبیہقی رقم 4001، مختصر تاریخ دمشق ج 17 ص 348، 349، الریاض النضرۃ ج 4 ص 111، 112 زاد المعاد ج 5 ص 637، مجمع الزوائد ج 9 ص 127 رقم 14730، مناقب علیؑ والحسینؑ للفواد عبد الباقی ص 724)

”حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے والد (بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بتایا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر میرے نزدیک کوئی شخص ناپسندیدہ نہیں تھا حتیٰ کہ ایک قریشی شخص سے میری دوستی ہوگئی اور اس کا سبب بھی بغض علیؑ تھا۔ پس اس شخص کو ایک لشکر پر مقرر کیا گیا تو میں بھی اس کے ساتھ ہو گیا اور میری اس سنگت کا سبب بھی بغض علیؑ تھا۔ پس ہم نے کچھ لوگوں کو قیدی بنایا تو اس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لکھ بھیجا کہ آپ ایسے شخص کو ہماری طرف روانہ فرمائیں جو ہمارے درمیان تقسیم کرے تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا اور قیدیوں میں ایک ”وصیفہ“ (نوعمر لڑکی) تھی جو تمام قیدیوں سے افضل تھی۔ پس جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حصے کیے تو وہ اہل بیت کے خمس میں آگئی، پھر حصہ کیے تو آل علی کے حصہ میں آئی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے سامنے تشریف لائے تو ان کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ ہم نے کہا: یہ کیا؟ فرمایا: کیا تم نے اس وصفہ کو نہیں دیکھا تھا؟ وہ خمس میں آگئی تھی، پھر اہل بیت کے حصہ میں چلی گئی تھی، پھر آل علی کے حصہ میں آئی تو میں نے اسے قربت بخشی۔ اس پر اس (میرے ساتھی) نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خط لکھا اور مجھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعتراف پر گواہ کے طور پر اس (پیغام رساں) شخص کے ساتھ بھیجا۔ پس میں نے خط سنانا شروع کیا اور وہ کہتا رہا: یہ سچ ہے۔ یہ سچ ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ہاتھ کو پکڑ لیا اور فرمایا: اے بریدہ! کیا تو علی کے ساتھ بغض رکھتا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: اُس سے بغض نہ رکھ اور اگر تو اُس سے محبت کرتا ہے تو محبت میں اضافہ کر۔ اُس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے، خمس میں آل کا حصہ اُس وصفہ سے زیادہ ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سے مجھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ محبوب کوئی نہیں تھا۔ حضرت ابن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! اس حدیث میں میرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین میرے والد کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔“

حدیث نمبر 6:

((اخبرنا الحسين بن حريث المروزي قال: اخبرنا الفضل بن موسى عن الاعمش عن ابي اسحق عن سعيد بن وهب قال: قال علي كرم الله وجهه في الرحبة: انشد بالله من سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم غدیر خم يقول: ان الله ورسوله ولي المؤمنين ومن كنت وليه فهذا وليه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه وانصر من نصره؟ قال:

فقال سعید: قام الی جنبی ستة' وقال زید بن یثیع: قام عندی ستة وقال عمرو وذو مر:
احب من احبه' و ابغض من ابغضه' وساق الحدیث۔ رواه اسرائیل عن ابی اسحق عن
عمرو ذی مر: احب))

من الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 439 رقم 8419 و ص 444 رقم 8429 و ص 466 رقم 8489 و طبع آخرج
ص 132 رقم 8473 و ص 136 رقم 8483 و ص 154 رقم 8542)

”حضرت سعید بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک
کشادہ مقام میں (خطاب کے دوران) فرمایا: میں اُس شخص کو قسم دیتا ہوں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو غدیر خم کے روز ارشاد فرماتے ہوئے سنا تھا کہ بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول مومنوں کا ولی ہے اور
جس شخص کا میں ولی ہوں تو یہ بھی اُس کا ولی ہے۔ اے اللہ! اس شخص کا ولی ہو جا جو اس کو ولی بنائے اور اس
سے عداوت فرما جو اس سے عداوت رکھے اور اس کی مدد فرما جو اس کی مدد کرے۔ حضرت سعید بن وہب
رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میرے قریب سے چھ افراد کھڑے ہوئے اور حضرت زید بن یثیع رضی اللہ
تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک بھی چھ افراد کھڑے ہوئے (اور گواہی دی)۔ عمرو ذی مر نے یہ
الفاظ بھی نقل کیے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا: اے اللہ! اُس سے محبت فرما جو اس سے محبت
کرے اور اس سے بغض فرما جو اس سے بغض رکھے۔ آخر حدیث تک، ان الفاظ کو اسرائیل نے ابواسحاق
شیبانی سے اور انہوں نے عمرو ذی مر سے روایت کیا ہے۔“

یث نمبر 7:

((اخبرنا علی بن محمد بن علی قال: حدثنا خلف (بن تمیم) قال: حدثنا اسرائیل، قال:
حدثنا ابواسحق عن عمرو ذی مر، قال: شهدت علیا بالرحبة ینشد أصحاب محمد
صلی اللہ علیہ وسلم: ایکم سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یوم غدیر خم
ما قال؟ فقام اناس فشهدوا أنهم سمعوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: من کنت
مولاه فعلی مولاه، اللهم وال من والاه، وعاد من عاداه، وأحب من أحبه، و ابغض من
ابغضه، وانصر من نصره))

من الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 444 رقم 4430 و طبع آخرج ص 5 رقم 136 رقم 8484، مسند احمد
ص 118 رقم 950، 951، مسند ابن ماجہ ج 3 ص 35 رقم 786، فیہ ما انتقاہ ابن مردویہ ص 101 رقم 105)

”حضرت ابواسحاق عمرو ذی مر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کو ایک صحن میں دیکھا۔ آپ اصحاب محمد کو قسم دے کر دریافت کر رہے تھے کہ تم میں سے کس نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غدیر خم کے روز بیان کرتے ہوئے سنا تھا: میں جس کا مولیٰ ہوں تو علی بھی اس کا

مولیٰ ہے۔ اے اللہ! جو شخص اس سے دوستی رکھے تو اُس سے دو دوستی رکھ اور جو اس سے دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی رکھ اور جو اس سے محبت رکھے تو اس سے محبت رکھ۔“

☆☆☆

فصل نمبر 42:

الفرق بین المؤمن والمنافق:

مؤمن اور منافق میں فرق

حدیث نمبر 1:

((اخبرنا ابو کربیب محمد بن العلاء الکوفی قال: حدثنا ابو معاویة عن الاعمش عن عدی بن ثابت عن زر بن حبیش عن علی کرم الله وجهه قال: والله الذي فلق الحبة برا النسمة انه لعهد النبي الامي صلى الله عليه وسلم انه لا يحبني الا مؤمن ولا يبغضني الا منافق))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 312 رقم 8097 و ص 445 رقم 8431 و طبع آخر ج 5 ص 47 رقم 8153 و ص 731 رقم 8485 مسند احمد ج 1 ص 84 رقم 642 و ص 731 رقم 128 رقم 1062 و ج 6 ص 292 رقم 2704 و ن سلمة فضائل الصحابة ج 2 ص 696 رقم 498 و ص 704 رقم 961 صحیح مسلم رقم المسلسل 240 (78) سنن الترمذی ص 849 رقم 3736 سنن النسائی ج 8 ص 116 رقم 5033 سنن ابن ماجه رقم 114 مصنف ابن ابی شیبہ ج 6 ص 368 رقم 5037 مسند الحمیدی ج 1 ص 31 رقم 58 البحر الزخار المعروف بمسند ابن ارج ج 2 ص 182 رقم 560 کتاب السنة لابن ابی عاصم ص 584 رقم 1325 مسند ابی یعلیٰ ج 1 ص 154 رقم 276 و ص 217 رقم 441 کتاب الایمان لابن مندة ج 1 ص 415 رقم 261 معرفة علوم الحدیث للحاکم ص 180 البدایة والنہایة ج 5 ص 469 470 الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج 9 ص 40 رقم 6885 مشکاة ج 2 ص 503 رقم 6088)

”حضرت زر بن حبیش حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اُس اللہ جل جلالہ کی قسم جس نے دانے کو چیرا اور جاندار کو پیدا فرمایا! بیشک نبی اُمی صلی اللہ علیہ وسلم نے قطعیت کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ مجھ (علی) سے محبت نہیں کرے گا مگر مؤمن اور میرے ساتھ بغض نہیں رکھے مگر منافق۔“

حدیث نمبر 2:

((اخبرنا واصل بن عبد الاعلیٰ قال: حدثنا وکیع عن الاعمش عن عدی بن ثابت عن زرین حبیش عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: عهدلی (الی) النبی صلی اللہ علیہ

وسلم انه لا یجنی الا مومن ولا یغضنی الا منافق))
 (السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 445 رقم 8432 وطبع آخر ج 5 ص 137 رقم 8486 'الفوائد الممتقاة والغرائب الحسان
 للصوری ص 38))

”حضرت زربن حبیش حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عہد دیا کہ مجھ (علی) سے محبت نہیں کرے گا مگر مومن اور میرے ساتھ بغض نہیں رکھے گا مگر منافق۔“

حدیث نمبر 3:

((اخبرنا یوسف بن عیسیٰ (قال) اخبرنا الفضل بن موسیٰ 'عن الاعمش' عن عدی (بن ثابت) عن زرقال: (قال) علی: انه لعهد النبی (النبی) صلی اللہ علیہ وسلم انه لا یحبک الا مومن ولا یغضک الا منافق))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 445 رقم 8433 وطبع آخر ج 5 ص 173 رقم 8487)

”حضرت عدی بن ثابت حضرت زربن حبیش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: نبی اُمی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا: اے علی! تجھ سے محبت نہیں کرے گا مگر مومن اور تجھ سے بغض نہیں رکھے گا مگر منافق۔“

☆☆☆

نہل نمبر 43:

ذکر المثل الذی ضربہ رسول اللہ لعلی:

اس مثال کا ذکر جس کو رسول اللہ نے حضرت علی کے لیے بیان فرمایا

((اخبرنا ابو جعفر محمد بن عبد اللہ بن المبارک المخرمی 'قال: حدثنا یحییٰ بن معین' قال: اخبرنا ابو حفص الابار' عن الحکم بن عبد الملک' عن الحارث بن حصیرة' عن ابی صادق' عن ربیعة بن ناجذ' عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاعلیٰ فیک مثل من مثل عیسیٰ 'ابغضة الیہود حتی بہتوا امہ' واحبته النصارى حتی انزلوه المنزل الذی لیس بہ))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 446 وطبع آخر ج 5 ص 137 رقم 8488 'مسند احمد ج 1 ص 160 رقم 1376 '1377'

فضائل الصحابة ج 2 ص 743 رقم 1025 و ص 793 رقم 1087 و ص 887 رقم 1221 '1222' البحر الزكار المعروف
بمسند البزار ج 3 ص 11 رقم 758 'زوائد المسند لعبد اللہ بن احمد ص 411 رقم 195 و ص 412 رقم 196' السنن لعبد اللہ بن احمد
ص 233 رقم 1266 '1267' '1268' '1269' '1270' '1271' مسند ابی یعلیٰ الموصلی ج 1 ص 247 رقم 530
المستدرک للحاکم ج 3 ص 122 رقم 4680 'كشف الاستار ج 3 ص 202 رقم 2566' ذخائر العقبیٰ ص 11 '112'
الرياض النضرة ج 4 ص 167 'البدلیة والنهاییة ج 5 ص 470 و طبع آخر ج 7 ص 586' تاریخ دمشق لابن عساکر ج 42 ص
293 'مختصر تاریخ دمشق ج 17 ص 737 '374' 'مجمع الزوائد ج 9 ص 133 رقم 14762' الفتح المبین فی فضل الخلفاء
الراشدين ص 249 'مشكاة ج 2 ص 505 رقم 6102' الصواعق المحرقة 1 2 3 'اتحاف الخیرة المحرقة
ج 7 ص 205 رقم 6676)

”حضرت ربیعہ بن ناجد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: اے علی تمہارے اندر عیسیٰ علیہ السلام کی مانند مثال موجود ہے۔ ان کے ساتھ یہود نے بغض رکھا
حتیٰ کہ ان کی والدہ پر تہمت لگا دی اور عیسائیوں نے ان سے محبت کی اور انہیں اس مرتبہ پر پہنچا دیا جس
کے وہ مستحق نہیں تھے۔“



فصل نمبر 44:

ذکر منزلة علی و قربة من النبى:

حضرت علی کی منزلت اور نبی کریم سے ان کی قربت

حدیث نمبر 1:

((اخبرنا اسماعیل بن مسعود البصرى قال: حدثنا (خالد بن) شعبة عن ابى اسحق
عن العلاء بن عرار: قال: قال رجل ابن عمر عن عثمان قال: كان من الذين تولوا يوم التقه
الجمعان، فتاب الله عليه ثم اصاب ذنبا فقتلوه، فسأله عن علي رضي الله تعالى عنه
فقال: لا تسأل عنه، الا ترى منزلة من رسول الله صلى الله عليه وسلم))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 446 رقم 8435 و طبع آخر ج 5 ص 137 رقم 8489 'مصنف عبدالرزاق ج 5 ص 311
312 رقم 9829 'فضائل الصحابة ج 2 ص 736 رقم 1012' 'المجم الاوسط ج 2 ص 38 رقم 1166' 'مجمع البحرين
3 ص 374' 'مجمع الزوائد ج 9 ص 115 رقم 14675' 'ازالة الخفاء ج 4 ص 458)

”حضرت علاء بن عرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے غزوہ احد میں پسپائی دکھائی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا، پھر ان سے کچھ بھول ہوئی تو لوگوں نے انہیں قتل کر دیا۔ پھر اس شخص نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: ان کے متعلق مت پوچھو! کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ان کا مرتبہ نہیں دیکھا؟۔“

حدیث نمبر 2:

((اخبرنی ہلال بن العلاء بن ہلال، قال: حدثنا حسین، قال: حدثنا زهير عن ابي اسحاق، عن العلاء بن عرار، قال: سألت عبد الله بن عمر قلت: الا تحدثني عن علي وعثمان؟ قال: اما علي فهذا بيته من بيت (حب) رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا احدثك عنه بغيره، واما عثمان فانه اذنب يوم احد ذنباً عظيماً (فعفا) عفى الله عنه، واذنب فيكم ذنباً صغيراً فقتلتموه))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 446 رقم 8436 طبع آخر ج 5 ص 138 رقم 8490)

”حضرت علاء بن عرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ آپ مجھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق کچھ نہیں بتاتے؟ فرمایا: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان تو یہ ہے کہ ان کا گھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں سے ایک محبوب گھر ہے اور میں تم کو ان کے متعلق اس کے سوا اور کچھ نہیں بتاؤں گا۔ رہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ان سے اُحد کے دن عظیم غلطی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کر دیا اور تمہارے درمیان ان سے چھوٹی سی غلطی ہوئی تو تم نے ان کو قتل کر دیا۔“

حدیث نمبر 3:

((اخبرنا احمد بن سليمان الرهاوي، قال: حدثنا عبيد الله، قال: اخبرنا اسراييل، عن ابي اسحق، عن العلاء بن عرار، قال: سألت عن ذلك ابن عمرو وهو في مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم (عن علي وعثمان) قال: (فقال اما علي: فلا تسلني عنه، وانظر الى منزله من رسول الله صلى الله عليه وسلم، ليس) مافي المسجد بيت غير بيته واما عثمان فانه اذنب ذنباً عظيماً تولى يوم التقى الجمعان فعفى الله عنه، وغفر له، واذنب فيكم ذنباً دون ذلك فقتلتموه))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 447 رقم 8437 طبع آخر ج 5 ص 138 رقم 8491)

”حضرت علاء بن عرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق سوال کیا اور اُس وقت وہ (ابن عمر) مسجد

نبوی میں تھے تو فرمایا: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق تو مجھ سے مت پوچھ۔ اُن کے گھر کی طرف دیکھ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں سے ایک ہے، مسجد میں اُن کے گھر کے سوا اور کوئی گھر نہیں اور رہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اُن سے عظیم غلطی ہوئی تھی وہ اُحد کے دن پشت پھیر کر بھاگے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کر دیا اور ان کی مغفرت کر دی اور تمہارے درمیان اُن سے اُس سے چھوٹی سی غلطی ہوئی تو تم نے انہیں قتل کر دیا۔“

حدیث نمبر 4:

((اخبرنا اسماعیل بن یعقوب بن اسماعیل قال: حدثني محمد ابن موسى بن اعين قال: حدثني ابي عن عطاء عن سعد بن عبيدة قال: جاء رجل الي ابن عمر فساله عن علي رضي الله تعالى عنه قال لا احديثك عنه ولكن انظر الي بيته من بيوت رسول الله صلي الله عليه وسلم قال: فاني ابغضه قال: به ابغضك الله))

(السنن الكبرى للنسائي ج 7 ص 447 وطبع آخر ج 5 ص 139 رقم 8492، بخاری رقم 3704)

”حضرت سعد بن عبيدة رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: میں تمہیں ان کے متعلق کچھ نہیں بتاؤں گا، تم ان کے متعلق مت پوچھو، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں کے مابین ان کے گھر کی طرف دیکھو! اُس نے کہا: میں ان سے بغض رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اسی سبب سے اللہ تعالیٰ تم سے بغض رکھتا ہے۔“

حدیث نمبر 5:

((اخبرني هلال بن العلاء بن هلال قال: حدثنا ابي حسين قال: حدثنا (زهير) ابو اسحق قال: قال: قال عبد الرحمن بن خالد بن قثم بن العباس: من اين ورث علي رسول الله صلي الله عليه وسلم؟ قال: انه كان اولنا به لحوقاً، واشدنا به لزوقاً خالفه زيد بن ابي انيسة في اسناده، فقال: عن خالد بن قثم))

(السنن الكبرى للنسائي ج 7 ص 447 رقم 8439 وطبع آخر ج 5 ص 139 رقم 8439، المعجم الكبير ج 19 ص 40، المستدرک للحاكم ج 3 ص 125 رقم 4690 مختصر تاريخ دمشق ج 18 ص 20، ازالة الخفاء ج 4 ص 465)

”ابو اسحاق بیان کرتے ہیں کہ عبد الرحمن بن خالد بن قثم بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث بن گئے؟ انہوں نے جواب دیا: وہ ہم سب سے پہلے آپ کی قربت میں آئے اور ہم سب سے بڑھ کر آپ کے ساتھ وابستہ رہے۔ زید بن انیسہ نے اس سند میں اختلاف کیا اور کہا کہ یہ خالد بن قثم سے روایت ہے۔“

حدیث نمبر 6:

((اخبرنی هلال بن العلاء قال: حدثنی ابی قال: حدثنا عبید اللہ عن زید بن انیسۃ عن ابی اسحق عن خالد بن قثم انه قيل له: اعلى ورت رسول الله صلى الله عليه وسلم دون جدك وهو عمه؟ قال: ان علياً اولنا به لحوقاً واشدنا به لزوقاً (لصوقاً))
(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 447 رقم 8440 وطبع آخرج 5 ص 139 رقم 8494)
”ابو اسحاق کہتے ہیں کہ خالد بن قثم سے دریافت کیا گیا: آپ کے دادا (عباس بن عبدالمطلب) کو چھوڑ کر حضرت علیؑ کیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث بن گئے، حالانکہ آپ کے دادا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں؟ انہوں نے کہا: بیشک علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم سب سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور ہم سب سے بڑھ کر آپ کے ساتھ وابستہ رہے۔“

حدیث نمبر 7:

((اخبرنا عبدة بن عبد الرحيم المروزي قال: اخبرنا عمرو بن محمد (العنقزي) قال: اخبرنا يونس بن ابی اسحق عن العيزار بن حريث عن النعمان بن بشير قال: استاذن ابوبكر على النبي صلى الله عليه وسلم فسمع صوت عائشة عالياً وهي تقول: والله لقد علمت ان علياً أحب اليك مني فاهوى اليها ابوبكر ليلطمها وقال لها: يا بنت فلانة اراك ترفعين صوتك على رسول الله صلى الله عليه وسلم! فامسكه رسول الله صلى الله عليه وسلم وخرج ابوبكر مغضباً فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا عائشة كيف رأيتني أنقلتك) رأيت اهدبك من الرجل ثم استاذن (ابوبكر) بعد ذلك وقد اصطلح رسول الله صلى الله عليه وسلم وعائشة فقال: ادخلاني في السلم كما ادخلتماني في الحرب فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: قد فعلنا))
(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 448 رقم 8441 وج 8 ص 256 رقم 9110 وطبع آخرج 5 ص 139 رقم 8495 و ص 365 رقم 9155 مسند احمد ج 4 ص 275 رقم 18611، مجمع الزوائد ج 9 ص 201، 202 رقم 15194)
”حضرت نعمان بن بشير رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آکر کا شانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخلہ کی اجازت مانگی تو انہوں نے اندر سے حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بلند آواز سنی وہ کہہ رہی تھیں: اللہ کی قسم! میں جانتی ہوں بیشک علیؑ کو مجھ سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی طرف بڑھے تاکہ انہیں طمانچہ رسید کریں اور انہیں فرمایا: اے فلاں کی لڑکی! میں کیا دیکھ رہا ہوں، کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آواز بلند کرتی ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روک لیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ غصہ کی حالت میں باہر چلے گئے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! تم نے دیکھا کہ ہم نے تمہیں کیسے ایک شخص سے بچالیا؟ کچھ دیر بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر اندر آنے کی اجازت مانگی اور اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صلح ہو چکی تھی تو آپ نے عرض کیا: آپ مجھے اپنی صلح میں بھی اسی طرح شریک ہونے دیں جس طرح آپ نے مجھے اپنی لڑائی میں شریک کیا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک ہم نے شریک کر لیا۔“

حدیث نمبر 8:

((اخبرنی محمد بن آدم بن سلیمان المصیصی قال: حدثنا ابن ابی غنیة عن ابیہ (عن ابی اسحاق) عن جمیع بن عمیر قال: دخلت مع امی علی عائشة وانا غلام فذكرت لها علیاً رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقالت: ما رأیت رجلاً احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منه ولا امرأة احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من امرأته))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 448 رقم 8442 وطبع آخر ج 5 ص 139 رقم 8496، سنن الترمذی ص 874 رقم 3874 تحفة الاخیار بترتیب شرح مشکل الآثار ج 9 ص 87 رقم 6394 و ص 88 رقم 6395 المستدرک للحاکم ج 3 ص 153 رقم 474 و ص 156 رقم 7498، تاریخ دمشق لابن عساکر ج 42 ص 260، 261، 262، مختصر تاریخ دمشق ج 17 ص 365، 366، مشکاة ج 2 ص 514 رقم 6155، ذخائر العقبیٰ ص 48، الریاض النضرہ ج 3 ص 100، الصواعق المحرقة ص 121)

”حضرت جمیع بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی امی کے ساتھ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گیا اور اس وقت میں بچہ تھا۔ میری والدہ نے ان کے سامنے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے زیادہ کوئی شخص محبوب تھا اور نہ ہی ان کی اہلیہ (سیدہ نساء الہیة فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے زیادہ کوئی خاتون محبوبہ تھیں۔“

حدیث نمبر 9:

((اخبرنا عمرو بن علی البصری قال: حدثنا عبدالعزیز بن الخطاب (ووثقه) قال: حدثنا محمد بن اسماعیل بن رجاء الزبیدی عن ابی اسحق الشیبانی عن جمیع بن عمیر قال: دخلت مع (ابی) امی علی عائشة يسالها (فسمعتها تسالها) (من وراء الحجاب) عن علی رضی اللہ عنہ فقالت: تسالنی (تسالینی) عن رجل ما علم احداً كان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا احب الیہ من امرأته))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 448 رقم 8443 وطبع آخر ج 5 ص 140 رقم 8497)

”حضرت جمیع بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اپنی امی کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ انہوں نے آپ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق سوال کیا تو میں نے پردہ کے پیچھے سے سنا، سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرما رہی تھیں: تم جس شخص کے متعلق مجھ سے سوال کر رہی ہو، میں نہیں جانتی کہ ان سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی شخص محبوب تھا اور نہ ہی ان کی زوجہ (سیدہ فاطمہ) سے بڑھ کر کوئی خاتون محبوب تھی۔“

حدیث نمبر 10:

((اخبرنی زکریا بن یحییٰ قال: اخبرنا ابراہیم بن سعید قال: حدثنا شاذان عن جعفر الاحمر عن عبد اللہ بن عطاء عن ابن بريدة قال: جاء رجل الى ابی فساله: ای الناس كان احب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قال: من النساء فاطمة ومن الرجال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 449 رقم 8444 وطبع آخر ج 5 ص 140 رقم 8498، سنن الترمذی ص 873 رقم 3868، المستدرک للحاکم ج 3 ص 154 رقم 4788، المعجم الاوسط ج 8 ص 130 رقم 17258، تاریخ دمشق لابن عساکر ج 42 ص 260، مختصر تاریخ دمشق ج 17 ص 365، ذخائر العقبی ص 48))

”حضرت ابن بريدة رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد سے کسی شخص نے آ کر دریافت کیا: تمام لوگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب کون تھا؟ انہوں نے فرمایا: خواتین میں سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور مردوں میں سے سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔“

حدیث نمبر 11:

((اخبرنا محمد بن وهب قال: اخبرنا محمد بن سلمة قال حدثني ابو عبد الرحمن قال: حدثني زيد عن الحارث عن ابی زرعة بن عمرو بن جریر عن عبد اللہ بن نجی سمع علیاً رضی اللہ عنہ يقول: كنت ادخل علی نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل ليلة فان كان یصلی سبح فدخلت وان لم یکن یصلی اذن لی فدخلت))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 449 رقم 8445 وطبع آخر ج 5 ص 140 رقم 8499)

”حضرت عبد اللہ بن نجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا: میں ہر رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتا تھا، پس اگر آپ نماز پڑھ رہے ہوتے تو سبحان اللہ فرماتے تو میں اندر داخل ہو جاتا اور اگر نماز میں نہ ہوتے تو اجازت مرحمت فرماتے اور میں داخل ہو جاتا۔“

حدیث نمبر 12:

((اخبِرنا زکریا بن یحییٰ قال: حدَّثنا (محمد بن عبیدو) ابو کامل، قال: (قالا) حدَّثنا عبدالواحد بن زیاد، قال: حدَّثنا عمارة بن القعقاع، عن الحارث العکلی عن ابي زرعة بن عمرو بن جریر، عن عبدالله بن نجیب، عن علی قال: کان لی ساعة من السحر أدخل فیها علی رسول الله صلی الله علیه وسلم، فان کان فی صلاته سبح وان لم یکن فی صلاته اذن لی))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 2 ص 41 رقم 1135 وج 7 ص 449 رقم 8446 وطبع آخر ج 1 ص 360 رقم 1134 وج 5 ص 141 رقم 8500، مسند احمد ج 1 ص 77 رقم 570، مسند ابی یعلیٰ ج 1 ص 265 رقم 588، البحر الزخار المعروف بـمسند ابن ارج ج 3 ص 100 رقم 882، السنن الصغریٰ للنسائی ج 3 ص 17 رقم 1210، السنن الکبریٰ للبیہقی ج 2 ص 247 رقم 3338، تلخیص الحیثمی ج 1 ص 675، 676)

”حضرت عبداللہ بن نجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: وقت سحر (تہجد کے وقت) میرے لیے ایک مخصوص وقت تھا جس میں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتا تھا، سواگر آپ نماز میں ہوتے تو سبحان اللہ فرماتے اگر نماز میں نہ ہوتے تو اجازت مرحمت فرماتے۔“

حدیث نمبر 13:

((اخبِرنی محمد بن قدامة، قال: حدَّثنا جریر، عن المغيرة، عن الحارث، عن ابي زرعة بن عمرو بن جریر، قال: حدَّثنا عبدالله بن نجی، عن علی رضی الله عنه، قال: کان لی من رسول الله صلی الله علیه وسلم من السحر ساعة آتیہ فیها، واذأتیہ استاذنت، فان وجدته یصلیٰ سبح، (فدخلت) وان وجدته فارغاً اذن لی))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 2 ص 41 رقم 1135 وج 7 ص 450 رقم 8447 وطبع آخر ج 1 ص 360 رقم 1134 وج 5 ص 141 رقم 8501، السنن الصغریٰ للنسائی ج 2 ص 17 رقم 1210، زاد المعاد ج 1 ص 262)

”عمرو بن جریر کہتے ہیں کہ ہمیں عبداللہ بن نجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے میرے لیے وقت سحر ایک مخصوص ساعت تھی جس میں میں حاضر ہوتا تھا اور جب میں آتا تو اجازت مانگتا، سواگر میں آپ کو نماز میں پاتا تو آپ تسبیح کہتے تو میں داخل ہو جاتا اور اگر میں آپ کو فارغ پاتا تو آپ اجازت دیتے۔“

حدیث نمبر 14:

((اخبِرلی محمد بن عبید بن محمد (الکوفی) قال: حدَّثنا ابن عیاش عن المغيرة، عن

الحارث العکلی عن ابی نجی قال: قال علی رضی اللہ عنہ: کان لی من النبی صلی اللہ علیہ وسلم مدخلان، مدخل باللیل ومدخل بالنهار، (فكنت) اذا دخلت باللیل تنحنح

لی خالفه شرحبیل بن مدرک فی اسنادہ، ووافقه علی قوله: تنحنح))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 2 ص 41 رقم 1137 وج 7 ص 450 رقم 8448 وطبع آخر ج 1 ص 360 رقم 1136 وج 5 ص 141 رقم 8502، السنن الصغریٰ للنسائی ج 3 ص 17 رقم 1211، سنن ابن ماجہ ج 4 ص 206 رقم 3708، مسند احمد ج 1 ص 80 رقم 608 و ص 107 رقم 845، مسند ابن ابی شیبہ ج 5 ص 244 رقم 25667، سبیل الہدیٰ ج 1 ص 186، مناقب علی و الحسنین ص 56، زاد المعاد ج 1 ص 262)

”حضرت حارث عکلی عبد اللہ بن نجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے میرے لئے دو مرتبہ داخلہ کا وقت تھا۔ ایک دن میں اور دوسرا رات میں۔ پس جب میں رات کو حاضر ہوتا تو آپ کھنکارتے۔ شرحبیل بن مدرک نے اس حدیث کی سند میں اختلاف کیا ہے اور ”حنح“ (کھنکارنا) کے لفظ موافقت کی ہے۔“

حدیث نمبر 15:

((اخبرنا القاسم بن زکریا بن دینار، قال: حدثنا ابو اسامة، قال: حدثني شرحبیل بن مدرک (الجعفی) قال: حدثني عبد الله بن نجی الحضرمی عن ابیه وکان صاحب مطهرة علی۔ قال: علی رضی اللہ عنہ، کانت لی منزلة من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم تکن لاحد من الخلائق، فکنت آتیه کل سحر، فاقول (له): السلام عليك یا نبی اللہ، فان تنحنح انصرفت الی اهلی، والا دخلت علیه))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 2 ص 42 رقم 1138 وج 7 ص 450 رقم 8449 وطبع آخر ج 1 ص 360 رقم 1137 وج 5 ص 451 رقم 502، السنن الصغریٰ للنسائی ج 3 ص 17 رقم 1212، البحر الزجاری المعروف بمسند الزاری ج 3 ص 98 رقم 879، مشکاة ج 2 ص 506 رقم 6106، جمع الجوامع ج 13 ص 25 رقم 5494، مناقب علی و الحسنین ص 56)

”شرحبیل بن مدرک الجعفی نے عبد اللہ بن نجی الحضرمی سے روایت کیا ہے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے اور وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وضو کراتے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک میرا ایسا مقام تھا جو مخلوق میں سے کسی ایک کو حاصل نہیں تھا۔ میں ہر روز تہجد کے وقت آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرتا تھا: السلام علیک یا نبی اللہ! پس اگر آپ کھنکارتے تو میں اپنے گھر لوٹ جاتا اور نہ اندر حاضر ہو جاتا۔“

حدیث نمبر 16:

((اخبیرنا محمد بن بشار، قال: حدثنی ابوالمساور، قال: حدثنا عوف، عن عبد الله بن عمرو بن هند الجملی عن علی رضی الله تعالیٰ عنه، قال: كنت اذا سالت رسول الله صلی الله علیه وسلم اعطیت، واذا سکت ابتدانی))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 450 رقم 8450 وطبع آخر ج 5 ص 142 رقم 5804، فضائل الصحابة ج 2 ص 803 رقم 1099، سنن الترمذی ص 847 رقم 3722 و ص 848 رقم 3729، مصنف ابن ابی شیبہ ج 6 ص 368 رقم 32060، 32061، اطراف الغرائب والافراد للدارقطنی ج 1 ص 108 رقم 402 المستدرک للحاکم ج 3 ص 124 رقم 3687، الاحادیث المختارة ج 2 ص 235 رقم 614، مشکاة ج 2 ص 504 رقم 6095، حلیۃ الاولیاء لابن نعیم ج 4 ص 425 رقم 6083، الطبقات الکبریٰ لابن سعد ج 2 ص 420، مختصر تاریخ دمشق ج 18 ص 16، الریاض النضرۃ فی مناقب العشرة ج 3 ص 165، ذخائر العقبیٰ ص 114، جمع الجوامع ج 13 ص 14 رقم 5423، الصواق المحرقة ص 123، مناقب علی والحسین ص 19))

”حضرت عبد اللہ بن عمرو بن ہند الجملی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتا تھا تو آپ عطا فرماتے تھے اور جب خاموش رہتا تو آپ (اپنے کرم کی خود) ابتدا فرماتے تھے۔“

حدیث نمبر 17:

((اخبیرنا محمد بن المثنیٰ، قال: حدثنا ابو معاویة قال: حدثنا الاعمش، عن عمرو بن مرة عن ابی البختری، عن علی رضی الله تعالیٰ عنه، قال: كنت اذا سالت اعطیت، واذا سکت ابتدیت))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 451 رقم 8451 وطبع آخر ج 5 ص 142 رقم 8505)

”حضرت ابو البختری حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتا تو مجھے عطا کیا جاتا اور جب میں خاموش رہتا تو مجھ پر از خود کرم کیا جاتا۔“

حدیث نمبر 18:

((اخبیرنا یوسف بن سعید قال: اخبیرنا حجاج عن ابن جریج، عن ابی حرب، عن ابی الاسود ورجل آخر، عن زاذان، قال: قال علی رضی الله تعالیٰ عنه: كنت والله اذا سالت اعطیت واذا سکت ابتدیت))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 451 رقم 8452 وطبع آخر ج 5 ص 142 رقم 8506)

”حضرت زاذان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتا تو مجھے عطا کیا جاتا اور جب میں خاموش رہتا تو مجھ پر از خود کرم کیا جاتا۔“



فصل نمبر 45:

ذکر ماخص به امیر المؤمنین علی من صعوده علی منکبہ النبی:

نبی کریم کے کندھوں پر سوار ہونے میں حضرت علی کی فضیلت

((اخبرنا احمد بن حرب قال: حدثنا اسباط عن نعيم بن حكيم المدائني قال: اخبرنا ابو مریم قال: قال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ: انطلقت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی اتینا الکعبة فصعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی منکبہ، فنهض به علی فلما رأى رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضعفی قال لی: اجلس، فجلست، فنزل النبی صلی اللہ علیہ وسلم و جلس لی، وقال: اصعد علی منکبہ، فصعدت علی منکبہ، فنهض بی، فقال: علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ: انه یخیل الی لوشئت لنت افق السماء، فصعدت علی الکعبة وعلیها تمثال من صفر أو نحاس، فجعلت اعاجله لازيله یمیناً و شمالاً و قدماً، ومن بین یدیه و من خلفه، حتی استمكنت منه، فقال: نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اقدفه، فكدفت به فكسرته کما یکسر (تکسر) القواریر، ثم نزلت، فانطلقت انا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نستبق حتی توارینا بالبیوت خشية ان یلقانا احد (من الناس))

(السنن الکبریٰ للبیہقی ج 7 ص 451 رقم 8453، طبع آخر ج 5 ص 142 رقم 850، مسند احمد ج 1 ص 84 رقم 644 و ص 151 رقم 1302، مصنف ابن ابی شیبہ ج 7 ص 404 رقم 36896، تهذیب الاثار لابن جریر الطبری ج 1 ص 449، 450، 451، 1833، 1834، 1835، مسند ابی یعلیٰ ج 1 ص 155 رقم 366، رقم 3439 و ج 3 ص 4 رقم 4324، المعجم الکبیر للطبرانی ج 17 ص 292، صفة الصفوة لابن الجوزی ج 1 ص 163، اتحاف الخیرة المهره بزوائد المسانید العشرة ج 5 ص 200 رقم 4524، ذخائر العقبیٰ ص 103، مجمع الزوائد ج 6 ص 23 رقم 8936، الریاض النضره ج 3 ص 146، 147، جمع الجوامع ج 3 ص 30 رقم 5514، انسان العیون ج 3 ص 29، ازالة الخفاء ج 4 ص 411)

”حضرت نعیم بن حکیم المدائنی کہتے ہیں: ہمیں ابو مریم نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا حتیٰ کہ ہم کعبہ شریف میں پہنچے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کندھوں پر سوار کر لیا اور آپ کھڑے ہو گئے۔ سو مجھے یوں لگا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کے کناروں کو پکڑ لوں، پھر میں کعبہ پر چڑھا اور اس پر پتیل یا تانبے کا ایک مجسمہ بنا ہوا تھا تو میں اُس کو دائیں بائیں اور آگے پیچھے سے اکھاڑنے لگا حتیٰ کہ میں اُسے کھل اکھاڑنے میں کامیاب ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو پھینک دو تو میں نے پھینک دیا۔ پھر میں نے اسے یوں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جیسے شیشہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ پھر میں اُتر آیا اور میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی جلدی چلنے لگے اور گھروں کی اوٹ لینے لگے تاکہ ہمارا کسی سے آمنا سامنا نہ ہو۔“

☆☆☆

فصل نمبر 46:

ذکر النجوى وما خفف بعلى عن هذه الامة:

سرگوشی کا ذکر اور حضرت علی کے طفیل امت مسلمہ پر آسانی

((اخبرني محمد بن عبد الله بن عمار (الموصلی) قال: حدثنا القاسم بن يزيد، الجرمی عن سفیان، عن عثمان بن المغيرة عن سالم، عن علی بن علقمة، عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: لما نزلت (يا ايها الذين امنوا اذا ناجيتم الرسول فقدموا بين يدي نجواكم صدقة) (المجادلة: 12) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي رضی اللہ تعالیٰ عنہ: مرهم ان يتصدقوا قال: بكم يا رسول الله؟ قال: بدینار، قال: لا يطيقون، قال: فبنصف دينار، قال: لا يطيقون، قال: فبكم؟ قال: بشعيرة، فقال (له) رسول الله صلى الله عليه وسلم انك لزهيد فانزل الله: (اشفقتم ان تقدموا بين يدي نجواكم صدقات) الآية (المجادلة: 13) وكان علي رضی اللہ تعالیٰ عنہ يقول: خفف بي عن هذه الامة))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 464 رقم 8484 وطبع آخر ج 5 ص 152، 153 رقم 8537، سنن الترمذی ص 750 رقم 3300، صحیح ابن حبان ج 9 ص 47، 48 رقم 6902 وطبع آخر ج 15 ص 390 رقم 6941، البحر الزخار المعروف بمسند الزهراء ج 2 ص 258 رقم 668، مصنف ابن ابی شیبہ ج 6 ص 376 رقم 32116، مسند ابی یعلیٰ ج 1 ص 204 رقم 396، المستدرک للحاکم ج 2 ص 481 وطبع جدید ج 3 ص 295 رقم 3846، المطالب العالیة

ج 3 ص 383 رقم 3769، جمع الجوامع ج 13 ص 89 رقم 5868، تفسیر الطبری ج 14 ص 25، 26، تفسیر ابن کثیر ج 4 ص 349، 350، الدار المنثور ج 8 ص 83، 84، فتح البیان ج 14 ص 28، فتح القدر ج 5 ص 228، لباب النقول للسيوطی ص 82، اسباب نزول القرآن الکریم للواحدی ص 432 رقم 797، الوسیط للواحدی ج 4 ص 266)

”حضرت علی بن علقمہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب آیت (یا ایہا اللدین آمنوا اذا اناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجوا کم صدقة) نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا: لوگوں کو حکم دو کہ وہ خیرات کریں تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کتنا؟ فرمایا: ایک دینار۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: وہ طاقت نہیں رکھتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو آدھا دینا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: وہ اس کی بھی طاقت نہیں رکھتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو پھر کتنا؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: ایک جو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک تم زاہد ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: (اشفقتم ان تقدموا بین یدی نجوا کم صدقات) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میری وجہ سے اس امت پر تخفیف فرمائی گئی۔“

☆☆☆

صل نمبر 47:

کر صلاة امیر المومنین علی ابن ابی طالب:

حضرت علی کی نماز کا ذکر

حدیث نمبر 1:

((اخبرنا محمد بن المثنیٰ قال: انبأنا عبد الرحمن (أعینی ابن مہدی) قال: حدثنا شعبة عن سلمة بن کھیل قال: سمعت حبة العرنی قال: سمعت علیا کرم اللہ وجہہ یقول: انا اول من صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم))

سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 7، رقم 8332، طبع آخر ج 5 ص 105، رقم 8391، مسند احمد ج 1 ص 141، رقم 119، 1192، فضائل الصحابة ج 2 ص 73، رقم 999، کتاب الاوائل لابن ابی عاصم ص 77، رقم 67، المصنف لابن ابی حنبلہ ج 6 ص 37، رقم 32.76، الاستیعاب ج 3 ص 200، اسد الغلبة ج 4 ص 102، الاحاد والمثنوی ج 1 ص 149، تاریخ شیخ لابن عساکر ج 42 ص 31، مختصر تاریخ دمشق، ج 17 ص 304، مجمع الزوائد ج 9 ص 103، رقم 14607)

”حضرت حبة العرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو فرماتے

ہوئے سنا کہ میں پہلا شخص ہوں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔“

حدیث نمبر 2:

((اخبرنا محمد بن المثنیٰ قال: حدثنا عبدالرحمن قال: حدثنا شعبة عن عمرو بن مرة عن ابی حمزة عن زید بن ارقم قال: اول من صلی مع رسول اللہ ﷺ علی رضی اللہ عنہ))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 7، رقم 8081، 7، 4، رقم 8333، 8، 3، 3، 3، 5، 4، 3، رقم 8137، 8، 1، 3، 7، رقم 8391، مسند احمد ج 4 ص 368، رقم 19499، 19518، فضائل الصحابة ج 2 ص 732، رقم 1003، سنن الترمذی ص 849، رقم 3743، مسند ابی داؤد الطیالسی ص 93، رقم 678، 6، 7، 8، 1، 3، 7، رقم 713، المستدرک للحاکم ج 3 ص 136، رقم 4718، الطبقات الکبریٰ لابن سعد ج 3 ص 13، الاستیعاب ج 3 ص 201، 200، تاریخ دمشق لابن عساکر ج 42 ص 37، مجمع الزوائد ج 9 ص 103، رقم 14608، اتحاف الخیرة المهر ج 7 ص 206، رقم 6679)

”حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی وہ (سیدنا) علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔“

حدیث نمبر 3:

((اخبرنا محمد بن المثنیٰ قال: اخبرنا محمد بن جعفر غندر قال: حدثنا شعبة عن عمرو بن مرة عن ابی حمزة عن زید بن ارقم قال: اول من اسلم مع رسول اللہ ﷺ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 407، رقم 8334، 8، 3، 3، 3، 5، 4، 3، رقم 7392، کتاب الاوائل لابن ابی عاصم ص 78، رقم 80، الاحاد والمثنیٰ لابن ابی عاصم ج 1 ص 149، رقم 180، المستدرک للحاکم ج 3 ص 135، رقم 4718، مصنف ابن ابی شیبہ ج 6 ص 373، رقم 32097، ورواه ایضاً ابن عباس: کتاب الاوائل لابن ابی عاصم ص 78، رقم 71، الاحاد والمثنیٰ لابن ابی عاصم ج 1 ص 151، رقم 185، المعجم الکبیر للطبرانی ج 11 ص 25، مجمع الزوائد ج 9 ص 102، رقم 14600)

”حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا وہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔“

حدیث نمبر 4:

((اخبرنا عبداللہ بن سعید قال: حدثنا ابن ادريس عن عمرو بن مرة قال: سمعت ابا حمزة مولى الانصار قال: سمعت زید بن ارقم يقول: اول من صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ))

اسلم علی رضی اللہ عنہ))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 306 رقم 881 و ص 408 رقم 8336 و طبع آخر ج 5 ص 43 رقم 8137 و ص 106 رقم 8393)

”حضرت ابو حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ سب سے پہلے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور دوسرے مقام پر آپ نے فرمایا: سب سے پہلے جو اسلام لائے وہ علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔“

حدیث نمبر 5:

((اخبرنا محمد بن عبید بن محمد الكوفي قال: حدثنا سعيد بن خثيم عن اسد بن عبد الله (البجلي) بن يزيد عن ابي يحيى بن عفيف عن ابيه عن جده عفيف قال: جئت في الجاهلية الى مكة فنزلت على العباس بن عبد المطلب وانا اريد ان ابتاع لاهلي من ثيابها وعطرها فاتيت العباس بن عبد المطلب وكان رجلاً تاجراً فانا عنده جالس فلما ارتفعت الشمس وحلقت في السماء وانظر الى الكعبة اذ جاء شاب فرمى ببصره الى السماء ثم قام مستقبلاً الكعبة فلم يلبث حتى جاء غلام فقام عن يمينه فلم يلبث حتى جاءت امرأة فقامت خلفهما فركع الشاب فركع الغلام والمرأة فرفع الشاب فرفع الغلام والمرأة فخر الشاب ساجداً فسجد معه فقلت: يا عباس! امر عظيم فقال العباس: امر عظيم فقال: اتدرى من هذا الشاب؟ فقلت: لا فقال هذا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب هذا ابن اخي وقال اتدرى من هذا الغلام؟ فقلت: لا قال: علي بن ابي طالب بن عبد المطلب هذا ابن اخي هل تدرى من هذه المرأة التي خلفهما؟ قلت: لا قال: هذه خديجة ابنة خويلد زوجة ابن اخي هذا ان ابن اخي اخبرني ان ربه رب السماء والارض امره بهذا الدين الذي هو عليه ولا والله ما على ظهر الارض كلها احد على هذا الدين غير هؤلاء الثلاثة))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 408 رقم 8337 و طبع آخر ج 5 ص 106 رقم 8394 مسند احمد ج 1 ص 209، 210 مسند ابی یعلیٰ ج 2 ص 75 رقم 1544، المقصد العلی رقم 1374، السیرة النبویة لابن اسحاق ص 182، المستدرک للحاکم ج 3 ص 182 رقم 4895، معجم الکبیر ج 18 ص 100، 101، دلائل النبوة للشیخ ج 2 ص 162، الاشراف علی مناقب الاشراف لابن ابی الدنیا ص 49، معجم الصحابة لابن قانع البغدادي ج 2 ص 134، کتاب الضعفاء للعقيلي ج 1 ص 38، 54، الطبقات الکبریٰ لابن سعد ج 8 ص 251، الوفا باحوال المصطفى لابن الجوزی ص 163، 164، اسد الغابة ج 4 ص 54 تاریخ دمشق لابن عساکر ج 42 ص 34، 35، مختصر تاریخ دمشق لابن منظور ج 17 ص 305، عیون الاثر ج 1 ص 181، السیرة

النبوة لابن کثیر ج 1 ص 447، البدلیة والنہایة ج 2 ص 362، 363، الریاض المنضرة ج 4 ص 96، ذخائر العقبی ص 74، مجمع الزوائد ج 9 ص 103 رقم 14605، جمع الجوامع ج 15 ص 310 رقم 13956، سبل الہدی ج 2 ص 297، اتحاف الخیرة المخرجة ج 7 ص 207 رقم 667 و 246، 6778، انسان العیون فی سیرة الامین المامون رضی اللہ تعالیٰ عنہ ج 1 ص 436، نساء اهل البیت ص 56، 57، مناقب علی والحسین واماہما فاطمة الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہم لعلفوا و عبد الباقی ص 11)

”حضرت ابو یحییٰ بن عقیف اپنے والد عقیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں زمانہ جاہلیت میں مکہ المکرمہ آیا تاکہ اپنے اہل و عیال کے لیے کپڑے اور عطر وغیرہ خریدوں۔ پس میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور وہ ایک تاجر شخص تھے میں اُن کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آفتاب طلوع ہوا اور اُس نے آسمان میں دائرہ بنایا اور میں کعبہ کی جانب دیکھ رہا تھا کہ اچانک ایک نوجوان نمودار ہوا پھر اُس نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا پھر اس نے قبلہ رو ہو کر قیام کیا پھر تھوڑی دیر بعد ایک بچہ آیا تو وہ اس کی دائیں جانب کھڑا ہو گیا پھر تھوڑی دیر بعد ایک خاتون آئی تو وہ ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ پھر نوجوان نے رکوع کیا تو اُس بچے اور خاتون نے بھی رکوع کیا پھر اُس نوجوان نے سر اٹھایا تو لڑکے اور خاتون نے بھی سر اٹھایا پھر نوجوان نے سجدہ میں سر جھکا دیا تو اُس لڑکے اور خاتون نے بھی سر جھکا دیئے۔ اس پر میں نے کہا: اے عباس! بڑی بات ہے۔ عباس نے بھی کہا: بڑی بات ہے۔ پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ نوجوان کون ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ بتایا کہ یہ محمد بن عبد اللہ بن عبدالمطلب ہے۔ یہ میرا بھتیجا ہے۔ پھر پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ بچہ کون ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ فرمایا: یہ علی بن ابوطالب بن عبدالمطلب ہے۔ یہ بھی میرا بھتیجا ہے۔ پھر پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ خاتون کون ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ فرمایا: یہ خدیجہ بنت خویلد ہے۔ یہ میرے اس بھتیجے کی زوجہ ہے۔ میرے اس بھتیجے نے مجھے بتایا ہے کہ اس کا رب وہ ہے جو زمین و آسمان کا رب ہے اُسی نے اس کو اس دین کا حکم دیا ہے جس پر یہ قائم ہے۔ اللہ کی قسم روئے زمین پر ان تین نفوس کے علاوہ اور کوئی انسان اس دین پر نہیں ہے۔“

حدیث نمبر 6:

((حدثنا احمد بن سليمان الرهاوي قال: حدثنا عبيد الله بن موسى قال: حدثنا العلاء بن صالح عن المنهال بن عمرو عن عباد بن عبد الله قال: قال علي رضي الله تعالى عنه: انا عبد الله، واخو رسول الله، وانا الصديق الاكبر، لا يقولها بعدى الا كاذب، امنت (صليت) قبل الناس سبع (سبع) سنين))

(السنن الكبرى للنسائي ج 7 ص 409 رقم 8338 وطبع آخر ج 5 ص 107 رقم 8396، سنن ابن ماجه رقم 120، المستدرک للحاکم ج 3 ص 111 رقم 4641، مصنف ابن ابی شیبہ ج 6 ص 370 رقم 32075، کتاب السنن لابن ابی عاصم)

ص 5484 رقم 1324)

”حضرت عباد بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں عبد اللہ ہوں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی ہوں اور میں صدیق اکبر ہوں۔ میرے بعد یہ دعویٰ نہیں کرے گا مگر جھوٹا شخص، میں تمام لوگوں سے سات برس پہلے ایمان لا چکا تھا۔“

حدیث نمبر 7:

((اخبرنا علی بن المنذر الکوفی، قال: اخبرنا ابن فضیل، قال: اخبرنا الاجلح، عن عبد اللہ بن ابی الہذیل، عن علی رضی اللہ عنہ، قال: ما عرف احدا عبد اللہ بعد نبینا غیری، عبدت اللہ قبل ان یعبده احد من هذه الامة تسع سنین))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 409 رقم 339 و طبع آخرج 5 ص 107 رقم 8396، المستدرک للحاکم ج 3 ص 111 رقم 4642)

”حضرت عبد اللہ بن ابی الہذیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی شخص نے (مجھ سے پہلے) اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہو۔ میں نے اس امت کے ہر فرد سے نو سال پہلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔“

☆☆☆

فصل نمبر 48:

ذکر منزلة علی ابن ابی طالب من اللہ:

اللہ تعالیٰ کے ہاں حضرت علی کا مرتبہ

حدیث نمبر 1:

((اخبرنا ہلال بن بشر البصری، قال: حدثنا محمد بن خالد، (وهو ابن عثمة) قال: حدثني موسى بن يعقوب، قال: حدثنا مهاجر بن مسمار، عن عائشة بنت سعد، قالت: سمعت ابی يقول: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الجحفة، فاخذ بید علی، فخطب، وحمد اللہ واثنی علیہ، ثم قال: یا ایہا الناس انی ولیکم، قالوا: صدقت یا رسول اللہ، ثم اخذ ید علی فرفعها، فقال: هذا ولیی، ویودی عنی دینی، وانا موالی من والاه، (ومعادی من عاداه))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 409 رقم 8340 و طبع آخرج 5 ص 107 رقم 8397، کتاب النبی لابن عاصم ص 551 رقم 1189)

”حضرت عائشہ بنت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے اپنے والد کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حجہ کے دن سنا: آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ کو پکڑا پھر خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان فرمائی، پھر ارشاد فرمایا: لوگو! بیشک میں تمہارا ولی ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے حق فرمایا: پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ کو پکڑ کر بلند فرمایا: پھر ارشاد فرمایا: یہ میرا ولی (دوست) ہے اور یہ میری ذمہ داری پوری کرے گا، اور میں اُس شخص کو دوست رکھتا ہوں جو اس کو دوست رکھے اور اُس شخص سے عداوت رکھتا ہوں جو اس سے عداوت رکھے۔

حدیث نمبر 2:

((اخبرنا قتیبہ بن سعید البلیخی، و ہشام بن عمار الدمشقی، قالوا: حدثنا حاتم، عن بکیر بن مسمار، عن عامر بن سعد بن ابی وقاص، عن ابیہ، قال: امر معاویة سعدا، فقال: ما يمنعک ان تسب ابتراب؟ فقال: انا ذکر ت ثلاثا قالهن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم فلن اسبه، لان تكون لی واحدة منها احب الی من حمر النعم: سمعت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم یقول له، وخلفه فی بعض مغازیہ، فقال له علی: یا رسول الله اتخلفنی مع النساء والصبیان؟ فقال (له) رسول الله صلی الله علیہ وسلم: اما ترضی ان تكون منی بمنزلة هارون من موسی، الا انه لانبوة بعدی؟ وسمعته یقول یوم خیبر: کاعطین الراية غداً رجلاً یحب الله ورسوله، ویحبه الله ورسوله، فتطاولنا لیها، فقال: ادعوا لی علیاً، فاتی بی ارمداً، فبصق فی عینیہ ودفع الراية الیه ولما نزلت: (انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیراً) دعار رسول الله صلی الله علیہ علیہ وسلم علیاً، وفاطمة، وحسینا فقال: اللهم هولاء اهل بیتی))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 410 رقم 8382 و ص 428 رقم 8385 و طبع آخر ج 5 ص 107 رقم 8399 و 8439، مسند سعد بن ابی وقاص للدورقی ص 51 رقم 19، صحیح مسلم رقم 6220، مسند احمد 1 ص 185 رقم 1608، سنن الترمذی ص 847 رقم 3724، سنن الکبریٰ للبخاری ج 7 ص 63 رقم 13392، تاریخ دمشق لابن عساکر ج 42 ص 111، مختصر تاریخ دمشق لابن منظور ج 17 ص 332، البدلیة والنہایة لابن کثیر ج 5 ص 452 و طبع جدید ج 7 ص 564، سیر اعلام النبلاء للذہبی ص 619، الاصابہ ج 4 ص 468، مناقب علی للفقوا عبد الباقی ص 33، 60، 116، 117، الانوار الباهرة الطاهرة علی تلخیص ص 41)

”حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد (سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں حضرت معاویہ نے امیر مقرر کیا، پھر ان سے پوچھا: ابوتراب (مولیٰ علی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو برا کہنے سے تمہیں کیا چیز مانع ہے؟ انہوں نے کہا: جب تک مجھے وہ تین باتیں یاد ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شان میں ارشاد فرمائی تھیں، میں انہیں ہرگز برا نہیں کہوں گا۔ اگر ان میں سے کوئی ایک بات بھی میرے اندر ہوتی تو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی۔ (پہلی خوبی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ پر جا رہے تھے اور حضرت علیؑ کو مدینہ میں چھوڑا تھا، حضرت علیؑ نے عرض کیا: کیا آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم راضی نہیں ہو کہ تمہارے ساتھ میری وہی نسبت ہو جو ہارون کی موسیٰ کے ساتھ تھی ماسوائے نبوت کے؟ (دوسری خوبی) اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیر کے دن کہتے ہوئے سنا: میں کل جھنڈا اُسے دوں گا جو اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ پس ہم میں سے ہر ایک آرزو کرنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علیؑ ابن ابی طالب کہاں ہیں؟ اسے بلاؤ۔ پس جب وہ آئے تو ان کی آنکھوں میں بیماری تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن لگایا تو وہ بالکل درست ہو گئیں۔ پھر ان کو جھنڈا دیا گیا۔ (تیسری خوبی) اور جب یہ آیت نازل ہوئی: (انما یرید اللہ لیزہب عنکم الرجس اهل البیت و یطہرکم تطہیراً۔ بے شک اللہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کر دے اے اہل بیت اور تم کو خوب صاف ستھرا کر دے۔) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ، سیدہ فاطمہؑ، اور حسنؑ و حسینؑ کو بلایا اور عرض کیا: اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔“

حدیث نمبر 3:

((اخبرنا حرمی بن یونس بن محمد المودب قال: اخبرنا ابو غسان قال: اخبرنا عبدالسلام عن موسیٰ الصغیر عن عبدالرحمن بن سابط عن سعد (بن ابی وقاص) قال: كنت جالسا فتنقصوا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقلت: لقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی علی ثلاث خصال لان یكون لی واحدة منهن احب الی من حمر النعم: سمعته یقول: انه بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی و سمعته یقول: لا عظیم الراية غداً رجلاً یحب اللہ ورسوله و یحب اللہ ورسوله و سمعته یقول: من كنت مولاه فعلی مولاه))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 411 رقم 8343 و طبع آخر ج 5 ص 108 رقم 8399، سنن ابن ماجہ ج 1 ص 86 رقم 121، و طبع آخر ج 1 ص 56 رقم 121، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج 42 ص 115، 116)

”حضرت عبدالرحمان بن سابط حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں بیٹھا ہوا تھا کہ لوگ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنقیص کرنے لگے تو میں نے کہا: بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے اندر تین صفات ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی ایک صفت میرے اندر ہوتی تو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی۔ (پہلی خوبی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم راضی نہیں ہو کہ تمہارے ساتھ میری وہی نسبت ہو جو ہارون کی موسیٰ کے ساتھ تھی ماسوائے نبوت کے؟ (دوسری خوبی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن فرمایا: میں کل جھنڈا اُسے دوں گا جو اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ (تیسری خوبی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں علی اس کے مولا ہیں۔“

حدیث نمبر 4:

((اخبرنا زکریا بن یحییٰ السجزی قال: اخبرنا نصر بن علی قال حدثنا عبد اللہ بن داؤد عن عبد الواحد بن ایمن عن ابیہ ان سعدا قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا دفعن الراية (غدا) الی رجل یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ ویفتح اللہ بیدہ فاستشرف لہا اصحابہ فدفعها الی علی))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 411 رقم 8344 وطبع آخر ج 5 ص 108 رقم 8400)

”حضرت عبد الواحد بن ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل میں ایک ایسے شخص کو پرچم تھماؤں گا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب رکھتا ہے اور اُسے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم محبوب رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُس کے ہاتھوں سے فتح نصیب فرمائے گا۔ پس تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُس پرچم کی آرزو کرتے رہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پرچم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تھما دیا۔“

حدیث نمبر 5:

((اخبرنا زکریا بن یحییٰ قال: حدثنا الحسن بن حماد قال: اخبرنا مسهر بن عبد الملک عن عیسیٰ بن عمر عن السدی عن انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان عبده طائر فقال: اللهم اتنی باحب خلقک الیک یا کل معی من (هذا) هذه الطیر فجاء ابو بکر فردہ ثم جاء عمر فردہ ثم جاء علی فاذن له))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 410 رقم 8341 وطبع آخر ج 5 ص 107 رقم 8398)

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بھنا ہوا پرندہ موجود تھا۔ آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ! میرے پاس اُس شخص کو بھیج دے جو تجھے تیری مخلوق سے زیادہ محبوب ہو تا کہ وہ میرے ساتھ اس پرندہ سے کھائے۔ پس حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے

تو انہوں نے انہیں واپس بھیج دیا، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو انہوں نے انہیں واپس بھیج دیا، پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو انہوں نے انہیں اجازت دی۔“

حدیث نمبر 6:

((اخبرنا احمد بن سلیمان الرھاوی، حدثنا عبد (عبید) اللہ، اخبرنا ابن ابی لیلی، عن الحکم، والمنہال، عن عبید الرحمن بن ابی لیلی، عن ابیہ (انہ) قال لعلی۔ وکان یسیر معہ: ان الناس قد انکروا من شیئا تخرج فی البرد بالملا تین وتخرج فی الحر فی الخشن والثوب الغلیظ؟ فقال لم تکن (اولم تکن) معنا بخیر؟ قال بلی، بعث رسول اللہ ﷺ (فان رسول اللہ بعث) ابابکر وعقدله لواء، فرجع وبعث عمرو وعقدله لواء، فرجع (بالناس) فقال رسول اللہ ﷺ: لا عطین الراية رجلاً یحب اللہ ورسوله ویحبه اللہ ورسوله، لیس بفرار، فارسل الی وانا ارمد، فتفل فی عینی فقال اللهم اکفه اذی الحر والبرد، قال: ما وجدت حراً بعد ذلك ولا برداً))

(سنن الکبریٰ للسنائی ج 7 ص 411 رقم 8345 وطبع آخر ج 5 ص 108، 109 رقم 8401، مسند احمد ج 1 ص 99 رقم 778 و 133 رقم 1117، فضائل الصحابة ج 2 ص 697 رقم 950 و 791 رقم 1084، سنن ابن ماجہ رقم 117، مصنف ابن ابی شیبہ ج 6 ص 370 رقم 32071 و ج 7 ص 394 رقم 36872، مسند ابی سعید ج 3 ص 472 و ج 5 ص 501، الاوسط ج 3 ص 151 رقم 2307 و ج 6 ص 369 رقم 5785، شرف المصطفیٰ لابن سعید ج 3 ص 472 و ج 5 ص 501، دلائل النبوة للبیہقی ج 4 ص 133، ذخائر العقبیٰ ص 90، سیر اعلام النبلاء ص 618، البدلیۃ والنہایۃ ج 5 ص 452 وطبع جدید ج 7 ص 563، مجمع الروايات ج 9 ص 123 رقم 14707، کشف الاستار ج 3 ص 192، 193 رقم 2546، مجمع البحرین ج 3 ص 377، 378 رقم 3692، اتحاف الخیرۃ لکھڑو للبوصیری ج 7 ص 185 رقم 6633، الانوار فی آیات النبی الخیر للعلی ج 3 ص 840، مختصر زوائد البزار للعسقلانی ج 2 ص 314 رقم 1964، فتح الباری ج 8 ص 255، جمع الجوامع للسيوطی ج 13 ص 15 رقم 5425، الخصائص الکبریٰ للسيوطی ج 1 ص 418، 419، سبل الھدی ج 10 ص 201، مناقب علی ص 62، 67، 69، 70)

”حضرت عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا جبکہ وہ آپ کے ساتھ چل رہے تھے کہ لوگ آپ کی ایک عادت پر اعتراض کرتے ہیں کہ آپ موسم سرما میں نرم و ملائم لباس پہن کر نکلتے ہیں اور موسم گرما میں موٹا اور سخت لباس؟۔ آپ نے فرمایا: کیا تم خیبر میں ہمارے ساتھ نہیں تھے؟ انہوں نے عرض کی: کیوں نہیں۔ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا اور ان کے لئے ایک پرچم مقرر کیا لیکن وہ لوٹ آئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا اور ان کے لئے ایک پرچم باندھا تو وہ بھی لوگوں کے ساتھ واپس لوٹ آئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ایسے شخص کو پرچم عطا

کروں گا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اُس کو محبوب رکھتے ہیں وہ فرار ہونے والا نہیں ہے۔ پھر آپ نے میری طرف آدمی بھیجا اور میں آشوب چشم میں مبتلا تھا تو آپ نے میری آنکھوں میں لعاب دہن ڈالا پھر فرمایا: اے اللہ! اس کو گرمی اور سردی کی اذیت سے محفوظ فرما۔ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اس کے بعد میں نے کبھی گرمی اور سردی کو محسوس نہیں کیا۔“

حدیث نمبر 7:

((اخبیرنا محمد بن علی بن حرب (المروزی) قال: اخبیرنا معاذ بن خالد عن الحسين بن واقد عن عبد الله بن بريدة عن ابيه قال حاصرونا خبير فاخذ ابو بكر الراية ولم يفتح له فاخذها من الغد عمر فانصرف ولم يفتح له واصاب الناس (يومئذ) شدة وجهد فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: انى دافع لوائى غدا الى رجل يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله لا يرجع حتى يفتح له وبتنا طيبة انفسنا ان الفتح غدا فلما اصبح رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى الغداة ثم جاء (قام) قائما (ودعا باللواء) ورمى اللواء والناس على (مصافهم) افسافهم فمامنا انسان له منزلة عند الرسول صلى الله عليه وسلم الا وهو يرجوان يكون صاحب اللواء فدعا على بن ابي طالب رضى الله عنه وهو ارمد فتفل فى عينيه فدفع اليه باللواء وفتح الله عليه قالوا: اخبیرنا بمن تطاول بها (قال وانا فيمن تطاول لها))

(السنن الكبرى للنسائی ج 7 ص 412 رقم 8346 وج 8 ص 16 رقم 8547 وطبع آخر ج 5 ص 109 رقم 8402 و ص 179 رقم 8601 السيرة النبوة لابن اسحاق ص 476 فضائل الصحابة ج 2 ص 735 السيرة النبوة لابن همام ج 3 ص 293 دلائل النبوة للبيهقي ج 4 ص 2100209 تاريخ دمشق لابن عساکر ج 42 ص 93 مختصر تاريخ دمشق لابن منظور ج 17 ص 327 السيرة النبوية لابن كثير ج 3 ص 339 البدلية والنهاية ج 3 ص 359 مناقب علي والحسين ص 121)

”حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد (بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ہم نے خیبر کا محاصرہ کیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پرچم تھاما اور ان پر خیبر فتح نہ ہوا پھر دوسرے روز حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پرچم تھاما تو وہ بھی لوٹ آئے اور ان پر خیبر فتح نہ ہوا اور اس دن لوگوں کو بہت شدت اور مشکل کا سامنا کرنا پڑا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل میں اپنا پرچم ایک ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کو محبوب رکھتے ہیں وہ فتح حاصل کئے بغیر واپس نہیں لوٹے گا۔ ہم

نے اطمینان سے رات بسر کی کہ کل ضرور فتح نصیب ہوگی۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح فرمائی تو نماز فجر پڑھائی، پھر آکر قیام فرمایا اور پرچم اٹھایا اور لوگ اپنی صفوں میں تھے۔ پس ہم میں سے جس شخص کی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں کچھ اہمیت تھی وہ امید کرتا رہا کہ وہی پرچم تھامنے والا ہوگا، لیکن آپ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا حالانکہ وہ آشوب چشم میں مبتلا تھے پھر آپ نے انہیں لعاب مبارک لگایا اور ان کی آنکھوں پر ہاتھ مبارک پھیرا، پھر پرچم تھمایا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں سے فتح عطا فرمائی اور میں بھی اُن لوگوں میں سے تھا جو پرچم کے امیدوار تھے۔“

حدیث نمبر 8:

((اخبرنا محمد بن بشار، بندار البصری، اخبرنا محمد بن جعفر، قال: حدثنا عوف، عن ميمون ابى عبد الله، ان عبد الله، ان عبد الله بن بريدة، حدثه عن بريدة الاسلمى قال: لما كان يوم خيبر، نزل رسول الله صلى الله عليه وسلم بحصن اهل خيبر، اعطى رسول الله صلى الله عليه وسلم اللواء عمر، فنحن (معه) فيه من نهض من الناس، فلقوا اهل خيبر، فانكشف عمرو واصحابه، فرجعوا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا عطين اللواء رجلا يحب الله ورسوله، ويحبه الله ورسوله فلما كان من الغد تصاد رابو بكر وعمر، وهو ارمذ، فتفل في عينيه، ونهض معه من الناس من نهض، فلقى اهل خيبر، فاذا مرحب يرتجز (وهو يقول):

قد علمت خيبر انى مرحب

شاكى السلاح بطل مجرب

اذا السيوث اقبلت تلهب

اطعن احبانا وحيننا اضرب

فاختلف هو وعلی ضربتین، فضربه علی هامته حتى (عض) مضى السيف منها (ابيض

راسه) منتهى راسه، وسمع اهل العسكر صوت ضربته، فباتت ام آخر الناس مع علی

حتى فتح لاولهم (ففتح الله له ولهم))

(اسنن الكبرى للنسائی ج 7 ص 124 رقم 8347 وج 8 ص 16 رقم 8546 وطبع آخر ج 5 ص 109 رقم

8403 ص 178 رقم 8600، مسند احمد ج 5 ص 358 رقم 23419، فضائل الصحابة ج 2 ص 748 رقم 1034، مصنف

ابن ابی شیبہ ج 7 ص 394 رقم 3686، کتاب السنة لابن ابی عاصم رقم 1379، كشف الاستار رقم 1814، مجمع الزوائد

ج 6 ص 150 رقم 10200، اتحاف الخيرة المخرجة ج 7 ص 6636، الدرر لابن عبد البر ص 146، تاريخ دمشق لابن عساکر ج

42 ص 93، مختصر تاريخ دمشق ج 17 ص 326، مناقب علی ص 65، 121)

”حضرت بریدۃ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ خیبر کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل قلعہ کے پاس اترے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پرچم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا، پس جن لوگوں نے تیار ہو کر ان کے ساتھ جانا تھا وہ تیار ہو کر چلے گئے اور اہل خیبر سے ان کا آمنہ سامنا ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں پر معاملہ مشکف ہوا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹ آئے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص کو پرچم عطا کروں گا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب رکھتا ہے اور اس کو اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم محبوب رکھتے ہیں، پھر جب صبح ہوئی تو حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے لیکن آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں تو آپ نے ان کی آنکھوں میں آب وہن لگایا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کچھ لوگ تیار ہو کر گئے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل خیبر کے سامنے ہوئے تو مرحب یہ اشعار پڑھتے ہوئے سامنے آیا:

اہل خیبر جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں!

ہتھیار بند بہادر اور تجربہ کار ہوں،

جب میرے سامنے شیر آئیں تو غبار ہو جاتے ہیں،
کبھی میں زخمی کرتا ہوں اور کبھی گردن اڑا دیتا ہوں۔

پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اس کے درمیان دو دو ہاتھ ہوئے، پھر اچانک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر ایسا وار کیا کہ آپ کی تلوار نے اس کے سر کو چیر کر رکھ دیا اور اس کے دماغ کی سفیدی ظاہر ہو گئی اور پورے لشکر نے آپ کی ضرب کاری کی آواز سنی۔ پس ابھی آپ کے لشکر کی آخری صف کی نوبت بھی نہ آئی کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی ہی صف والوں کو فتح عطا فرمادی۔“

حدیث نمبر 9:

((اخبرنا قتیبہ بن سعید قال: حدثنا يعقوب بن عبد الرحمن، عن ابى حازم، قال: اخبرنى سهل بن سعد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يوم خيبر: لا عطين هذه الراية غداً رجلاً يفتح الله عليه، يحب الله ورسوله، ويحبه الله ورسوله، فلما اصبح الناس غدوا على رسول الله صلى الله عليه وسلم كلهم يرجوان يعطى، فقال: ابن علي بن ابي طالب؟ فقالوا: علي يا رسول الله يشتكى عينيه، قال فارسلوا اليه، فاتي به، فبصق رسول الله صلى الله عليه وسلم في عينيه، ودعا له فبرأ، حتى كان لم يكن به وجع، فاعطاه الراية: فقال علي: يا رسول الله! اقاتلهم حتى يكونوا مثلنا؟ فقال: انفذ علي رسلك حتى تنزل بساحتهم، ثم ادعهم الى الاسلام، واخبرهم بما يجب عليهم (حق) الله، فوالله لان

یهدی اللہ بک رجلا واحدا خیر (لك) من ان يكون لك حمر النعم))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 413 رقم 8348 وطبع آخر ج 5 ص 110 رقم 8403 بخاری رقم 2942 صحیح مسلم رقم 6222 مسند احمد ج 5 ص 333 رقم 23209 فضائل الصحابة ج 2 ص 752 رقم 1037 مسند ابن ابی شیبہ ج 1 ص 96 رقم 114 سنن سعید بن منصور ج 2 ص 178 رقم 2472 2473 صحیح ابن حبان ج 15 ص 377 رقم 6932 وطبع آخر ج 9 ص 43 رقم 6893 مسند ابی یعلیٰ ج 1 ص 184 المسند للرویانی ص 124 رقم 1023 دلائل النبوة للاصفهانی ج 3 ص 1092 دلائل النبوة للبیہقی ج 4 ص 205 السنن الکبریٰ للبیہقی ج 9 ص 106 رقم 1823 حلیۃ الاولیاء لابن نعیم ج 1 ص 101 شرح السنہ ج 8 ص 84 رقم 3905 مصابیح السنہ ج 4 ص 171 رقم 3764 مشکاة رقم 6089 اسنی المطالب لابن حجر کئی ص 383)

”حضرت ابو حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ غزوہ خیبر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل میں ایک شخص کو جھنڈا دوں گا اللہ تعالیٰ اس پر فتح عطا فرمائے گا وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور اس کو اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم محبوب رکھتے ہیں۔ پس جب صبح ہوئی تو تمام لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہو گئے ان میں سے ہر ایک کو امید تھی کہ پرچم اسے عطا کیا جائے گا لیکن آپ نے فرمایا: علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! علی کی آنکھیں شکایت کرتی ہیں تو آپ نے فرمایا: انہیں لے آؤ! پس انہیں لایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا اور دعا فرمائی تو وہ ایسی ٹھیک ہو گئیں گویا کہ انہیں کوئی تکلیف ہوئی ہی نہیں تھی۔ پھر آپ نے انہیں جھنڈا عطا فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اُن سے اُس وقت تک جہاد کروں گا یہاں تک کہ وہ ہماری مثل ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا: نرمی سے روانہ ہو جب تم اُن کے میدان میں اترو تو انہیں اسلام کی دعوت دینا اور انہیں بتلانا کہ اُن پر اللہ کے کیا حقوق واجب ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر تمہاری وجہ سے کسی ایک شخص کو بھی اللہ تعالیٰ ہدایت عطا کر دے تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔“

حدیث نمبر 10:

((اخبرنا ابو الحسن احمد بن سلیمان الرهاوی قال: حدثنا یعلیٰ بن عبید قال: حدثنا یزید بن کيسان عن ابی حازم عن ابی هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تدفعن الراية اليوم الى رجل يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله فتطاول القوم فقال: ابن علي ابی طالب؟ فقالوا: يشتكى عينيه قال: فبصق نبي الله صلى الله عليه وسلم في كفيه ومسح بهما عيني علي ودفع اليه الراية ففتح الله علي يديه))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 311 رقم 8095 ص 413 رقم 8349 وطبع آخر ج 5 ص 46 رقم 8151 ص 110 رقم

8404 'مصنف ابن ابی شیبہ ج 7 ص 396 رقم 36884' مسند اسحاق بن راہویہ ج 1 ص 253 رقم 291 'الاحسان فی ترتیب صحیح ابن حبان ج 15 ص 379 رقم 6933 و طبع آخر ج 9 ص 43 رقم 6894' تاریخ دمشق لابن عساکر ج 42 ص 91

”حضرت ابو حازم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج میں ایک شخص کو پرچم سپرد کروں گا جو اللہ جلا جلالہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور اس کو اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم محبوب رکھتے ہیں۔ پس قوم امیدوار تھی، لیکن آپ نے فرمایا: علی بن ابی طالب کہاں ہے؟ انہوں نے کہا: انہیں آنکھوں کی شکایت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: پس اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہتھیلیوں میں لعاب دہن پھینکا اور دونوں ہتھیلیوں کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں پر پھیرا اور ان کی طرف پرچم بڑھایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں پر فتح عنایت فرمائی۔“

حدیث نمبر 11:

((اخبِرنا قتیبة بن سعید قال: اخبِرنا یعقوب عن سهل بن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ہریرہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یوم خیبر: لا عین الرایة رجلاً یحب اللہ ورسولہ (و یحبہ اللہ ورسولہ) یفتح اللہ علیہ قال عمر بن الخطاب: ما حبت الامارة الا یومئذ فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب فاعطاه ایاہا وقال امش ولا تلتفت حتی یفتح اللہ علیک فسار علی ثم وقف فصاح: یا رسول اللہ! علی ماذا قاتل الناس؟ قال: قاتلہم حتی یشہدوا ان لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ فاذا فعلوا ذلك فقد منعوا (منی) دماءہم و اموالہم الا بحقہا و حسابہم علی اللہ))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 414 رقم 8350 و ج 8 ص 17 رقم 8549 و طبع آخر ج 5 ص 111 رقم 8306 و ص 179 رقم 8603 صحیح مسلم رقم المسلسل 6222 (2405) مصنف ابن ابی شیبہ ج 7 ص 394 رقم 36871 'دلائل النبوة للبیہقی ج 4 ص 206' تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج 42 ص 85، مختصر تاریخ دمشق لابن منظور ج 17 ص 325 'البدلیۃ والنہایۃ لابن کثیر ج 3 ص 358' السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ج 3 ص 338 'سیر اعلام النبلاء (سیرۃ) ص 617)

”حضرت سهل بن ابی صالح اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں فرمایا: میں ایک شخص کو پرچم عطا کروں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسے محبوب رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے فتح عطا فرمائے گا۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے اس دن کے علاوہ کبھی امارت پسند نہیں کی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن

ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور اُن کو جھنڈا عطا کیا اور فرمایا: جاؤ اور ادھر ادھر توجہ نہ کرنا حتیٰ کہ اللہ جلا جلالہ تمہیں فتح عنایت فرمائے۔ پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلے پھر رک گئے پھر با آواز بلند عرض کیا: یا رسول اللہ! میں کس بات پر لوگوں سے جنگ کروں؟ فرمایا: تم ان سے اُس وقت تک جنگ کرو جب تک کہ وہ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کی گواہی نہ دیں۔ پس جب وہ یہ گواہی دے دیں تو انہوں نے اپنی جانوں اور مالوں کو مجھ سے محفوظ کر لیا، مگر یہ کہ ان پر حق ہو اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔“

حدیث نمبر 12:

((اخبرنا اسحق بن ابراہیم بن راہویہ قال: اخبرنا جریر بن سہیل عن ابیہ عن ابی ہریرۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا عین الراية غداً رجلاً يحب اللہ ورسولہ، يفتح علیہ وقال عمر: فما حبت الامارة قط الا يومئذ قال: فاستشرفت لها، فدعا علياً فبعثه، ثم قال: اذهب فقاتل حتى يفتح اللہ عليك، ولا تلتفت، قال: فمشى ماشاء اللہ، ثم وقف ولم يلتفت، فقال: علام نقاتل الناس؟ قال: قاتلهم حتى يشهدوا ان لا اله الا اللہ وان محمداً رسول اللہ، فاذا فعلوا ذلك فقد منعوا دماءهم واموالهم الا بحقها، وحسابهم على اللہ))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 414 رقم 8351 وطبع آخروج 5 ص 111 رقم 8406، فضائل الصحابة ج 2 ص 746 رقم 1030 و ص 746 رقم 1030 و ص 756 رقم 1044، الاحسان فی ترتیب صحیح ابن حبان ج 15 ص 379 رقم 6934 وطبع آخروج 9 ص 43 رقم 6894، تاریخ دمشق لابن عساکر ج 42 ص 82، 83، 84، 85، مختصر تاریخ دمشق لابن منظور ج 17 ص 325)

”حضرت سہیل اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل میں ایک شخص کو جھنڈا عطا کروں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر فتح کے دروازے کھول دے گا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کبھی امارت پسند نہیں کی، ماسوا اُس دن کے۔ پس میں اس دن امارت کے لئے لپچا تارہا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا پھر انہیں کو بھیجا، فرمایا: جاؤ اور جنگ کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے، اور ادھر ادھر توجہ نہ کرنا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا چلے پھر رک گئے اور ادھر ادھر توجہ نہ کی، پھر کہا: ہم کس بات پر لوگوں سے جنگ کریں؟ فرمایا: تم ان سے اس وقت تک جنگ کرو یہاں تک کہ وہ گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے اور بے شک (سیدنا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ جل جلالہ کے رسول ہیں۔ پس جب وہ یہ شہادت دے دیں تو انہوں نے

اپنی جانوں اور مالوں کو محفوظ کر لیا، مگر یہ کہ ان پر کوئی حق ہو اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔“

حدیث نمبر 13:

((اخبیرنا محمد بن عبد اللہ بن المبارک المخرمی، قال: حدثنا ابو ہشام المخزومی، قال: حدثنا وہیب قال: حدثنا سہیل بن ابی صالح عن ابیہ، عن ابی ہریرۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم خیبر: لا تدفعن الراية الى رجل یحب اللہ ورسولہ، ویفتح اللہ علیہ، قال عمر (بن الخطاب) فما احببت الامارة قط قبل یومئذ، قد فجعها الى علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: ولا تلتفت، فسار قریبا، قال: یارسول اللہ! علام نقاتل؟ قال: علی ان یشہدوا ان لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ، فاذا فعلوا ذلك (فقد) عصموا دماءہم واماولہم الا بحقہا وحسابہم علی اللہ تعالیٰ))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 415 رقم 8352 وطبع آخرج 5 ص 111 رقم 8406 فضائل الصحابة ج 2 ص 765 رقم 1056 و ص 818 رقم 1122، الاحسان فی ترتیب صحیح ابن حبان ج 15 ص 379 رقم 6934 وطبع آخرج 9 ص 43 رقم 6894، تاریخ دمشق لابن عساکر 42 ص 82، 83، 84، 85، مختصر تاریخ دمشق لابن منظور ج 17 ص 325، ذخائر العقبیٰ ص 90)

”حضرت سہیل بن ابی صالح اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن فرمایا: میں ایک شخص کو جھنڈا عطا کروں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ماسوا اس دن کے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جھنڈا سونپا اور فرمایا: ادھر ادھر توجہ نہ کرنا۔ پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھوڑا سا چلے پھر عرض کیا: ہم کس بات پر لوگوں سے جنگ کریں؟ فرمایا: تم ان سے اس وقت تک جنگ کرو یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے اور بیشک (سیدنا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ جل جلالہ کے رسول ہیں۔ پس جب وہ یہ شہادت دے دیں تو انہوں نے اپنی جانوں اور مالوں کو محفوظ کر لیا مگر یہ کہ ان پر کوئی حق ہو اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔“

حدیث نمبر 14:

((اخبیرنا العباس بن عبد العظیم العنبری البصری، قال: اخبیرنا عمر بن عبد الوہاب قال: اخبیرنا معتمر بن سلیمان، عن ابیہ، عن منصور، عن ربیع، عن عمران بن حصین ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لاعطین الراية رجلاً یحب اللہ ورسولہ (او قال یحبہ اللہ ورسولہ) فدعا علیاً و هو امد، ففتح اللہ علی یدیہ))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 311 رقم 8094 و ص 415 رقم 8352 وطبع آخرج 5 ص 46 رقم 8150 و ص 111 رقم

840، المعجم الکبیر للطبرانی ج 18 ص 237، 238، مجمع الزوائد ج 9 ص 124، رقم 14716، تاریخ دمشق لابن عساکر ج 42 ص 103، مختصر تاریخ دمشق لابن منظور ج 17 ص 330، البدیۃ والنہایۃ ج 5 ص 451

”حضرت منصور بن ربیع حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ایک شخص کو پرچم عطا کروں گا، وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے۔ (یا فرمایا: اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب رکھتے ہیں) پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا حالانکہ وہ آشوب چشم میں مبتلا تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائی۔“

حدیث نمبر 15:

((اخبرنا اسحق بن ابراہیم بن راہویہ، اخبرنا النضر بن شميل قال: اخبرنا یونس، عن ابی اسحق، عن ہبیرۃ بن یریم قال: جمع الناس (خرج الینا) الحسن بن علی، وعلیہ عمامة سوداء لما قتل ابوہ، فقال: لقد کان قتلتم فیکم، بالامس رجلاً (رجل) ما سبقہ الاولون ولا یدرکہ ورسولہ وبعیہ اللہ ورسولہ، ویقاتل جبریل عن یمینہ ومیکائیل عن یسارہ۔ ثم لا تر درایتہ حتی یفتح اللہ علیہ، ماترک دیناراً ولادرهما الا تسعمائة (سمع مائة درهم) اخذها عیالہ (من عطائہ) من عطاء کان اراد ان یتباع بها خادماً لاهلہ))

سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 416 رقم 8354، طبع آخر ج 5 ص 112 رقم 8408، الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج 15 ص 383 رقم 6936، طبع آخر ج 9 ص 45 رقم 6897، مسند احمد ج 1 ص 199 رقم 1719، 1720، کتاب الزہد امام احمد ص 195 رقم 709، فضائل الصحابة ج 1 ص 674 رقم 922، ج 2 ص 737 رقم 1013، مصنف ابن ابی شیبہ ج 3 ص 372 رقم 32085، ص 373 رقم 32096، ص 374 رقم 32101، مسند ابی یعلیٰ ج 6 ص 25 رقم 672، 6725، المستدرک للحاکم ج 3 ص 171 رقم 4855، تاریخ الطبری ج 3 ص 164، حلیۃ الاولیاء لابن نعیم ج 1 ص 105، المجالسہ وجواهر العلم للذینوری ص 181، صفۃ الصفوة ج 1 ص 165، الکامل فی التاریخ لابن اثیر الجذری ج 3 ص 401، 402، طبع مجلد واحد ص 463، مختصر تاریخ دمشق ج 18 ص 97، 98، الریاض النضرۃ ج 7 ص 216 رقم 669، مجمع البحرین ص 3 ج 3 ص 392 رقم 3734، مجمع الزوائد ص 9 ج 9 ص 136 رقم 14798، مختصر زوائد المزار مستقلاً ج 2 ص 321 رقم 1937، الطالب العالیہ ج 4 ص 324، 4514، 4515، مناقب علی والنجین واصحابنا فاطمہ (ہراء ص 160)

”حضرت ہبیرہ بن یریم بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہوئی تو سیدنا حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا اس وقت آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا اور فرمایا: تم نے کل ایک ایسے شخص کو قتل کیا ہے (السنن الکبریٰ للنسائی میں ہے: کل تمہارے درمیان ایک ایسا شخص تھا) جس کے رتبہ کو نہ اگلے پہنچ سکتے ہیں اور نہ پچھلے اور بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: کل میں ایک

ایسے شخص کو جھنڈا عطا کروں گا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کو محبوب رکھتے ہیں اور جبریل علیہ السلام نے ان کے دائیں اور میکائیل علیہ السلام نے ان کے بائیں رہ کر جہاد کیا پھر انہوں نے جھنڈا نہیں رکھا یہاں تک کہ اللہ جل جلالہ نے انہیں فتح عطا فرمائی۔ انہوں نے اپنے ترکہ میں کوئی درہم و دینار نہیں چھوڑا، ماسوائے 900 (دوسری روایت کے مطابق 700) سو درہموں کے جو انہوں نے اپنا حصہ لیا تھا، ان کا ارادہ تھا کہ وہ ان پیسوں سے اپنے اہل بیت کے لئے خادم خریدیں گے۔“

☆☆☆

فصل نمبر 49:

ذکر منزلة علی ابن ابی طالب وجہہ من النبی:

رسول اللہ کے ہاں حضرت علی کا مرتبہ

حدیث نمبر 1:

((اخبرنا بشر بن ہلال البصری قال: حدثنا جعفر و هو ابن سلیمان۔ قال: حدثنا حرب بن شداد عن قتادة عن سعيد بن المسيب عن سعد بن ابی وقاص قال: لما غزا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوة تبوك خلف عليا كرم الله وجهه في المدينة قالوا فيه: مله وكره صحبة فتبع علي رضي الله تعالى عنه النبي صلی اللہ علیہ وسلم حتى لحقه في الطريق قال: يا رسول الله! خلفتني بالمدينة مع الذراري والنساء حتى قالوا: مله وكره صحبته؟ فقال (له) النبي صلی اللہ علیہ وسلم: يا علي! انما خلفتك علي اهلي

اما ترضى ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى غير انه لا نبي بعدي))

(السنن الكبرى للنسائي ج 7 ص 307 رقم 8084 وص 425 رقم 8375 وطبع آخر ج 5 ص 44 رقم 8138 وص 119 رقم 8429، مسند سعد بن ابی وقاص للدورقي ص 174 رقم 100، مسند ابی یعلیٰ ج 1 ص 313 رقم 734، شرف المصطفى ج 5 ص 500، شرح اصول اعتقاد اهل السنة للاکائی ج 2 ص 308، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج 42 ص 151، 106، مختصر تاریخ دمشق لابن منظور ج 17 ص 344)

”حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب غزوة تبوک کا ارادہ فرمایا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مدینہ مقدسہ میں چھوڑا۔ لوگ کہنے لگے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو چھوڑ دیا اور اُس کی سنگت کونہ پسند کیا۔ پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے آئے یہاں تک کہ آپ کو راستہ میں پایا، عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے مجھے مدینہ

میں بچوں اور عورتوں میں چھوڑ دیا حتیٰ کہ لوگ باتیں بنانے لگے کہ اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑ دیا اور اس کی سنگت کو نہ پسند کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: اے علی! میں نے آپ کو اپنے اہل و عیال میں چھوڑا ہے، کیا آپ اس بات پر راضی نہیں کہ آپ کی منزلت مجھ سے ایسی ہے جیسی ہارون علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام سے، بجز اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔“

حدیث نمبر 2:

((اخبرنا القاسم بن زکریا بن دینار الکوفی، اخبرنا ابو نعیم قال: حدثنا عبد السلام عن یحییٰ بن سعید، عن سعید بن المسیب عن سعد بن ابی وقاص ان النبی رضی اللہ عنہ قال لعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، انت منی بمنزلة ہارون من موسیٰ))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 465 رقم 8376 و طبع آخر ج 5 ص 120 رقم 8430، جامع الترمذی ص 849 رقم 3740، المعجم الصغیر ج 2 ص 84 رقم 824، حلیۃ الاولیاء ج 7 ص 229 رقم 10303، الفوائد المثنیة والغرائب الحسان للصوری ص 57 رقم 14)

”حضرت سعید بن مسیب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: آپ کی منزلت میرے ساتھ ایسی ہے جیسی ہارون علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ۔“

حدیث نمبر 3:

((اخبرنا زکریا بن یحییٰ، قال اخبرنا ابو مصعب ان الدر اور دی حدثه عن ہاشم، عن سعید بن المسیب عن سعد قال: لما خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی تبوک خرج علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فتبعه فشکا (یشعیہ، فبکی) وقال: یا رسول اللہ أترکینی مع الخوالف؟ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: یا علی! أما ترضی ان تكون منی بمنزلة ہارون من موسیٰ (الانبیاء))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 425 رقم 8378 و طبع آخر ج 5 ص 120 رقم 8432)

”حضرت سعید بن مسیب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی طرف تشریف لے گئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پیچھے گئے اور شکایت کی (چند قدم مشایعت کی پھر روتے ہوئے) عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے پیچھے رہ جانے والے لوگوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہاری منزلت میرے ساتھ ایسی ہے جیسی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کی، ماسوا نبوت کے۔“

حدیث نمبر 4:

((اخبرنی اسحق بن موسیٰ بن عبد اللہ (بن موسیٰ) ابن یزید الانصاری، قال: حدثنا داود بن کثیر الرقی، عن محمد بن المنکدر، عن سعید بن المسیب عن سعد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی: أنت منی بمنزلة ہارون من موسیٰ، الا انه لابنی بعدی))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 426 رقم 8379 وطبع آخر ج 5 ص 120 رقم 8433)

”حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا: تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون علیہ السلام الایہ کہ یہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔“

حدیث نمبر 5:

((اخبرنا صفوان بن عمرو قال: حدثنا احمد بن خالد قال: حدثنا عبد العزیز بن ابی سلمة الماجشون، عن محمد بن المنکدر، عن سعید بن المسیب: اخبرنی ابراہیم بن سعد انه سمع اباہ سعدا وهو يقول: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعلی اما ترضی ان تكون منی بمنزلة ہارون من موسیٰ، الا انه لا نبوة بعدی، قال سعید فلم ارض حتی اتیت سعدا فقلت: شیء حدثت به ابنک، فقال بما هو یا ابن اخی؟ فقلت: هل سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم يقول لعلی کذا وکذا؟ قال: نعم، و اشار الی اذنیہ، والا فاستکتا، لقد سمعته يقول ذلك))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 426 رقم 8380 وطبع آخر ج 5 ص 121 رقم 8434، فضائل الصحابة ج 2 ص 785 رقم 1079، کتاب السنن لابن ابی عامر ص 587 رقم 1335، مسند ابی یعلیٰ ج 1 ص 321 رقم 751)

”حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: مجھے ابراہیم بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ انہوں نے اپنے والد سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون علیہ السلام مگر یہ کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے۔“

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: لیکن میں اس پر مطمئن نہ ہوا حتیٰ کہ میں خود حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور ان سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے اپنے بیٹے کو کوئی چیز بیان کی ہے؟ انہوں نے فرمایا: اے بھتیجے! وہ کیا چیز ہے؟ میں نے عرض کیا: کیا آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں اس طرح سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں اور

اپنے دونوں کانوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر میں نے نہ سنا ہو تو یہ دونوں کان بہرے ہو جائیں۔ میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا تھا۔

یوسف بن یحیون نے یہ حدیث محمد بن منکدر از سعید از عامر بن سعد از والد خود روایت کی ہے اور علی بن زید بن جدعان نے ان کی متابعت میں عامر بن سعد سے روایت کی ہے۔“

حدیث نمبر 6:

((اخبرنا زکریا بن یحییٰ قال: حدثنا ابن ابی الشوارب قال: حدثنا حماد بن زید، عن علی بن زید، عن سعید بن المسیب، عن عامر بن سعد، عن سعدان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی: أنت منی بمنزلة ہارون من موسیٰ غیر أنه لابی بعدی، قال سعید: فاحببت أن اشافہ بذلك سعداً فاتیتہ، ما حدیث حدثنی بہ عنک عامر؟ فادخل اصبعیہ فی اذنیہ، وقال: سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والا فاستکتنا قال النسائی: وقد روی هذا الحدیث شعبۃ عن علی بن زید فلم یدکر عامر بن سعد))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 307 رقم 8084 و ص 426 رقم 427 و ص 8381 رقم 8381 و طبع آخر ج 5 ص 44 رقم 8140 و ص 121 رقم 8435، مسلم ص 1059 رقم 6217، مسند ابی یعلیٰ ج 1 ص 313 رقم 735، الجامع لأخلاق الراوی وآداب السامع ج 1 ص 120)

”حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عامر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: تم میرے نزدیک ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہارون علیہ السلام سوائے اس کے میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ حضرت سعید بن مسیب کہتے ہیں: بعد ازاں میں نے چاہا کہ یہ حدیث بالمشافہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنوں تو میں نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: کیا آپ نے یہ حدیث بیان کی ہے جو کہ آپ کے حوالے سے آپ کے بیٹے عامر نے مجھے بیان کی؟ تو آپ نے اپنی انگلیاں کانوں میں ڈال کر کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اگر نہ سنی ہو تو میرے کان بند ہو جائیں۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت شعبہ نے یہ حدیث علی بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے اور اس کی سند میں عامر بن سعد کا ذکر نہیں کیا۔“

حدیث نمبر 7:

((اخبرنا محمد بن وہب الحمرانی قال: اخبرنا مسکین بن بکیر، قال بحدیثنا شعبۃ، عن علی بن زید قال: سمعت سعید بن المسیب یحدث عن سعدان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ الا ترضی ان تكون منی بمنزلة ہارون من

موسیٰ؟ قال علی: بل رضیت، فسأله بعد ذلك فقال: بلی بلی قال ابو عبد الرحمن: ما علمت احد تابع عبد العزيز بن الماجشون علی روايته عن محمد بن المنکدر، عن سعید بن المسيب، عن ابراهیم بن سعد علی ان ابراهیم بن سعد قد روى هذا الحديث (عن ابیه)

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 427 رقم 8382 وطبع آخروج 5 ص 122 رقم 8436، مسند ابی یعلیٰ ج 1 ص 301 رقم 705، مسند احمد ج 1 ص 175 وطبع آخروج 1 ص 474 رقم 1509، الفوائد المثلثة والغرائب الحسان للصوری ص 55 رقم 13، حلیۃ الاولیاء ج 7 ص 229، تاریخ دمشق ج 42 ص 145، مختصر تاریخ دمشق لابن منظور ج 17 ص 347، 348)

”حضرت علی بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہاری منزلت میرے ساتھ ایسی ہے جیسی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کی؟ حضرت علی نے عرض کیا: بلکہ میں راضی ہوں، میں راضی ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا تو انہوں نے عرض کیا: میں کیوں نہیں راضی، میں کیوں نہیں راضی!۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ محمد بن منکدر سے اس روایت پر کسی نے عبد العزیز بن ماشون کی از سعید بن مسیب از ابراهیم بن سعد کی سند پر متابعت کی ہو کہ واقعی ابراهیم بن سعد نے اپنے والد (سعد) سے روایت کی۔“

حدیث نمبر 8:

((اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا محمد (یعنی ابن جعفر غندر قال: اخبرنا شعبة عن سعد بن ابراهیم (قال) سمعت ابراهیم بن سعد ابن ابی وقاص، یحدث، عن ابیه عن النبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انه قال لعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ: اما رضی ان تكون منی بمنزلة هارون من موسیٰ؟))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 308 رقم 8086 و ص 427 رقم 8383 وطبع آخروج 5 ص 44 رقم 8139 و ص 122 رقم 8437، مسند سعد بن ابی وقاص للدورقی ص 136 رقم 75، مسند احمد ج 1 ص 175 وطبع آخروج 1 ص 473، 474 رقم 1505، بخاری ص 625 رقم 3706، مسلم ص 1059، 1060 رقم 6221، سنن ابن ماجہ ج 1 ص 82 رقم 115، مسند ابی داؤد الطیالسی ص 28 رقم 205 وطبع آخروج 1 ص 116 رقم 210)

”حضرت شعبہ سعد بن ابراهیم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابراهیم بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہاری منزلت میرے ساتھ ایسی ہو جیسی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون

علیہ السلام کی۔؟“

حدیث نمبر 9:

((اخبیرنا عبید اللہ (بن سعد بن ابراہیم بن سعد) البغدادی قال: (حدثنی عمی قال) حدثنا ابی عن ابن اسحاق قال: حدثنی محمد بن طلحة بن زید بن رکانة عن ابراہیم بن سعد ابن ابی وقاص عن ابیہ انه سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ: حین خلفہ فی غزوة تبوک علی اہلہ الا ترضی ان تكون منی بمنزلة ہارون من موسیٰ الا انه لابی بعدی؟ قال ابو عبد الرحمن: وقد روی هذا الحدیث عن عامر بن سعد عن ابیہ من غیر حدیث سعید بن المسیب))

السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 427 رقم 8384 وطبع آخرج 5 ص 122 رقم 8438 کتاب السنۃ لابن ابی عامر (586 رقم 1332)

”حضرت ابراہیم بن سعد نے اپنے والد سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہوئے سنا: جب آپ نے انہیں غزوة تبوک کے موقع پر اپنے اہل بیت میں چھوڑا تھا، کہ کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تمہاری منزلت میرے ساتھ ایسی ہے جیسی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کی، مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث عامر بن سعد نے اپنے والد سے حضرت سعید بن مسیب کے بغیر بھی روایت کی ہے۔“

حدیث نمبر 10:

((اخبیرنا محمد بن المثنیٰ قال: اخبیرنا ابو بکر الحنفی قال حدثنا بکیرین مسمار قال: سمعت عامر بن سعد یقول: قال: معاویة لسعد بن ابی وقاص: ما یمنعک ان تسب (علی) ابن ابی طالب؟ قال: لا اسبہ ما ذکرک ثلاثا قالہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان تكون لی واحدة منہن احب الی من حمر النعم لا اسبہ ما ذکرک حین نزل علیہ الوحی فاخذ علیا وابنیہ وفاطمة فادخلہم تحت ثوبہ ثم قال رب هولاء اہل بیتی واهلی ولا اسبہ ما ذکرک حین خلفہ فی غزوة غزاہا قال علی: خلفتني مع الصبيان والنساء؟ قال: اولاً ترضی ان تكون منی بمنزلة ہارون من موسیٰ الا انه لا نبوة بعدی وما اسبہ ما ذکرک یوم خیبر حین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا عطین (ہذہ) الراية رجلا یحب اللہ ورسولہ ویفتح اللہ بیدہ فتناولنا فقال: این علی؟ فقالوا: هو ارمد قال: (فقال) ادعوه (فدعوه) فبصق فی عینیہ ثم اعطاه الراية ففتح اللہ علیہ فواللہ

ماذکرہ معاویہ بحرف حتی خرج من المدینة))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 428 رقم 8385 و ص 410 رقم 8342 وطبع آخر ج 5 ص 122 رقم 8439 و ص 107 رقم 8399 '8439' مسند سعد بن ابی وقاص للدورقی ص 51 رقم 19 'صحیح مسلم رقم 6220' مسند احمد ج 1 ص 185 رقم 1608 'جامع الترمذی ص 675 رقم 2999' و ص 847 رقم 3724 'مصنف ابن ابی شیبہ ج 6 ص 369 رقم 32069 المستدرک للحاکم ج 3 ص 108 رقم 6432 'مسند البزار ج 3 ص 324 رقم 1120 'السنن الکبریٰ للبیہقی ج 7 ص 63 رقم 13392 'تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج 42 ص 111 'مختصر تاریخ دمشق لابن منظور ج 17 ص 332 'شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ لکافی ج 2 ص 308 'البدلیۃ والنہلیۃ لابن کثیر ج 5 ص 452 'سیر اعلام النبلاء للذہبی ص 619 'الاصول ج 4 ص 468 'مناقب علی و الحسنین للفواد عبد الباقی ص 33 '60 '116 '117 'الانوار الباہرۃ علیہ السلام ص 41)

”حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد (سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت معاویہ نے پوچھا: علی ابن ابی طالب کو برا کہنے سے تمہیں کیا چیز مانع ہے؟ انہوں نے کہا: میں انہیں برا نہیں کہوں گا جب تک کہ مجھے وہ تین باتیں یاد ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شان میں فرمائی تھیں، اگر ان میں سے کوئی ایک بات بھی میرے اندر ہوتی تو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی۔ 1: میں انہیں برا نہیں کہوں گا جب تک کہ مجھے وہ وقت یاد ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی تو آپ نے ان کے دونوں بیٹوں اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو چادر میں لے لیا، پھر عرض کیا: یہ میرے اہل بیت اور میرے گھر والے ہیں۔ 2: اور میں انہیں برا نہیں کہوں گا جب تک کہ مجھے وہ وقت یاد ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک غزوہ کے موقع پر پیچھے چھوڑا تھا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا تھا: آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا تھا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہاری منزلت میرے ساتھ ایسی ہے جیسی ہارون علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ، مگر یہ کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے۔ 3: اور میں انہیں برا نہیں کہوں گا جب تک کہ مجھے وہ وقت یاد ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن فرمایا تھا: کل میں ایسے شخص کو پرچم عطا کروں گا جو اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب رکھتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا، پس ہم سب اس پرچم کے امیدوار تھے کہ آپ نے فرمایا: علی کہاں ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا: وہ آشوب چشم میں مبتلا ہیں۔ فرمایا: اس کو بلاؤ! انہوں نے بلایا تو آپ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن ڈالا پھر پرچم ان کے سپرد کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح عطا فرمائی۔ اللہ کی قسم! ان فضائل کو سننے کے بعد حضرت معاویہ نے ایک حرف بھی نہ کہا حتیٰ کہ وہ مدینہ مقدسہ سے چلے گئے۔“

حدیث نمبر 11:

((اخبرنا محمد بن بشار قال: حدثنا محمد عن شعبة عن الحكم عن مصعب عن سعد قال: خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم علي بن ابي طالب في غزوة تبوك فقال: يا رسول الله! تخلفني بين النساء والصبيان؟ فقال: أما ترضى ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي؟ (قال ابو عبد الرحمن) خالفه ليث فقال: (عن الحكم) عن عائشة بنت سعد))

(سنن الكبرى للنسائي ج 7 ص 308 رقم 8085 و ص 428 رقم 6387 و طبع آخر ج 5 ص 44 رقم 814 و ص 123 رقم 8441 بخاری ص 749 رقم 4416، صحیح مسلم ص 1059 رقم 6218، فضائل الصحابة ج 2 ص 703 رقم 960، مسند احمد ج 1 ص 182 رقم 1583، مسند سعد بن ابی وقاص للدورقي ص 103 رقم 49، مصنف ابن ابی شیبہ ج 6 ص 369 رقم 32065، مسند ابی داؤد الطيالسي ص 29 رقم 209 و طبع جديد ج 1 ص 114 رقم 206، مسند البزار ج 3 ص 368 رقم 1170، مسند ابی یعلیٰ ج 1 ص 178 رقم 339، دلائل النبوة للبيهقي ج 5 ص 220، الاعتقاد للبيهقي ص 550 و طبع آخر ص 480)

”حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوة تبوک کے موقعہ پر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیچھے چھوڑ دیا تو انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑ دیا؟ تو آپ نے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہاری منزلت میرے ساتھ ایسی ہے جیسی ہارون علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ، مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بیٹ نے اس حدیث کی سند میں اختلاف کیا اور کہا کہ از حکم از عائشہ بنت سعد روایت کی گئی ہے۔“

حدیث نمبر 12:

((اخبرنا الحسن بن اسماعيل (بن سليمان) المصيص المجالدي قال: اخبرنا المطلب عن ليث عن الحكم عن عائشة بنت سعد عن سعد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لعلي رضي الله تعالى عنه في غزوة تبوك: انت يا ابن ابي طالب مني مكان هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي۔

قال ابو عبد الرحمن: وشعبة أحفظ، وليث ضعيف الحديث (والحديث) قدرته عائشة بنت سعد))

(سنن الكبرى للنسائي ج 7 ص 429 رقم 8488 و طبع آخر ج 5 ص 123 رقم 8442)

”حضرت عائشہ بنت سعد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوہ تبوک کے موقعہ پر فرمایا: اے ابن ابی طالب! تمہاری نسبت میرے ساتھ ایسی ہے جیسی ہارون علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ، مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اور حضرت شعبہ زیادہ حافظ الحدیث ہیں اور لیث ضعیف ہے اور اس حدیث کو عائشہ بنت سعد نے روایت کیا ہے۔“

حدیث نمبر 13:

((اخبرنا زكريا بن يحيى قال: اخبرنا ابو مصعب عن الدراوردي عن الجعيد بن عبد الرحمن، عن عائشة بنت سعد عن ابیها (ان عليا مع النبي صلي الله عليه وسلم حتى جاء ثنية الوادع، غزوة تبوك) انه قال رضي الله تعالى عنه، خرج رسول الله صلي الله عليه وسلم حتى اتى ثنية الوادع من غزوة تبوك، وعلي يشتكي، وهو يقول: اتخلفني مع الخوالف؟ فقال النبي صلي الله عليه وسلم: اما ترى ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى الا النبوة))

(السنن الكبرى للنسائي ج 7 ص 429 رقم 8389 وطبع آخر ج 5 ص 123 رقم 124 رقم 8443 مسند احمد ج 1 ص 170 وطبع آخر ج 2 ص 464 رقم 1463 فضائل الصحابة ج 2 ص 732 رقم 1006 مسند ابی حنيفة ج 4 ص 38 رقم 1200 تاريخ دمشق لابن عساکر ج 42 ص 162)

”حضرت عائشہ بنت سعد اپنے والد سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے لئے روانہ ہوئے، جب ثنیۃ الوادع کے مقام پر پہنچے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور شکایت کرتے ہوئے عرض کیا: آپ مجھے پیچھے رہنے والوں کے ساتھ چھوڑ رہے ہیں؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہاری نسبت میرے ساتھ ایسی ہے جیسی ہارون علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ، اسوا نبوت کے۔“

حدیث نمبر 14:

((اخبرنا الفضل بن سهل البغدادي قال: حدثنا ابو احمد الزبيري قال: حدثنا عبد الله بن حبيب بن ابي ثابت، عن حمزة بن عبد الله، عن ابيه، عن سعد قال: خرج رسول الله صلي الله عليه وسلم في غزوة تبوك وخلف عليا، فقال: اتخلفني؟ فقال (له): اما ترى ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدى))

(السنن الكبرى للنسائي ج 7 ص 429 رقم 8390 وطبع آخر ج 5 ص 124 رقم 8444 مسند احمد ج 1 ص 184 وطبع آخر ج 1 ص 496 رقم 1600 كتاب السنة لابن ابی عاصم ص 586 رقم 1334)

”حضرت حمزہ بن عبد اللہ اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں: حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ

عنه نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے لیے روانہ ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیچھے چھوڑ دیا تو انہوں نے عرض کیا: آپ مجھے پیچھے چھوڑ رہے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہاری نسبت میرے ساتھ ایسی ہے جیسی ہارون علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ، مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔“

حدیث نمبر 15:

((اخبرنا القاسم بن زكريا بن دينار الكوفي قال: حدثنا ابو نعيم قال: حدثنا فطر عن عبد الله بن شريك عن عبد الله بن الرقيم الكناني عن سعد بن ابي وقاص ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لعلی: انت منی بمنزلة هارون من موسى))
(السنن الكبرى للنسائي ج 7 ص 429 رقم 8391 وطبع آخر ج 5 ص 124 رقم 8445 الطبقات الكبرى لابن سعد ج 3 ص 15 تاريخ دمشق لابن عساكر ج 42 ص 165-

”حضرت عبد اللہ بن رقیم الکنانی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: آپ کی منزلت میرے ساتھ ایسی ہے جیسی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کی۔“

حدیث نمبر 16:

((اخبرنا احمد بن يحيى الصوفي قال: حدثنا علي بن قادم قال: حدثنا اسرائيل عن عبد الله بن شريك عن الحارث بن مالك عن سعد بن مالك (قال سعد بن مالك) ان رسول الله صلى الله عليه وسلم غزا على ناقته (الحمراء) الجداء وخلف عليا وجاء علي حتى تعدى الناقة فقال: يا رسول الله زعمت قریش انك انما خلفتني انك استثقلتني وكرهت صحبتي وبكى علي رضی اللہ تعالیٰ عنہ فنادى رسول الله صلى الله عليه وسلم في الناس: ما منكم احد الا وله (حامة؟) حاجة يا ابن ابي طالب اما ترضى ان تكون منی بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبی بعدی قال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ: رضيت عن الله عز وجل وعن رسول الله صلى الله عليه وسلم))

(السنن الكبرى للنسائي ج 7 ص 430 رقم 8392 وطبع آخر ج 5 ص 124 رقم 8446 جمع الجوامع ج 13 ص 479 رقم 8430)

”حضرت حارث بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سعد بن مالک (بن ابی وقاص) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے لیے اپنی اونٹنی جداء (یا حمراء) پر سوار ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیچھے چھوڑا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے حتیٰ کہ اونٹنی سے

آگے بڑھ گئے (اور اس کی مہار کو تھام لیا) پھر عرض کیا: یا رسول اللہ! قریش نے گمان کیا ہے کہ آپ نے مجھے پیچھے چھوڑ دیا اور مجھے بوجھ سمجھا اور مجھے ساتھ رکھنے کو ناپسند کیا اور (یہ عرض کرتے ہوئے) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں ندا فرمائی! لوگو! کیا تم میں سے ہر شخص کا کوئی نہ کوئی مقرب نہیں ہے؟ اے ابوطالب کے فرزند! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہاری نسبت مجھ سے ایسی ہے جیسی موسیٰ علیہ السلام سے ہارون علیہ السلام کی، مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: میں اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راضی ہوں۔“

حدیث نمبر 17:

((اخبرنا عمرو بن علی قال: حدثنا يحيى بن سعيد قال: حدثنا موسى الجهنی قال: دخلت علی فاطمة بنت علی، فقال لها رفيقي: هل عندك شيء عن والدك (مثبت؟) يرهب؟ قالت: حدثني أسماء بنت عميس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لعلی: انت منی بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبی بعدی))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 430 رقم 8393 وطبع آخر ج 5 ص 124 رقم 8447، مسند احمد ج 6 ص 369 وطبع آخر ج 8 ص 744 رقم 27621، فضائل الصحابة ج 2 ص 740 رقم 1020، مصنف ابن ابی شیبہ ج 6 ص 369 رقم 32067، کتاب السنة لابن ابی عاصم ص 588 رقم 1346، اتحاف الخيرة المحررة ج 7 ص 184 رقم 6631، تاریخ الثقات للعجلی ص 522 رقم الترجمة 2106، تاریخ دمشق لابن عساکر ج 42 ص 182 تا 185)

”حضرت موسیٰ الجهنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت فاطمہ بنت علی رضی اللہ عنہا کے ہاں حاضر ہوا تو میرے ایک ساتھی نے اُن سے عرض کیا: آپ کے پاس آپ کے والد گرامی کے متعلق کوئی حدیث ہے؟ انہوں نے فرمایا: مجھ سے اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: تمہاری نسبت مجھ سے ایسی ہے جیسی موسیٰ علیہ السلام سے ہارون علیہ السلام کی مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔“

حدیث نمبر 18:

((اخبرنا احمد بن سليمان قال: حدثنا جعفر بن عون، عن موسى الجهنی قال: ادرکت فاطمة بنت علی، وهي بنت ثمانين سنة، فقلت لها: تحفظين عن ابيك شيئاً قالت لا، ولكنی سمعت اسماء بنت عميس: انها سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: يا علی انت منی بمنزلة هارون من موسى الا انه ليس من بعد نبی))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 430 رقم 8394 وطبع آخر ج 5 ص 124 رقم 8448، فضائل الصحابة ج 2 ص 796 رقم

”حضرت جعفر بن عون رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ موسیٰ الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر کیا کہ میں نے حضرت فاطمہ بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پایا در آنحالیکہ ان کی عمر اسی برس تھی، میں نے انہیں عرض کیا: کیا آپ کو اپنے والد گرامی سے کوئی حدیث یاد ہے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں، لیکن میں نے اسماء بنت عمیس سے سنا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اے علی! تمہاری نسبت مجھ سے ایسی ہے جیسی ہارون علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام سے، الا یہ کہ میرے بعد نہیں ہوگا کوئی نبی۔“

حدیث نمبر 19:

(قال: حدثنا احمد بن عثمان بن حكيم (الاوذي) قال: حدثنا ابو نعيم، حدثنا الحسن - وهو ابن صالح - عن موسى الجهنى، عن فاطمة بنت علي، عن اسماء بنت عميس، ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: يا علي انك مني بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 431 رقم 8395 وطبع آخرج 5 ص 125 رقم 8449)

”حضرت فاطمہ بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: تمہاری نسبت مجھ سے ایسی ہے جیسی موسیٰ علیہ السلام سے ہارون علیہ السلام کی مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔“

☆☆☆

فصل نمبر 50:

ذکر احداث الناس عهدا برسول الله:

رسول اللہ کی بارگاہ کے مقرب ترین کا تذکرہ

حدیث نمبر:

((اخبرنا ابو الحسن علي بن حجر المروزي قال: حدثنا جرير، عن المغيرة، عن ام موسى، عن ام سلمة (قالت ام سلمة) ان اقرب الناس عهدا برسول الله صلى الله عليه وسلم علي رضی اللہ تعالیٰ عنہ))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 464 رقم 8486 وطبع آخرج 5 ص 154 رقم 8539)

”حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں: عہد (سرگوشی) کے لحاظ سے تمام لوگوں سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ترین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔“

حدیث نمبر:

((اخبرنا محمد بن قدامة قال: حدثنا جرير، عن مغيرة عن ام موسى، قالت: قالت ام سلمة: والذي تحلف بي ام سلمة ان اقرب الناس عهدا برسول الله صلى الله عليه وسلم علي رضی اللہ عنہ، قالت: لما كان غدوة قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم فارسل اليه رسول الله صلى الله عليه وسلم، قالت: واظنه كان بعثه في حاجة، فجعل يقول: جاء علي؟ ثلاث مرات، (قالت) فجاء قبل طلوع الشمس، فلما ان جاء عرفنا ان له اليه حاجة، فخرجنا من البيت، وكنا عند (عدنا) رسول الله صلى الله عليه وسلم يومئذ في بيت عائشة، وكنت في آخر من خرج من البيت، ثم جلست من وراء الباب، فكنت ادناهم الى الباب، فاكب عليه علي رضی اللہ تعالیٰ عنہ فكان آخر الناس بي عهدا، فجعل يساره ويناجيه)).

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 465، رقم 848، طبع آخر ج 5 ص 154، رقم 8540، مصنف ابن ابی شیبہ ج 6 ص 368، رقم 32057، مسند احمد ج 6 ص 300، رقم 27100، مسند ابی یعلیٰ ج 6 ص 92، رقم 6898، ص 104، رقم 632، المستدرک للحاکم ج 3 ص 138، رقم 3726، المعجم الکبیر ج 10 ص 108، رقم 19330، تاریخ مدینہ دمشق ج 42 ص 394، مختصر تاریخ دمشق ج 18 ص 21)

”حضرت ام موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حلف اٹھا کر کہا کہ امانت اور وفا کے لحاظ سے تمام لوگوں سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ترین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ فرماتی ہیں: جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا، اس کی علی الصبح آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی ضرورت کے تحت بھیجا تھا، پھر آپ نے پوچھنا شروع فرمادیا: علی آئے ہیں؟ یہ سوال (وقفہ وقفہ سے) تین مرتبہ فرمایا حتیٰ کہ طلوع آفتاب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگئے۔ جب آپ پہنچے تو ہم پر واضح ہوا کہ آپ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کوئی ضروری کام ہے تو ہم گھر سے باہر نکل گئے اور اس دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کی خاطر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر پر جمع تھے اور میں سب سے آخر میں گھر سے باہر نکلی، پھر میں دروازے کے پیچھے بیٹھ گئی اور میں اُن سے بہت قریب تھی (میں نے دیکھا کہ) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سر جھکایا، پس آپ تمام لوگوں سے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عہد و پیمانہ کرنے والے سرگوشی کرنے والے اور آخری محرم راز تھے۔“

فصل نمبر 51:

ذکر اخوة:

ذکر مواخات

حدیث نمبر 1:

((اخبرنا محمد بن یحییٰ بن عبد اللہ النیسابوری، واحمد بن عثمان بن حکیم الاودی۔ واللفظ لمحمد۔ قال حدثنا عمرو بن طلحة، قال: حدثنا اسباط، عن سماك، عن عكرمة، عن ابن عباس: ان عليا كان يقول في حياة رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله تعالى يقول: (افائن مات او قتل انقلبتم على اعقابكم ومن ينقلب على اعقابنا بعد اذ هداانا الله؛ والله لئن مات او قتل لاقاتن علي ما قاتل عليه حتى اموت) (مات) (هدانا الله، اموت) والله اني لاخوه ووليه ووارثه وابن عمه، فمن احق به مني))
(السنن الكبرى للنسائي ج 7 ص 431 رقم 8396 وطبع آخروج 5 ص 135 رقم 845، المعجم الكبير ج 1 ص 66 رقم 174، المستدرک ج 3 ص 126 وطبع آخروج 4 ص 95 رقم 4691، تفسير ابن ابي حاتم ج 3 ص 777، مجمع الزوائد ج 9 ص 134 وطبع آخروج 9 ص 183 رقم 14765، الدر المنثور ج 2 ص 338))

”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید کر دیئے جائیں پھر جاؤ گے تم لٹے پاؤں) (آل عمران: 144) اللہ کی قسم! اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت سے بہرہ ور کیا ہم لٹے پاؤں نہیں پلٹیں گے۔ اللہ کی قسم! اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا یا آپ کو شہید کر دیا گیا تو میں ضرور اس بات پر جہاد جاری رکھوں گا جس بات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کیا تھا یہاں تک کہ میں شہید ہو جاؤں۔ اللہ کی قسم! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی، آپ کا ولی اور وارث ہوں اور آپ کا چچا ہوں تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حقدار مجھ سے زیادہ کون ہے؟“

حدیث نمبر 2:

((اخبرنا الفضل بن سهل، قال: حدثني عفان بن مسلم، قال: حدثنا ابو عوانة، عن عثمان بن المغيرة، عن ابي صادق، عن ربيعة بن ناجد: ان رجلاً قال لعلي بن ابي طالب رضي الله عنه: يا امر المؤمنين! الم ورثت (ابن عمك) دون اعمامك؟ قال: جمع رسول الله صلى الله عليه وسلم (او قال دعا رسول الله صلى الله عليه وسلم) بنى عبدالمطلب فصنع لهم مدا من الطعام، فاكلوا، حتى شبعوا، وبقي الطعام كما هو، كانه لم يمس، ثم

دعا بغمر فشربو حتى روبا' وبقی الشراب كانه لم یمس' اولم یشرب' فقال: یا بنی عبدالمطلب انی بعثت الیکم خاصة' والی الناس عامة' وقد رأیتم من هذه الآیة قدرأیتم' فایکم' یشیعنی علی ان یشیعنی ووارثی؟ فلم یقم الیه احد' فقامت الیه' وکنت اصغر القوم' فقال: اجلس' ثم قال: ثلاث مرات کل ذلك اقوم الیه' فیقول: اجلس' حتی کان فی الثالثة ضرب بیده علی یدی' فبذلك ورثت ابن عمی (دون عمی)

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 432 رقم 8397 وطبع آخر ج 5 ص 126 رقم 8451 'مسند احمد ج 1 ص 159 رقم 1371' فضائل الصحابة ج 2 ص 807 رقم 1108 و ص 871 رقم 1196 و ص 887 رقم 1220 'مسند المزاري ج 2 ص 105 رقم 455' تفسير ابن ابی حاتم ج 9 ص 2826 'المجم الاوسط ج 2 ص 1992' تاريخ دمشق لابن عساکر ج 42 ص 46' 47' مختصر تاريخ دمشق لابن منظور ج 17 ص 307 تا 312 'تفسير الطبري ج 19 (مجلد 11) ص 148' الطبقات الکبریٰ لابن سعد ج 1 ص 89' 90' دلائل النبوة للبيهقي ج 2 ص 1795' 1800' الدر المنثور ج 6 ص 327' سبل الهدى ج 2 ص 324' حجة الله على العالمين ص 433' 434)

”حضرت ربیعہ بن ناجذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا: اے امیر المؤمنین آپ اپنے چچا زاد (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کے وارث اپنے چچاؤں کے بجائے کیونکر ہوئے؟ آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عبدالمطلب کو جمع کیا یا فرمایا کہ بلایا پھر ان کے لیے ایک مد طعام تیار کیا تو انہوں نے کھایا حتیٰ کہ وہ سب سیر ہو گئے اور کھانا جوں کا توں باقی رہ گیا، گویا کہ اس کو چھوا ہی نہیں گیا۔ پھر آپ نے ایک چھوٹے سے پیالہ میں پانی منگوایا جسے انہوں نے پیا حتیٰ کہ سیراب ہو گئے اور پانی یونہی باقی رہ گیا گویا کہ اسے چھوا یا پیا سا ہی نہیں گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: اے اولاد عبدالمطلب! میں تمہاری طرف خصوصاً اور لوگوں کی طرف عموماً مبعوث کیا گیا ہوں اور تم نے میرا یہ معجزہ اچھی طرح دیکھ لیا ہے۔ لہذا تم میں سے کون اس بات پر میری بیعت کرتا ہے کہ وہ میرا بھائی، میرا ساتھی اور میرا وارث ہو؟ لیکن کوئی بھی نہ اٹھا اور میں سب سے چھوٹا تھا، تو آپ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ! پھر آپ نے تین مرتبہ یہ الفاظ دہرائے تو ہر مرتبہ میں اٹھا اور آپ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ حتیٰ کہ تیسری مرتبہ آپ نے میرے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: پس اس سبب سے میں اپنے چچاؤں کی بجائے اپنے چچا زاد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وارث ٹھہرا۔“

حدیث نمبر 3:

((اخبرنا زکریا بن یحییٰ قال: (حدثنا عثمان) حدثنا عبد الله بن نمير قال: حدثنا مالك بن مغول عن الحارث بن حصيرة عن ابي سليمان الجهني قال: سمعت علياً علي

المنبر يقول: انا عبد الله واخو رسول الله، لا يقوم بها الا كذاب مفتر، (فقال رجل: انا عبد الله واخو رسوله صلى الله عليه وسلم، فخنق فحمل))
(سنن الكبرى للنسائي ج 7 ص 432 رقم 8398 طبع آخر ج 5 ص 126 رقم 8452)

”حضرت ابوسليمان الجعفي بيان کرتے ہیں: میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منبر پر بیان کرتے ہوئے سنا: میں اللہ کا بندہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہوں، (میرے سوا) یہ دعویٰ نہیں کرے گا مگر جھوٹا اور بہتان تراش۔ پس ایک شخص کہنے لگا: میں بھی اللہ کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی ہوں تو وہ خناق میں مبتلا ہو گیا حتیٰ کہ اس کا جنازہ اٹھایا گیا۔“

☆☆☆

فصل نمبر 52:

ذکر قول النبی فی علی ان اللہ جل ثناؤه لا یخزیہ ابداً:

حدیث کہ جناب علی کو اللہ کبھی شرمندہ نہیں کرے گا

((اخبرنا محمد بن المثنی حدثنا یحیی بن حماد، حدثنا الوضاع (وهو ابو عوانة) قال: حدثنا یحیی) حدثنا ابوبلج بن ابی سلیم قال: حدثنا عمرو بن میمون قال: انی لجالس الی ابن عباس اذ اتاه تسعة رهط، فقالوا: یا ابن عباس! اما ان تقوم معنا واما ان تخلونا هولاء، قال: فقال ابن عباس: بل اقوم معکم، قال وهو یومئذ صحیح قبل ان یعمی، قال: فابتدأوا فتحدثوا فلاندری ما قالوا، قال: فجاء وهو ینفض ثوبه وهو یقول اف وتف (یقعون) وقعوا فی رجل له عشر، لا یخزیہ اللہ ابدا، قال فاستشرف لها من استشرف، فقال: این (علی) ابن ابی طالب؟ قیل: هوفی الریحی یطحن، قال: وما کان احدکم لیطحن؟ قال فجاء (فدعاه) وهو ارمد، لا یکاد یبصر، فتفل فی عینیه، ثم هز الراية ثلاثا، فدفعها الیه، فجاء بصفیة بنت حی وبعث ابابکر بسورة التوبة، وبعث علیا خلفه فاخذها منه، فقال: لا یذهب بها الارجل (هو) منی وانا منه قال وقال لبنی عمه: ایکم یوالینی فی الدنیا والآخرة؟ قال: وعلی: معه جالس، فقال علی: انا او الیک فی الدنیا والآخرة قال: وکان اول من اسلم من الناس بعد خدیجة (ودعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحسن والحسین وعلی وفاطمة، فمد علیهم ثوبا فقال هولاء اهل بیتی وخاصتی، فاذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهیرا قال: واخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم ثوبہ فوضعه علی علی وفاطمة وحسن وحسین۔ فقال: (انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويظهركم تطهيرا قال: وشري علي نفسه: ليس ثوب النبي صلى الله عليه وسلم ثم نام مكانه قال: وكان المشركون يرمون رسول الله صلى الله عليه وسلم فجاء ابوبكر، وعلي نائم، قال: ابوبكر يحسبه انه نبي الله۔ قال فقال له علي: ان نبي الله صلى الله عليه وسلم قد انطلق نحو بئر ميمونة فادر كه۔ قال: فانطلق ابوبكر فدخل معه الغار۔ قال: وجعل علي يرمي بالحجارة كما كان يرمي نبي الله (وهو يتضور۔ قال: لف رأسه في الثوب لا يخرج حتى اصبح، ثم كشف عن رأسه، فقالوا: انك للثمم، كان صاحبك نرمله فلا يتضور، وانت تتضور، وقد استنكرنا ذلك قال وخرج بالناس في غزوة تبوك، قال: فقال له علي: اخرج معك؟ فقال له نبي الله: لا، فبكي علي، فقال له اما ترضى ان تكون منى منزلة هارون من موسى الا انك لست بنبي، انه لا ينبغي ان اذهب الا وانت خليفتي۔ (انت خليفتي۔ يعنى۔ فى كل مومن من بعدى قال وقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: انت وليي فى كل مومن بعدى قال: وسد ابواب المسجد غير باب علي قال: فقال: فيدخل المسجد جنبا، وهو طريقه، ليس له طريق غيره قال: وقال: من كنت مولاه فان مولاه علي قال (ابن عباس): واخبرنا الله عز وجل فى القرآن قد رضى عنهم (عن اصحاب الشجرة) فعلم ما فى قلوبهم۔ (فهل) هل حدثنا انه سخط عليهم بعد؟ قال: وقال: نبي الله صلى الله عليه وسلم لعمر حين قال: ائذن لى فلا ضرب عنقه، (يعنى حاطبا) قال: او كنت فاعلا، وما يدريك لعل الله قد اطلع على اهل بدر فقال: اعملوا ما شئتم۔ (فقد غفرت لكم))

(سنن الكبرى للسائى ج 7 ص 416 رقم 8355 وطبع آخر ج 5 ص 112 رقم 8409، مسند احمد ج 1 ص 331 رقم 3062، فضائل الصحابة ج 2 ص 850 رقم 1168، المستدرک للحاكم ج 3 ص 132 رقم 4708، كتاب السنة لابن ابى عاصم رقم 351، المعجم الكبير ج 12 ص 97 رقم 12593، المعجم الاوسط ج 3 ص 165 رقم 2715، مجمع البحرين فى زوائد المعجمين ج 3 ص 386 رقم 3716، مجمع الزوائد ج 9 ص 119 رقم 14696، اتحاف الخيرة المهرة للبوصيرى ج 7 ص 195 رقم 6662، تاريخ دمشق لابن عساکر ج 42 ص 97 تا 102، مختصر تاريخ دمشق ج 17 ص 328، الرياض النضرة ج 4 ص 150، البدلية والنهالية ج 5 ص 450 وطبع جديد ج 7 ص 561، الاصلية ج 4 ص 466، ازالة الخفاء فى تاريخ الخلفاء ج 4 ص 445، مناقب علي والحسين واهما فاطمة الزهراء، للفتاوى عبد الباقي ص 9، 27، 37، 42، 44، 63، (71)

”حضرت عمرو بن ميمون رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ نوا افراد پر مشتمل ایک وفد آیا۔ وہ کہنے لگے: اے ابن عباس! آپ الگ ہو کر ہماری

بات سنیں یا ان لوگوں کو باہر بھیج دیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بلکہ میں علیؑ کو تمہاری بات سنوں گا۔ اس وقت تک آپ صحیح تھے اور نابینا نہیں ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: کہو! انہوں نے گفتگو کی۔ ہم نہیں جانتے کہ انہوں نے کیا کہا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فارغ ہو کر آئے تو اپنا دامن جھاڑتے ہوئے فرما رہے تھے: افسوس! یہ لوگ اُس ہستی کی برائی کرتے ہیں جس کو دس خصوصیات حاصل تھیں۔ 1: یہ اس شخص کی برائی کر رہے ہیں جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: میں اس شخص کو (پرچم دے کر) بھیجوں گا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کبھی اس کو شرمندہ نہیں فرمائے گا۔ اُس پرچم کو حاصل کرنے کے لئے لوگ لپجانے لگے، لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابن ابوطالب کہاں ہیں؟ بتایا گیا وہ چکی میں گندم پیس رہے ہیں۔ فرمایا: تم میں کوئی ایسا شخص نہیں تھا جو یہ کام کرتا؟ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور اُن کی آنکھوں میں شکایت تھی وہ دیکھ نہیں سکتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا، پھر آپ نے تین مرتبہ جھنڈا ہرایا اور انہیں تھما دیا۔ پس وہ صفیہ بنت حی کو (قیدی بنا کر) لائے۔ 2: ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سورۃ التوبہ کے ساتھ بھیجا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُن کے پیچھے روانہ کیا، پس حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اُس سورۃ کو واپس لے لیا اور فرمایا: اس سورۃ کے ساتھ نہیں جاسکتا مگر وہ شخص جو مجھ سے ہو یا میں اُس سے ہوں۔ 3: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کی اولاد سے فرمایا: تم میں سے کون مجھ سے دنیا و آخرت میں موالات (باہمی نصرت و محبت) کرنا چاہتا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے عرض کیا: میں آپ کے ساتھ دنیا و آخرت میں موالات کرتا ہوں۔ 4: ابن عباس نے فرمایا: آپ اول وہ شخص ہیں جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد اسلام لائے۔ 5: ابن عباس نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جان راہ الہی میں فروخت کر دی تھی، جب شب ہجرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر اوڑھ کر آپ کے بستر پر لیٹ گئے تھے۔ مشرکین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کر رہے تھے دریں اثناء حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حضور کے بستر پر) لیٹے ہوئے تھے آپ نے گمان کیا کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بزمیونہ کی طرف تشریف لے گئے ہیں، آپ ان کے پیچھے جائیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو پالیا اور آپ کے ساتھ غار میں داخل ہوئے۔ فرمایا: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پتھر برسائے گئے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر برسائے جاتے تھے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورد سے بچ و تاب کھا رہے تھے۔ فرمایا: انہوں نے اپنا سر لحاف میں چھپائے رکھا یہاں تک کہ صبح ہو گئی، پھر سر باہر

نکالا تو مشرکین کہنے لگے: تو ذلیل ہے۔ ہم تیرے صاحب پر پتھراؤ کرتے تھے تو وہ درد سے بے چین نہیں ہوتا تھا اور تو بے چین ہو رہا تھا اور ہمیں یہی بات کھٹک رہی تھی (کہ یہ محمد نہیں ہے)۔ 6: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کے ساتھ غزوہ تبوک کی طرف جانے لگے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے عرض کیا: کیا میں آپ کے ساتھ چلوں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہاری منزلت میرے نزدیک ایسی ہے جیسی موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک ہارون علیہ السلام کی، مگر تم نبی نہیں ہو۔ پھر فرمایا: یہ درست نہیں ہے کہ میں چلا جاؤں اور آپ میرے نائب نہ ہوں۔ 7: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: میرے بعد تم ہر مومن کے ولی (محبوب) ہو۔ 8: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مسجد نبوی کی طرف کھلنے والے تمام دروازے بند کر دیئے گئے ماسوا باب علی کے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس راستے سے حالت جنابت میں داخل ہوتے تھے اس کے علاوہ اُن کا اور کوئی راستہ نہیں تھا۔ 9: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جس کا مولیٰ ہوں تو بیشک علی بھی اس کا مولیٰ ہیں۔ 10: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے آگاہ فرمایا کہ وہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راضی ہے پس وہ جانتا ہے کہ کچھ اُن کے دلوں میں ہے تو کیا اس اعلان کے بعد اس نے دوبارہ اشارہ فرمایا کہ وہ اُن پر پھر ناراض ہو گیا؟ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا تھا: جب انہوں نے عرض کیا تھا کہ انہیں حاطب بن ابی بلتعہ کی گردن اڑانے کی اجازت دی جائے، کہ کیا تم ایسا کرو گے؟ اور کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کا اہل بدر کے لئے ارشاد ہے کہ آج کے بعد تم جو چاہو کرو بیشک میں نے تمہاری مغفرت کر دی؟۔

☆☆☆

فصل نمبر 53:

ذکر قول النبی لعلی انک مغفور لک:

نبی کریم کا حضرت علی کو مغفور فرمانا

حدیث نمبر 1:

((اخبرنا ہارون بن عبد اللہ الحمال البغدادی، قال: حدثنا محمد بن عبد اللہ بن الزبیر الاسدی، قال: حدثنا علی بن صالح، عن ابی اسحق، عن عمرو بن مرة، عن عبد اللہ بن

سلمة عن علي بن ابي طالب رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا اعلمك كلمات اذا قلتهم غفر لك مع انه مغفور لك ' تقول: لا اله الا الله (هو) الحليم الكريم ' لا اله الا الله (هو) العلي العظيم ' (سبحان الله رب السموات السبع ورب العرش الكريم) الحمد لله رب العالمين))

(السنن الكبرى للنسائي ج 7 ص 131 رقم 7630، 7631 وطبع آخري ج 5 ص 114 رقم 8410، مسند احمد ج 1 ص 91 رقم 701 و ص 92 رقم 712 و ص 94 رقم 726، فضائل الصحابة ج 2 ص 763، رقم 1053 و ص 885، رقم 1216، صحيح ابن حبان ج 15 ص 372، رقم 6928 وطبع آخري ج 9 ص 41 رقم 6889، المستدرک للحاکم ج 3 ص 137 رقم 4725، کتاب السنن لابن ابي عاصم رقم 1314، 1315، 1316، مسند ابی اریح ج 2 ص 231 رقم 627 و ص 283 رقم 705)

”حضرت عبداللہ بن سلمہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھاؤں کہ جب تم ان کو پڑھو تو اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمادے اس کے باوجود کہ تم بخشنے ہوئے ہو، تم یہ کلمات پڑھا کرو:

((لا اله الا الله الحليم الكريم لا اله الا الله العلي العظيم سبحان الله رب السموات السبع ورب العرش الكريم)) الحمد لله رب العالمين))

”اللہ حلیم و کریم کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ علی و عظیم کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ اللہ پاک ہے جو سات آسمانوں اور عرش کریم کا رب ہے۔ تمام خوبیاں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔“

حدیث نمبر 2:

((اخبرنا احمد بن عثمان بن حكيم الكوفي قال: حدثنا خالد (وهو ابن مخلد) قال: اخبرنا علي بن صالح (بن حي اخو حسن بن صالح) عن ابي اسحق الهمداني عن عمرو بن مرة عن عبد الله بن سلمة عن علي رضي الله عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم قال: يا علي لا اعلمك كلمات الفرج: لا اله الا الله العلي العظيم سبحان الله رب السموات السبع ورب العرش العظيم الحمد لله رب العالمين))

(السنن الكبرى للنسائي ج 7 ص 418 رقم 8357 وطبع آخري ج 5 ص 114 رقم 8411)

”عبداللہ بن سلمہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! کیا میں تمہیں کشاوگی والے کلمات نہ سکھاؤں؟ وہ کلمات یہ ہیں:

((لا اله الا الله العلي العظيم سبحان الله رب السموات ورب العرش العظيم الحمد لله رب العالمين))

”اللہ علی و عظیم کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ اللہ پاک ہے جو سات آسمانوں اور عرش کریم کا رب ہے۔ تمام خوبیاں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔“

حدیث نمبر 3:

((اخبرنا صفوان بن عمرو الحمصي قال: حدثنا احمد بن خالد اخبرنا اسرائيل عن ابى اسحق (عن عمرو بن مرة) عن عبد الرحمن بن ابي ليلى عن علي رضي الله عنه قال: كلمات الفرج (لا اله الا الله العلي العظيم) لا اله الا الله الحليم الكريم سبحان الله رب السموات والسبع ورب العرش العظيم الحمد لله رب العالمين))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 418، 8358، طبع آخر ج 5 ص 114 رقم 8412)

”عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: کشادگی والے کلمات یہ ہیں:

((لا اله الا الله العلي العظيم سبحان الله رب السموات ورب العرش العظيم الحمد لله رب العالمين))

”اللہ حلیم و کریم کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ علی و عظیم کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ اللہ پاک ہے جو سات آسمانوں اور عرش کریم کا رب ہے۔ تمام خوبیاں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔“

حدیث نمبر 4:

((اخبرنا احمد بن عثمان بن حكيم قال: حدثنا ابو غسان قال: اخبرنا اسرائيل عن ابى اسحق عن عبد الرحمن بن ابي ليلى عن علي عن النبي صلى الله عليه وسلم نحوه (يعني نحو حديث خالد))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 419، رقم 8359، طبع آخر ج 5 ص 115 رقم 8414)

”یہ حدیث خالد کی طرح ہے۔“

حدیث نمبر 5:

((اخبرنا علي بن محمد بن علي المصيبي قال: اخبرنا خلف ابن تميم قال: حدثنا اسرائيل حدثنا ابو اسحق عن عبد الرحمن بن ابي ليلى عن علي رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم الا اعلمك كلمات اذا قلتها غفر لك علي انه مغفور لك: لا اله الا الله العلي العظيم سبحان رب العرش العظيم الحمد لله رب العالمين))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 419، رقم 8360، طبع آخر ج 5 ص 115 رقم 8415)

”حضرت عبدالرحمان بن ابی لیلی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے الفاظ نہ سکھاؤں کہ جب تم انہیں پڑھو تو تمہاری مغفرت کر دی جائے اس کے باوجود کہ تم بخشنے ہوئے ہو:

لا الہ الا اللہ العلی العظیم، لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم، سبحان رب العرش العظیم، الحمد لله رب العالمین

”اللہ حلیم و کریم کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ علی و عظیم کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ اللہ پاک ہے جو سات آسمانوں اور عرش کریم کا رب ہے۔ تمام خوبیاں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔“

حدیث نمبر 6:

((اخبرنا الحسين بن حريث قال: اخبرنا الفضل بن موسى عن الحسين بن واقد عن ابي اسحق عن الحارث عن علي كرم الله وجهه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: الا اعلمك دعاء اذا دعوت به غفر لك وان كنت مغفورا لك؟ قلت: بلى، قال: لا الہ الا اللہ سبحان اللہ رب العرش العظیم)) ((قال ابو عبد الرحمن: لم يسمع ابو اسحاق من الحارث الا اربعة احاديث ليس ذامنها وانما اخرجناه لمخالفة الحسين بن واقد الا سرائلي، ولعلي بن صالح، والحارث الا عور ليس بذلك في الحديث، وعاصم بن ضمرة اصلح منه))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 419 رقم 8361 وطبع آخرج 5 ص 115 رقم 8415)

”حارث الاعور حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: کیا میں تمہیں کچھ کلمات نہ سکھاؤں کہ جب تم ان سے دعا کرو تو تمہاری مغفرت کر دی جائے، اگرچہ تم بخشنے ہوئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ فرمایا:

((لا الہ الا اللہ العلی العظیم، لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم، لا الہ الا اللہ سبحان رب العرش العظیم))

”اللہ حلیم و کریم کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ علی و عظیم کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ اللہ پاک ہے جو سات آسمانوں اور عرش کریم کا رب ہے۔ تمام خوبیاں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔“

امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو اسحاق نے حارث الاعور سے چار حدیثوں کے سوا کچھ نہیں سنا، اور یہ حدیث ان میں سے نہیں ہے، اور ہم نے اس کو حسین بن واقد اسرائیلی اور علی بن صالح کے اختلاف کے پیش نظر ذکر کیا ہے، اور حارث الاعور اس حدیث میں کچھ نہیں ہے، اور عاصم بن ضمرة اس سے زیادہ معتبر ہے۔

☆☆☆

ذکر قولِ النبیؐ قد امتحن الله قلب علی لایمان:

حدیث کہ اللہ نے علی کے دل کو ایمان کے لیے آزما لیا ہے

((اخبیرنا ابو جعفر محمد بن عبد اللہ بن المبارک المخرمی، قال: حدثنا الاسود بن عامر، قال: اخبیرنا شریک، عن منصور، عن ربیع عن علی قال: جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم اناس من قریش، فقالوا: یا محمد! انا جیرانک وحلفائوک، وان (اناسا) من عبیدنا قد اتوک لیس بهم رغبة فی الدین ولا رغبة فی الفقه، انما فروا من ضیا عنا او موالنا فردهم الینا، فقال لابی بکر: ماتقول؟ فقال: صدقوا، انهم لجیرانک وحلفائوک، فتغیر وجه النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ثم قال لعمر: ماتقول؟ قال: صدقوا، انهم لجیرانک وحلفائوک، فتغیر وجه النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ثم قال: یا معشر قریش واللہ لیبعثن اللہ علیکم رجلا منکم امتحن اللہ قلبه لایمان، فیضربکم علی الدین (او یضرب بعضکم) قال ابو بکر: انا هو یارسول اللہ؟ قال: لا، قال عمر: انا هو یارسول

اللہ؟ قال: لا، ولكن ذلك الذی یخصف النعل، وقد کان اعطی علیا نعله یخصفا))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 420 رقم 8362 وطبع آخر ج 5 ص 115 رقم 8416 سنن الترمذی رقم 3724، سنن ابی ج ص 2700، مسند احمد ج 1 ص 155 رقم 1336، مصنف ابن ابی شیبہ ج 6 ص 370 رقم 32072، جزء فیہ طرق حدیث "من کذب علی محمداً" للامام الطبرانی ص 75 رقم 13، تاریخ دمشق لابن عساکر ج 42 ص 342، 342، مختصر تاریخ دمشق لابن منظور ج 17 ص 389، اتحاف الخیرة المخرجة ج 7 ص 178 رقم 6634، الریاض النضرة ج 4 ص 135، جمع الجوامع ج 13 ص 51 رقم 5621 و ص 73 رقم 5761 و ص 5763 و ص 419 رقم 7996)

"حضرت ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قریش کے کچھ افراد آئے اور انہوں نے عرض کیا: اے محمد! بیشک ہم آپ کے ہمسائے اور حلیف (با اعتماد ساتھی) ہیں اور ہمارے کچھ غلام آپ کے پاس ہیں آئے ہیں جنہیں دین اور فقہ میں کوئی رغبت نہیں، وہ ہماری جائیداد اور مال کی حفاظت سے فرار ہو کر آئے ہیں، آپ انہیں ہمارے سپرد کر دیں۔ آپ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: تم اس بارے میں کیا کہتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: یہ سچ کہتے ہیں۔ بیشک یہ آپ کے ہمسائے اور حلیف ہیں۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس متغیر ہو گیا۔ پھر آپ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے

عرض کیا: وہ سچ کہتے ہیں بیشک وہ آپ کے ہمسائے اور حلیف ہیں۔ اس پر حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر ناگواری کے آثار ظاہر ہوئے۔ پھر آپ نے فرمایا: اے جماعت قریش! اللہ کی قسم عنقریب میں تم پر ایک ایسے شخص کو بھیجوں گا جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کے لئے آزمایا ہے۔ پس وہ دین کے بارے میں تمہارے ساتھ جہاد کرے گا (یا تمہارے بعضوں کو مارے گا) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: کیا وہ میں ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ آپ نے فرمایا: نہیں! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ میں ہوں؟ فرمایا: نہیں! لیکن وہ وہ شخص ہے جو جوتی کی مرمت کر رہا ہے اور آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی جوتی دی تھی جس کی وہ مرمت کر رہے تھے۔“



فصل نمبر 55:

ذکر قوله لعلی ان الله سيهدى قلبك ويثبت لسانك:

رسول اللہ کا حضرت علی سے فرمانا کہ اللہ تعالیٰ تیرے دل کو ہدایت دے گا

اور تیری زبان کو ثابت رکھے گا

حدیث نمبر 1:

((اخبرنا ابو حفص عمرو بن علی البصری قال حدثنا يحيى قال حدثنا الاعمش عن عمرو بن مرة عن ابی البختری عن علی قال: بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن وانا شاب حدیث السنن، فقلت: یا رسول اللہ! (انک بعثنی) تبعثنی الی قوم یکون بینہم احداث وانا شاب حدیث السنن قال: ان الله سيهدى قلبك ويثبت لسانك (قال: فما شككت في (قضاء) حدیث اقصیٰ به بین اثین))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 420 رقم 8363 و طبع آخروج 5 ص 116 رقم 8417 سنن ابن ماجہ ج 3 ص 90 رقم 2310 مسند احمد ج 1 ص 73 رقم 636 و ص 88 رقم 666 و ص 136 رقم 1145 تحفة الاخبار بترتیب شرح مشکل الآثار ج 5 ص 8 رقم 3077 و ص 9 رقم 3079 مسند ابن ماجہ ج 2 ص 298 رقم 721 و ج 3 ص 125 رقم 912 مسند ابی داود الطیالسی رقم 98 و طبع جدید ج 1 ص 166 رقم 100 مسند ابی یعلیٰ ج 1 ص 156 رقم 288 و ص 166 رقم 111 و ص 397 رقم 204 المستدرک للحاکم ج 3 ص 134 رقم 4714 السنن الکبریٰ للبیہقی ج 10 ص 86 رقم 20154 و 20155 مصنف ابن ابی شیبہ ج 6 ص 13 رقم 209089 و ص 368 رقم 32059

المطبقات الکبریٰ لابن سعد ج 2 ص 49)

”حضرت ابوالختری مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف روانہ فرمایا اور میں کم عمر نو جوان تھا تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے ایک قوم کی طرف بھیج رہے ہیں جن میں واقعات رونما ہوں گے اور میں بالکل نو جوان ہوں۔ آپ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے دل کی راہنمائی فرمائے گا اور تمہاری زبان کو ثابت رکھے گا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: (اس کے بعد) میں کبھی دو (آدمیوں یا دو فریقوں) کے درمیان فیصلہ کرتے ہوئے شک میں مبتلا نہیں ہوا۔“

حدیث نمبر 2:

((اخبرنا علی بن خشرم المروزی قال: اخبرنا عیسیٰ عن الاعمش عن عمرو بن مرة عن ابی البختری عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: یعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن، فقلت: انک تبعثنی الی قوم اسن منی، فکیف القضاء عنہم؟ فقال: ان اللہ سیهدی قلبک ویثبت لسانک قال: لی، فما شککت فی حکومت بعد))
(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 421 رقم 8364 وطبع آخر ج 5 ص 116 رقم 8418)

”ابوالختری حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف بھیجا تو میں نے عرض کیا: آپ مجھے ایسی قوم کی طرف بھیج رہے ہیں جو عمر میں مجھ سے بڑی ہے تو میں کیسے ان کے معاملات کا فیصلہ کروں گا؟ آپ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے قلب کو کشادہ کر دے گا اور تمہاری زبان کو سلامت رکھے گا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے بتایا کہ اس کے بعد مجھے حکومت کرنے میں کبھی شک نہیں ہوا۔“

حدیث نمبر 3:

((اخبرنا محمد بن المثنیٰ قال: حدثنا ابو معاویة قال: حدثنا الاعمش عن عمرو بن مرة عن ابی البختری عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی اهل الیمن لا قضی بینہم، فقلت: یا رسول اللہ لا علم لی بالقضاء، فضرب بیده علی صدری، وقال: اللهم اهد قلبه وسدد لسانه، فما شککت فی قضاء بین الثین حین جلست فی مجلسی)) ((قال: ابو عبد الرحمن النسائی: هذا حدیث (رواہ) شعبة عن عمرو بن مرة عن ابی البختری قال: اخبرنی من سمع علیاً رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ابو عبد الرحمن ابو البختری لم یسمع من علی شیئاً))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 421 رقم 8365 وطبع آخر ج 5 ص 116 رقم 8419)

”حضرت عمرو بن مرة حضرت ابوالختری سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف بھیجا تا کہ میں ان کے درمیان فیصلے کروں، تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے پاس علم قضا نہیں، تو آپ نے میرے سینے پر تھکی دی اور فرمایا: اے اللہ! اس کے قلب کو کھول دے اور اس کی زبان کو سلامت رکھ۔ پس تب سے اب تک جب بھی مسند قضا پر بیٹھا تو دو (فخصوں یا فریقین) کے درمیان فیصلہ کرتے ہوئے شک میں مبتلا نہیں ہوا۔ امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو حضرت شعبہ نے عمرو بن مرة سے ابوالختری کی روایت سے ذکر کیا ہے۔ ابوالختری نے کہا کہ مجھے اُس شخص نے یہ حدیث بیان کی جس نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خود سماعت کی۔ امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ابوالختری نے براہ راست حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ نہیں سنا۔“

حدیث نمبر 4:

((اخبرنا احمد بن سليمان الرهاوي قال: حدثنا يحيى بن آدم قال: حدثنا شريك عن سماك بن حرب، عن حنش بن المعتمر، عن علي رضي الله تعالى عنه قال: بعثني رسول الله صلى الله عليه وسلم الى اليمن وانا شاب، فقلت: يا رسول الله: تبعثني وانا شاب الى قوم ذوى اسنان اقضى (لاقضى) بينهم ولا علم لي بالقضاء؟ فوضع يده على صدرى، ثم قال: ان الله سيهدى قلبك ويثبت لسانك، يا علي! اذا جلس اليك الخصمان فلا تقض بينهما حتى تسمع من الآخر كما سمعت من الاول، فانك اذا فعلت ذلك تبين لك القضاء، قال: علي رضي الله تعالى عنه فما أشكل علي قضاء بعد ذلك))

(السنن الكبرى للنسائي ج 7 ص 421 رقم 8366 وطبع آخر ج 5 ص 117 رقم 8420، مسند احمد ج 1 ص 90 رقم 690 و ص 143 رقم 1211 و ص 150 رقم 1280، 1281، 1282، 1385، مسند ابى داؤد الطيالسي طبع قدیم ص 19 رقم 125 وطبع جدید ج 1 ص 78 رقم 127، سنن ابى داؤد رقم 3582، سنن الترمذی ص 322 رقم 1331، المستدرک للحاکم ج 4 ص 92 رقم 1707، مصنف ابن ابى شیبہ ج 6 ص 13 رقم 29088، تحفة الاخبار بترتیب شرح مشکل الآثار ج 5 ص 8 رقم 3078، 3080، مسند ابى يعلى ج 1 ص 192 رقم 367، الطبقات الكبرى لابن سعد ج 6 ص 420، السنن الكبرى للبيهقي ج 10 ص 86 رقم 20153 و ص 140، 141 رقم 20486، 20487، مشكاة ج 2 ص 80، 81 رقم 3738)

”حضرت حنش بن المعتمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف بھیجا اور میں نوجوان تھا، تو میں نے عرض کیا:

یا رسول اللہ! آپ مجھے ایک معمر قوم میں بھیج رہے ہیں تاکہ میں اُن کے درمیان فیصلے کروں اور میں نوجواں ہوں اور میرے پاس قضا کا علم نہیں ہے؟ تو آپ نے میرے سینے پر اپنا درست اقدس رکھا پھر فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے سینے کو کھول دے گا اور تمہاری زبان کو استقامت بخشے گا۔ اے علی! جب تیرے پاس دو شخص اپنی اپنی شکایت لے کر آئیں تو تم اس وقت تک ان کا فیصلہ نہ کرنا جب تک کہ تم دوسرے شخص کا بیان اسی طرح توجہ سے نہ سن لو جیسا کہ پہلے کا سن چکے تھے۔ پس جب تم اس اصول پر عمل کرو گے تو تم پر فیصلے کی اصل حقیقت واضح ہو جائے گی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اس کے بعد مجھ پر قضا کے معاملہ میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔“

حدیث نمبر 5:

((اخبرنا احمد بن سليمان قال: حدثنا يحيى بن آدم قال: حدثنا اسراييل عن ابي اسحق عن هارثه مضر بن عن علي رضي الله تعالى عنه قال: بعثني رسول الله صلى الله عليه وسلم الى اليمن، فقلت: انك تبعثني الى قوم هم اسن مني، لا قضى بينهم، فقال: ان الله سيهدي قلبك، ويثبت لسانك))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 422 رقم 8367 وطبع آخر ج 5 ص 117 رقم 8421)

”حضرت حارثہ بن مضر بن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف بھیجا تو میں نے عرض کیا: آپ مجھے ایسی قوم کی طرف بھیج رہے ہیں جو مجھ سے عمر میں بڑی ہے تاکہ میں ان کے درمیان فیصلے کروں؟ تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے دل کو ہدایت سے بہرہ ور فرمائے گا اور تمہاری زبان کو استقامت بخشے گا۔“

حدیث نمبر 6:

((اخبرني ابو عبد الرحمن، زكريا بن يحيى قال: حدثنا محمد بن العلاء قال: حدثنا معاوية بن هشام عن ثيبان عن ابي اسحق عن عمرو بن حبشي عن علي كرم الله وجهه قال: بعثني رسول الله صلى الله عليه وسلم الى اليمن، فقلت: يا رسول الله! انك تبعثني الى شيوخ ذوى اسنان، انى اخاف ان لا اصيب؟ فقال: ان الله سيثبت لسانك ويهدي قلبك))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 422 رقم 8369 وطبع آخر ج 5 ص 117 رقم 8422)

”حضرت عمرو بن حبشی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف بھیجا تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے معمر مشائخ کی طرف بھیج رہے ہیں، مجھے خدشہ ہے کہ میں درست فیصلے نہیں کر سکوں گا۔ آپ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری

زبان کا ثابت رکھے گا اور تمہارے دل کو ہدایت عطا فرمائے گا۔“

☆☆☆

فصل نمبر 56:

بغض علی رضی اللہ عنہ و آثارہ:

سیدنا علی سے بیزاری اور اس کے نتائج

دشمن علی یہودی ہے:

((و باسنادہ عن الحسن بن علی عن ابیہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم: لا یبغضک من الانصار الا من کان اصلہ یہودیاً))

”سیدنا حسن بن علی نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصار میں سے

جو اصل میں یہودی ہو اس کے علاوہ اور کوئی تم سے دشمنی نہیں کرتا۔“

دشمن علی مومن نہیں:

((عن عبد اللہ بن مسعود قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول:

من زعم انہ آمن بی وبما جئت بہ وهو مبغض علیاً فهو کاذب لیس بمومن))

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو یہ گمان

کرتا ہے کہ مجھ پر اور جو کچھ میں لایا ہوں اس پر ایمان رکھتا ہے لیکن علی سے دشمنی کرتا ہے وہ جھوٹا ہے،

مومن نہیں ہے۔“

دشمن علی دشمن نبی ہے:

((قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: یا علی! کذب من زعم انہ یحبنی ویبغضک -

من احبک فقد احبنی، ومن احبنی فقد احبہ اللہ، ومن احبہ اللہ ادخلہ الجنة، ومن

ابغضک فقد ابغضنی، ومن ابغضنی ابغضہ اللہ، ومن ابغضہ اللہ ادخلہ النار))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! جھوٹ بولتا ہے وہ شخص جو یہ گمان کرتا ہے کہ مجھے دوست

رکھتا ہے لیکن تمہارا دشمن ہے۔ جس نے تمہیں دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے مجھے

دوست رکھا اس نے اللہ کو دوست رکھا اور جس نے اللہ کو دوست رکھا اللہ سے بہشت میں داخل کرے گا

اور جس نے تم سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی اور جس نے مجھ سے دشمنی کی اس نے اللہ سے دشمنی کی

اور جو اللہ کو دشمن رکھے اللہ سے دوزخ میں داخل کرے گا۔“

ولایت علی کو تسلیم نہ کرنے کا انجام:

((بالاسناد، عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انه قال لعلی رضی اللہ عنہ: یا علی! لو ان عبدا عبد اللہ عزوجل مثل ما اقام نوح فی قومه، وکان له مثل (جبل) احد ذہبا فانفقہ فی سبیل اللہ، ومدفی عمرہ حتی حج الف عام علی قدمیہ، ثم قتل بین الصفا والمرورۃ مظلوما ثم لم یوالک یا علی! لم یشم رائحة الجنة ولم یدخلها))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی! اگر کوئی حضرت نوح کی طرح جس طرح انہوں نے اپنی قوم کے درمیان قیام کیا اللہ کی عبادت کرتا رہے اور اُحد کے پہاڑ کی مقدار میں سونا اللہ کے راہ میں خرچ کرے اور اس کی عمر اتنی طولانی ہو کہ وہ پیدل ایک ہزار حج بیت اللہ انجام دے اور آخر کار صفا اور مروہ کے درمیان مظلوم قتل ہو جائے، اگر وہ تمہاری ولایت (من کنت مولاه فعلی مولاه) پر یقین نہیں رکھتا تو وہ بہشت کی خوشبو سے محروم رہے گا اور اس میں داخل بھی نہیں ہوگا۔“

جناب علی کو گالی دینا اللہ کو گالی دینا ہے:

((روی بسند یرفعہ الی ابن عباس قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: من سب علیا فقد سبنی، ومن سبنی فقد سب اللہ، ومن سب اللہ ادخلہ نار جہنم وله عذاب عظیم (مقیم))

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی اور جس نے مجھے گالی دی اس نے اللہ کو گالی دی اور جس نے اللہ کو گالی دی اللہ اس کو دوزخ میں داخل کرے گا اور اس پر بہت بڑا عذاب ہوگا۔“

((فی حدیث: قال الحسن بن علی: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: من سب علیا، فقد سبنی ومن سبنی فقد سب اللہ ومن سب اللہ ادخلہ نار جہنم خالدًا فیہا مخلدًا وله عذاب مقیم))

”حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی اور جس نے مجھے گالی دی اس نے اللہ کو گالی دی اور جس نے اللہ کو گالی دی اس کو دوزخ کی آگ میں داخل کرے گا۔ وہ ہمیشہ کیلئے اس آگ میں رہے گا اور ہمیشہ کیلئے اس پر عذاب ہوگا۔“

جناب علی سے جدا ہونا:

((قوله صلى الله عليه وآله وسلم: من فارق علياً فقد فارقني ومن فارقني فقد فارق الله عز وجل))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو علی سے جدا ہوا وہ مجھ سے جدا ہوا اور جو مجھ سے جدا ہوا وہ اللہ سے جدا ہو گیا۔“

((بالاسناد عن علي رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: يا علي! من فارقك فقد فارقني، ومن فارقني فقد فارق الله عز وجل))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے علی! جو تم سے جدا ہوا وہ مجھ سے جدا ہوا اور جو مجھ سے جدا ہوا وہ اللہ سے جدا ہو گیا۔“

دشمن علی جاہلیت کی موت مرے گا:

((عن ابن عباس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: من احبك ختم الله له بالامن والايمان، ومن ابغضك اماته الله ميتة جاهلية))

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جو تمہیں دوست رکھے گا اللہ اس کی زندگی کو امن اور ایمان سے ختم کرے گا اور جو تم سے دشمنی کرے گا اللہ اس کو جاہلیت کی موت مارے گا۔“

دشمن علی اور قیامت:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: من احب علياً كان طاهر الاصل ومن ابغضه ندم يوم الفصل))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو علی کو دوست رکھے گا اس کی اصلیت پاک ہے اور جو انہیں دشمن رکھے گا قیامت کے دن پریشان ہوگا۔“

علی کو ایذا دینا رسول اللہ کو ایذا دینا ہے:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في حديث: من آذى علياً فقد آذاني، ومن آذاني فقد آذى الله))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے علی کو ستایا اس نے مجھے ستایا اور جس نے مجھے ستایا اس نے اللہ کو ستایا۔“

((بالاسناد، قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: من آذى علياً فقد آذاني قالها

((ثلاثاً))

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کسی نے علی کو تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جملہ تین مرتبہ دہرایا۔“

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: من احب علياً فقد احبني ومن ابغض علياً فقد ابغضني ومن آذى علياً فقد آذى الله عز وجل))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے علی کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے انہیں دشمن رکھا اس نے مجھے دشمن رکھا اور جس نے علی کو دکھ پہنچایا اس نے مجھے دکھ پہنچایا اور جس نے مجھے دکھ پہنچایا اس نے اللہ کو دکھ پہنچایا۔“

((عن عبد الله بن مسعود قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: من احبني فليحب علياً، ومن ابغض علياً فقد ابغضني، ومن ابغضني فقد ابغض الله عز وجل، ومن ابغض الله ادخله النار))

”حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مجھے دوست رکھتا ہے اسے علی کو بھی دوست رکھنا چاہیے اور جس نے علی سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی اور جس نے مجھ سے دشمنی کی اس نے اللہ سے دشمنی کی ہے اور جو اللہ سے دشمنی کرے اللہ اس کو دوزخ میں ڈالے گا۔“

((عن سلمان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: يا علي! محبك محبي، ومبغضك مبغضني))

”حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی! تمہارا دوست میرا دوست ہے اور تمہارا دشمن میرا دشمن ہے۔“

((عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم: يا علي! كذب من زعم انه يحبني ويبغضك يا علي! من حاربك فقد حاربنى ومن حاربنى فقد حارب الله يا علي! من ابغضك فقد ابغضني ومن ابغضني فقد ابغض الله واتعس الله جدّه وادخله نار جهنم))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! جھوٹ بولتا ہے وہ شخص جو یہ گمان کرتا ہے کہ مجھے دوست رکھتا ہے لیکن تم سے دشمنی کرتا ہے۔ اے علی! جس نے تم سے جنگ کی اس نے مجھ سے جنگ کی اور جس نے مجھ سے جنگ کی اس نے اللہ سے جنگ کی ہے۔ اے علی! جس نے تم سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی اور جس نے مجھ سے دشمنی کی اس نے اللہ سے دشمنی کی، اللہ اس کو ہلاک کرے گا اور دوزخ میں ڈالے گا۔“

علی سے جنگ رسول اللہ سے جنگ ہے:

((وقال النبي صلى الله عليه وآله وسلم: حربك يا علي! حربي وسلمك سلمتي))
 ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! تم سے جنگ مجھ سے جنگ ہے اور تم سے صلح مجھ سے صلح ہے۔“

علی کی مدد نہ کرنے والا ذلیل و خوار:

((عن زيد بن صوحان، عن حذيفة بن اليمان قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول: علي أمير البرة، وقاتل الفجرة، منصور من نصره، مخذول من خذله، الا وان الحق معه (و) يتبعه، الا فمیلوا معه))

”زيد بن صوحان نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی نیک لوگوں کے حاکم اور برے لوگوں کے قاتل ہیں، جو ان کی مدد کرے گا اس کی مدد ہوگی اور جو ان کی مدد سے ہاتھ اٹھائے گا وہ ذلیل ہوگا۔ جان لو کہ حق ان کے پیچھے اور ان کے ساتھ ہے، پس ہمیشہ ان کے ساتھ رہو۔“

((عن القاسم بن عبد الغفار عنه سمعت النبي صلى الله عليه وآله وسلم يقول اللهم انصر من نصر عليا، اللهم اكرم من اكرم عليا، اللهم اخذل من خذل عليا))
 ”حضرت قاسم بن عبد الغفار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا: اے اللہ! جو علی کی مدد کرتا ہے اس کی مدد کر! اے اللہ! جو علی کا احترام کرتا ہے اس کی عزت محفوظ رکھ! اے اللہ! جو علی کی مدد سے ہاتھ اٹھائے اس کو ذلیل اور خوار کر۔“



فصل نمبر 57:

مباہاة الله ورسوله والملائكة بعلي رضي الله عنه:

حضرت علی پر اللہ، رسول اور فرشتوں کا فخر کرنا

مبارک اے علی!:

((عن جابر بن عبد الله الانصاري رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: ان الله عز وجل يباهي بعلي بن ابي طالب كل يوم على الملائكة المقربين حتى يقول: بخ بخ هنيالك يا علي))

”حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہر روز اپنے مقرب ملائکہ کے ساتھ علی بن ابی طالب پر افتخار کرتا ہے حتیٰ کہ فرماتا ہے: واہ واہ! علی! مبارک ہو تم کو۔“

سات آسمانوں پر رہنے والوں کا افتخار کرنا:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لعلي رضي الله عنه: قد باهى الله بك اهل سبع سماواته))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اللہ سات آسمانوں پر رہنے والوں کے ساتھ تم پر افتخار کرتا ہے۔“

رسول اللہ کا بروز قیامت افتخار:

((بالاسناد، قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: يفتخر يوم القيامة آدم بابينه شيث وافتخر انا بعلي بن ابي طالب))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن حضرت آدم اپنے بیٹے شیث پر افتخار کریں گے اور میں علی بن ابی طالب پر افتخار کروں گا۔“

حضرت علی کے آسمانی دوست:

((في حديث قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: يا علي وان الملائكة لتقرب الي الله تقدس ذكره بمحبتك وولائتك، والله ان اهل مودتك في السماء، لاكثر منهم في الارض))

”حدیث میں نقل ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی! فرشتے تیری محبت اور ولایت کے ذریعے اللہ سے تقرب حاصل کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! تمہارے زمین والے دوستوں سے آسمان والے دوست زیادہ ہیں۔“

حضرت علی کے کرامات کا تبیین:

((ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال: ان ملكي علي بن ابي طالب ليفتخر ان علي سائر الاملاك، لكونها مع علي، لا نهما لم يصعدا الى الله منه قط بشيء يسخطه))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی کے دو موکل فرشتے دوسرے ملائکہ پر افتخار کریں گے کیونکہ وہ علی کے ساتھ ہیں اور ان کے کسی ایسے کام کو جو اللہ کے غصہ کا موجب ہو اس کی طرف لے کر نہیں جاتے (کیونکہ حضرت علی کوئی ایسا کام کرتے ہی نہیں)۔“

صعود علیؑ منکب النبیؐ لکسر الاصنام:

حضرت علیؑ کا رسول اللہ کے کندھوں پر سوار ہو کر بتوں کو توڑنا

((بالاسناد عن ابی ہریرۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلی بن ابی طالب یوم فتح مکة: اما ترى هذا الصنم باعلی الکعبة؟ قال: بلی یا رسول اللہ قال: فاحملک فتناوله؟ فقال: بل انا احملک یا رسول اللہ، فقال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: واللہ لو ان ربیعة ومضر جهدوا ان یحملوا منی بضعة وانا حی ما قدروا، ولكن نقف یا علی فضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیده الی ساقی علی فوق القربوس یم اقتلعه من الارض بیده فرفعه حتی تبین بیاض ابطیه ثم قال له: ماتری یا علی؟ قال: اری ان اللہ عزوجل قد شرفنی بک حتی انی لو اردت ان امس السماء لمستھا، فقال للہ: تناول الصنم یا علی فتناوله ثم رمی به، ثم خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من تحت علی وتروک رجلیہ فسقط علی الارض فضحک، فقال له: ما اضحکک یا علی؟ فقال: سقطت من اعلی الکعبة فما اصابنی شیء فقتل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: وکیف یصیبک شیء وانما حملک محمد، و انزلک جبریل))

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اس بت کو خانہ کعبہ کی بلندی پر نہیں دیکھ رہے ہو؟ علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم کو کندھے پر اٹھاتا ہوں تاکہ بت کو نیچے لے آؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: نہیں، بلکہ میں آپ کو کندھے پر اٹھاتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر قبیلہ ربیعہ اور مضر تلاش و کوشش کریں کہ میرے زندہ ہوتے ہوئے میرے بدن کے ٹکڑے کو کندھے پر اٹھائیں تو اٹھائیں پائیں گے، لیکن اے علی! تم کھڑے ہو جاؤ۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو زمین پر بلند کیا اور اتنا اوپر اٹھایا کہ آپ کے بغل کی سفیدی نمایاں ہو گئی۔ اس کے بعد ان سے فرمایا: اے علی! کیا دیکھ رہے ہو؟ عرض کیا: میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ نے آپ کے توسل سے مجھے اتنی شرافت عطا کی ہے کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کو چھوسکتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! بت کو اٹھا لو! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بت کو اٹھا کر زمین پر پھینک دیا۔ اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قدموں کے نیچے سے ہٹ گئے۔

امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ زمین پر گر پڑے اور مسکرانے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! مسکراتے کیوں ہو؟ عرض کیا: کعبہ کی بلندی سے گرا ہوں اور کوئی تکلیف ہی نہیں ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں کیسے چوٹ لگتی جبکہ محمد نے تم کو اٹھایا اور جبرئیل نے اتارا ہے۔“

☆☆☆

فصل نمبر 59:

علی و لیلۃ المبيت:

شب ہجرت حضرت علی کا رسول اللہ کے بستر پر سونا

شب ہجرت جان کے فدا کار:

((قال بعض اصحاب الحدیث اوحی اللہ تعالیٰ الی جبریل و میکائیل علیہما السلام ان انزل الی علی و احرساه فی هذه اللیلة الی الصباح فنزلا الیہ و ہم یقولون: بخ بخ! من مثلك یا علی قد باہی اللہ بك ملائکته و اورد الامام الغزالی فی کتاب احیاء العلوم: ان لیلۃ بات علی رضی اللہ عنہ علی فراش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوحی اللہ تعالیٰ الی جبریل و میکائیل انی آخیت بینکما و جعلت عمر احد کما اطول من عمر الآخر، فایکما یوثر صاحبه بالحیة؟ فاختر کلاهما الحیة و احباها فاوحی اللہ الیہما: افلا کنتما مثل علی بن ابی طالب آخیت بینہ و بین محمد فبات علی فراشه یفدیه بنفسه و یوثره بالحیة۔ اهبط الارض فاحفظاه من عدوه، فكان جبریل عند راسه و میکائیل عند رجليه ینادی و یقول: بخ بخ من مثلك یا بن ابی طالب، یاہی اللہ بك الملائکة، فانزل اللہ عز و جل: و من الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات اللہ و اللہ رؤوف بالعباد))

”بعض محدثین نے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل اور میکائیل کو وحی کی کہ علی کے پاس جائیں اور رات سے لے کر صبح تک ان کی حفاظت کریں۔ پس جبرائیل اور میکائیل آسمان سے اترے اور کہا: واہ، واہ! اے علی! اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے ساتھ تم پر افتخار کر رہا ہے۔ امام غزالی نے اپنی کتاب احیاء العلوم میں نقل کیا ہے کہ جس رات علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سوئے تو اللہ تعالیٰ نے جبرائیل اور میکائیل کو وحی کی کہ میں نے تمہارے درمیان اخوت کو برقرار کیا ہے اور ایک کی عمر کو دوسرے کی عمر پر طولانی کیا ہے، تم میں سے کون اپنی زندگی کو دوسرے پر فدا کرے گا؟ ان دونوں نے اپنی زندگی کو

اہمیت دی اور اپنی زندگی سے انس اور محبت کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو وحی کی: آیا تم علی بن ابی طالب کی طرح نہیں ہو کہ میں نے محمد اور ان کے درمیان اخوت کو برقرار کیا ہے اور وہ پیغمبر کے بستر پر سوئے اور ان کی زندگی کو اپنی زندگی پر ترجیح دی اور اپنی جان کو ان پر فدا کر دیا۔ ابھی زمین پر اتر جاؤ اور ان کی دشمنوں سے حفاظت کرو۔ پس جبرائیل ان کے سر کی طرف اور میکائیل قدموں کی طرف کھڑے ہو گئے اور دونوں کہنے لگے: واہ، واہ! ابوطالب کے فرزند پر جس پر اللہ اپنے فرشتوں کے ساتھ افتخار کرتا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا: بعض لوگ اللہ کی رضایت حاصل کرنے کیلئے اپنی جانوں کو فروخت کر دیتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔“

نبی کریم کی جان کو اپنی جان پر ترجیح دینا:

((بالاسناد، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اوحی اللہ الی جبرئیل و میکائیل انی آخیت بینکما و جعلت عمر احد کما اطول من عمر صاحبہ فایکما یوثر اخاہ عمرہ؟ فکلا ہما کرھا الموت، فاوحی اللہ الیہا: انی آخیت بین علی و لیبی و بین محمد نبی فاطر علی حیاة النبی فرقد علی فراش النبی یقیہ بمحجته، اہبطا الی الارض و احفظاہ من عدوہ فہبطا، فجلس جبرئیل عند راسہ و میکائیل عند رجلیہ و جعل جبرائیل یقول: بخ بخ! من مثلك یا ابن ابی طالب و اللہ عزوجل یباہی بك الملائکة؟ فانزل اللہ: و من الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات اللہ))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جبرائیل اور میکائیل پر وحی کی کہ میں نے تمہارے درمیان اخوت کو برقرار کیا ہے اور ایک کی عمر کو دوسرے کی عمر پر طولانی کیا ہے، تم میں سے کون اپنی عمر کو اپنے بھائی پر شمار کرے گا؟ دونوں نے موت سے ناراضگی کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی کی کہ میں نے اپنے ولی علی اور اپنے پیغمبر محمد کے درمیان اخوت کو برقرار کیا ہے اور علی نے پیغمبر کی زندگی کو اپنی زندگی پر ترجیح دی ہے اور ان کے بستر پر سوئے اور اپنے خون سے ان کی حفاظت کی۔ ابھی زمین پر اتر جاؤ اور ان کی دشمنوں کے شر سے حفاظت کرو۔ پس وہ دونوں اترے، جبرائیل ان کے سر ہانے اور میکائیل ان کے قدموں کی طرف بیٹھ گئے۔ جبرائیل نے کہا: واہ، واہ! اے ابوطالب کے بیٹے! اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے ساتھ تم پر افتخار کر رہا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا: ”و من الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات اللہ“ بعض لوگ اللہ کی رضایت حاصل کرنے کیلئے اپنی جانوں کو فروخت کر دیتے ہیں۔“

((روی ابو سعید الخدری قال: لما خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی الغار اوحی اللہ عزوجل الی جبرئیل و میکائیل انی قد آخیت بینکما و جعلت عمر

احد كما اطول من عمر الآخر فايكما يوثر صاحبه بالحياة فكلاهما اختارا حب الحياة، فاوحى الله عزوجل اليهما: افلا كنتما مثل علي بن ابي طالب اخيت بينه وبين محمد صلى الله عليه وآله وسلم فبات علي فراشه يقيه (يفديه) نفسه اهبطا الى الارض فاحفظاه من عدوه فكان جبرائيل عند راسه و ميكائيل عند رجله و جبرائيل ينادى: من مثلك يا ابن ابي طالب يباهي الله بك الملائكة، وانزل الله عزوجل في حقه: ومن الناس من يشري نفسه ابتغاء مرضات الله والله روف بالعباد))

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حرا کی طرف روانہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے جبرائیل اور میکائیل پر وحی نازل کی کہ میں نے تمہارے درمیان بھائی چارہ برقرار کیا ہے اور ایک کی عمر کو دوسرے کی عمر پر طولانی کیا ہے۔ تم میں سے کون اپنی حیات کو دوسرے پر ایثار کرے گا؟ دونوں نے زندگی کے ساتھ محبت کا انتخاب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی کی: آیا تم علی بن ابي طالب کی مثل نہیں ہو کہ میں نے ان کے اور محمد کے درمیان بھائی چارہ برقرار کیا۔ علی پیغمبر کے بستر پر سوئے اور ان کی راہ میں فداکاری کی۔ ابھی زمین پر اتر جاؤ اور ان کی ان کے دشمنوں کے شر سے حفاظت کرو۔ پس جبرائیل ان کے سر ہانے اور میکائیل ان کے قدموں کی طرف بیٹھ گئے، اور جبرائیل ندا دے رہے تھے: اے ابوطالب کے فرزند! تمہاری مثل کون ہے؟ اللہ اپنے فرشتوں کے ساتھ تم پر افتخار کر رہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو علی کی شان میں نازل فرمایا: ”ومن الناس من يشري نفسه ابتغاء مرضات الله والله روف بالعباد“۔

(سورہ بقرہ آیت 207)

”بعض لوگ اللہ کی رضایت حاصل کرنے کیلئے اپنی جانوں کو فروخت کر دیتے ہیں۔“

آیت رضاء کا نزول:

((عن حكيم بن جبير عن علي بن الحسين في قول الله عزوجل ومن الناس من يشري نفسه ابتغاء مرضات الله قال: نزلت في علي رضي الله عنه حين بات علي فراش رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم))

”حکیم بن جبیر کہتے ہیں کہ آیت کریمہ: کچھ لوگ اللہ کی خوشنودی طلب کرنے کی خاطر اپنی جان کو بیچ دیتے ہیں، کے بارے میں حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی جبکہ وہ ہجرت کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سوئے تھے۔“

عظیم آزمائش:

((بالاسناد، عن انس بن مالك قال لما توجه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الى

الغار و معه ابوبکر امر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیارضی اللہ عنہ ان ینام علی فراشه یتغشی ببردته، فبات علی رضی اللہ عنہ موطناً نفسہ علی القتل، وجات رجال من قریش من بطونہا یریدون قتل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلما ارادوا ان یضعوا علیہ اسیافہم فہم لا یشکون انہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقالوا: ایقظوہ لیجد الم القتل، ویری السیف یا خذہ، فلما ایقظوہ فراوہ علیارضی اللہ عنہ ترکوہ و تفرقوا فی طلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فانزل اللہ عزوجل و من الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ روف بالعباد))

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ غار کی طرف روانہ ہوں تو اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: یہ پوشاک اپنے اوپر ڈال کر میرے بستر پر سو جاؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ شہادت کیلئے تیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سو گئے۔ قبیلہ قریش کے چند لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کیلئے ان کے گھر میں داخل ہوئے۔ تلوار نکالتے وقت ان کو یقین تھا کہ رسول اللہ بستر پر سو رہے ہیں، ایک دوسرے سے کہنے لگے: اس کو بیدار کریں تاکہ قتل ہونے کے درد کو محسوس کرے اور اپنے بدن پر تلوار کو چلتے دیکھے۔ جب ان کو بیدار کیا، دیکھا تو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کو چھوڑ کر رسول اللہ کو ڈھونڈنے کی جستجو میں لگ گئے، تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

”و من الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ روف بالعباد“

”بعض لوگ اللہ کی رضایت حاصل کرنے کیلئے اپنی جانوں کو فروخت کر دیتے ہیں۔“



فصل نمبر 60:

علی فی المباہلہ:

مباہلہ میں سیدنا علی المرتضیٰ کا مقام

((قضية المباہلہ تدل علی فضل تام وورع کامل لمولانا امیر المومنین رضی اللہ عنہ ولو لدیہ وزوجتہ حیث استعان بہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الاسلام بعد الفتح و قوی سلطانہ، وفد الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الوفود۔ منهم من اسلم و منهم من استامن ليعود الی قومہ برایہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فیہم، و کان ممن وفد علیہ ابو حارثہ اسقف نجران فی ثلاثین رجلاً من النضاری، منهم العاقب

والسید و عبد المسيح، فقدموا المدينة عند صلاة العصر وعلیهم لباس الדיباج والصلب، فصار الیهم اليهود و تساءلوا (تساكوا) بينهم۔ فقالت النصارى لهم: لستم علی شیء و قالت اليهود: لستم علی شیء كما حکى الله تعالى عنهم۔ فلما صلی النبی العصر توجهوا الیه، یقدمهم الاسقف، فقال: یا محمد، ما تقول فی السید المسيح؟ فقال: عبد الله، اصطفاه وانتجبه، فقال الاسقف: اتعرف له ابا؟ فقال النبی صلی الله علیه وآله وسلم: لم یکن عن النکاح، فیکون له اب قال: فکیف قلت: انه عبد مخلوق، وانت لم تر عبدا مخلوقا الا عن نکاح وله والد؟ فانزل الله تعالى الایات من قوله تعالى: ان مثل عیسی عند الله کمثل آدم الی قوله: فنجعل لعنة الله علی الکاذبین فتلاها علی النصارى، ودعاهم الی المباهلة، وقال: ان الله اخبرنی ان العذاب ینزل علی المبطل عقیب المباهلة، ویتبین الحق من الباطل، فاجتمع الاسقف واصحابه وتشاوروا، فاتفق رایهم علی استنظاره الی صبیحة غد۔ فلما رجعوا الی رحالهم (رجالهم) قال الاسقف: انظروا محمدا، فان غدا باهله وولده فاحذروا مباہلته، وان غدا باصحابه فباهلوه فانه علی غیر شیء۔ وقال العاقب: والله، لقد علمتم (عرفتم)، یامعشر النصارى، ان محمداً نبی مرسل، ولقد جاءکم بالفصل من امر صاحبکم، والله، ما باهل قوم نبیا قط فعاش کبیرهم ولا نبت صغیرهم، ولئن فعلتم لتهلکن۔ فان ابیتم الا الف دینکم والباقامة علی ما انتم علیہ، فوادعوا الرجل وانصرفوا الی بلادکم۔ فاتوا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم من الغد، وقد جاء آخذا بید علی رضی الله عنه والحسن والحسین یمشیان بین یدیه وفاطمة تمشی خلفهم، فسال الا سقف عنهم۔ فقالوا: هذا ابن عمه وصهره وابو ولده واحب الخلق الیه؛ علی بن ابی طالب۔ وهذان الطفلان ابنا ابنته من علی وهما من احب الخلق الیه، وهذه الجارية فاطمة ابنته، وهی اعز الناس عنده واقربهم الی قلبه فنظر الاسقف الی العاقب والسید و عبد المسيح، وقال لهم: انظروا، قد جاء بخاصته من ولده واهله لیباهل بهم واثقا بحقه۔ والله ما جاء بهم وهو یتخوف الحجة علیه فاحذروا مباہلته۔ والله لو لا مکانة قیصر لا سلمت له، ولكن صالحوه علی ما یتفق بینکم (سبق نبیکم) وارجعوا الی بلادکم وارتوا (ارتادوا) لا نفسکم یا معشر النصارى، انی لاری (لاری والله) وجوها لو شاء الله ان یزیل جبلا من مکانه لا زاله بها، فلا تباهلوه فتهلکوا ولا یبقی علی وجه الارض نصرانی الی یوم القيامة))

”مباہلہ کا واقعہ امیر المومنین جناب علی رضی اللہ عنہ اور ان کی شریک حیات اور دو فرزندوں حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی فضیلت بیان کر رہا ہے۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح اور کامیابی کے بعد اسلام کے پھیلانے کیلئے ان سے مدد لی۔ اس کے بعد لوگ گروہ کی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے اور چند لوگ اسلام قبول کر لیتے تھے اور ان میں سے چند لوگ پناہ لیتے تھے تاکہ وہ اپنی قوم کے پاس جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدبیر اور تجویز کو ان سے بیان کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے والے لوگوں میں ابو حارثہ اسقف تھا جو نجران سے آیا تھا۔ اس کے ساتھ تیس عیسائی تھے جن میں عاقب، سید اور عبد اسح نامی لوگ شامل تھے۔ یہ وفد نماز عصر کے وقت مدینہ میں داخل ہوا۔ انہوں نے ریشمی لباس پہنے ہوئے تھے اور صلیب بھی ان کے ہمراہ تھی۔ یہودی ان کے پاس آئے اور ان کے درمیان مسائل زیر بحث آئے۔ عیسائیوں نے کہا: تم کسی چیز پر کار بند نہیں ہو اور یہودیوں نے کہا: تم عیسائی کسی چیز پر کار بند نہیں ہو۔ اس مطلب کو اللہ تعالیٰ نے قرآن (کی سورت البقرہ) میں بیان کیا ہے:

(قالت النصارى ليست اليهود على شيء وقالت اليهود ليست النصارى على شيء)۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر پڑھی تو وہ لوگ آپ کے پاس آئے۔ پادری جو سب سے آگے تھا، نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے محمد! مسیح کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسیح اللہ کا بندہ ہے اور اللہ نے اس کا انتخاب کیا ہے۔ پادری نے کہا: آیا آپ معتقد ہیں کہ اس کا باپ ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ ازدواج کے ذریعہ متولد نہیں ہوئے کہ ان کا باپ ہو۔ پادری نے کہا: آپ کس طرح فرما رہے ہیں کہ وہ اللہ کی مخلوق اور بندہ ہے۔ حتیٰ کہ کوئی بندہ مخلوق نہیں ہے مگر یہ کہ وہ ازدواج کے ذریعہ پیدا ہوا ہو اور اس کا باپ بھی ہو؟ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل کیا: ”بے شک اللہ کے نزدیک عیسیٰ کی مثال آدم کی سی ہے.....“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات پڑھ کر سنائیں اور انہیں مباہلہ کی دعوت دی اور فرمایا: اللہ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ مباہلہ کے بعد اہل باطل پر عذاب نازل ہوگا اور حق باطل سے جدا ہوگا۔ پادری اور اس کے ساتھی جمع ہوئے اور تبادلہ خیالات کیا۔ سب نے اس بات پر اتفاق کیا کہ کل صبح تک انتظار کیا جائے، جب اپنے مقام پر پہنچے تو حارثہ نے کہا: دیکھو! اگر کل محمد اپنے بچوں اور خاندان کے ساتھ آئیں تو مباہلہ نہ کرنا اور اگر اپنے اصحاب کے ساتھ آئیں تو بغیر کسی خوف کے مباہلہ کرنا۔ عاقب نے کہا: اے عیسائیوں کے گروہ! اللہ کی قسم! تم اچھی طرح جانتے ہو کہ محمد اللہ کا بھیجا ہوا پیغمبر ہے اور اس نے تمہارے پیغمبروں کے بارے میں آخری گفتگو کی ہے۔ اللہ کی قسم! آج تک کوئی ایسا نہیں ہے جس نے نبیوں کے ساتھ مباہلہ کیا ہو اور ان کے بزرگ اور بڑے باقی اور بچے سالم رہے ہوں! اگر تم نے مباہلہ کیا تو قطعاً ہلاک ہو جاؤ گے۔ اگر آپ اپنے دین پر ضد کر رہے ہیں اور اپنے عقیدے پر باقی ہیں تو اس شخص کو چھوڑ دیں اور اپنے شہر واپس چلے

جائیں۔ یہ لوگ دوسرے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہما سب سے آگے اور سیدہ فاطمہ سب سے پیچھے چل رہی تھیں۔ پادری نے ان کے بارے میں پوچھا۔ کہا گیا: یہ ان کے چچا کے بیٹے ان کے داماد اور ان کے بیٹوں کے باپ علی بن ابی طالب ہیں کہ ان کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہیں اور یہ خاتون ان کی بیٹی ہے جو ان کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ عزیز ہے اور سب سے زیادہ ان کے دل میں مقام رکھتی ہے۔ پادری نے عاقب، سید اور عبدالمسیح کی طرف دیکھا اور ان سے کہا: دیکھئے وہ اپنے خاندان اور فرزندوں کو ساتھ لائے ہیں تاکہ ان کے وسیلہ سے مباہلہ کریں اور وہ اپنے حق پر مطمئن ہیں۔ اللہ کی قسم! وہ اس خوف سے ان کو ساتھ نہیں لائے کہ حجت ان کے خلاف میں تمام ہوگی، اس لیے ان کے ساتھ مباہلہ کرنے سے پرہیز کریں۔ اللہ کی قسم! اگر مجھے قیصر کی منزلت اور مقام کی حرص نہ ہوتی تو میں اسلام لے آتا۔ ابھی آپ جس چیز پر متفق ہیں ان سے صلح کر لیں اور اپنے شہروں کو واپس چلے جائیں اور اپنے کاروبار میں مصروف ہو جائیں۔ اے عیسائیوں کے گروہ! میں ایسے نورانی چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر اللہ چاہے تو ان کی خاطر پہاڑوں کو اپنی جگہ سے حرکت دے سکتا ہے۔ پس ان کے ساتھ مباہلہ نہ کرنا ورنہ نابود ہو جاؤ گے اور قیامت تک اس زمین پر کوئی مسیح باقی نہیں رہے گا۔“



فصل نمبر 61:

علی و حدیث رد الشمس:

حضرت علی اور حدیث رد شمس

حضرت علی کے لیے سورج کا پلٹنا:

((روی عن اسماء بنت عمیس انها قالت: بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نائم ذات یوم وراسہ فی حجر علی رضی اللہ عنہ ففاتتہ العصر حتی غابت الشمس فقال: اللهم ان علیاً فی طاعتک وطاعة رسولک فاردد علیہ الشمس قالت اسماء: فرایتها واللہ غربت ثم طلعت بعد ما غربت ولم یبق جبل والارض الا طلعت علیہ حتی قام علی رضی اللہ عنہ و تواضوا و صلی ثم غربت))

”حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دامن میں رکھا ہوا تھا، اس وقت انہیں نیند آگئی اور علی رضی اللہ عنہ سے

نماز عصر قضاء ہوگئی، چونکہ سورج غروب ہو چکا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا: اے اللہ! علی ہمیشہ تیری اور تیرے پیغمبر کی اطاعت میں رہا ہے، سورج کو اس کیلئے واپس پلٹا دے۔ سیدہ اسماء کہتی ہیں: اللہ کی قسم! سورج غروب ہو چکا تھا۔ میں نے دیکھا دو بارہ طلوع ہوا اور کوئی ایسا پہاڑ اور زمین نہیں تھی جس پر اس کی روشنی نہ پڑی ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھے، وضو کیا اور نماز پڑھی تو اس وقت پھر سورج غروب ہو گیا۔“

((بالاسناد، عن ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال: صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم العصر فجاء علی رضی اللہ عنہ ولم یکن صلاھا، فاوحی اللہ الی رسول اللہ عند ذلك فوضع راسه فی حجر علی رضی اللہ عنہ: فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن حجره وقد غربت الشمس فقال یا علی اما صلیت العصر؟ فقال: لا یا رسول اللہ فقال اللهم ان علیا کان فی طاعتک قاردا علیہ الشمس، فردت علیہ الشمس عند ذلك))

”امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھ چکے تھے، اس وقت علی رضی اللہ عنہ نے نماز عصر نہیں پڑھی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی بھیجی، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دامن میں رکھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دامن سے اٹھایا تو سورج غروب ہو چکا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا تم نے عصر کی نماز نہیں پڑھی؟ عرض کیا: نہیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا: اے اللہ! علی ہمیشہ تیری اطاعت میں رہا ہے، سورج کو اس کیلئے واپس پلٹا دے۔ اس وقت سورج واپس لوٹ آیا۔“



فصل نمبر 62:

سد الابواب الا باب علی:

جناب علی کے علاوہ تمام دروازے بند کرنا

جناب علی کے گھر کا دروازہ:

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: سدوا الابواب الشارعة فی المسجد الا باب علی))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسجد کے اندر جو بھی دروازے کھلے ہیں سب دروازے بند کئے جائیں لیکن علی کے گھر کا دروازہ کھلا رہے۔“

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: سدوا ابواب المسجد كلها الا باب علي رضي الله عنه))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی کے گھر کے دروازے کے علاوہ مسجد کے تمام دروازے بند کر دیں۔“

مسجد نبوی کی طرف کھلنے والے دروازے:

((عن ابن عباس قال: امر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: بابواب المسجد فسدت الابواب علي))

”حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا: مسجد کے تمام دروازے بند کر دینے کا سوائے علی بن ابی طالب کے گھر کے دروازے کے۔“

جناب موسیٰ اور خاتم النبیین کی مسجد:

((روى عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم ان قال: انه الله تعالى امر موسى بن عمران ان يبني مسجداً ظاهراً لا يسكنه الا هو وابنا هارون شبر و شبير وان الله تعالى امرني ان ابني مسجداً لا يسكنه الا انا وعلي والحسن والحسين، سدوا هذه الابواب الا باب علي))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ بن عمران کو حکم دیا کہ ایک پاک مسجد بنائیں جس میں وہ خود اور ہارون کے دو بیٹے شبر اور شبیر رہائش کریں۔ ان کے علاوہ کوئی اور رہائش نہ کرے اور مجھے بھی حکم دیا گیا کہ میں بھی ایک مسجد بناؤں جس میں میرے اور علی اور حسن اور حسین کے علاوہ کوئی رہائش نہ کرے، ابھی سوائے علی کے گھر کے دروازے کے سب دروازے بند کریں۔“

تمام دروازے بند کرنے کا حکم سوائے علی کے گھر کے دروازہ کے:

((عن ناصح بن عبد الله، ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم امر بسد الابواب كلها غير باب علي))

”ناصر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ تمام دروازے بند کریں سوائے علی کے گھر کے دروازے کے۔“

اللہ کے حکم سے جناب علیؑ کا دروازہ مسجد نبویؐ کی طرف کھلا رہا:

((عن زید بن ارقم قال: كان لنفر من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ابواب شارع في المسجد. فقال يوما: سدوا هذه الابواب الا باب علي، فتكلم في ذلك اناس (الناس) قال: فقام رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فحمد الله واثنى عليه ثم قال: اما بعد! فاني امرت بسد هذه الابواب غير باب علي، فقال فيه قائلكم، والله اما سددت شيئا ولا فتحتة ولكني امرت بشيء فاتبعته))

”حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب کے گھر کے دروازے مسجد کی طرف تھے، ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علیؑ کے گھر کے دروازے کے علاوہ سب دروازے بند کر دیں۔ یہ باسٹ لوگوں کے درمیان باعث گفتگو بنی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمد و ثناء الہی کرنے کے بعد فرمایا: میں نے حکم دیا ہے کہ علیؑ کے گھر کے دروازے کے علاوہ سب دروازے بند کیے جائیں اور یہ بات آپ کے درمیان باعث گفتگو بنی ہوئی ہے۔ اللہ کی قسم! میں نے کسی کے دروازے کو نہ بند کیا ہے اور نہ کھولا ہے، بلکہ میں نے اس حکم کی پیروی کی ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔“

((في حديث قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: ما انا سددت ابوابكم وفتحت باب علي، ولكن الله فتح باب علي وسدا بوابكم))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے نہ تمہارے گھروں کا دروازہ بند کیا ہے اور نہ ہی علیؑ کے گھر کا دروازہ کھولا ہے، بلکہ اللہ نے علیؑ کے گھر کا دروازہ کھولا ہے اور اسی نے تمہارے گھروں کے دروازے کو بند کیا ہے۔“

((اخبرنا محمد بن بشار بن در البصري قال: حدثنا محمد بن جعفر قال: حدثنا عوف عن ميمون ابي عبد الله عن زيد بن ارقم قال: كان لنفر من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ابواب شارع في المسجد فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: سدوا (هذه) الابواب الا باب علي فتكلم في ذلك اناس فقام رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فحمد الله واثنى عليه ثم قال: اما بعد فاني امرت بسد هذه الابواب غير باب علي وقال فيه قائلكم والله ما سددتها ولا فتحتها ولكني امرت (بشيء) فاتبعته))

(السنن الكبرى للنسائي ج 7 ص 422 رقم 8369 وطبع آخرج 5 ص 118 رقم 8423، مسند احمد ج 4 ص 369 رقم 19502، فضائل الصحابة ج 2 ص 718، 780 رقم 985، المستدرک ج 3 ص 125 رقم 4688، مجمع الزوائد ج 9 ص 114، رقم 14671، البدلية والنهلية ج 5 ص 456، الحاوي للفتاوى ص 422، الرياض النضرة ج 4 ص 136)

”حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی

اللہ تعالیٰ عنہ میں سے کچھ حضرات کے دروازے مسجد کی طرف کھلتے تھے تو آپ نے فرمایا: علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازہ کے علاوہ یہ تمام دروازے بند کر دیئے جائیں۔ اس پر کچھ لوگوں نے تبصرہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ دیا اور حمد و ثناء کے بعد ارشاد فرمایا: علی کے دروازے کے علاوہ تمام دروازوں کے بند کرنے کا مجھے حکم ہوا ہے اور تم میں سے بعض لوگوں نے اس پر کلام کیا ہے۔ اللہ کی قسم! میں نہ از خود بند کرتا ہوں اور نہ از خود کھولتا ہوں لیکن مجھے جس چیز کا حکم ہوتا ہے میں اسی کی تعمیل کرتا ہوں۔“

☆☆☆

فصل نمبر 63:

ذکر قول النبی ما انا ادخلته و اخرجتکم بل اللہ ادخله و اخرجکم:

رسول اللہ کا ارشاد کہ میں نے علی کو داخل نہیں کیا اور نہ تم کو نکالا ہے بلکہ اللہ نے اسے داخل کیا اور تمہیں نکالا

حدیث نمبر 1:

((اخبرنا محمد بن سلیمان، عن ابن عیینہ، عن عمرو بن دینار عن ابی جعفر محمد بن علی، عن ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص، عن ابیہ (ولم یقل مرۃ) عن ابیہ قال: کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم (و) عنده قوم جلوس، فدخل علی کرم اللہ وجہہ، فلما دخل خرجوا، فلما خرجوا تلاوموا، فقالوا: واللہ ما اخرجنا اذا ادخله، فرجعوا فدخلوا، فقال: واللہ ما انا ادخلته و اخرجتکم بل اللہ ادخله و اخرجکم، قال ابو عبد الرحمن: اولیٰ بالصواب))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 312 رقم 8096 و ص 423 رقم 8370 و طبع آخر ج 5 ص 36 رقم 8152 و ص 118 رقم 8424، البحر الزخار ج 4 ص 34 رقم 1195، مختصر زوائد البحار ج 2 ص 10 رقم 1918، کشف الاستار ج 3 ص 198 رقم 2554، مجمع الزوائد ج 9 ص 115 رقم 14678، طبقات المحمدین لابن ابی شیبہ رقم 165، تاریخ اصحاب لابی نعیم ج 2 ص 177، تاریخ بغداد رقم 22821)

”حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اور آپ کے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے، جو نبی آپ اندر آئے تو لوگ باہر چلے گئے، جب سب باہر نکل گئے تو ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔ کہنے

گئے: ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں نکالا اور اُسے داخل نہیں کیا۔ پھر وہ پلٹ کر اندر آگئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے اس کو داخل اور تمہیں خارج نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُسے داخل کیا اور تمہیں خارج کیا۔ امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث زیادہ لائق اعتماد ہے۔“

حدیث نمبر 2:

((اخبرنا احمد بن يحيى الصوفى قال: اخبرنا على وهو ابن قادم قال: اخبرنا اسرائيل عن عبد الله بن شريك عن الحارث بن مالك قال: اتيت مكة فلقيت سعد ابى وقاص فقلت له: سمعت لعلى منقبة؟ قال: كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فى المسجد فنودى فىنا ليلا: ليخرج من فى المسجد الا آل رسول الله صلى الله عليه وسلم وآل على قال: فخرجنا فلما اصبح اُتاه عمه فقال: يا رسول الله اخرجت اصحابك واعمامك واسكنت هذا الغلام؟ فقال رسول الله ما انا امرت باخراجكم ولا باسكان هذا الغلام ان الله هو امر به قال فطر: عن عبد الله بن شريك عن عبد الله بن الرقيم عن سعد: ان العباس اتى النبى صلى الله عليه وسلم فقال: سددت ابوابنا الا باب على؟ فقال: ما انا فتحتها ولا انا سدتها (قال ابو عبد الرحمن: عبد الله بن شريك ليس بذلك والحارث بن مالك لا عرفه ولا عبد الله بن الرقيم))

(سنن الكبرى للنسائی ج 7 ص 423 رقم 8371 وطبع آخر ج 5 ص 118 رقم 8425)

”حضرت حارث بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ المکرمہ آیا تو میری ملاقات سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی، میں نے عرض کیا: کیا آپ نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوئی فضیلت سماعت فرمائی ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں موجود تھے کہ رات کے وقت ندا کی گئی: آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آل علی کے سوا تمام لوگ مسجد سے باہر نکل جائیں۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ہم سب نکل گئے، پس جب صبح ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آپ کے چچا حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے اپنے صحابہ اور اپنے چچاؤں کو نکال دیا ہے اور اس لڑکے کو ٹھہرا لیا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے نہ تمہارے نکالنے کا حکم کیا اور نہ اس لڑکے کے ٹھہرانے کا حکم کیا ہے، بیشک اللہ تعالیٰ نے اس بات کا حکم فرمایا ہے۔“

فطر نے عبد اللہ بن شریک سے انہوں نے عبد اللہ بن رقیم سے اور انہوں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: آپ نے علی کے سوا ہم سب کے دروازے بند کر دیئے؟ آپ نے فرمایا: میں از خود

بند کرتا ہوں اور نہ از خود کھولتا ہوں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عبد اللہ بن شریک کچھ بھی نہیں اور میں حارث بن مالک اور عبد اللہ بن رقیم کو نہیں جانتا۔“

حدیث نمبر 3:

((اخبرنا زکریا بن یحییٰ السجزی قال: حدثنا عبد اللہ بن عمر، قال: حدثنا اسباط، عن فطر، عن عبد اللہ بن شریک، عن عبد اللہ بن الرقیم عن سعد نحوہ))
(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 424 رقم 8372 وطبع آخر 5 ص 119 رقم 8426)

”یہ حدیث اسی طرح از زکریا بن یحییٰ السجزی، از عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے۔ اس کی ”سنن الکبریٰ للنسائی“ میں آگے کھل سند یوں ہے: از اسباط، از فطر، از عبد اللہ بن شریک، از عبد اللہ بن رقیم، از سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔“

حدیث نمبر 4:

((اخبرنا محمد بن وہب بن ابی کریمۃ الحرانی قال: اخبرنا مسکین، قال: حدثنا شعبۃ، عن ابی بلج، عن عمرو بن میمون، عن ابن عباس (وابو بلج: هو یحییٰ بن ابی سلیمان) قال امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بابواب المسجد فسدت، الاباب علی رضی اللہ عنہ))
(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 424 رقم 8373 وطبع آخر ج 5 ص 119 رقم 8427)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے دروازوں کو بند کرنے کا حکم فرمایا تو وہ بند کر دیئے گئے ماسوا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازہ کے۔“

حدیث نمبر 5:

((اخبرنا محمد بن المثنیٰ قال: حدثنا یحییٰ بن حماد قال: حدثنا الوضاح، قال: اخبرنا یحییٰ، حدثنا عمرو بن میمون قال: قال ابن عباس: وسد ابواب المسجد غیر باب علی رضی اللہ عنہ، فكان یدخل المسجد وهو جنب، وهو طریقہ، لیس له طریق غیرہ))
(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 424 وطبع آخر ج 5 ص 119 رقم 8427)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: اور مسجد کے تمام دروازے بند کر دیئے گئے، ماسوا باب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔ پس وہ جنبی حالت میں مسجد میں داخل ہوتے تھے اور ان کا راستہ وہی تھا اس کے علاوہ ان کا کوئی اور راستہ نہیں تھا۔“



حضرت علیؑ سفینة نوح کی طرح اور سفینة النجات ہیں

زبانِ نبوت کی گواہی:

((فی حدیث عن علی رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: یا علی امثلك فی امتی کمثل سفینة نوح من رکبها نجا و من تخلف عنها غرق))
 ”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! تمہاری مثال میری امت میں کشتی نوح کی طرح ہے۔ جو اس پر سوار ہو گیا نجات پا گیا اور جس نے روگردانی کی وہ غرق ہو گیا۔“

اولاد علی کی مثال:

((وباسنادہ عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابنہ قال لعلی رضی اللہ عنہ: انت امام امتی مثلك و مثل ما من ولدك مثل سفینة نوح من رکبها نجا و من تخلف عنها غرق))

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم میرے بعد میری امت کے پیشوا ہو۔ تمہاری اور تمہاری اولاد کی مثال کشتی نوح کی طرح ہے جو اس پر سوار ہو گیا نجات پا گیا اور جو اس سے دور رہا وہ غرق ہو گیا۔“

((فی حدیث) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فکذب من زعم انه یحبنی و یبغضک لانک منی و انا منکم، لحمک من لحمی، و دمک من دمی، و روحک من روحي، و سریرتک من سریرتی، و علانیتک من علانیتی، سعد من اطاعک و شقی من عصاک و ربح من تولاک و خسر من عاداک، و فاز من لزمک، و هلك من فارقک، مثلك و مثل ما من ولدك مثل سفینة نوح من رکبها نجا و من تخلف عنها غرق))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جھوٹ بولتا ہے وہ شخص جو یہ گمان کرتا ہے کہ مجھے دوست رکھتا ہے جب کہ وہ تمہارا دشمن ہے۔ تم مجھ میں سے ہو اور میں تم میں سے

ہوں۔ تمہارا گوشت میرا گوشت، اور تمہارا خون میرا خون، اور تمہاری روح میری روح، تمہارا ظاہر اور باطن میرا ظاہر اور باطن ہے۔ جو تمہاری پیروی کرے گا وہ خوش قسمت اور جو تمہاری نافرمانی کرے گا وہ بد بخت ہوگا۔ جو تم سے محبت کرے گا اسے فائدہ ہوگا اور جو تم سے دشمنی کرے گا اسے نقصان پہنچے گا۔ تمہارا ساتھ دینے والے کامیاب ہوں گے اور تم سے روگردانی کرنے والے نابود ہو جائیں گے۔ تمہاری اور تمہاری اولاد کی مثال سفینہ نوح جیسی ہے جو بھی اس پر سوار ہو گیا نجات پا گیا اور جو سوار نہ ہوا وہ غرق ہو گیا۔

کشتی نجات:

((بالاسناد عن الرضا علی بن موسیٰ عن ابیہ عن آباءہ عن امیر المؤمنین علی بن ابی طالب قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: لكل امة صدیق و فاروق، و صدیق هذه الامة و فاروقها علی بن ابی طالب ان علیاً سفینة نجاتها))

”امام علی رضی اللہ عنہ نے اپنے والد گرامی سے، انہوں نے اپنے اجداد سے اور انہوں نے امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر امت میں صدیق اور فاروق ہوتے ہیں اور اس امت کے صدیق اور فاروق علی بن ابی طالب ہیں۔ علی امت کیلئے نجات کی کشتی ہیں۔“

حضرت علی نجات کی کشتی ہیں:

((بالاسناد عن علی بن موسیٰ الرضا عن ابیہ عن آباءہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: من احب ان یستمسک بدینی و یرکب سفینة النجاة بعدی فلیقتد بعلی بن ابی طالب، ولیعاد عدوہ ولیوال ولیہ))

”امام علی رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے اجداد سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ میرے آئین کو مضبوطی سے تھامے رہے اور نجات کی کشتی پر سوار ہو اسے علی بن ابی طالب کی پیروی کرنی چاہیے اور ان کے دشمنوں سے دشمنی اور ان کے دوستوں سے دوستی رکھے۔“



علی باب اللہ و باب الدین و باب الہدی و باب الايمان و الامان:

حضرت علی دین، ہدایت، ایمان اور امن کا دروازہ ہیں

اللہ اور رسول کا دروازہ:

((بالاسناد، عن محمد بن الفرات عن ابی جعفر محمد بن علی الباقر عن ابیہ عن جدہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ان علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ خلیفۃ اللہ و خلیفتی و حجة اللہ و حجتی و باب اللہ و بابی و صفی اللہ و صفی و حبیب اللہ و حبیبی و خلیل اللہ و خلیلی و سیف اللہ و سیفی و هو اخی و صاحبی و وزیر و محبہ محبی و مبغضہ مبغضی و ولیہ ولیی و عدوہ عدوی و حربہ حربی و سلمہ سلمی و قولہ قولی و امرہ امری و زوجته ابنتی و ولده ولدی و هو سید و خیر امتی اجمعین))

”محمد بن فرات نے امام باقر رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد گرامی سے اور انہوں نے اپنے اجداد سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی! تم اللہ کے اور میرے نائب ہو، اللہ کی حجت اور میری حجت ہو، اللہ کا دروازہ اور میرا دروازہ ہو، اللہ کے انتخاب کیے ہوئے اور میرے انتخاب کیے ہوئے ہو، اللہ کے دوست اور میرے دوست ہو، اللہ کے خلیل اور میرے خلیل ہو اور اللہ کی تلوار اور میری تلوار ہو۔ میرے بھائی، میرے ساتھی اور وزیر ہو۔ علی کو دوست رکھنے والا میرا دوست اور ان سے دشمنی رکھنے والا میرا دشمن ہے۔ ان کا ہم رائے میرا ہم رائے اور ان کا مخالف میرا مخالف ہے۔ ان کے ساتھ جنگ میرے ساتھ جنگ، ان کے ساتھ صلح میرے ساتھ صلح ہے۔ ان کا کلام میرا کلام، ان کا فرمان میرا فرمان ہے، ان کی شریک حیات میری بیٹی ہے اور ان کی اولاد میری اولاد ہے اور علی سردار اور میری امت کے بہترین فرد ہیں۔“

اللہ کی طرف جانے والا راستہ:

((بالاسناد، عن النعمان بن سعد، عن امیر المومنین رضی اللہ عنہ قال: انا حجة اللہ و انا خلیفۃ اللہ و انا صراط اللہ و انا باب اللہ و انا خازن علم اللہ و انا الموتمن علی سر اللہ و انا امام البریۃ بعد خیر الخلیفۃ محمد نبی الرحمة صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم))

”نعمان بن سعد نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ کی حجت اور اس کا خلیفہ ہوں، میں اللہ کا راستہ، اس کا دروازہ اور اس کے علم کا خزانہ وار ہوں۔ میں اللہ کے راز کا امین ہوں اور میں اللہ کی سب سے بہترین تخلیق محمد مصطفیٰ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں کا پیشوا ہوں۔“

باب اللہ:

((باسنادہ عن یاسر الخادم، عن الرضا، عن آبائه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لعلي رضي الله عنه: يا علي! انت حجة الله، وانت باب الله، وانت الطريق الى الله، وانت النبا العظيم، وانت الصراط المستقيم، وانت المثل الاعلى))

”ياسر خادم نے امام علی رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے اجداد بزرگوار سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی! تم اللہ کی حجت، اللہ کا دروازہ اور راہ الہی ہو۔ تم ایک عظیم خبر ہو اور تم راہ مستقیم ہو اور تم بہترین نمونہ ہو۔“

((بالاسناد، عن المفضل بن عمر قال سمعت ابا عبد الله رضي الله عنه يقول: كان امير المؤمنين رضي الله عنه باب الله الذي لا يوتى الا منه))

”مفضل بن عمر کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے سنا کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ اللہ کا دروازہ ہیں، صرف اسی دروازہ سے داخل ہونا چاہیے۔“

جانشین نبی:

((عن ابى الحسن على بن موسى الرضا، عن ابيه عن آبائه، عن الحسين بن على رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لعلي رضي الله عنه: يا علي! انت حجة الله وانت باب اكل له وانت طريق الله وانت النبا العظيم و انت الصراط المستقيم وانت المثل الاعلى، يا علي انت امام المسلمين و امير المؤمنين و سيد الصديقين، يا علي انت الفاروق الاعظم وانت الصديق الاكبر يا علي! انت خليفتي على امتي وانت قاضي ديني وانت منجز عدااتي))

”امام علی رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے اجداد سے، انہوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی! تم اللہ کی حجت، اللہ کا دروازہ اور اللہ کا راستہ ہو۔ تم خبر عظیم، سیدھا راستہ اور بہترین نمونہ ہو۔ اے علی! تم مسلمانوں کے امیر المومنین اور سچوں کے سردار ہو۔ اے علی! تم فاروق اعظم اور صدیق اکبر ہو۔ اے علی! تم میری امت کے درمیان میرے جانشین ہو اور میرے قرض کو ادا کرو گے اور میرے وعدوں کو پورا کرو

گے۔“

باب الدین:

((عن عبد الله بن مسعود قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي بن ابي طالب باب الدين))

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی بن ابی طالب دین کا دروازہ ہیں۔“

عَلِيٌّ إِلَى اللَّهِ:

((عن ابي عباس عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم: ان عليا باب الهدى بعدى، والداعي الى ربي، وهو صالح المومنين ومن احسن قولا ممن دعا الى الله وعمل صالحا))

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی میرے بعد ہدایت کا دروازہ ہیں اور لوگوں کو میرے پروردگار کی طرف دعوت دیتے ہیں، وہ صالح ترین مومن ہیں۔ کون اپنی گفتار میں اس کے مقابلے میں ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف دعوت دے اور عمل صالح انجام دے۔؟“

دروازہ ہدایت:

((عن ابي هريرة قال: نظر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الى علي بن ابي طالب فقال: هذا باب الهدى الذي من دخله كان آمنا))

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب کی طرف نگاہ کی اور فرمایا: یہ وہی دروازہ ہدایت ہیں جو اس میں داخل ہوگا محفوظ رہے گا۔“

باب الهدى:

((بالاسناد، عن محمد بن جعفر، عن ابيه رضي الله عنه قال: علي رضي الله عنه باب الهدى))

”محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے نقل کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہدایت کا دروازہ ہیں۔“

دروازہ ہدایت:

((عن الحسين بن علي رضي الله عنه قال: سمعت جدي صلى الله عليه وآله وسلم في خطبة (انه قال): ان عليا (هو) مدينة هدى، فمن دخلها نجا))

”حضرت حسین بن علی نے اپنے جد امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، انہوں نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا: علی رضی اللہ عنہ ہدایت کا شہر ہیں جو اس میں داخل ہوگا نجات پائے گا۔“

اللہ کا کھولا ہوا دروازہ:

((عن ابی حمزہ قال: سمعت ابا جعفر رضی اللہ عنہ یقول: ان علیاً باب فتحہ اللہ))
”ابو حمزہ کہتے ہیں: میں نے امام باقر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وہ دروازہ ہیں، جس کو اللہ نے کھولا ہے۔“

☆☆☆

فصل نمبر 66:

علی رضی اللہ عنہ خیر البشر:

علی بہترین انسان ہیں

بہترین انسان:

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: علی خیر البشر))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی بہترین انسان ہیں۔“

((بالاسناد، عن علی بن موسیٰ الرضا عن ابيه عن آبائه قال: قال النبی صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم: (یا علی!) انت خیر البشر))

”جناب علی بن موسیٰ رضانے اپنے والد گرامی سے، انہوں نے اپنے اجداد سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی! تم بہترین انسان ہو۔“

((روی عن علی قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: انت خیر البشر،

ما شک فیہا (فیہ) الا منافق))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! تم بہترین

انسان ہو۔ تمہاری پاکیزگی میں سوائے منافق کے کوئی شک نہیں کرے گا۔“

((قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: یا علی انت خیر البشر))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! تم بہترین انسان ہو۔“

زمین پر چلنے والا بہترین شخص:

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: خیر من یمشی علی وجه الارض بعدی

علی بن ابی طالب))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد بہترین فرد جو اس زمین پر چلے گا وہ علی بن ابی طالب ہے۔“

بہترین مخلوق:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي خير الخلق))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی اللہ کی بہترین مخلوق ہے۔“

دنیا و آخرت میں بہترین شخصیت:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لعلي رضي الله عنه: انت خير امتي في الدنيا والآخرة))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! تم اس دنیا اور آخرت میں میری امت کے بہترین فرد ہو۔“

بعد از رسول:

((عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي بن ابی طالب افضل من خلق الله تعالى غيري))

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی بن ابی طالب میرے علاوہ اللہ کی مخلوقات پر افضل ہیں۔“

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي خير من يصلي الي القبلة بعدى))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد علی بہترین فرد ہیں جو قبلہ کی طرف نماز ادا کریں گے۔“

بہترین مرد:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي افضل رجال العالمين))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی دنیا کے مردوں پر افضل ہیں۔“

اس امت کے بہترین فرد:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي افضل امتي عند الله))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی اللہ کے نزدیک میری امت میں سے بہترین فرد ہیں۔“

فضیلت علی:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: ما اكتسب مكتسب مثل فضل علي))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی نے بھی علی کی طرح فضیلت حاصل نہیں کی۔“

لوگوں میں بہترین فرد:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي خير الناس))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی لوگوں میں سے بہترین فرد ہیں۔“

امت مرحومہ کے بہترین فرد:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي خير الامة))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی میری امت کے بہترین فرد ہیں۔“

☆☆☆

فصل نمبر 67:

ما تریدون من علی منی :

علی سے کیا چاہتے ہو علی مجھ سے ہے

ہر مومن کے مولا:

((عن عمران بن حصين رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال :

ان علیا منی وانا منه وهو مولی (ولی) کل مومن بعدی))

”حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی مجھ سے

ہے اور میں اس سے ہوں۔ وہ میرے بعد ہر مومن کے مولا ہیں۔“

میں علی سے اور علی مجھ سے:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: انا من علي وعلي مني))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں علی سے ہوں اور علی مجھ سے ہیں۔“

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي مني وانا من علي))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔“

دوست علی دوست رسول ہے:

((بالاسناد، عن ابی عبد اللہ جعفر بن محمد الصادق، عن آبائه قال: قال رسول الله

صلى الله عليه وآله وسلم لعلي رضي الله عنه: يا علي انت مني وانا منك وليك وليي

وولیی ولی اللہ، وعدوک عدوی، وعدوی عدو اللہ۔ یا علی! انا حرب لمن حاربک
وسلم لمن سالمک))

”امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنے اجداد سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی
سے فرمایا: اے علی! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ تمہارا دوست میرا دوست ہے اور میرا دوست اللہ کا
دوست ہے اور تمہارا دشمن میرا دشمن ہے اور میرا دشمن اللہ کا دشمن ہے۔ اے علی! جو تمہارے ساتھ جنگ
کرے گا میں اس کے ساتھ جنگ کروں گا اور جو تمہارے ساتھ صلح کرے گا میں بھی صلح کروں گا۔“

سیدنا عبدالرحمن ابن عوف کو نصیحت:

((عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه له وسلم لعبد الرحمن بن عوف:
يا عبد الرحمن! انتم اصحابي، وعلی بن ابی طالب منی وانا من علی، فمن قاسه
بغيره، فقد جفاني ومن جفاني (فقد) آذاني، ومن آذاني فعليه لعنة ربی))

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن بن عوف
رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے عبدالرحمن! تم میرے صحابی ہو، علی بن ابی طالب مجھ سے ہے اور میں علی سے
ہوں اور جو علی کا مقابلہ کسی دوسرے سے کرے گا اس نے مجھ پر ظلم کیا ہے اور جو مجھ پر ظلم کرے گا اس نے
مجھے تکلیف پہنچائی ہے اور جو مجھے تکلیف پہنچائے گا اللہ کی لعنت اس پر ہوگی۔“

علی مجھ سے ہیں:

((فی حدیث) عن علی قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علی منی وانا
منه، لحمه لحمی ودمه دمی))

”ایک حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی مجھ
سے ہے اور میں علی سے ہوں، اس کا گوشت میرا گوشت اور اس کا خون میرا خون ہے۔“

((قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلی: انت منی وانا منک))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم مجھ سے اور میں تم سے ہوں۔“

علی مجھ سے ہیں:

((بالاسناد، ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال: ماتريدون من علی؟
ماتريدون من علی؟ ماتريدون من علی؟ ان علیاً منی (وانا منه) وهو ولی کل مومن
بعدی))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: علی سے کیا چاہتے ہو؟ علی سے کیا چاہتے

ہو؟ علی سے کیا چاہتے ہو؟ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں، میرے بعد وہ ہر مومن کے سر پرست ہیں۔“

رسول اللہ سے قرب:

((بالاسناد عن موسیٰ بن جعفر بن محمد عن آبائه عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال (فی حدیث): ان علیا منی وانا من علی، روحہ من روحی و طینتہ من طینتی و ہواخسی و خلیفتی علی امتی فی حیاتی و بعد موتی، من اطاعہ اطاعنی، و من وافقہ فقد وافقنی، و من خالفہ فقد خالفنی))

”امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ نے اپنے اجداد سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں، اس کی روح میری روح سے ہے اور اس کی مٹی میری مٹی سے ہے۔ وہ میری زندگی میں اور میرے بعد میرے بھائی ہیں اور میری امت میں۔ سے میرے جانشین ہیں۔ جس نے اس کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے اس کی حمایت کی اس نے میری حمایت کی اور جس نے اس کی مخالفت کی اس نے میری مخالفت کی۔“

((عن ام سلمة قالت: قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: علی منی وانا من علی حیث یکون اکون))

”حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ جس جگہ وہ ہوں گے میں بھی وہیں ہوں گا۔“

روح اور بدن کا تعلق:

((عن ابی مسعود رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: علی بن ابی طالب منی کروحی فی جسدی))

”حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی بن ابی طالب کی نسبت مجھ سے ایسے ہے جیسے روح کی بدن ہے۔“

علی کا گوشت و خون میرا گوشت و خون ہے:

((عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: یا علی انت منی وانا منک سیط لحمک بلحمی و ذمک بدمی))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ تمہارا گوشت میرے گوشت سے ہے اور تمہارا خون میرے خون سے ملا ہوا ہے۔“

رسول اللہ کی طرف سے ادائیگی:

((عن حبشی بن جنادہ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول: علی

منی وانا منه ولا یودی عنی الا انا او علی))

”حبشی بن جنادہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے: علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ میری طرف سے ادائیگی نہیں کرے گا مگر میں یا علی۔“

ہر مومن کے سر پرست:

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: علی منی وانا منه وهو ولی کل مومن

بغدی))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، وہ میرے بعد ہر مومن کے سر پرست ہیں۔“

فصل نمبر 68:علی نفسی و اخی و حبیبی:علی میری روح، میرے بھائی اور میرے دوست ہیںعلی میری جان ہیں:

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: علی نفسی))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی میری جان ہیں۔“

نسبت جان کی مانند:

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: علی منی کنفسی))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی کی نسبت مجھ سے میری جان کی مانند ہے۔“

علی گھرانہ نبوت کی جڑ ہیں:

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: علی اصلی))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی میری جڑ ہیں۔“

نسبتِ علیؑ

((وقوله صلى الله عليه وآله وسلم: علي مني كنفي، طاعته طاعتي و معصيته معصيتي))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی کی نسبت مجھ سے میری روح کی مانند ہے، اس کی پیروی میری پیروی اور اس کی نافرمانی میری نافرمانی ہے۔“

سر کی بدن سے نسبت جیسی نسبت:

((عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي مني بمنزلة راسي (مثل راسي) من بدني))

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی کی نسبت مجھ سے ایسی ہے جیسے میرے سر کی میرے بدن سے۔“

رسول اللہ کے وزیر:

((عن سلمان الفارسي انه سمع نبى الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول: ان اخي ووزيري وخير من اخلفه بعدى علي بن ابي طالب))

”حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ میرے بھائی اور وزیر جو ایک بہترین فرد ہے جو میں اپنے بعد اپنا جانشین بناؤں گا وہ علی بن ابی طالب ہیں۔“

اہل نہر سے جہاد کرنے والے:

((عن زيد بن علي عن ابيه عن الحسين بن علي عن امير المؤمنين علي رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يا علي! انت مني وانا منك يا علي لو لا انت لما قوتل اهل النهر۔ فقال: فقلت يا رسول الله! ومن اهل النهر؟ قال قوم يمرقون من الاسلام كما يمرق السهم من الرمية))

”حضرت زید بن علی نے اپنے والد سے، انہوں نے امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ اے علی! اگر تم نہ ہوتے تو ”اہل نہر“ قتل نہ ہوتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ”اہل نہر“ کون ہیں؟ فرمایا: ایک گروہ ہے جو اسلام سے خارج ہوگا اسی طرح جیسے تیرکمان سے خارج ہوتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا قائم کردہ بھائی چارہ:

((بالاسناد عن ابی عباس قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ان اللہ تبارک و تعالیٰ اخی بنی و بین علی بن ابی طالب و زوجہ ابنتی من فوق سبع سماوات، و اشهد علی ذلك مقربى ملائکته فعلى منى وانا منه محبه محبى و مبغضه مبغضى))

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے اور علی کے درمیان اخوت کو برقرار کیا ہے اور ساتویں آسمان پر میری بیٹی کی اس کے ساتھ شادی ہوئی ہے اور مقرب فرشتوں کو گواہ بنایا۔ اس لئے علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں، اس کا دوست میرا دوست ہے اور اس کا دشمن میرا دشمن ہے۔“

دنیا اور آخرت میں وزیر:

((بالاسناد، قال ابو عبد اللہ فی حدیث طویل یقول فی آخره: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لام سلمة: یا ام سلمة! اسمعی و اشهدی هذا علی بن ابی طالب وزیرى فی الدنیا و وزیرى فی الآخرة، یا ام سلمة! اسمعی و اشهدی هذا علی بن ابی طالب حامل لوائى فی الدنیا و حامل لوائى فی الآخرة، یا ام سلمة! اسمعی و اشهدی هذا علی بن ابی طالب سید المسلمین، و امام المتقین، و قائد الغر المحجلین))

”امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے طولانی حدیث کے آخر میں فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: غور سے سنو اور گواہ رہو کہ علی بن ابی طالب دنیا میں اور آخرت میں میرے بھائی ہیں۔ ام سلمہ! غور سے سنو اور شاہد رہو کہ علی بن ابی طالب اس دنیا اور آخرت میں میرے وزیر ہیں۔ ام سلمہ! غور سے سنو اور گواہ رہو کہ علی بن ابی طالب اس دنیا میں میرے پرچم بردار ہیں اور روز قیامت لوائے حمد کو کندھے پر اٹھائیں گے۔ ام سلمہ! غور سے سنو اور گواہ رہو کہ علی بن ابی طالب مسلمانوں کے سرور اور پرہیزگاروں کے پیشوا اور نورانی چہروں کے رہبر ہیں۔“

علی کا دوست خوش بخت ہے:

((عن الصادق جعفر بن محمد عن آبائه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: یا علی! انت اخی و انا اخوک، یا علی! انت منى و انا منك، لقد سعد من تولاک و شقی من عاداک))

”امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنے اجداد سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے

علی! آپ میرے بھائی ہیں اور میں آپ کا بھائی ہوں۔ اے علی! آپ مجھ سے ہیں اور میں آپ سے ہوں۔ درحقیقت جو آپ کو دوست رکھے گا وہ خوش بخت ہوگا اور جو آپ کو دشمن رکھے گا وہ بد بخت ہوگا۔“

نبی کریم کے اخ کریم:

((عن الحسين بن خالد، عن علي بن موسى الرضا رضي الله عنه: عن ابيه عن آبائه، عن علي قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: يا علي! انت اخي ووزيري وصاحب لوائی فی الدنيا والآخرة وانت صاحب حوضی، من احبك احبني ومن ابغضك ابغضني))

”جناب حسین بن خالد نے امام علی رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے اجداد سے اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! آپ میرے بھائی اور میرے وزیر اور دنیا اور آخرت میں میرے پرچم دار ہیں۔ آپ میرے حوض کے مالک ہیں۔ جو آپ کو دوست رکھے گا اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے تم سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی۔“

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: ان اخي ووزيري علي بن ابي طالب رضي الله عنه))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی بن ابی طالب میرے بھائی اور وزیر ہیں۔“

((آخي رسول الله صلى الله عليه وسلم بين اصحابه فأخي بين ابي بكر و عمر و فلان و فلان فجاء علي رضي الله عنه فقال: آخيت بين اصحابك ولم تواخ بيني وبين احد، فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: انت اخي في الدنيا والآخرة))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان اخوت برقرار کی۔ حضرت عمر اور حضرت ابو بکر کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا اور اسی طرح دوسروں کے درمیان بھی اخوت برقرار کی۔ اسی دوران حضرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا: آپ نے اصحاب کے درمیان اخوت کو برقرار کیا لیکن مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔“

((جابر بن عبد الله و سعيد بن المسيب قالا: ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اخي بين اصحابه فبقي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم و ابو بكر و عمر و علي، فأخي بين ابي بكر و عمر، وقال لعلي: انت اخي وانا اخوك، فان ناكرك احد، فقل: انا عبد الله و اخو رسول الله))

”حضرت جابر بن عبد اللہ اور سعید بن مسیب رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا۔ اس وقت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم باقی رہ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر اور حضرت ابو بکر کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا اور حضرت علی سے فرمایا: آپ میرے بھائی ہیں اور میں آپ کا بھائی ہوں۔ اگر کوئی آپ کو جانتا نہ ہو تو کہہ دیجئے: میں اللہ کا بندہ اور رسول اللہ کا بھائی ہوں۔“

((عن مكحول ، عن ابى امامة قال : لما آخى النبى صلى الله عليه وآله وسلم بين الناس آخى بينه وبين على))

”جناب مکحول نے حضرت ابو امامہ سے نقل کیا ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے درمیان برادری اور اخوت برقرار کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی بنایا۔“

((بالاسناد ، قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم : ان آخى ووزيرى و خليفتى فى اهلى و خير من اترك بعدى ، يقضى دينى وينجر بوعدى على بن ابى طالب))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی بن ابی طالب میرے خاندان کے نگہبان، میرے بھائی، وزیر اور جانشین ہیں۔ وہ بہترین فرد ہیں جسے میں اپنا جانشین بنا رہا ہوں۔ وہ میرے قرض کو ادا کرے گا اور میرے وعدہ کو پورا کرے گا۔“

جنت میں مرقوم:

((عن جابر قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم : رايت مكتوباً على باب الجنة : لا اله الا الله محمد رسول الله على اخوه))

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ جنت کے دروازے پر لکھا ہوا تھا اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں اور علی بن ابی طالب ان کے بھائی ہیں۔“

((على النبى صلى الله عليه وآله وسلم قال لعلى : انت آخى وانا اخوك))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم میرے بھائی ہو اور میں تمہارا بھائی ہوں۔“

آسمانوں کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم : مكتوب على باب الجنة محمد رسول الله على اخو رسول الله قبل ان يخلق الله السماوات بالفى عام))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آسمانوں کو خلق کرنے سے دو ہزار سال پہلے بہشت کے دروازے

پر لکھا ہوا تھا محمد اللہ کے رسول ہیں اور علی رسول اللہ کے بھائی ہیں۔“

چچا کے بیٹے بھائی:

((بالاسناد، قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي اخي وصاحبي وابن عمي))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی میرے بھائی، ہم نشین اور میرے چچا کے بیٹے ہیں۔“

((عن جعفر الصادق عن آبائه عن امير المؤمنين قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: انت اخي، محبك محبي و مبغضك مبغضني، يا علي! انا وانت ابوا هذه الامة))

”امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنے اجداد سے اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! آپ میرے بھائی ہیں۔ آپ کو دوست رکھنے والا میرا دوست ہے اور آپ کو دشمن رکھنے والا میرا دشمن ہے۔ اے علی آپ اور میں اس امت کے دو باپ ہیں۔“

جنت میں آمنے سامنے گھر:

((بالاسناد، عن زيد بن علي عن آبائه عن علي قال: كان لي عشر من رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لم يعطهن احد قبلي ولا يعطاهن احد بعدى، قال لي: يا علي! انت اخي في الدنيا و اخي في الآخرة و انت اقرب الناس مني موقفاً يوم القيامة و منزلي و منزلك في الجنة متواجهان كمنزل الاخوين، و انت الولي و انت الوزير، عدوك عدوي و عدوي عدو الله و وليك وليي و وليي ولي الله عزوجل))

”حضرت زید بن علی نے اپنے اجداد سے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ مجھے اللہ کی طرف سے دس خصوصیات عطا ہوئیں جو مجھ سے پہلے کسی کے بھی پاس نہیں تھیں اور نہ ہی میرے بعد کسی کے پاس ہوں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! آپ اس دنیا میں اور آخرت میں میرے بھائی ہیں اور قیامت کے دن آپ لوگوں میں سے میرے قریب تر ہوں گے۔ آپ کا گھر اور میرا گھر بہشت میں ایسے ہوں گے جیسے دو بھائیوں کے گھر ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوتے ہیں۔ آپ میرے ولی اور وزیر ہیں۔ آپ کا دشمن میرا دشمن اور میرا دشمن اللہ کا دشمن ہے اور آپ کا دوست میرا دوست اور میرا دوست اللہ کا دوست ہے۔“

رسول اللہ کے برادر:

((بالاسناد، عن جابر الجعفي، قال سمعت جابر بن عبد الله الانصاري يقول: سمعت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يقول لعلي بن ابي طالب رضی اللہ عنہ: يا علي!
انت اخي و خليفتي علي امتي في حياتي و بعد وفاتي محبك محبي و مبغضك مبغضي
و عدوك عدوي و وليك وليي))

”جناب جابر جعفی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم میری حیات میں اور میری رحلت کے بعد میری امت کے درمیان میرے بھائی اور جانشین ہو۔ تم کو دوست رکھنے والا میرا دوست ہے اور تمہارا دشمن میرا دشمن ہے۔ جو تمہاری مخالفت کرے گا اس نے میری مخالفت کی اور جو تم سے محبت کرے گا اس نے مجھ سے محبت کی۔“

((بالاسناد، عن علي بن موسى الرضا رضی اللہ عنہ عن ابيه عن آبائه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: يا علي! انت اخي و وزيری و صاحب لوائی فی الدنيا و الآخرة و انت صاحب حوضی من احبك احبني، و من ابغضك ابغضني))

”امام علی رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے، وہ اپنے اجداد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! تم اس دنیا اور آخرت میں میرے بھائی، وزیر اور علمدار ہو اور تم صاحب حوض ہو۔ جو تمہیں دوست رکھے گا اس نے مجھے دوست رکھا اور جو تم سے دشمنی رکھے گا اس نے مجھ سے دشمنی رکھی۔“

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: علي اخي في الدنيا و الآخرة))
”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی اس دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہیں۔“

خلیلِ واخی:

((عن ابي ذر، ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: لكل نبی خلیل و ان خلیلی و اخي علي))

”حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر پیغمبر کا کوئی دوست ہوتا ہے اور میرے دوست اور بھائی علی ہیں۔“

بھائی اور ہم نشین:

((عن ابن عباس قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلي: انت اخي و صاحبی))

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ میرے بھائی اور ہم نشین ہیں۔“

محبوب ترین بھائی

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي أحب اخوتي))
 ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی میرے بھائیوں میں سے محبوب ترین بھائی ہیں۔“

امت مسلمہ کے بہترین فرد:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: اما ترضى انك خير امتي في الدنيا
 والآخرة، وانك اخي))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! آیا تم خوش نہیں کہ اس دنیا اور آخرت میں میری امت
 کے بہترین فرد اور میرے بھائی ہو۔“

بہترین بھائی:

((بالاسناد، قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: احب اخواني الي علي بن ابي
 طالب واحب اعمامي الي حمزة))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی میرے بہترین بھائی اور حمزہ میرے بہترین چچا ہیں۔“

رسول اللہ کے حبیب:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي حبيبي))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی میرے دوست ہیں۔“

مرض الموت میں جناب علی کو بلانا:

((عن بشير الدهان، عن ابي عبد الله رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله
 عليه وآله وسلم: في مرضه الذي توفي فيه: ادعوا لي خليلي، فارسلنا الي ابويهما فلما
 نظر اليهما رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اعرض عنهما، ثم قال: ادعوا لي
 خليلي، فارسل الي علي فلما نظر اليه اكب عليه يحدثه، فلما خرج لقياه فقالا له: ما
 حد ثك خليك؟ فقال: حدثني الف باب يفتح كل باب الف باب))

”بشیر دہان نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس بیماری میں
 وفات پائی اس میں فرمایا: میرے دوست کو میرے پاس بلائیں، سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما
 دونوں نے اپنے اپنے والد کو بلانے کیلئے آدمی بھیجا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ نہ فرمائی۔ پھر فرمایا:
 میرے دوست کو میرے پاس بلائیں۔ پھر ام المومنین سیدہ عائشہ و حفصہ رضی اللہ عنہما نے حضرت علی رضی
 اللہ عنہ کو بلانے کیلئے آدمی بھیجا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ ان پر پڑی تو آپ ان پر جھک گئے

اور باتیں کرنے لگے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ خارج ہوئے تو سیدنا ابو بکر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے کیا کہا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے لئے ہزار باب علم کے بیان فرمائے کہ ہر ایک باب سے ہزار باب نکلتے ہیں۔“

((عن عبد الله بن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وآله سلم قال في مرضه: ادعوا لي اخي، فدعى له عمر فاعرض عنه ثم قال: ادعوا لي اخي، فدعى له ابو بكر فاعرض عنه ثم قال: ادعوا لي اخي، فدعى له عثمان فاعرض عنه، ثم دعى علي بن ابي طالب رضي الله عنه فستره بثوبه واكب عليه فلما خرج من عنده، قيل له ما قال؟ قال: علمني الف باب كل باب (يفتح) الف باب))

”حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں فرمایا: میرے بھائی کو میرے پاس بلائیں۔ پس حضرت عمر کو ان کے پاس بلایا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف توجہ نہ فرمائی اور فرمایا: میرے بھائی کو میرے پاس بلائیں۔ پس حضرت ابو بکر کو بلایا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف بھی توجہ نہ فرمائی اور پھر فرمایا: میرے بھائی کو میرے پاس بلائیں۔ پس حضرت عثمان غنی کو بلایا گیا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف بھی توجہ نہ فرمائی۔ اس کے بعد حضرت علی بن ابی طالب کو بلایا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لباس ان کو پہنایا اور خود کو ان پر گرا دیا۔ جب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ہو کر واپس آئے تو ان سے پوچھا گیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کہا؟ فرمایا: مجھے علم کے ایک ہزار باب تعلیم کیے کہ ہر باب سے ہزار باب نکلتے ہیں۔“

بوقتِ رحلتِ سیدنا علی کو گلے سے لگانا:

((عن عائشة انها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وهو في بيتي لما حضره الموت: ادعوا لي حبيبي، فدعوت اليه ابا بكر فنظر اليه الرسول فوضع راسه ثم قال: ادعوا لي حبيبي، قلت: ويلكم ادعوا له علي بن ابي طالب رضي الله عنه، فوالله لا يريد غيره، فلما راه فرج الثوب الذي كان عليه ثم ادخله فيه))

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحلت کے وقت میرے گھر میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے دوست سے کہیں آجائے۔ میں نے حضرت ابو بکر سے آئے کو کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف نگاہ کی اور اپنے سر کو جھکا لیا۔ پھر فرمایا: میرے دوست سے کہیں آجائے۔ میں نے کہا: حیف ہو! علی بن ابی طالب کو بلائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بہت چاہتے ہیں۔ جب حضرت علی آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا

اور جو چادر آپ نے اوڑھی ہوئی تھی علی کو اس چادر کے نیچے جگہ دی اور ان کو اپنے گلے سے لگایا۔
لوگوں میں سب سے محبوب ترین:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي احب الناس))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی میرے نزدیک لوگوں میں سے محبوب ترین فرد ہیں۔“

مردوں میں سب سے محبوب ترین

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي احب الرجال الي))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی میرے نزدیک مردوں میں سے محبوب ترین ہیں۔“

رسول اللہ کے نزدیک سب سے محبوب ترین شخصیت:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي احب اهلي الي))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی میرے نزدیک میرے خاندان میں سے محبوب ترین فرد ہیں۔“

☆☆☆

فصل نمبر 69:

علی و حدیث الطیر المشوی:

حضرت علی اور مرغ بریاں کی حدیث

رسول اللہ کی دعا اور حضرت علی کا حاضر ہونا:

((حدثني انس بن مالك قال: اهدت ام ايمن لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

طيراً فقال اللهم ائتني باحب خلقك اليك يا كل معي من هذا الطير، فدخل علي بن ابي

طالب فقال: اللهم و الي))

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث نقل کی ہے کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے بھنا ہوا

مرغ بہ طور ہدیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ!

اپنی محبوب ترین ہستی کو میرے پاس بھیج تاکہ وہ میرے ساتھ اس مرغ کو کھائے۔ اسی دوران حضرت علی

بن ابی طالب رضی اللہ عنہ داخل ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! ان کو میرے پاس

بھیج۔“

اللہ کی محبوب ترین شخصیت:

((عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انی بطیر فقال: اللہم ائتنی باحب خلقتک الیک یا کل معی من هذا الطائر، قال: فجاء علی بن ابی طالب فقال: اللہم الی اللہم الی))

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بھنا ہوا مرغ لایا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! اپنی محبوب ترین ہستی کو میرے پاس بھیج تا کہ وہ میرے ساتھ اس مرغ کو کھائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ داخل ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا: اے اللہ! ان کو میرے پاس بھیج۔ اے اللہ! ان کو میرے پاس بھیج۔“

رسول اللہ کے ساتھ مل کر کھانا کھانا:

((عن انس قال: اهدی الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طیر فقال: اللہم ائتنی باحب خلقتک الیک، فجاء علی فاکل معہ))

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مرغ بریاں بہ طور ہدیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا: اے اللہ! اپنی محبوب ترین ہستی کو میرے پاس بھیج۔ اس وقت علی رضی اللہ عنہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھایا۔“

((بالاسناد، عن انس بن مالک: ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان عندہ طائر فقال: اللہم ائتنی باحب خلقتک الیک یا کل معی من هذا الطیر، فجاء ابو بکر فردوہ ثم جاء عمر فردوہ ثم جاء علی فاذن له))

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مرغ بریاں رکھا ہوا تھا۔ آپ نے عرض کیا: اے اللہ! اپنی محبوب ترین ہستی کو میرے پاس بھیج تا کہ وہ میرے ساتھ اس مرغ سے کھائے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں واپس لوٹا دیا، اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی واپس لوٹا دیا، لیکن جس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی۔“



فصل نمبر 70:

وصفہ بالسیادة:

حضرت علی کے قائدانہ اوصاف

مومنین کے سردار:

((قال (النبي) صلى الله عليه وآله وسلم: علي سيد المومنين))
 ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی مومنین کے سردار ہیں۔“

سید الاولیاء:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي سيد الاولياء))
 ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی اولیاء کے سردار ہیں۔“

سردار عرب:

((ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال: انا سيد ولد آدم وعلي سيد العرب))
 ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں فرزندانِ آدم کا سردار ہوں اور علی عرب کے سردار ہیں۔“

احترم علی:

((عن ابن ابي ليلى، عن الحسن بن علي قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: ”ادعوا لي سيد العرب“ يعني علي بن ابي طالب، فقالت عائشة: الست سيد العرب؟ فقال: ”انا سيد ولد آدم، وعلي سيد العرب“ فلما جاء ارسل الى الانصار فاتوه۔ فقال لهم: يا معشر الانصار! الا ادلكم علي ما ان تمسكنم به لن تضلوا بعده ابدا؟ قالوا بلى يا رسول الله: هذا علي فاحبوه بحبي، واكرموه بكرامتي فان جبرئيل امرني بذلك، قلت لكم عن الله عز وجل))

”ابن ابی لیلی نے امام حسن بن علی سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سرورِ عرب (علی بن ابی طالب) سے کہیں میرے پاس آئے۔ سیدہ عائشہ نے کہا: کیا آپ عرب نہیں ہیں؟ فرمایا: میں فرزندانِ آدم کا سرور ہوں اور علی عرب کے سرور ہیں۔ پس جس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے ان کو انصار کے پاس بھیجا۔ انصار آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے انصار کے گروہ! میں چاہتا ہوں کہ آپ کو ایک چیز کی رہنمائی کروں کہ اگر اس سے تمسک کیا تو ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔“

انہوں نے کہا: جی ہاں! اے رسول اللہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ علی ہیں۔ انہیں میری محبت کی خاطر دوست رکھیں اور میری کرامت کی خاطر ان کا احترام کریں، لہذا جبرئیل نے مجھے حکم دیا ہے کہ یہ حکم اللہ کی طرف سے آپ کو بتاؤں۔“

پرہیزگاروں کے امام:

((عن قال: نظر النبي صلى الله عليه وآله وسلم الى علي بن ابي طالب، فقال: هذا خير الاولين من اهل السموات والارضين، وسيد الصديقين وامام المتقين))
 ”حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر نگاہ کی اور فرمایا: یہ اہل آسمان اور زمین والوں میں سے بہترین رہنما ہیں، بچوں کے سردار اور پرہیزگاروں کے امام ہیں۔“

دنیا اور آخرت میں سردار:

((عن عبد الله بن عباس رضي الله عنه قال: نظر النبي صلى الله عليه وآله وسلم الى علي بن ابي طالب فقال: سيد في الدنيا وسيد في الآخرة))
 ”حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا اور فرمایا: یہ دنیا اور آخرت میں لوگوں کے سردار ہیں۔“

سیدنا ابن عباس کو حکم:

((عن ابن عباس قال: بعثني رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الى علي بن ابي طالب فقال: قل له: انت سيد في الدنيا وسيد في الآخرة، من احبك فقد احبني ومن ابغضك فقد ابغضني))

”حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور فرمایا: ان سے کہو: تم اس دنیا اور آخرت میں سردار ہو! جو تمہیں دوست رکھے گا اس نے مجھے دوست رکھا ہے اور جو تمہارے ساتھ دشمن کرے گا اس نے میرے ساتھ دشمنی کی ہے۔“

سید فی دنیا و الآخرة:

((قال ابن عباس: نظر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الى علي بن ابي طالب رضي الله عنه فقال: انت سيد في الدنيا وسيد في الآخرة، من احبك فقد احبني، وحببي حبيب الله ومن ابغضك فقد ابغضني وبغضني بغض الله، فالويل لمن ابغضك بعدى))

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا اور فرمایا: آپ دنیا اور آخرت میں سرور ہیں، جو آپ کو دوست رکھے گا اس نے مجھے دوست رکھا ہے اور میرا دوست اللہ کا دوست ہے اور جو آپ سے دشمنی کرے گا اس نے مجھ سے دشمنی کی ہے اور میرا دشمن اللہ کا دشمن ہے۔ افسوس ہے ان پر جو میرے بعد آپ سے دشمنی کریں گے۔“

((عن ابن عباس قال: قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلی: یا علی انت سید فی الدنیا و سید فی الآخرة من احبک فقد احبنی و من احبنی فقد احب اللہ و من ابغضک فقد ابغضنی و من ابغضنی فقد ابغض اللہ عزوجل))

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی! تم اس دنیا اور آخرت میں سرور ہو، جو تمہیں دوست رکھے گا اس نے مجھے دوست رکھا اور جو تم سے دشمنی کرے گا اس نے مجھ سے دشمنی کی اور جو مجھ سے دشمنی کرے گا اس نے اللہ کے ساتھ دشمنی کی ہے۔“

☆☆☆

فصل نمبر 71:

دعاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلی:

حضرت علی کے حق میں رسول اللہ کی دعا

جناب علی کو دیکھنا:

((بالاسناد، ام عطیة قالت: بعث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیشا فیہم علی، قالت فسمعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وهو رافع یدیه یقول: اللہم لا تمتنی حتی ترینی علیاً))

”ام عطیہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کو روانہ کیا جن کے درمیان حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کو طرف بلند کیا ہوا تھا اور عرض کر رہے تھے: اے اللہ! مجھے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک علی کو نہ دیکھ لوں۔“

سردی اور گرمی کے دور ہونے کی دعا:

((فی حدیث) قال (النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم): اللہم اذهب عنه الحر والبرد قال

علی رضی اللہ عنہ فما وجدت حرّاً ولا برداً بعد یومئذ))
 ”حدیث میں نقل ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا کی اور
 عرض کیا: اے اللہ! سردی اور گرمی کو اس سے دور کر۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس دن کے بعد
 میں نے کبھی بھی گرمی اور سردی محسوس نہ کی۔“

☆☆☆

فصل نمبر 72:

علی الصدیق الاکبر و فاروق هذه الامة:

حضرت علی اس امت کے سب سے زیادہ سچے اور حق و باطل کو الگ کرنے والے ہیں

حدیث نمبر 1:

((عن عباد بن عبد الله قال: سمعت علياً رضي الله عنه يقول: انا عبد الله و اخو رسوله

وانا الصديق الاكبر صليت قبل الناس سبع سنين))

”عباد بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ کا بندہ اور اس کے رسول صلی اللہ

علیہ وسلم کا بھائی ہوں اور میں صدیق اکبر ہوں۔ میں نے اوروں سے سات سال پہلے نماز ادا کی۔“

حدیث نمبر 2:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي الصديق الاكبر))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی سب سے زیادہ سچا ہے۔“

حدیث نمبر 3:

((عن ابي سخيلا قال: حججت انا و سلمان الفارسي فمررنا بالربذة و جلسنا الى ابي

ذر الغفاري فقال لنا: انه ستكون بعدى فتنة و لا بد منها فعليكم بكتاب الله و الشيخ

علي بن ابي طالب رضي الله عنه فالزموهما، فاشهد علي رسول الله صلى الله عليه

وآله وسلم اني سمعته وهو يقول: علي اول من آمن بي و اول من صدقني و اول من

يصادقني يوم القيامة، وهو الصديق الاكبر، وهو فاروق هذه الامة يفرق بين الحق

والباطل، وهو يعسوب المومنين و المال يعسوب المنافقين))

”ابو سخیلہ کہتے ہیں کہ میں اور سلمان حج پر گئے۔ جب مقام ربذہ پر پہنچے تو حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ

عنه کے پاس گئے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے ہم سے کہا: میرے بعد ایک بڑا فتنہ کھڑا ہوگا اور اس کے علاوہ کوئی اور چارہ ہی نہیں، اس وقت آپ اللہ کی کتاب اور مرد بزرگ علی بن ابی طالب کے مدافع اور محافظ ہیں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنا رہا ہوں کہ میں نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ علی پہلے فرد ہیں جو مجھ پر ایمان لائے اور پہلے فرد ہیں جس نے میری نبوت کا اقرار کیا اور پہلے فرد ہیں جو قیامت کے دن مجھ سے مصافحہ کریں گے۔ وہ اس امت کے سب سے زیادہ سچے ہیں اور اس امت کے فاروق ہیں جو حق اور باطل کو جدا کریں گے اور وہ مومنین کے سرور ہیں اور منافقین کے سرور مال اور دولت ہیں۔“

حدیث نمبر 4:

((قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ستكون من بعدى فتنة فاذا كان ذلك فالزموا علي بن ابي طالب، فانه الفاروق بين الحق والباطل))
”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد ایک بڑا فتنہ کھڑا ہوگا اس وقت علی بن ابی طالب کا ساتھ نہ چھوڑنا چونکہ وہ حق اور باطل کے درمیان جدائی ڈالیں گے۔“

حدیث نمبر 5:

((عن ابي ذر و سلمان رضی اللہ عنہما (قالا): اخذ رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بيد علي بن ابي طالب رضی اللہ عنہ فقال: اول من آمن بي و اول من يصفحني يوم القيامة و هو الصديق الاكبر و فاروق هذه الامة و يعسوب المومنين))
”حضرت ابوذر اور سلمان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: یہ وہ پہلے شخص ہیں جو مجھ پر ایمان لائے اور پہلے شخص ہیں جو قیامت کے دن مجھ سے مصافحہ کریں گے۔ یہ اس امت کے صدیق اکبر اور فاروق ہیں اور مومنین کے سرور ہیں۔“

حدیث نمبر 6:

((بالاسناد، انه سمع اباذر يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لعلي رضی اللہ عنہ: انت اول من آمن بي وانت اول من يصفحني يوم القيامة، وانت الصديق الاكبر وانت الفاروق الاعظم تفرق بين الحق والباطل، وانت يعسوب المومنين و المال يعسوب الكافرين))
”حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ پہلے فرد ہیں جو مجھ پر ایمان لائے ہیں اور آپ پہلے فرد ہوں گے جو قیامت کے دن مجھ سے مصافحہ

کریں گے۔ آپ صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہیں کہ حق اور باطل کو جدا کریں گے۔ آپ مومنین کے سرور ہیں لیکن کافروں کا سردار مال اور دولت ہے۔“



فصل نمبر 73:

علی مع الحق والحق مع علی:

علی حق کے ساتھ ہیں اور حق علی کے ساتھ

تجہیز و تکفین پیغمبر:

((عن ابی عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: علی مع الحق والحق معہ، وهو الامام والخلیفۃ من بعدی، من تمسک بہ فاز ونجا، ومن تخلف عنہ ضل وغوی، یلبی غسلی وتکفینی ویقضی دینی و ابو سبطی الحسن والحسین))
 ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی ہمیشہ حق کے ساتھ ہیں اور حق ان کے ساتھ ہوگا۔ جو بھی ان سے تمسک کرے گا وہ کامیاب ہوگا اور رہائی پالے گا۔ وہ میرے غسل اور کفن کو انجام دے گا اور میرے قرض کو ادا کریں گے۔ وہ میرے دونوں سون حسن اور حسین کے باپ ہیں۔“

سچائی اور جناب علی کا قیامت کے دن حوض کوثر پر حاضر ہونا:

((عن ابی ذر عن ام سلمة قالت: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول: ان علیا مع الحق والحق معہ، لن یزولا حتی یردا علی الحوض))
 ”حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی حق کے ساتھ ہیں اور حق ان کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں کہ حوض کوثر پر مجھ سے ملیں گے۔“

باغیوں سے جہاد کرنے والے:

((عن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: لعلی: یا علی! استقاتک الفئة الباغیة، وانت علی الحق، ومن لم ینصرک یومئذ فلیس منی))

”حضرت عمار یاسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے

علی! جلد ہی باغیوں کا گروہ آپ کے ساتھ جنگ کرے گا، لیکن آپ حق پر ہیں۔ جو کوئی بھی اس دن آپ کی مدد نہیں کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہے۔“
علی حق کے ساتھ اور حق علی کے ساتھ ہے:

((عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي مع الحق والحق معه، لا يفترقان حتى يرادا علي الحوض))
 ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی حق کے ساتھ ہیں اور حق ان کے ساتھ۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے ملیں گے۔“
 (سنن نسائی)

((وقال النبي صلى الله عليه وآله وسلم: الحق مع علي أينما مال))
 ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی جہاں بھی جائیں حق ان کے ساتھ ہے۔“
علی جہاں ہیں سچائی وہیں ہے:

((قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم: علي مع الحق، والحق مع علي حيث كان))
 ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی حق کے ساتھ ہیں اور حق علی کے ساتھ ہے جس جگہ پر بھی ہوں۔“

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: الحق مع علي بن ابي طالب حيث دار))
 ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی جہاں کہیں بھی جائیں حق ان کے ساتھ ہوگا۔“
 ((عن ام سلمة قالت: سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول: ان الحق مع علي، وعلياً مع الحق لن يزولا حتى يرادا علي الحوض))
 ”سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا: علی حق کے ساتھ ہیں اور حق علی کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ہیں یہاں تک کہ حوض کوثر کے کنارے مجھ سے ملیں گے۔“

((مسند ابي يعلى عبد الرحمن بن ابي سعيد الخدري عن ابيه قال: مر علي بن ابي طالب رضي الله عنه فقال النبي صلى الله عليه وآله وسلم: الحق مع دا، الحق مع دا))
 ”ابو یعلیٰ عبد الرحمن بن ابی سعیدی نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے گزرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حق ان کے ساتھ ہے، حق ان کے ساتھ ہے۔“

جناب علی کے لیے دعا:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: رحم الله عليا، اللهم ادر الحق معه حيث دار))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی رحمت ہو علی پر، وہ جس جگہ پر بھی ہوں اے اللہ! حق کو ان کے ساتھ قرار دے۔“

سیدہ ام سلمہ کا گریہ:

((عن ابی ثابت مولى ابی ذر قال: دخلت علی ام سلمة، فرایتها تبکی وتذكر علیا وقالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول: علی مع الحق والحق مع علی ولن تفترقا حتی یردا علی الحوض يوم القيامة))

”حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کا غلام ابو ثابت کہتا ہے کہ میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے قریب سے گزرا۔ میں نے دیکھا کہ وہ رو رہی ہیں اور علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرما رہی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ علی حق کے ساتھ ہیں اور حق علی کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں کہ قیامت کے دن حوض کوثر کے کنارے مجھ سے ملیں گے۔“

علی کی زبان اور دل میں حقانیت ہے:

((عن علی رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: يا علی ان الحق معك والحق علی لسانك وفي قلبك وبين عينيك))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے علی! حق آپ کے ساتھ اور آپ کی زبان پر اور قلب اور دو آنکھوں کے درمیان ہے۔“

ہمیشہ حق کا ساتھی:

((فی حدیث عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انه قال: الحق لن یزال مع علی، وعلی مع الحق لن یختلفا ولن یفترقا))

”ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حق ہمیشہ علی کے ساتھ ہے اور علی بھی حق کے ساتھ ہے۔ ان دونوں کا آپس میں اختلاف بھی نہیں ہے اور کبھی بھی جدا نہیں ہوں گے۔“

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: الحق مع علی، وعلی مع الحق یدور معه حیث مادار))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حق علی کے ساتھ اور علی حق کے ساتھ ہے۔ جدھر بھی حق جائے گا علی

بھی اس کے ساتھ ساتھ ہوں گے۔“

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي مع الحق والحق مع علي رضي الله عنه))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی حق کے ساتھ ہیں اور حق علی کے ساتھ ہے۔“

((بالاسناد۔ ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال لعلي: انت مع الحق والحق معك حيثما دار))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ حق کے ساتھ اور حق جدھر بھی جائے آپ کے ساتھ ہوگا۔“

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: (يعلي) انت مع الحق والحق معك))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ حق کے ساتھ ہیں اور حق بھی آپ کے ساتھ۔“

((في حديث عن ابي ذر اني سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول: علي

مع الحق، والحق معه وعلي لسانه، والحق يدور حيثما دار علي))

”ایک حدیث میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی حق کے ساتھ اور حق ان کی زبان پر اور ان کے ساتھ ہے اور جہاں کہیں بھی علی جاتے ہیں حق بھی ان کے ساتھ جاتا ہے۔“

((وعن سلمان و ابي ذر و المقداد عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال: ان

عليًا مع الحق والحق مع علي كيفما دار به، فانه اول من آمن بي و اول من يصفحني

يوم القيامة، وهو الصديق الاكبر و الفاروق الاعظم، يفرق بين الحق والباطل))

”حضرت سلمان، حضرت ابو ذر اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی حق کے ساتھ ہیں اور حق بھی ہر وقت ان کے ساتھ ہے، چونکہ علی پہلے فرد ہیں جو مجھ پر ایمان لائے اور پہلے فرد ہوں گے جو قیامت کے دن مجھ سے مصافحہ کریں گے۔ وہ صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہیں جو حق اور باطل کے درمیان جدائی ڈالیں گے۔“

((عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم: علي مع الحق والحق مع علي والحق يدور

حيثما دار علي))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی حق کے ساتھ ہیں اور حق علی کے ساتھ ہے، جہاں کہیں بھی علی

جاتے ہیں حق بھی ان کے ساتھ گھومتا ہے۔“

فصل نمبر 74:

علی مع القرآن و القرآن مع علی:

قرآن علی کے ساتھ ہے اور علی قرآن کے ساتھ

علی حق و قرآن کے ساتھ ہیں:

((فی حدیث ام سلمة قالت: والذی نفسی بیدہ لقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: علی مع الحق و القرآن، و الحق و القرآن مع علی ولن یفترقا، حتی یردا علی الحوض))

”ایک حدیث میں نقل ہوا ہے کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ علی قرآن اور حق کے ساتھ ہیں اور حق اور قرآن علی کے ساتھ ہیں۔ یہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر کے کنارے مجھ سے ملیں گے۔“

علی قرآن اور قرآن علی کے ساتھ ہے:

((بالاسناد، عن ثابت مولیٰ آل ابی ذر عن ام سلمة قالت: سمعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول: علی بن ابی طالب مع القرآن، و القرآن معہ له یفترقان حتی یردا علی الحوض))

”حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے خاندان کے غلام ثابت نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی بن ابی طالب قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن ان کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر کے کنارے مجھ سے ملاقات کریں گے۔“

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: علی مع القرآن و القرآن مع علی))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن بھی ان کے ساتھ ہے۔“

دو جانشین:

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: انی تارک فیکم خلیفتین، کتاب اللہ و علی بن

ابی طالب))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں آپ کے درمیان دو جانشین چھوڑے جا رہا ہوں اللہ کی کتاب اور علی۔“

((عن زید بن ثابت قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: اني تارك فيكم خليفتين: كتاب الله وعلی بن ابی طالب))

”حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں آپ کے درمیان دو جانشین چھوڑے جا رہا ہوں: ایک اللہ کی کتاب ہے اور دوسرے علی بن ابی طالب ہیں۔“

☆☆☆

فصل نمبر 75:

نزول الماء من السماء لعلی:

حضرت علی کے لیے آسمان سے پانی نازل ہونا

((روى الخوارزمي باسناده الى انس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: لابی بكر و عمر: امضيا الى علی-رضی اللہ عنہ- حتى يحدثكما بما كان منه فی ليلته، وانا علی اثر كما، قال انس: فمضيا ومضيت معهما، فاستاذن ابو بكر و عمر علی علی-رضی اللہ عنہ- فخرج اليهما فقال: يا ابا بكر! حدث شيء؟ قال: (لا) وما حدث الا خیر- قال: (قال) لی رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم- ولعمر: امضيا الى علی حتى يحدثكما بما كان منه فی ليلته- وجاء النبي صلى الله عليه وآله وسلم فقال: يا علی احداثكما ما كان منك فی ليلتك- فقال: استحيي، يا رسول الله، فقال: حدثهما، فان الله لا يستحيي من العرق، فقال علی: اردت الماء للطهارة واصبحت و خفت ان تفوتني الصلاة، فوجهت الحسن في طريق والحسين في طريق في طلب الماء فابطيا علی فاحزنني ذلك، فرايت، السقف قائم انشق ونزل علی منه سطل مغطى بمنديل، فلما صار في الارض نحيت المنديل عنه و اذا فيه ماء فتطهرت للصلاة و اغتسلت و صليت، ثم ارتفع السطل و المنديل و التام السقف))

”خوارزمی اپنی سند سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے فرمایا: علی کے پاس جاؤ تا کہ کل رات جو ان کے ساتھ واقعہ پیش آیا تمہارے لئے بیان کریں، میں بھی تمہارے پیچھے آ رہا ہوں۔ حضرت ابو بکر

و عمر رضی اللہ عنہما روانہ ہوئے اور میں (انس بن مالک) بھی ان کے ساتھ روانہ ہوا۔ جس وقت علی رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے ان سے داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر سے باہر آئے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آیا کوئی واقعہ پیش آیا ہے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں خیر اور خیریت کے علاوہ اور کوئی بات نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور عمر سے فرمایا: علی کے پاس جاؤ تاکہ کل رات جو واقعہ ان ساتھ پیش آیا تمہارے لئے بیان کریں۔ اسی دوران رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے اور علی سے فرمایا: جو واقعہ کل آپ کے ساتھ پیش آیا ان کیلئے بیان کرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! بیان کرنے سے مجھے شرم محسوس ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کیلئے بیان کرو کیونکہ اللہ بھی حق کو بیان کرنے سے شرم و عار نہیں کرتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں صبح سویرے اٹھ کر طہارت کیلئے گیا تو پانی موجود نہیں تھا۔ میں خوفزدہ ہو گیا کہ نماز قضا نہ ہو جائے، اس لیے حسن اور حسین کو علیحدہ پانی لانے کیلئے بھیجا۔ انہوں نے دیر کی، غم اور خوف نے میرے پورے بدن کو لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ کمرے کی چھت میں سوراخ ہوا اور پانی کی بالٹی جو تولیہ میں لٹی ہوئی تھی میرے لئے اتری۔ جب بالٹی زمین پر پہنچی تو میں نے تولیہ ہٹایا دیکھا کہ بالٹی میں پانی ہے۔ میں نے اپنے جسم کو دھویا، غسل کیا اور نماز ادا کی۔ اس کے بعد بالٹی اور تولیہ آسمان کی طرف واپس ہوئے اور کمرے کی چھت آپس میں مل گئی۔“



فصل نمبر 76:

علی کفو لفاطمة:

حضرت علیؑ ہی سیدہ فاطمہ کے کفو تھے

جناب صدیق اکبر و عمر کا جناب علیؑ کو مشورہ:

((عن الضحاک بن مزاحم قال: سمعت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یقول: اتانی ابو بکر و عمر فقالا: لو اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فذکرت لہ فاطمة: قال فاتیتہ فلما رآنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضحك ثم قال: ما جاء بك یا ابا الحسن وما حاجتک؟ قال: فذکرت لہ قرابتی و قدمی فی الاسلام و نصرتی لہ و جہادی، فقال یا علی اصدقت فانت افضل مما تذکر فقلت: یا رسول اللہ! فاطمة تزوجنیہا؟ لقال: یا علی انه قد ذکرها قبلك رجال فذکرت ذلك لہا فرایت الکراہة

فی وجهها، ولكن على رسلك حتى اخرج اليك، فدخل عليها فقامت اليه فاخذت رداءه ونزعت نعلينه واتته بالوضوء، فوضاته بيدها وغسلت رجليه ثم فعدت فقال لها: يا فاطمة! فقالت: لبيك حاجتك يا رسول الله؟ قال: ان علي بن ابي طالب من قد عرفت قرابته وفضلته واسلامه، واني قد سالت ربي ان يزوجك خير خلقه واحبهم اليه، قد ذكرت من امرك شيئا فماتيرين؟ فسكتت ولم تول وجهها ولم يرفيه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كراهته فقام وهو يقول: الله اكبر! سكوتها اقرارها، فاتاه جبرئيل فقال: يا محمد اتزوجها علي بن ابي طالب، فان الله قد رضيه له ورضيه لها۔ قال علي رضي الله عنه: فزوجني رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: ثم اتاني فاخذ بيدي فقال: قم بسم الله وقل: علي بركة الله وماشاء الله لا قوة الا بالله توكلت على الله ثم جاءني حين اقعدي عندها ثم قال: اللهم انهما احب خلقك الي فاحبهما وبارك في ذريتهما واجعل عليهما منك حافظا، واني اعيزهما وذريتهما بك من الشيطان الرحيم))

”جناب صحابہ کرام کہتے ہیں کہ میں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ حضرت ابو بکر اور عمر میرے پاس آئے اور کہا: اگر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں تو بہتر ہوگا ان سے فاطمہ کی شادی کے بارے میں بات چیت کرنا۔ حضرت علی کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو مسکراتے ہوئے فرمایا: اے علی! کس لئے آئے ہو اور کیا کہنا چاہتے ہو؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر اپنے خاندان کے بارے میں اسلام قبول کرنے اور پیغمبر کی مدد کرنے اور جہاد میں دوسرے لوگوں سے سبقت لینے جیسے امور پر ان سے گفتگو ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! سچ کہہ رہے ہو۔ آپ جو کچھ بھی یہاں کہہ رہے ہیں برتر ہیں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آیا فاطمہ کی شادی میرے ساتھ کریں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! آپ سے پہلے کچھ لوگ خواستگاری اور رشتے کیلئے آئے ہیں اس بارے میں فاطمہ سے بات کی لیکن ان کے چہرے پر میں نے ناگواری کے آثار دیکھے، کچھ دیر انتظار کریں، میں واپس آ رہا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ کے پاس آئے، سیدہ فاطمہ ان کے احترام میں کھڑی ہو گئیں، ان سے عبالی اور ان کے جوتے اتارے اور ان کے لئے پانی حاضر کیا اور خود اپنے ہاتھ سے ان کے پاؤں دھوئے اور بیٹھ گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہ! سیدہ فاطمہ نے عرض کیا: لبيك يا رسول الله! آپ کیا فرمانا چاہتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی بن ابی طالب وہ ہیں کہ جن کے خاندان اور فضیلت اور اسلام کو تم جانتی ہو، میں نے پروردگار سے التجا کی ہے

کہ اپنی مخلوق میں سے بہترین فرد کو تمہاری ہمسری کیلئے انتخاب کرے۔ علی نے تم سے شادی کرنے کی تجویز پیش کی ہے، تمہارا کیا خیال ہے؟ سیدہ فاطمہ خاموش ہو گئیں اور رخ پھیر لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چہرے پر شرم کے آثار دیکھے تو کھڑے ہو کر فرمایا: اللہ اکبر! اس کی خاموشی رضامندی کی علامت ہے۔ اسی دوران جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا: یا محمد! اس کی شادی علی کے ساتھ کر دو، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس پر خوش ہے کہ فاطمہ علی کیلئے ہو اور علی فاطمہ کے لئے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا عقد فاطمہ کے ساتھ کر دیا۔ میرے قریب آئے اور میرے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا: بسم اللہ کھڑے ہو جاؤ اور کہو: ((علی برکة اللہ و ما شاء اللہ لا قوة الا باللہ تو کلت علی اللہ)) اس کے بعد مجھے سیدہ کے قریب بٹھایا اور عرض کیا: اے اللہ! یہ تیری مخلوق کے دو فرد میرے نزدیک محبوب ترین ہیں تو ان دونوں کو دوست رکھ اور ان کی نسل میں برکت عطا فرما اور ان کو اپنی حفاظت میں رکھ۔ میں ان دونوں اور ان کی نسل کو شیطان رجیم کے شر سے تیری پناہ میں قرار دے رہا ہوں۔“

سیدہ فاطمہ کا نکاح اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر کیا:

((اخبرنی ابی عن جدی عن ابیہ قال: کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوساً بباب دارہ واذا بفاطمة قد اقبلت وہی حاملہ الحسن و هو تبکی بکاءً شدیداً فاستقبلها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقال: ما یبکیک لا ابکی اللہ عینک؟ ثم تناول الحسن من یدھا فقالت: یا ابا ان نساء قریش عیرنی و قلن زوجک ابوک من فقیر لا مال له، فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ما زوجتک انا و لکن اللہ تعالیٰ زوجک من السماء و شهد بذلك جبرئیل و میکائیل و اسرافیل، اعلمی یا فاطمة ان اللہ تعالیٰ اطلع الی الارض اطلاعة فاختر منها اباک فبعثه نبیاً ثم اطلع ثانیة فاختر منها من الخلائق علیاً بعلک، ثم زوجک به من فوق السماوات السبع و امرنی ان ازوجک به واتخذہ وزیراً، فعلی اشجع الناس قلباً و اعلم الناس علماً و احکم الناس حکماً و اقدم الناس ایماناً و اسمحهم کفاواً حسنهم خلقاً))

”راوی کہتا ہے کہ میرے باپ نے اپنے والد سے اس نے اپنے اجداد سے خبر دی ہے کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے گھر کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک سیدہ فاطمہ کا وہاں سے گزر ہوا۔ اس وقت انہوں نے حضرت حسن کو اٹھایا ہوا تھا اور وہ شدید رو رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا استقبال کیا اور فرمایا: اللہ آپ کو نہ رلائے، کیوں رو رہی ہو؟ اس کے بعد جناب حسن کو ان سے لیا۔ سیدہ فاطمہ نے عرض کیا: بابا جان! قریش کی عورتیں مجھے ملامت کرتی ہیں اور

کہتی ہیں: تمہارے باپ نے تمہاری شادی ایک ایسے شخص سے کی ہے جو فقیر اور محتاج ہے، اس کے پاس کوئی دولت وغیرہ نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تمہارا عقد اس کے ساتھ نہیں کیا ہے بلکہ اللہ نے آسمان پر اس کو تمہارا شوہر منتخب کیا ہے اور اس کے گواہ جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل ہیں۔ اے فاطمہ! جان لو کہ اللہ نے اس زمین پر ایک خاص لطف کیا ہے اور تمہارے والد کا اس زمین پر انتخاب کیا اور اسے پیغمبر مبعوث کیا، اس کے بعد ایک اور عنایت فرمائی، لوگوں میں سے علی کو جو کہ تمہارے شوہر ہیں (ولایت کے لیے) انتخاب کیا۔ اس کے بعد سات آسمانوں کی بلندی پر تمہیں ان کیلئے شریک حیات انتخاب کیا اور مجھے حکم دیا کہ تمہاری شادی اس سے کر دوں اور ان کو اپنا وزیر بناؤں۔ علی لوگوں میں سے شجاع ترین، عقل مند اور سمجھ دار ہیں اور سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں۔ وہ سب سے زیادہ مہربان اور باخلاص ہیں۔“

سیدنا علیؑ ہی سیدہ فاطمہ کے کفو تھے:

((بالاسناد، عن یونس بن طیبان، عن ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال: سمعته یقول: لولا ان اللہ تبارک و تعالیٰ خلق امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ لفاطمۃ، ما کان لہ کفو علی ظهر الارض من آدم و من دونہ))
 ”یونس بن طیبان کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے سنا کہ اگر اللہ تعالیٰ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فاطمہ کیلئے خلق نہ کرتا تو حضرت آدم سے لے کر دوسرے لوگوں تک زمین پر سیدہ فاطمہ کیلئے کوئی شوہر اور کفو پیدا نہ ہوتا۔“

نکاح طوبیٰ کے درخت کے کنارے:

((وروی بسندہ عن جابر بن عبد اللہ قال: لما زوج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیاً من فاطمة اتت قریش فقالوا: یا رسول اللہ ازوجت فاطمة علیاً بمہر خسیس؟ فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ما زوجت فاطمة من علی ولكن اللہ زوجها عند شجرة طوبی و حضر تزویجها الملائكة و امر الہ شجرة طوبی لتشرین ما علیک من الثمار۔ فنشرت الدر والیا قوت و الزبرجد الا خضر))

”حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ کی شادی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کی تو قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: فاطمہ کی شادی تھوڑا سا مہر لے کر علی سے کر دی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے فاطمہ کی شادی علی سے نہیں کی بلکہ اللہ نے طوبیٰ کے درخت کے کنارے علی سے ان کا عقد کیا اور ملائکہ بھی رسم ازدواج میں شریک تھے۔ اللہ نے طوبیٰ کے درخت کو حکم دیا کہ وہ پھل اور میوے نچھاور کرے۔ طوبیٰ

کے درخت نے در اور یا قوت اور زبرد پھانچا اور کئے۔“

بیٹی کے شوہر:

((عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معاشر الناس: ان علیاً منی وولده ولدی۔ وهو

زوج حبیبتی امرۃ امری ونہیہ نہی))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! علی اور ان کے فرزند مجھ سے ہیں، علی میری پیاری بیٹی

کے شوہر ہیں۔ ان کا فرمان میرا فرمان اور ان کا انکار میرا انکار ہے۔“

☆☆☆

فصل نمبر 77:

ذکر ما خص به علی دون الاولین والآخرین من فاطمہ بنت رسول اللہ:

سیدہ فاطمہ کے حوالے سے حضرت علی کی اولین و آخرین میں خصوصیت

حضرت علی کا نکاح:

((اخبرنا حسین بن حریث قال: اخبرنا الفضل بن موسیٰ عن الحسن بن واقد عن

عبد اللہ بن بریدۃ عن ابیہ قال: خطب ابو بکر وعمر فاطمۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم انها صغيرة فنخطب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فزوج جہامنہ))

(السنن الکبریٰ لللسائی ج 5 ص 153 رقم 5310 وج 7 ص 452 رقم 8454، وطبع آخر ج 5 ص 143 رقم 5808، السنن

الصغریٰ لللسائی ج 6 ص 62 رقم 3221، فضائل الصحابة ج 2 ص 61 رقم 1051، صحیح ابن حبان ج 9 ص 51 رقم 6909،

المستدرک للحاکم ج 2 ص 167 رقم 2753، الریاض النضرۃ ج 3 ص 124)

”حضرت بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدہ فاطمہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کا پیغام بھیجا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ چھوٹی ہے۔ پھر حضرت

علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درخواست کی تو آپ نے ان کے ساتھ ان کا نکاح کر دیا۔“

((اخبرنا اسماعیل بن مسعود قال: حدثنا حاتم بن وردان قال: حدثنا ایوب السخیتیانی

عن ابی یزید المدنی عن اسماء بنت عمیس قالت: کنت فی زفاف فاطمۃ بنت رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما اصبحنا جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فضرب الباب

ففتحت له ام ایمن الباب فقال: یا ام ایمن ادعی لی اخی قالت: هو اخوک وتنکحہ؟

قال: نعم یا ام ایمن، وسمعن النساء صوت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فتحین، قالت:

واختبات انافی ناحية' قالت: فجاء علی فدعاه رسول الله صلی الله علیه وسلم ونضح علیه من الماء' ثم قال: ادعوا لی فاطمة' فجاءت خرقة من الحیاء' فقال لها: قد یعنی انکحتک احب اهل بیتی الی' ودعاهما' ونضح علیها من الماء' فخرج رسول الله صلی الله علیه وسلم فرأی سوادا' فقال: من هذا؟ قلت: اسماء' قال: ابنة عمیس؟ قلت: نعم' قال: کنت فی زفاف فاطمة بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم تکرمینہ؟ (تکرمینہا) قلت: نعم' قالت: قد عالی خالفه سعید بن ابی عروبة' فرواه عن ایوب' عن عکرمة عن ابن عباس))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 452 رقم 8455 وطبع آخر ج 5 ص 143 رقم 8509 'فضائل الصحابة ج 2 ص 954 رقم 1342' المستدرک للحاکم ج 3 ص 158 رقم 4806' المعجم الکبیر ج 24 ص 36' تاریخ دمشق ج 42 ص 133' مختصر تاریخ دمشق ج 17 ص 341)

”حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زفاف (رخصتی کی سنت) میں شریک تھی۔ جب صبح ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دروازے پر دستک دی۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دروازہ کھولا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام ایمن! ہمارے بھائی کو بلاؤ۔ انہوں نے عرض کیا: وہ آپ کے بھائی ہیں اور آپ ان کے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کر رہے ہیں؟ فرمایا: ہاں ام ایمن! اور دوسری خواتین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی تو وہ ایک طرف ہو گئیں۔ حضرت اسماء فرماتی ہیں: میں بھی ایک کونہ میں ہو گئی۔ فرماتی ہیں: پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعائے خیر فرمائی اور ان پر پانی کے چھینٹے مارے۔ پھر فرمایا: فاطمہ کو بلاؤ! تو وہ شرماتی ہوئی آئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا: میں نے آپ کا نکاح اپنے اہل بیت کی محبوب ترین شخصیت سے کیا ہے اور سیدہ کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور ان پر پانی چھڑکا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تو ایک سیاہ عورت کو دیکھا، فرمایا: یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا: اسماء ہوں۔ فرمایا: بنت عمیس؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایا کیا تم فاطمہ بنت رسول کی رخصتی میں شریک ہوئی ہو تاکہ ان کی تعظیم بجالاؤ؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! فرماتی ہیں: اس پر آپ نے میرے حق میں دعائے خیر فرمائی۔“

((اخبرنا زکریا بن یحییٰ' قال: حدثنا محمد بن ابراہیم بن صدران' قال: حدثنا سہیل بن خلاد العبدی' قال: حدثنا محمد بن سواء عن سعید بن ابی عروبة' عن ایوب السختیانی عن عکرمة' عن ابن عباس' قال: لما زوج رسول الله صلی الله علیه وسلم فاطمة رضی الله عنها' من علی رضی الله تعالیٰ عنه' کان فیما اهدی معها سریر

مشروط و وسادة من (ادم) اديم حو هاليف و قربة و قال: وجاء (وجاء وا) ببطحاء
(من) الرمل فبسطوه في البيت و قال لعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ' اذا اتيت بها فلا تقربها
حتى اتيك ف جاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدق الباب فخرجت اليه ام ايمن
فقال: اعلم (ثم) اخيبي؟ قالت: (فقالت) و كيف يكون اخاك و قد زوجتہ ابنتك؟ قال: انه
اخي ثم اقبل (علی الباب و رأى سوادا) فقال: من هذا؟ قالت: اسماء بنت عميس
فاقبل عليها فقال لها: جئت تکرمين ابنة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ (فدعا لها)
وقال لها خيرا قال: ثم دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: و كان اليهود
يوجدون الرجل (يؤخذون الرجل عن) من امرأته اذا دخل بها قال: فدعا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بيد (بتور) من ماء فتفل فيه و عوذ فيه ثم دعا عليا صلی اللہ علیہ
وسلم فرش من ذلك الماء علی وجهه و صدره و ذراعيه ثم دعا فاطمة فاقبلت
تعترفي ثوبها حياء من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ففعل بها مثل ذلك ثم قال لها
مثل ذلك ثم قال لها: يا ابتي و اللہ ما اردت ان ازوجك الا خيرا اهلي ثم قام و خرج
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 453 رقم 8456 طبع آخر ج 5 ص 144 رقم 5810 الطبقات الکبریٰ لابن سعد
ج 8 ص 254 مصنف عبدالرزاق ج 5 ص 337 رقم (2732) 9844 فضائل الصحابة ج 2 ص 702 رقم 958)
”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فاطمہ رضی
اللہ تعالیٰ عنہا کی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شادی کی تو جو چیزیں سیدہ کو ہدیہ کیے ان میں
ایک بنی ہوئی چار پائی چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی اور پانی کا ایک مشکیزہ تھا۔ ابن
عباس نے فرمایا: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بطحاء کی ریت لا کر گھر میں بچھادی اور نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: جب تم اپنی اہلیہ کے پاس آؤ تو میرے آنے تک ان کے
قریب نہ ہونا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لا کر دروازہ پر دستک دی تو ام ایمن نے دروازہ
کھولا۔ آپ نے انہیں فرمایا: میرا بھائی یہیں ہے؟ ام ایمن نے عرض کیا: وہ آپ کے بھائی کیسے ہوئے؟
حالانکہ آپ نے اپنی بیٹی ان کے عقد میں دی ہے؟ فرمایا: وہ میرا بھائی ہے۔ پھر آپ نے حضرت ام ایمن
کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: تم رسول اللہ کی تعظیم کے لیے آئی ہو؟ پھر آپ نے ان کے حق میں دعا فرمائی اور
ان کے لئے بہترین کلمات ارشاد فرمائے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: پھر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اندر تشریف لائے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا: اور یہودی لوگ شوہر کو اس کی بیوی
سے موخر رکھتے تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ایک کٹورا منگوا یا اُس میں دم فرمایا اور اُس

میں استعاذہ کے الفاظ دم کیے پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر ان کے چہرے سینے اور بازوؤں میں لڑکھڑاتے ہوئے آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے بھی وہی کیا اور وہی فرمایا: پھر فرمایا: بیٹی! میں قسم کھاتا ہوں کہ میں نے آپ کا نکاح اپنے اہل بیت کے بہترین شخص سے کیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر چلے گئے۔“

(اخبرنی عمران بن بکار بن راشد قال: حدثنا احمد بن خالد قال: حدثنا محمد بن عبد اللہ بن ابی نجیح عن ابیہ عن معاویة: ذکر علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال سعد بن ابی وقاص: واللہ لان یكون لی واحدة من خلال ثلاث احب الی من ان یكون لی ما طلعت علیہ الشمس: ان یكون قال لی ما قال له حین رده من تبوك: اما ترضی ان تكون منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لابی بعدی احب الی من این یكون لی ما طلعت علیہ الشمس ولان یكون قال لی ما قال (له) (فی) یوم خیبر: لاعطین الراية رجلاً یحب اللہ ورسوله یفتح اللہ علی یدیہ لیس بفرار احب الی من ان یكون لی ما طلعت علیہ الشمس ولان یكون لی ابنته ولی منها من الولد ماله: احب الی من ان یكون لی ما طلعت علیہ الشمس))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 454 رقم 8458 وطبع آخر ج 5 ص 144 رقم 8511 مختصر تاریخ دمشق ج 17 ص 335 البدایہ والنہایہ ج 5 ص 453 وطبع جدید ج 7 ص 565)

”حضرت عبد اللہ بن سبیح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ نے حضرت علی المرتضیٰ کا ذکر کیا تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر مجھے حضرت علی کی تین خوبیوں میں سے کوئی ایک خوبی حاصل ہوتی تو وہ مجھے ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہوتی جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔“

1: اگر مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا ہوتا جو انہیں غزوہ تبوک پر نہ لیجانے کے وقت فرمایا تھا کہ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہاری نسبت میرے ساتھ ایسی ہے جیسی ہارون علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا تو وہ مجھے ان تمام اشیاء سے زیادہ محبوب ہوتا جن پر آفتاب طلوع ہوتا ہے۔

2: اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں وہ ارشاد فرمایا ہوتا جو ان کے لیے خیر کے دن فرمایا تھا: میں عنقریب ایسے شخص کو پرچم عطا کروں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں فتح عنایت فرمائے گا وہ بھاگنے والا نہیں ہے تو وہ مجھے ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہوتا جن پر آفتاب طلوع ہوتا ہے۔

3: اگر مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سسرالی رشتہ حاصل ہوتا اور مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی عطا ہوئی ہوتی اور اس سے میری اولاد ہوتی تو یہ چیز مجھے اُن تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہوتی جن پر آفتاب طلوع ہوتا ہے۔“

جنتی خواتین کی سردار:

((اخبرنا محمد بن بشار، اخبرنا عبدالوہاب، اخبرنا محمد بن عمرو، عن ابی سلمة عن عائشة، قالت: مرض رسول الله صلى الله عليه وسلم فجاءت فاطمة رضي الله عنها، فبكت (فاکت) على رسول الله صلى الله عليه وسلم فسارها فبكت، ثم أكبت (عليه) فسارها فضحكت فلما توفي النبي صلى الله عليه وسلم سالتها فقالت: لما اكبت عليه، اخبرني انه ميت من وجعه ذلك، فبكيت، ثم اكبت عليه فاخبرني: اني اسرع اهل بيته (بیتی) به ذلك فبكيت ثم اكبت عليه، فاخبرني: اني اسرع اهل بيته (بیتی) به لحوقا واني سيدة نساء اهل الجنة الامريم بنت عمران، فرفعت رأسي فضحكت))

(السنن الكبرى للنسائی ج 7 ص 392 رقم 8308 و ص 454 رقم 8459 و طبع آخر ج 5 ص 95 رقم 8366 و ص 145 رقم 8512، مصنف ابن ابی شیبہ ج 6 ص 391 رقم 32260، صحیح ابن حبان ج 9 ص 52 رقم 6013)

”ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھک گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے سرگوشی فرمائی تو وہ رو پڑیں، پھر جھکیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (دوبارہ) سرگوشی فرمائی تو ہنس پڑیں۔ پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا تو میں نے اُن سے (ہنسنے اور رونے کے متعلق) سوال کیا تو انہوں نے کہا: جب پہلی مرتبہ آپ پر جھکی تو آپ نے مجھے بتایا تھا کہ آپ اسی بیماری میں وصال فرمائیں گے تو میں رو پڑی تھی، پھر میں دوبارہ آپ پر جھکی تھی تو آپ نے فرمایا تھا کہ میں آپ کے اہل بیت میں سب سے پہلے آپ کے پاس پہنچوں گی اور یہ کہ میں جنتی خواتین کی سردار ہوں ماسوا مریم بنت عمران کے تو میں اپنا سراٹھا کر ہنس پڑی تھی۔“

((اخبرنا هلال بن بشر قال: حدثنا محمد بن خالد، قال: قال (حدثنا) لي موسى بن يعقوب، (قال) حدثني هاشم بن هاشم، عن عبد الله بن وهب: ان ام سلمة اخبرته بان رسول الله صلى الله عليه وسلم دعا فاطمة رضي الله عنها فناجاها فبكت، ثم حدثها فضحكت، قالت ام سلمة: فلما توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم سالتها عن بكائها وضحكها فقالت: اخبرني (رسول الله صلى الله عليه وسلم انه يموت، ثم اخبرني

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) انی سیدۃ نساء اهل الجنة بعد مریم ابنة عمران

(فضحکت)

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 455 رقم 8460 وطبع آخر ج 5 ص 145 رقم 8513 سنن الترمذی ص 874 رقم 3873 و ص 877 رقم 3893 مناقب علی والحسین للنفوذ ص 194)

”حضرت عبداللہ بن وہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہیں ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ سرگوشی فرمائی تو وہ رو پڑیں پھر دوبارہ ان کے ساتھ سرگوشی فرمائی تو وہ ہنس پڑیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو میں نے ان سے رونے اور ہنسنے کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلاع دی کہ عنقریب آپ وصال فرمانے والے ہیں پھر دوسری مرتبہ آپ نے مجھے اطلاع دی کہ میں مریم بنت عمران کے بعد تمام جنتی عورتوں کی سردارہ ہوں تو میں ہنس پڑی۔“

((اخبرنا اسحق بن ابراہیم بن مخلد بن راہویۃ قال: اخبرنا جریر عن یزید بن ابی

زیاد عن عبد الرحمن بن ابی نعم عن ابی سعید قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم: الحسن والحسین سید شباب اهل الجنة، وفاطمة سیدۃ نساء اهل الجنة الا

ماکان من مریم بنت عمران))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 455 رقم 8461 وطبع آخر ج 5 ص 145 رقم 8514 مصنف ابن ابی شیبہ

ج 6 ص 381 رقم 32167 مسند احمد ج 3 ص 3 رقم 1102 و ص 62 رقم 11616 و ص 64 رقم 11641 و ص 80

رقم 11778)

”حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسن اور حسین

جنتی جوانوں کے سردار ہیں اور فاطمہ جنتی عورتوں کی سردارہ ہے، ماسوا اس کے جو مریم بنت عمران سے

تھا۔“

((اخبرنا محمد بن منصور الطوسی قال حدثنا ابو احمد الزبیری محمد بن عبد اللہ

قال: اخبرنی ابو جعفر (واسمہ) محمد بن مروان قال: حدثنی ابو حازم عن ابی ہریرۃ

قال: ابطا علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يوماً صبوة النهار فلما کان العشی قال

له قائلنا: یا رسول اللہ قد شق علینا لم نرک الیوم؟ قال: ان ملکاً من السماء لم یکن

زرانی فاستاذن اللہ فی زیادتی فاخبرنی وبشرنی ان فاطمة بنتی سیدۃ نساء امتی وان

حسناً وحسیناً سید شباب اهل الجنة))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 755 رقم 8462 وطبع آخر ج 5 ص 146 رقم 8515)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ہاں جلوہ افروز ہونے میں تاخیر فرمائی۔ پس جب شام کا وقت ہوا تو ہم میں سے کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم پر یہ بات بہت گراں گزری کہ آج ہم آپ کی زیارت سے محروم رہے۔ فرمایا: آسمان کے ایک فرشتہ نے ہماری زیارت نہیں کی تھی تو اس نے اللہ تعالیٰ سے ہماری زیارت کے لیے اجازت مانگی۔ پھر اس نے مجھے خبر دی اور خوشخبری سنائی کہ میری بیٹی فاطمہ میری امت کی خواتین کی سیدہ ہیں اور حسن اور حسین نوجوانان اہل جنت کے سید ہیں۔“

((اخبرنا احمد بن سليمان قال: اخبرنا ابو نعيم الفضل بن دكين قال: اخبرنا زكريا عن فراس عن الشعبي عن مسروق عن عائشة رضي الله تعالى عنها قال: اقبلت فاطمة رضي الله تعالى عنها تمشي كان مشيتها مشية رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال مرحبا يا بنتي ثم اجلسها عن يمينه (او عن شماله) ثم اسر اليها حديثا فبكت فقالت لها: استخصك رسول الله صلى الله عليه وسلم بحديثه وتبكين؟) ثم انه اسر اليها حديثا فضحكت فقالت لها: ما رأيت مثل اليوم فرحا اقرب من حزن؟ وسالتها عما قال فقالت: ما كنت لافشي سر رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى اذا قبض سالتها فقالت: انه اسرالي فقال ان جبريل كان يعارضني بالقرآن في كل سنة مرة وانه عارضني به العام مرتين وما اراني الا قد حضر اجلي وانك اول اهل بيتي لحوقا (بي) ونعم السف انالك قالت: فبكيت لذلك: ثم قال: اما ترضين ان تكوني سيدة نساء هذه الامة او نساء المؤمنين قالت: فضحكت))

(السنن الكبرى للنسائي ج 6 ص 380 رقم 7041 وج 7 ص 456 رقم 8463 وطبع آخر ج 4 ص 251 رقم 7087 وج 5 ص 146 رقم 8516 بخاری رقم 6285، 3624 صحیح مسلم رقم المسلسل 6313، 6314 مسند احمد ج 6 ص 282 رقم 26945 دلائل النبوة للبيهقي ج 6 ص 364)

”ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لائیں وہ ایسا چلتی تھیں گویا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چل رہے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری بیٹی کو خوش آمدید! پھر آپ نے ان کو دائیں یا بائیں جانب بٹھایا۔ پھر ان سے رازدارانہ طرز پر بات فرمائی تو وہ رونے لگیں، پھر ان سے دوسری مرتبہ رازدارانہ طرز پر کچھ فرمایا تو وہ ہنس پڑیں۔ اس پر میں نے کہا: آج کی طرح میں نے خوشی کو غم کے قریب نہیں دیکھا، اور میں نے ان سے دریافت کیا کہ انہیں کیا کہا گیا؟ تو انہوں نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز افشا نہیں کر سکتی۔ حتیٰ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا: بیشک آپ نے میرے ساتھ سرگوشی

کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ جبرائیل علیہ السلام میرے ساتھ ہر سال قرآن کریم کا ایک دور کرتے تھے اور اس سال انہوں نے دو مرتبہ دور کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات میرے وصال کے قرب پر دلالت کرتی ہے اور بیشک تم میرے اہل بیت میں سے سب سے پہلے مجھے ملوگی اور میں پہلے جا کر تمہارا بہترین مددگار ہوں گا۔ فرمایا تو میں اس پر رو پڑی۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم اس امت کی خواتین کی یا تمام مومنین کی خواتین کی سیدہ ہو؟ فرمایا: تو میں ہنس پڑی۔“

((اخبرنا محمد بن معمر البحرانی قال: حدثنا ابو داؤد (قال) حدثنا ابو عوانة عن فراس عن الشعبي عن مسروق قال: اخبرني عائشة قالت: كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم جميعا ماتغادر (يفادر) منا واحدة فجاءت فاطمة رضي الله عنها تمشي ولا والله ان تخطى مشيتها من مشية رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى انتهت اليه فقال: مرحبا بابنتي فاقعدها عن يمينه او عن يساره ثم سارها بشيء فبكت بكاءً شديداً ثم سارها بشيء فضحكت تبكين؟ اخبريني ما قال لك؟ قالت: ما كنت لافشي على رسول الله صلى الله عليه وسلم سره فلما ترفى رسول الله صلى الله عليه وسلم قلت لها: اسالك بالذي لي عليك من الحق: ما سارك به رسول الله صلى الله عليه وسلم قلت لها: اسالك بالذي لي عليك من الحق: ما سارك به رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ فقالت: اما الان فنعم سارني (امامته) في المرة الاولى فقال: ان جبريل عليه السلام كان يعارضني بالقرآن في كل سنة مرة وانه عارضني (به) العام مرتين ولا اري الاجل الا قد اقتربى فاتقى الله واصبري ثم قال لي: يا فاطمة! اما ترضين ان تكوني (انك) سيدة نساء هذه الامة وسيدة نساء العالمين فضحكت))

(السنن الكبرى للنسائي ج 7 ص 456 رقم 8464 وطبع آخر ج 5 ص 146 رقم 8517 مسند ابی داؤد الطيالسی ص 196 رقم 1373 وطبع جدید ج 2 ص 150 رقم 1470 سنن ابن ماجہ ج 6 ص 281 رقم 1621 فضائل الصحابة ج 2 ص 955 رقم 1343 الطبقات الكبرى لابن سعد ج 8 ص 256 دلائل النبوة للبيهقي ج 7 ص 165 مشکوٰۃ ج 2 ص 511 رقم 6138)

”حضرت مسروق بیان کرتے ہیں کہ مجھے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ ہم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھیں ہم میں سے کوئی ایک پیچھے نہیں رہی تھی کہ اچانک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا چلتی ہوئی آئیں اور اللہ کی قسم ان کی چال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال سے جدا نہ تھی یہاں تک کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئیں تو آپ نے فرمایا: ہماری بیٹی کو مرحبا پھر آپ نے ان کو دائیں یا بائیں بٹھایا پھر انہیں راز کے طور پر کوئی بات فرمائی تو وہ بہت سخت روئیں پھر اور کوئی بات فرمائی تو

ہنے لگیں۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر چلے گئے تو میں نے ان سے کہا: ہمارے درمیان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو راز کے لئے مخصوص فرمایا اور آپ رو پڑیں؟ بتلائیے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کیا فرمایا؟ انہوں نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز افشا نہیں کرتی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا تو میں نے ان سے کہا: میں آپ کو اس حق کا واسطہ دے کر پوچھتی ہوں جو میرا آپ پر ہے، آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا بات فرمائی تھی؟ انہوں نے کہا: ہاں اب بتلاتی ہوں۔ پہلی مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے سرگوشی کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ جبرائیل علیہ السلام ہر سال میرے ساتھ ایک مرتبہ قرآن کا دور کرتے تھے اور اس سال انہوں نے دو مرتبہ دور کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ میرے وصال کا وقت آپہنچا ہے، پس تم صبر کرنا اور تقویٰ پر قائم رہنا۔ دوسری مرتبہ فرمایا: اے فاطمہ! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم اس امت کی خواتین کی اور تمام جہانوں کی خواتین کی سیدہ ہو، تو میں ہنس پڑی تھی۔“

جگر گوشہ رسول:

((اخبیرنا قرنیۃ (بن سعید) قال: حدثنا الليث عن ابن ابی ملیکہ عن المسور بن مخرمۃ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو علی المنبر یقول: ان بنی ہاشم بن المغیرۃ استاذنونی ان ینکحوا بنتہم علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، فلا اذن، ثم لا اذن، الا ان یرید ابن ابی طالب ان یطلق ابنتی وینکح ابنتہم، فانما ہی بضعة منی، یرینی ما اراہا ویوذینی ما اذاہا، ومن آذی رسول اللہ فقد حبط عملہ))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 394 رقم 8312 و ص 457 رقم 8465 و طبع آخر ج 5 ص 97 رقم 8370 و ص 147 رقم 8518، بخاری رقم 3714، 3729، 3767، 5230، صحیح مسلم رقم 1330، 1329، 1328، 327، 1326، 946، 1324، 1323، 945، 1334، 1333، 951، 950، 1335، 959، 1347، صحیح ابن حبان ج 9 ص 54 رقم 6917، 6918، و طبع محقق ج 15 ص 405 رقم 6955)

”حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر ارشاد فرماتے ہوئے سنا: بیشک بنو ہاشم بن مغیرہ نے مجھ سے اجازت مانگی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کریں تو میں اجازت نہیں دیتا، پھر اجازت نہیں دیتا مگر یہ کہ ابن ابی طالب میری بیٹی کو طلاق دے دے اور ان کی بیٹی سے نکاح کر لے۔ بیشک فاطمہ میرے جسم کا حصہ ہے مجھے وہ چیز بے قرار کرتی ہے جو اُسے بے قرار کرتی ہے اور مجھے وہ چیز اذیت پہنچاتی ہے جو اُسے اذیت

پہنچاتی ہے اور جو شخص اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچائے تو اس کے تمام اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔“

((اخبرونا احمد بن سلیمان قال: حدثنا يحيى بن آدم قال: حدثنا بشر بن السري قال: حدثنا الليث بن سعد قال: سمعت ابن ابي مليكة يقول: سمعت المسور بن مخرمة يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم بمكة يقول وهو على المنبر: ان بني هاشم بن المغيرة استاذنوني في ان ينكحوا ابنتهم عليا، واني لا آذن (ثم لا آذن) الا ان يريد ابن ابي طالب ان يفارق ابنتي وان ينكح ابنتهم، ثم قال: ان فاطمة (مضغة او) بضعة مني، يوذيني ما آذاها، ويريبني ما اراها، وما كان لابن ابي طالب رضي الله عنه ان يجمع بين بنت عدو الله وبين بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم))

(سنن الكبرى للنسائي ج 7 ص 394 رقم 8313 وص 457 رقم 8466 وطبع آخروج 5 ص 97 رقم 8371 وص 147 رقم 8519)

”حضرت مسور بن مخرمة رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ المکرمہ میں (ہجرت کے بعد) منبر پر بیان کرتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا: بیشک مجھ سے بنو ہاشم بن مغیرہ نے اجازت مانگی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح علی سے کریں اور بلاشبہ میں اجازت نہیں دیتا، پھر اجازت نہیں دیتا مگر یہ کہ ابن ابی طالب میری بیٹی کو فارغ کر دے اور ان کی بیٹی سے نکاح کر لے۔ پھر فرمایا: بیشک فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے، مجھے وہ چیز اذیت پہنچاتی ہے جو اس کو اذیت پہنچاتی ہے اور مجھے وہ چیز بے قرار کرتی ہے جو اس کو بے قرار کرتی ہے۔ ابن ابی طالب کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ بنت عدو اللہ (اللہ کے دشمن کی بیٹی) اور بنت نبی اللہ (اللہ کے نبی کی بیٹی) کو ایک ساتھ رکھے۔“

((حدثنا الحارث بن مسكين قراءة عليه وانا اسمع عن سفیان، عن عمرو، عن ابن مليكة عن المسور بن مخرمة ان النبي صلى الله عليه وسلم قال: ان فاطمة بضعة مني من اغضبها اغضبني))

(سنن الكبرى للنسائي ج 7 ص 458 رقم 8467 وطبع آخروج 5 ص 148 رقم 8520)

”حضرت عمرو بن دینار ابن ابی ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا: بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جو اسے غضب ناک کرتا ہے وہ مجھے غضب ناک کرتا ہے۔“

((اخبرونا محمد بن خالد بن خلی قال: حدثنا بشر بن شعيب، عن ابيه، عن الزهري قال: اخبروني علي بن الحسين: ان المسور بن مخرمة اخبره ان رسول الله صلى الله عليه وسلم))

علیہ وسلم قال: ان فاطمة لمضغة او بضعة منی))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 394 رقم 8314 وص 458 رقم 8469 وطبع آخروج 5 ص 97 رقم 8372 وص 148 رقم 8522)

”امام زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی بن الحسین (زین العابدین) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔“

((اخبرنا عبید اللہ بن سعد بن ابراہیم (بن سعد) قال حدثنا عمی) قال: اخبرنا یعقوب بن ابراہیم، اخبرنا ابی، عن الولید بن کثیر، عن محمد بن عمرو بن حلحلة انه حدثه ان ابن شہاب حدثه ان علی بن الحسین حدثه ان المسور بن مخرمة قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی منبرہ هذا وانا یومئذ محتلم فقال: ان فاطمة بضعة منی))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 394 رقم 8314 وص 458 رقم 8469 وطبع آخروج 5 ص 97 رقم 8372 وص 148 رقم 8522)

”امام علی بن حسین (سید الساجدین زین العابدین) رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انہیں حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس منبر پر ارشاد فرماتے ہوئے سنا اور میں اس وقت عاقل بالغ تھا، آپ نے فرمایا: بیشک فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔“

حضرت فاطمہ کا گھر اہل بیت ہے:

((عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یمر بباب فاطمة ستة اذا خرج الی صلاة الفجر، یقول: الصلاة! یا اهل البيت ﴿انَّمَا یُرِیدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمْ الرَّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَیُطَهِّرَ کُمْ تَطْهِیرًا﴾))

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چھ ماہ تک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول رہا کہ جب نماز فجر کے لئے نکلتے اور حضرت فاطمہ کے روازہ کے پاس سے گزرتے تو فرماتے: اے اہل بیت! نماز قائم کرو۔ (اور پھر یہ آیت مبارکہ پڑھتے: اے اہل بیت! اللہ چاہتا ہے کہ تم سے ہر طرح کی آلودگی دور کر دے اور تم کو خوب پاک و صاف کر دے۔“

1: ترمذی، الجامع صحیح، 5: 352، رقم 32062: احمد بن حنبل، المسند: 3: 259، 2853: احمد بن حنبل فضائل الصحابة
2: 761، رقم 1340، 13414: ابن ابی شیبہ، المصنف 6: 388، رقم 322725: شیخانی، الآحاد والمثنوی 5: 360
رقم 29536: عبد بن حمید، المسند: 367، رقم 12237: حاکم، المستدرک، 3: 172، رقم 47488: طبرانی، المعجم الکبیر
3: 56، رقم 26719: بخاری نے ”الکتبی“ (ص: 25، رقم 205) میں ابوالخمراء سے حدیث روایت کی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل کی مدت نو ماہ بیان کی گئی ہے۔ 10: عند بن حمید نے المسند (ص 173، رقم 475) میں اہل

بخاری کی بیان کردہ روایت نقل کی ہے۔ 11: ابن حیان نے، طبقات المحمّدین باصہبان (4: 148) میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی اس روایت میں آٹھ ماہ کا ذکر کیا ہے۔ 12: ابن اثیر، اس الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، 713: 218: ذہبی، سیر اعلام النبلاء، 214: 134: مزنی، تہذیب الکمال، 35، 250، 251: ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، 316: 483: سیوطی نے، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور (5: 613) میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ 17: سیوطی نے، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور (6: 607) میں حضرت ابوالحمراء سے روایت کی ہے۔ 18: شوکانی، فتح القدر، 4: 280

((عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ فی قوله: اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ قَالَ: نَزَلَتْ فِي خَمْسَةِ: فِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلِيٍّ، فَاطِمَةَ، وَالْحَسَنَ، وَالْحُسَيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ))

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد مبارکہ: اے اہل بیت! اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے (ہر طرح کی) آلودگی دور کر دے کے بارے میں کہا ہے کہ یہ آیت مبارکہ پانچ ہستیوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی۔“

1: طبرانی، المعجم الاوسط، 3: 380، رقم: 34562: طبرانی، المعجم الصغیر، 1: 231، رقم: 3753: ابن حیان، طبقات المحمّدین باصہبان، 34: 384: خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، 105: 278: طبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، 22: 6: گھرانہ اہل کساء:

((عن صفیة بنت شیبۃ، قالت: قالت عائشة رضی اللہ عنہا: خرج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدّاءً وعلیہ مرط مرحل من شعر اسود۔ فجاء الحسن بن علی رضی اللہ عنہما فادخلہ، ثم جاء الحسین رضی اللہ عنہ فدخل معہ، ثم جاءت فاطمة رضی اللہ عنہا فادخلها، ثم جاء علی رضی اللہ عنہ فادخلہ، ثم قال: اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَ كُمْ تَطْهِيرًا))

”صفیہ بنت شیبہ روایت کرتی ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت باہر تشریف لائے درآں حالیکہ آپ ﷺ نے ایک چادر اوڑھی ہوئی تھی جس پر سیاہ اون کے کجاووں کے نقش بنے ہوئے تھے۔ پس حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس چادر میں داخل کر لیا، پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہما آئے تو آپ کے ہمراہ چادر میں داخل ہو گئے، پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور آپ نے انہیں چادر میں داخل کر لیا، پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی چادر میں لے لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ پڑھی: ”اے اہل بیت! اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے (ہر طرح کی) آلودگی دور کر دے اور تم کو

خوب پاک و صاف کر دے۔“

((عن عمر بن ابی سلمة ریب النبی ﷺ، قال: لما نزلت هذه الآية علی النبی ﷺ ﴿انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیراً﴾ فی بیت ام سلمة، فدعا فاطمة و حسناً و حسیناً رضی اللہ عنہم فجعلہم بکساء، و علی رضی اللہ عنہم خلف طهره فجعلہ بکساء، لم قال: اللهم! هؤلاء اهل بیت، فاذهب عنہم الرجس و طهرہم تطهیراً))

”حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں یہ آیت مبارکہ: ”اے اہل بیت! اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے (ہر طرح کی) آلودگی دور کر دے اور تم کو خوب پاک و صاف کر دے۔“ نازل ہوئی: تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ، حضرت حسن، اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور کملی میں ڈھانپ لیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی کملی میں ڈھانپ لیا، پھر عرض کیا: الہی! یہ میرے اہل بیت ہیں۔ ان سے نجاست دور کر اور ان کو خوب پاک و صاف کر دے۔“

سیدہ فاطمہ سب جہانوں کی سردار ہیں:

((عن عائشة رضی اللہ عنہا، ان النبی ﷺ قال و هو فی مرضه الذی توفی فیہ: یا فاطمة! الا ترضین ان تكونی سیدة نساء العالمین ویسدة نساء هذه الامة و سیدة نساء المؤمنین))

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہ! کیا تو نہیں چاہتی کہ تو تمام جہانوں کی عورتوں، میری اس امت کی تمام عورتوں اور مؤمنین کی تمام عورتوں کی سردار ہو۔“

((عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: اقبلت فاطمة تمشی کان مشیتها مشی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، مرحبا بابنتی ثم اجلسها عن یمینہ او عن شمالہ، ثم اسر الیہا حدیثاً فبکت، فقلت لها: لها تبکین؟ ثم اسر الیہا حدیثاً فضحکت، فقلت ما رايت کالیوم فرحاً اقرب من جزن، فسالتها عما قال، فقالت: ما کنت لافشی سر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان جبریل کان یعارضنی القرآن کل سنة مرة، وانه عارضنی العام مرتین، ولا اراه الا حضر اجلی، و انک اول اهل بیتی لحاقاً بی، فبکیت فقال: اما ترضین، ان تكونی سیدة نساء اهل الجنة، او نساء المؤمنین! فضحکت لذلك))

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ الزہراء آئیں اور اُن کا چلنا ہو بہو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چلنے جیسا تھا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لخت جگر کو خوش آمدید کہا اور اپنے دائیں یا بائیں جانب بٹھالیا، پھر چپکے چپکے ان سے کوئی بات کہی تو وہ رونے لگیں، پس میں نے اُن سے پوچھا کہ کیوں رورہی ہیں؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے کوئی بات چپکے چپکے کہی تو وہ ہنس پڑیں۔ پس میں نے کہا کہ آج کی طرح میں نے خوشی کو غم کے اتنے نزدیک کبھی نہیں دیکھا۔ میں نے (حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے پوچھا:) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا تھا؟ اُنہوں نے جواب دیا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو فاش نہیں کر سکتی۔ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو میں نے اُن سے (اُس بارے میں) پھر پوچھا تو اُنہوں نے جواب دیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے سرگوشی کی کہ جبرائیل ہر سال میرے ساتھ قرآن کریم کا ایک بار دور کیا کرتے تھے لیکن اس سال دو مرتبہ کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ میرا آخری وقت آپہنچا ہے اور بے شک میرے گھر والوں میں سے تم ہو جو سب سے پہلے مجھ سے آملو گی۔ اس بات نے مجھے رلایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم تمام جنتی عورتوں کی سردار ہو یا تمام مسلمان عورتوں کی سردار ہو؟ پس اس بات پر میں ہنس پڑی۔“

((عن مسروق: حدیثنی عائشة ام المؤمنین رضی اللہ عنہا، قالت قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا فاطمة! الا ترضین ان تكونی سیدة نساء المؤمنین۔ او سیدة نساء هذه الامة))

”حضرت مسروق روایت کرتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اے فاطمہ! کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہو کہ مسلمان عورتوں کی سردار ہو یا میری اس اُمت کی سب عورتوں کی سردار ہو!“

((عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ، ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: ان ملکاً من السماء لم یکن زارنی، فاستاذن اللہ فی زیارتی، فبشرنی او اخبرنی ان فاطمة سیدة نساء امتی))

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آسمان کے ایک فرشتے نے میری زیارت نہیں کی تھی، پس اُس نے اللہ تعالیٰ سے میری زیارت کی اجازت لی اور اُس نے مجھے خوشخبری سنائی (یا) مجھے خبر دی کہ فاطمہ میری اُمت کی سب عورتوں کی سردار ہیں۔“

سیدہ فاطمہ جنتی عورتوں کی اور آپ کے شہزادے جنتی جوانوں کے سردار ہیں:

((عن حذیفة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان هذا

ملك لم ينزل الارض قط قبل هذه الليلة استاذن ربه ان يسلم علي ويشرنى بان فاطمة سيدة نساء اهل الجنة، وان الحسن و الحسين سيدا شباب اهل الجنة))
 ”حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک فرشتہ جو اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نہ اتر تھا۔ اُس نے اپنے پروردگار سے اجازت مانگی کہ مجھے سلام کرنے حاضر ہو اور مجھے یہ خوشخبری دے: فاطمہ! اہل جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہے اور حسن و حسین جنت کے تمام جوانوں کے سردار ہیں۔“

((عن علي بن ابي طالب ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال لفاطمة رضى الله عنها: الا ترضين ان تكونى سيدة نساء اهل الجنة۔ و ابنك سيدا شباب اهل الجنة))
 ”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: کیا تمہیں اس بات پر خوشی نہیں کہ اہل جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہو اور تیرے دونوں بیٹے جنت کے تمام جوانوں کے سردار ہیں۔“

((عن ابن عباس رضى الله عنهما قال: خط رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فى الارض اربعة خطوط۔ قال: تدرون ما هذا؟ فقالوا: الله و رسوله اعلم۔ فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: افضل نساء اهل الجنة: خديجة بنت خويلد، و فاطمة بنت محمد، و آسية بنت مزاحم امرأة فرعون، و مريم ابنة عمران))
 ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر چار لکیریں کھینچیں اور فرمایا: تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جنت کی تمام عورتوں سے افضل ترین (چار) ہیں۔ خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد، فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم اور مریم بنت عمران۔“

((عن صالح قال: قالت عائشة لفاطمة بنت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الا ابشرك ان سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول: سيدات اهل الجنة اربع مريم بن عمران و فاطمة بن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم و خديجة بنت خويلد، و آسية امرأة فرعون))

”حضرت صالح رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: کیا میں تمہیں خوشخبری نہ سناؤں! (وہ یہ کہ) میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اہل جنت کی عورتوں کی سردار صرف چار خواتین ہیں: مریم بنت عمران، فاطمہ بنت رسول اللہ، خدیجہ بنت خویلد اور فرعون کی بیوی آسیہ۔“

اللہ تعالیٰ نے فاطمہ اور آلِ فاطمہ پر جہنم کی آگ حرام کر دی:

((عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

لفاطمة رضی اللہ عنہا: ان اللہ غیر معذبتک ولا ولدک))

”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی

اللہ عنہا سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں اور تمہاری اولاد کو آگ کا عذاب نہیں دے گا۔“

((عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم ان فاطمة حصنت فرجها فحرمها اللہ وذریتها علی النار))

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے

شک فاطمہ نے اپنی عصمت و پاک دامنی کی ایسی حفاظت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے اور اُس کی اولاد کو

آگ سے محفوظ فرما دیا ہے۔“

((عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم انما سمیت بنتی فاطمة لان اللہ فطمها و فطم محببها عن النار))

”حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری بیٹی کا

نام فاطمہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے اور اُس سے محبت رکھنے والوں کو دوزخ سے الگ

تھلک کر دیا ہے۔“

سیدہ فاطمہ کی والدہ افضل النساء ہیں:

((عن عبد اللہ بن جعفر قال: سمعت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ يقول: سمعت

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم يقول: خیر نساہا خدیجة بنت خویلد، و خیر

نساہا مریم بن عمران))

”حضرت عبداللہ بن جعفر روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا میں

نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: (اپنے زمانہ کی عورتوں میں) سب سے افضل

خدیحہ بنت خویلد ہیں، اور (اپنے زمانہ کی عورتوں میں) سب سے افضل مریم بن عمران ہیں۔“

((عن عبد اللہ بن جعفر، سمعت علیاً بالکوفة، يقول: سمعت رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم يقول: خیر نساہا مریم بنت عمران، و خیر نساہا خدیجة بنت

خویلد

قال ابو کریب: و اشار و کعب الی السماء و الارض))

”حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوفہ میں یہ

فرماتے ہوئے سنا کہ مریم بنت عمران اور خدیجہ بنت خویلد زمین و آسمان میں سب عورتوں سے بہتر ہیں۔
(راوی) ابو کریب کہتے ہیں کہ وکیع نے (یہ حدیث بیان کرتے ہوئے) زمین و آسمان کی طرف اشارہ کیا۔

فاطمہ! میرے ماں باپ تجھ پر قربان:

((عن ابن عمر رضی اللہ عنہما: ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا سافر کان آخر الناس عهدا به فاطمة و اذا قدم من سفر کان اول الناس به عهدا فاطمة رضی اللہ عنہا۔ فقال لها رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فداک ابی و امی))
”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنے اہل و عیال میں سے سب کے بعد جس سے گفتگو کر کے سفر پر روانہ ہوتے وہ سیدہ فاطمہ ہوتیں۔ اور سفر سے واپسی پر سب سے پہلے جس کے پاس تشریف لاتے وہ بھی حضرت فاطمہ ہی ہوتیں۔ اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ سے فرماتے: (فاطمہ) میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔“
((عن عمرا بن الخطاب رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لفاطمة فداک ابی و امی))

”حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے (بھی) مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے تھے: (فاطمہ!) میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔“

لحّتِ جگرِ مصطفیٰ:

((عن المسور بن مخرمة: ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: فاطمة بضعة منی، فمن اغضبها اغضبنی))

”حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔ پس جس نے اسے ناراض کیا اُس نے مجھے ناراض کیا۔“

((عن محمد بن علی قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انما فاطمة بضعة منی، فمن اغضبها اغضبنی))

”محمد بن علی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ پس جس نے اُسے ناراض کیا اُس نے مجھے ناراض کیا۔“

((عن علی رضی اللہ عنہ انه کان عند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال: ای شی خیر للمرأة؟ فسکتوا، فلما رجعت قلت لفاطمة! ای شیء خیر للنساء؟ قالت: الا یراهن الرجال۔ فذکرت ذلك للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، فقال انما فاطمة

بضعة منی))

”سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ بارگاہِ نبوی میں حاضر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: عورت کے لئے کوئی شے بہتر ہے؟ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاموش رہے۔ جب میں گھر لوٹا تو میں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: بتاؤ! عورت کے لئے کوئی شے بہتر ہے؟ سیدہ فاطمہ نے جواب دیا۔ عورت کے لئے سب سے بہتر یہ ہے کہ اُسے غیر مرد نہ دیکھے۔ میں نے اس چیز کو تذکرہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔“

سیدہ فاطمہ کی آمد پر نبی کریم کا عمل:

((عن عائشة ام المؤمنین رضی اللہ عنہا قالت: کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا رآها قد اقبلت رحب بہا، ثم قام الیہا فقبلہا، ثم اخذ بیڈھا فجاء بہا حتی یجلسہا فی مکانہ۔ وکانت اذا رات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحبت بہ، ثم قامت الیہ فقبلتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم))

”ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سیدہ فاطمہ کو آتے ہوئے دیکھتے تو خوش آمدید کہتے۔ پھر ان کی خاطر کھڑے ہو جاتے، انہیں بوسہ دیتے، ان کا ہاتھ پکڑ کر لاتے اور انہیں اپنی نشست پر بٹھالیتے۔ اور جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھتیں تو خوش آمدید کہتیں، پھر کھڑی ہو جاتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیتیں۔“

((عن ام المؤمنین عائشة رضی اللہ عنہا انہا قالت: کانت (فاطمة) اذا دخلت علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحب بہا و قام الیہا فاخذ بیڈھا فقبلہا و اجلسہا فی مجلسہ))

”ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب سیدہ فاطمہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ کو خوش آمدید کہتے، کھڑے ہو کر ان کا استقبال کرتے، ان کا ہاتھ پکڑ کر اُسے بوسہ دیتے اور انہیں اپنی نشست پر بٹھالیتے۔“

((عن ام المؤمنین عائشة رضی اللہ عنہا انہا قالت: کانت (فاطمة) اذا دخلت علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قام الیہا فقبلہا و رحب بہا و اخذ بیڈھا۔ فاجلسہا فی مجلسہ و کانت ہی اذا دخل علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قامت الیہ مستقبلہ و بلت یدہ))

”ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: سیدہ فاطمہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر ان کا استقبال فرماتے، انہیں بوسہ دیتے، خوش آمدید کہتے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنی نشست پر اٹھالیتے۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ کے ہاں رونق افروز ہوتے تو سیدہ فاطمہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لئے کھڑی ہو جاتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس کو بوسہ دیتیں۔“

حضور سیدہ کی نشست کے لئے اپنی کملی مبارک بچھا دیتے:

((عن علی انه دخل علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقد بسط شملة، فجلس علیها هو وفاطمة و علی والحسن و الحسین، ثم اخذ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بمجامعہ ف عقد علیہم، ثم قال: اللہم ارض عنہم کما انا عنہم راض))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، درآں حالیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر بچھائی ہوئی تھی۔ پس اُس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین بیٹھ گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس چادر کے کنارے پکڑے اور ان پر ڈال کر اُس میں گرہ لگا دی۔ پھر عرض کیا: اے اللہ! تو بھی ان سے راضی ہو جا، جس طرح میں ان سے راضی ہوں۔“

سفرِ مصطفیٰ کی ابتدا اور انتہا بیتِ فاطمہ سے ہوتی:

((عن ثوبان مولی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا سافر کان آخر عہدہ بانسان من اہلہ فاطمة، و اول من یدخل علیہا اذا قدم فاطمة))

”حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزادہ کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنے اہل و عیال میں سے سب کے بعد جس سے گفتگو فرما کر سفر پر روانہ ہوتے وہ حضرت فاطمہ ہوتیں، اور سفر سے واپس پر سب سے پہلے جس کے پاس تشریف لاتے وہ بھی حضرت فاطمہ ہوتیں۔“

((عن ابن عمر رضی اللہ عنہما: ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا سافر کان آخر الناس عہدا بہ فاطمة، و اذا قدم من سفر کان اول الناس بہ عہدا فاطمة رضی اللہ عنہا۔ فقال لہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فداک ابی و امی))

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنے اہل و عیال میں سے سب کے بعد جس سے گفتگو فرما کر سفر پر روانہ ہوتے وہ سیدہ فاطمہ

ہوتی اور سفر سے واپسی پر سب سے پہلے جس کے پاس تشریف لاتے وہ بھی حضرت فاطمہ ہی ہوتیں اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ سے فرماتے: (فاطمہ!) میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔“
 ((عن ابن عباس قال: كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اذا قدم من سفر قبل ابنته فاطمة))

”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بوسہ دیتے۔“
رُوئے زمین پر حضور کی محبت کا مرکز خاص:

((عن جميع بن عمير التيمي، قال دخلت مع عمتي علي عائشة فسئلت ابي الناس كان احب الي رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم؟ قالت: فاطمة، فقيل: من الرجال؟ قالت: زوجها ان كان ما علمت صواماً قواماً))
 ”حضرت جمیع بن عمیر تیمی رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ہمراہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کون زیادہ محبوب تھا؟ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: فاطمہ۔ عرض کیا گیا: مردوں میں سے (کون زیادہ محبوب تھا)؟ فرمایا: اُن کے شوہر، جہاں تک میں جانتی ہوں وہ بہت زیادہ روزہ رکھنے والے اور راتوں کو عبادت کے لئے بہت قیام کرنے والے تھے۔“

((عن ابن بريدة، عن ابيه، قال: كان احب النساء الي رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فاطمة ومن الرجال علي))
 ”حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عورتوں میں سے زیادہ محبت حضرت فاطمہ الزہراء سے تھی اور مردوں میں سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ محبوب تھے۔“

((عن ابي سلمة بن عبد الرحمن، قال: اخبرني اسامة بن زيد، قال: كنت جالسا اذا جاء علي والعباس رضي الله عنهما يستاذنان، فقالا: يا اسامة استاذن لنا علي رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقلت يا رسول الله اعلی و العباس يستاذنان، فقال: اُتدری، ما جاء بهما؟ قلت: لاء فقال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم لكنی ادری، ائذن لهما، فدخلاه فقالا يا رسول الله جئناك ائى اهلك احب اليك؟ قال: فاطمة بنت محمد))

”حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے

مجھے بتایا کہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما تشریف لائے، انہوں نے کہا: اَسامہ! ہمارے لئے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت مانگو۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما (حاضری کی) اجازت مانگتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جانتے ہو وہ کیوں آئے ہیں؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا: میں جانتا ہوں انہیں آنے دو۔ چنانچہ دونوں حضرات اندر داخل ہوئے اور انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم یہ بات جاننے کے لئے حاضر ہوئے ہیں کہ اہل بیت میں سے آپ کو کون زیادہ محبوب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ بنت محمد۔“

((عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، قال: قال علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایما احب الیک: انا ام فاطمہ؟ قال: فاطمہ احب الی منک، وانت اعز الی منها))

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں) عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کو میرے اور فاطمہ میں سے کون زیادہ محبوب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ مجھے تم سے زیادہ پیاری ہے، اور تم میرے نزدیک اُس سے زیادہ عزیز ہو۔“

((عن ابن ابی نجیح عن ابیہ، قال: اخبرنی من سمع علیاً علی منبر الکوفة یقول: دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فجلس عند رؤوسنا فدعا باناء فیہ ماء فاتی بہ فدعا فیہ بالبرکۃ ثم رشہ علینا، فقلت: یا رسول اللہ! انا احب الیک ام ہی؟ قال: ہی احب الی منک وانت اعز علی منها))

”ابن ابی شیخ نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھے اُس شخص نے بتایا جس نے منبر کوفہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اور ہمارے سر ہانے پیٹھ کر پانی کا برتن منگوا یا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں برکت کی دعا فرمائی اور ہم پر اس کے چھینٹے مارے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کو مجھ سے زیادہ محبت ہے یا فاطمہ سے؟ فرمایا: مجھے یہ تم سے زیادہ پیاری ہے اور تم مجھے اس سے زیادہ عزیز ہو۔“

عادات و اطوار میں شبیہ رسول:

((عن عائشۃ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا، قالت: ما رايت احدا اشبه سمتا و ذلا و هدیا برسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی قیامہا و قعودہا من فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم))

”ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں: میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

صاحبزادی سیدہ فاطمہ سے بڑھ کر کسی کو عادات و اطوار، سیرت و کردار اور نشست و برخاست میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھنے والا نہیں دیکھا۔“

((عن عائشة ام المؤمنین رضی اللہ عنہا قالت: ما رأیت احدا من الناس کان اشبه بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلاماً ولا حدیثاً ولا جلسةً من فاطمة))

”ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے اندازِ گفتگو میں سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی اور کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھنے والا نہیں دیکھا۔“

((عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال لم یکن احد اشبه برسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من الحسن بن علی، و فاطمة صلوات اللہ علیہم اجمعین))

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کوئی بھی شخص حضرت حسن بن علی اور حضرت فاطمہ الزہراء (رضی اللہ عنہا) سے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھنے والا نہیں تھا۔“

((عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت اجتمع نساء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلم یغادر منهن امرأة، فجاءت فاطمة تمشی کان مشیتها مشیة رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم فقال: مرحبا بابنتی۔ فاجلسها عن یمینہ او عن شمالہ))

”ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج جمع تھیں اور کوئی بھی غیر حاضر نہیں تھی۔ اتنے میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں جن کی چال ہو بہو رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چلنے کے مشابہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مرحبا (خوش آمدید) میری بیٹی! پھر انہیں اپنی دائیں یا بائیں جانب بٹھالیا۔“

((عن مسروق: حدثنی عائشة ام المؤمنین رضی اللہ عنہا قالت: انا کنا ازواج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عنده جميعاً لم تغادر منا واحدة، فاقبلت فاطمة تمشی،

ولا والله ما تخفی مشیتها من مشیة رسول اللہ ﷺ))

”حضرت مسروق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع تھیں اور

کوئی ایک بھی ہم میں سے غیر حاضر نہ تھی۔ اتنے میں حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا وہاں آگئیں، پس اللہ کی قسم! ان کا چلنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چلنے سے ذرہ بھر مختلف نہ تھا۔“

سیدہ فاطمہ کی رضا و نارا نسگی:

((عن المسور بن مخزوم رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم انما فاطمة شجنة منی یبسطنی ما یبسطها و یقبضنی ما یقبضها))

”حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک فاطمہ میری شاخِ ثمر بار ہے، جس چیز سے اسے خوشی ہوتی ہے اس چیز سے مجھے بھی خوشی ہوتی ہے اور جس چیز سے اُسے تکلیف پہنچتی ہے اس چیز سے مجھے تکلیف پہنچتی ہے۔“

((عن سعید بن ابان القرشی، قال: دخل عبد الله بن حسن بن حسن بن علي بن ابي طالب علي عمر بن عبدالعزيز، وهو حدث السن وله وفرة، فرفع عمر مجلسه وابل عليه، وقضى حوائجه، ثم اخذ عكنة من عكنه، فغمزها حتى اوجعه، وقال: اذكرها عندك للشفاعة۔ فلما خرج لامه قومه وقالوا: فعلت هذا بغلام حدث! فقال: ان الشقة حديثني حتى كاني اسمعه من في رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم انما فاطمة بضعة مني، يسرني ما يسرها وانا اعلم ان فاطمة رضي الله عنها لو كانت حية، لسرها ما فعلت بابنها۔ قالوا: فما معنى غمزك بطنه، وقولك ما قلت؟ قال: انه ليس احد من بني هاشم الا وله شفاعة، فرجوت ان اكون في شفاعة هذا))

”سعید بن ابان قرشی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب جو کہ ابھی نو عمر تھے، اپنے ایک کام کے سلسلے میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے ملنے آئے۔ پس (اُن کے آنے پر) حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنی مجلسِ برخاست کر دی اور اُن کا استقبال کیا اور ان کی ضرورت پوری کی۔ پھر اُن کو پیٹ کے بل کا اس قدر دبایا کہ انہیں دردِ محسوس ہوئی، اور فرمایا یہ بات (قیامت کے دن) شفاعت کے وقت یاد رکھنا۔ جب وہ سید چلے گئے تو لوگوں نے انہیں ملامت کی اور کہا: آپ نے ایک نو عمر لڑکے کی اتنی آؤ بھگت کی؟ اس پر آپ نے فرمایا: میں نے ایک ثقہ راوی سے حدیث مبارکہ اس طرح سنی ہے کہ گویا میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن رہا ہوں (کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں:) بے شک فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے، جو اسے خوش کرتا ہے وہ مجھے خوش کرتا ہے۔ (پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا) میں جانتا ہوں کہ اگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حیات ہوتیں تو وہ اس عمل سے ضرور خوش ہوتیں جو میں نے ان کے بیٹے کے ساتھ کیا ہے۔ لوگوں نے پوچھا: آپ کا ان کے پیٹ میں کچھ کے لگانے کا کیا مطلب ہے اور جو کچھ آپ نے فرمایا اس سے کیا مراد ہے؟ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بنی ہاشم میں ایک شخص بھی ایسا نہیں جسے شفاعت کرنے کا اختیار نہ دیا گیا ہو۔ پس میں نے چاہا کہ میں اس لڑکے کی شفاعت کا حق دار ہوں۔“

((عن المسور بن مخرمة: ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال: فاطمة بضعة مني، فمن اغضبها اغضبني))

”حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ

میرے جسم کا ٹکڑا ہے، پس جس نے اُسے ناراض کیا اُس نے مجھے ناراض کیا۔“

((عن علی رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لفاطمة: ان اللہ یغضب لغضبك، ویرضی لرضاک))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ سے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ تیری ناراضگی پر ناراض اور تیری رضا پر راضی ہوتا ہے۔“

((عن المسور بن مخرمة، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انما فاطمة بضعة منی، یؤذینی ما آذاھا))

”حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم نے فرمایا: فاطمہ تو بس میرے جسم کا ٹکڑا ہے، اُسے تکلیف دینے والی چیز مجھے تکلیف دیتی ہے۔“

((عن عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انما فاطمة بضعة منی، یؤذینی ما آذاھا، ینصبی ما انصبھا))

”حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ میرا جگر گوشہ ہے۔ اُسے تکلیف دینے والی چیز مجھے تکلیف دیتی ہے، اور اسے مشقت میں ڈالنے والا مجھے مشقت میں ڈالتا ہے۔“

سیدہ کے گھرانے کا دشمن:

((عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ، ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لعلی و فاطمة و الحسن و الحسین رضی اللہ عنہم: انا حرب لمن حاربتم، وسلم لمن سالمتم))

”حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم سے فرمایا: میں اُس سے لڑوں گا جس سے تم لڑو گے، اور جس سے تم صلح کرو گے میں اُس سے صلح کروں گا۔“

((عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لفاطمة والحسن والحسین انا حرب لمن حاربکم وسلم لمن سالمکم))

”حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہم سے فرمایا: جو تم سے لڑے گا میں اُس سے لڑوں گا اور جو تم سے صلح کرے گا میں اُس سے صلح کروں گا۔“

((عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ قال: نظر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی علی و

فاطمہ و الحسن و الحسين، فقال انا حرب لمن حاربكم و سلم لمن سالمكم))
 ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کی طرف نظر التفات کی اور ارشاد فرمایا: جو تم سے لڑے گا میں اس سے لڑوں گا، جو تم سے صلح کرے گا میں اُس سے صلح کروں گا (جو تمہارا دشمن وہ میرا دشمن اور جو تمہارا دوست ہے وہ میرا بھی دوست ہے۔)“

((عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من ابغضنا اهل البيت فهو منافق))

”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ہم اہل بیت سے بغض رکھا تو وہ منافق ہے۔“

((عن زر قال: قال علی رضی اللہ عنہ: لا یحبنا منافق ولا یبغضنا مؤمن))

”حضرت زریبان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: منافق شخص کبھی بھی ہمارے ساتھ محبت نہیں کرتا اور مؤمن شخص کبھی بھی ہمارے ساتھ بغض نہیں رکھتا۔“

((عن جابر بن عبد اللہ الانصاری رضی اللہ عنہما قال: خطبنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وهو یقول: ایہا الناس! من ابغضنا اهل البيت حشرہ اللہ یوم القیامۃ یهودیاً فقلت: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وان صام و صلی؟ قال: وان صام و صلی))

”حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: جس نے ہم اہل بیت کے ساتھ بغض رکھا روزِ قیامت اُس کا حشر یہودیوں کے ساتھ ہوگا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ اگرچہ وہ روزہ رکھنے اور نماز (بھی) پڑھے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اگرچہ وہ روزہ رکھے اور نماز (بھی) پڑھے (اس کے باوجود دشمن اہل بیت ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اُس کی عبادات کو رد فرما کر اُسے یہودیوں کے ساتھ اٹھائے گا۔)“

((عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ! لا یبغضنا اهل البيت احد الا ادخلہ اللہ النار))

”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! ہم اہل بیت سے بغض رکھنے والا کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں کہ جسے اللہ تعالیٰ جہنم میں نہ ڈالے۔“

((عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لو ان

رجلاً صف بین الرکن والمقام، فصلی و صام، ثم لقی الله وهو مبغض لاهل بیت محمد دخل النار))

”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی شخص کعبۃ اللہ کے پاس رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور روزہ (بھی) رکھے اور پھر وہ اس حال میں مرے کہ اہل بیت سے بغض رکھتا ہو تو وہ شخص جہنم میں جائے گا۔“

((عن معاویة بن حدیج، عن الحسن بن علی رضی اللہ عنہما، انه قال له: یا معاویة بن حدیج! ایاک وبغضنا فان رسول الله ﷺ قال لا یبغضنا ولا یحسدنا احد الا ذید عن الحوض یوم القیامة بسیاط من نار))

”حضرت معاویہ بن حدیج نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: اے معاویہ بن حدیج! ہمارے ساتھ بغض رکھنے سے بچے رہنا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ اقدس ہے: ہمارے ساتھ بغض و حسد رکھنے والا کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں کہ جسے قیامت کے دن حوضِ کوثر سے آگ کے ذرے سے ڈھتکارا نہ جائے۔“

سیدہ رازدارِ مصطفیٰ:

((عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: اجتمع نساء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، فلم یغادر منهن امرأة، فجاءت فاطمة تمشی کان مشیتها مشیة رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال: مرحبا بابنتی۔ فاجلسها عن یمینہ او عن شمالہ، ثم انه اسر الیها حدیثاً فبکت فاطمة، ثم انه سارها فضحکت ایضاً، فقلت لها: ما بیکیک؟ فقالت: ما كنت لافشی سر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ فقلت: ما رايت کالیوم فرحاً اقرب من حزن۔ فقلت لها حين بکت اخصک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحدیثہ دوننا ثم تبکین؟ وسالتها عما قال، فقالت ما كنت لافشني سر رسول الله ﷺ۔ حتی اذا قبض سالتها، فقالت: انه كان حدیثی ان جبریل کان یعارضه بالقرآن کل عام مرة، وانه عارضه به فی العام مرتین، ولا ارانی الا قد حضر اجلی، وانک اول اهلی لحوقاً بی، ونعم السلف انا لک۔ فبکیت لذلك ثم انه سارنی، فقال: الا ترضین ان تكونی سیدة نساء المؤمنین، او سیدة نساء هذه الامة۔ فضحکت لذلك))

”ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج جمع تھیں اور کوئی بھی غیر حاضر نہیں تھی۔ اتنے میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا وہاں آگئیں جن کی چال بالکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چلنے کے مشابہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مرحبا، (خوش

آمدید) میری بیٹی! پھر انہیں اپنی دائیں یا بائیں جانب بٹھالیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے چپکے سے کوئی بات کہی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں۔ پھر چپکے سے کوئی بات کہی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہنسنے لگیں۔ میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: آپ کسی وجہ سے روئیں؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز افشا نہیں کروں گی۔ میں نے کہا: میں نے آج کی طرح کوئی خوشی، غم سے اتنی قریب نہیں دیکھی۔ میں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے بغیر خصوصیت کے ساتھ آپ سے کوئی بات کی ہے۔ پھر بھی آپ رو رہی ہیں۔ اور میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا تھا؟ تو انہوں نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز افشا نہیں کروں گی حتیٰ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہو گیا تو میں نے پھر پوچھا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پہلی بار) یہ فرمایا تھا کہ جبرائیل نے مجھ سے ہر سال ایک بار قرآن مجید کا دور کیا ہے لیکن اس سال دو مرتبہ دورہ کیا اور مجھے یقین ہے کہ اب میرا وصال کا وقت آ گیا ہے، اور میرے بعد میرے اہل میں سے سب سے پہلے تم مجھے ملو گی اور میں تمہارے لئے بہترین پیش رو ہوں۔ تب میں رونے لگی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرگوشی کی اور فرمایا: کیا تم اس بات پر خوش نہیں کہ تم تمام مومن عورتوں کی سردار ہو، یا میری اس اُمت کی عورتوں کی سردار ہو! تو میں اس وجہ سے ہنس پڑی۔“

((عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: دعا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاطمة بنتہ فی شکواہ الادی قبض فیہا، فسارہا بسنی فبکت، ثم دعاہا فسارہا فضحکت، قالت: فسالتہا عن ذلك، فقالت: سارنی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاخبرنی: انه یعبض فی وجعہ الادی توفی فیہ، فبکیت، ثم سارنی فاخبرنی: انی اول اہل بیتہ اتبعہ، فضحکت))

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرضِ وصال میں اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور پھر اُن سے سرگوشی فرمائی تو وہ رونے لگیں۔ پھر انہیں قریب بلا کر سرگوشی فرمائی تو وہ ہنس پڑیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے اس بارے میں سیدہ فاطمہ سے پوچھا تو انہوں نے بتایا: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کان میں فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی مرض میں وصال ہو جائے گا۔ پس میں رونے لگی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرگوشی کرتے ہوئے مجھے بتایا کہ میرے اہل بیت میں سب سے پہلے تم میرے بعد آؤ گی۔ اس پر میں ہنس پڑی۔“

((عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: بینما انا مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فی بیت بلاعبنی و الابعہ اذ دخلت علينا فاطمة، فاخذ رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بيدها فاقعدها خلفه و تاجها بشميم لا ادري ماهو، فنظرت الى فاطمة تبكى، ثم اقبل الى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فحدثني و لا عبني، ثم اقبل عليها فلا عبها و تاجها بشي، فنظرت الى فاطمة و اذا هي تضحك فقام رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فخرج، فقلت لفاطمة: ما الذي ناجاك به رسول الله ﷺ؟ قالت: ليس كلاما اسر الى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اخبرك به، قلت: اذكرك الله و الرحم، قالت: اخبرني: انه مقبوض قد حضر اجله، فبكت لفراق رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم و سلمت لما اقبل الى فاجاتني: اني اول من لحق به من اهل بيته، فضحكت للقاء رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم))

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ گھر میں تھی، ہم آپس میں مزاح کر رہے تھے۔ اتنے میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا ہاتھ پکڑا اور اپنے پیچھے بٹھالیا اور کچھ سرگوشی فرمائی۔ مجھے اس کا علم نہیں کہ کیا سرگوشی تھی۔ پھر میں نے سیدہ فاطمہ کی طرف دیکھا تو وہ رو رہی تھیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے۔ مجھ سے بات چیت کی۔ پھر اُن کی طرف متوجہ ہوئے اور اُن سے مزاح فرمایا اور سرگوشی کی۔ میں نے دیکھا کہ فاطمہ ہنس رہی ہیں۔ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کر باہر تشریف لے گئے تو میں نے سیدہ فاطمہ سے پوچھا: آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا سرگوشی فرمائی؟ وہ بولیں: جو بات آپ نے مجھے چپکے سے بتائی، میں آپ کو نہیں بتاؤں گی۔ میں نے کہا: میں آپ کو اللہ تعالیٰ اور قرابت داری کا واسطہ دیتی ہوں۔ وہ بولیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی وفات کا بتایا کہ آپ کا وقت آپہنچا ہے۔ پس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی پر رو پڑی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور مجھے چپکے سے بتایا کہ اہل بیت میں سے سب سے پہلے میں آپ سے ملوں گی تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کی (آس میں) ہنس پڑی۔“

شجر رسالت کی شاخِ ثمر بار:

((عن المسور قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فاطمة شجنة مني يبسطني ما بسطها ويقبضني ما قبضها))

”حضور مسور رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ میری شاخِ ثمر بار ہے، اس کی خوشی مجھے خوش کرتی ہے اور اُس کی پریشانی مجھے پریشان کر دیتی ہے۔“

((عن ابن عباس رضی اللہ عنہما رفعه: انا شجرة، و فاطمة حملها، و علي لقاحها،

والحسن والحسين ثمرتها، والمحبون اهل البيت ورفها، من الجنة حقا حقا))
 ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً حدیث مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں درخت ہوں، فاطمہ اُس کی ٹہنی ہے۔ علی اُس کا شکوفہ اور حسن و حسین اُس کا پھل ہیں اور اہل بیت سے محبت کرنے والے اُس کے پتے ہیں۔ یہ سب جنت میں ہوں گے، یہ حق ہے یہ حق ہے۔“
عصمتِ فاطمہ کے گواہ خود محمد مصطفیٰ:

((عن عبد الله قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ان فاطمة احصنت فرجها، فحرم الله ذريتها على النار))

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک فاطمہ نے اپنی عصمت اور پاک دامنی کی ایسی حفاظت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کی اولاد پر آگ حرام کر دی ہے۔“

((عن عبد الله قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ان فاطمة حصنت فرجها و ان الله عز وجل ادخلها يا حصان فرجها و ذريتها الجنة))

”حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ نے اپنی عصمت اور پاک دامنی کی ایسی حفاظت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کی عصمتِ مطہرہ کے طفیل اُسے اور اُس کی اولاد کو جنت میں داخل فرمادیا۔“

علی سے سیدہ کا نکاح:

((عن عبد الله بن مسعود رض الله عنهما، عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، قال ان الله امرني ان ازوج فاطمة من علي))

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں فاطمہ کا نکاح علی سے کروں۔“

((قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يا انس! اتدري ما جاءني به جبريل من صاحب العرش؟ قال: ان الله امرني ان ازوج فاطمة من علي))

”حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انس! کیا تم جانتے ہو کہ جبریل میرے پاس صاحبِ عرش کا کیا پیغام لائے ہیں؟ پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کا نکاح علی سے کروں۔“

((عن انس رضي الله عنه قال: بينما رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في المسجد، اذ قال صلى الله تعالى عليه وسلم لعلي: هذا جبريل يخبرني ان الله عز وجل زوجك فاطمة، و اشهد على تزويجك اربعين الف ملك، و اوحى الي شجرة طوبى ان

انثری علیہم الدر والیاقوت، فنشرت علیہم الدر و الیاقوت، فابتدرت الیہ الحور العین یلتقطن من الطباق الدر و الیاقوت، فہم یتھا دونہ بینہم الی یوم القیامۃ))
 ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: یہ جبریل ہے جو مجھے یہ بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فاطمہ سے تمہاری شادی کر دی ہے اور تمہارے نکاح پر چالیس ہزار فرشتوں کو گواہ کے طور پر مجلس نکاح میں شریک کیا گیا، اور شجر ہائے طوبیٰ سے فرمایا: ان پر موتی اور یاقوت نچھاور کرو۔ پھر دلکش آنکھوں والی حوریں ان موتیوں اور یاقوتوں سے تھال بھرنے لگیں۔ جنہیں (تقریب نکاح میں شرکت کرنے والے) فرشتے قیامت تک ایک دوسرے کو بطور تحفہ دیں گے۔“

((عن علی رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتانی ملک، فقال: یا محمد! ان اللہ تعالیٰ یقرأ علیک السلام، ویقول لک: انی قد زوجت فاطمة ابنتک من علی بن ابی طالب فی الملا الاعلی، فزوجھا منہ فی الارض))

”حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس ایک فرشتے نے آکر کہا: اے محمد! اللہ تعالیٰ نے آپ پر سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے: میں نے آپ کی بیٹی فاطمہ کا نکاح ملاءِ اعلیٰ میں علی بن ابی طالب سے کر دیا ہے، پس آپ زمین پر بھی فاطمہ کا نکاح علی سے کر دیں۔“
سیدہ اور آپ کی نسل مبارک کے حق میں حضور کی دعائے برکت:

((عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال: دعا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لفاطمة اللہم! انی اعیذھا بک و ذریئھا من الشیطان الرجیم))
 ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے خصوصی دعا فرمائی: ہاری تعالیٰ میں (اپنی) اس (بیٹی) اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔“

((عن بریدۃ رضی اللہ عنہ، قال: فلما کان لیلہ النباء قال: یا علی! لا تحدث شیئا حتی تلقانی، فدعا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بماء فتوضا منہ ثم افرغہ علی علی، فقال: اللہم! بارک فیہما و بارک علیہما و بارک لہما فی شبلہما۔ و فی روایة عنہ: و بارک لہما فی نسلہما))

”حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہما کی شادی کی رات حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: مجھے ملے بغیر کوئی عمل نہ کرنا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا، اُس سے وضو کیا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر پانی ڈال کر فرمایا:

اے اللہ! ان دونوں کے حق میں برکت اور ان دونوں پر برکت نازل فرما، ان دونوں کے لئے ان کی اولاد میں برکت عطا فرما۔“

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:
”ان دونوں کے لئے ان کی نسل میں بھی برکت مقدر فرما دے۔“

☆☆☆

فصل نمبر 78:

ذکر ماخص به علی من الحسن والحسین:

حضرت حسن و حسین کے والد ہونے کے حوالے سے خصوصیت علی المرتضیٰ

حدیث نمبر 1:

((اخبرنا احمد بن بکر الحرانی قال: اخبرنا محمد بن سلمة عن ابن اسحق عن يزيد بن عبد الله بن قسيط عن محمد بن اسامة بن زيد عن ابيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: امانت يا علي فختني و ابو ولدي و انت مني و انا منك))

(سنن الکبریٰ للبیہقی ج 7 ص 459 رقم 8470 طبع آخر ج 5 ص 148 رقم 8523، مسند احمد ج 5 ص 204 رقم 22120، المعجم الکبیر ج 1 ص 123، المستدرک للحاکم ج 3 ص 216 رقم 5010، جمع الجوامع ج 13 ص 557 رقم 8845)

”حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں: انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: البتہ اے علی! تم میرے داماد ہو اور میری اولاد کے باپ ہو اور تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔“

حدیث نمبر 2:

((اخبرنا القاسم بن زكريا بن دينار قال: حدثنا خالد بن مخلد قال: حدثنا موسى بن يعقوب الزمعي بن عبد الله بن ابي بكر بن زيد بن المهاجر قال: اخبرني مسلم بن ابي سهل النبال قال: اخبرنا الحسن بن اسامة بن زيد بن حارثة قال: اخبرني اسامة بن زيد بن حارثة قال: طرقت رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة لبعض الحاجة فخرج وهو مشتمل على شيء لا ادري ما هو فلما فرغت من حاجتي قلت: ما هذا الذي انت مشتمل عليه؟ فكشفه فاذا هو الحسن والحسين على وركيه فقال: هذان ابناي وابنا بنتي اللهم انك تعلم اني احبهما فاحبهما۔ (اللهم انك تعلم اني احبهما

(فاحبہما)

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 459 رقم 8471 وطبع آخر ج 5 ص 149 رقم 8524، سنن الترمذی ص 856 رقم 3769، صحیح ابن حبان ج 9 ص 57، رقم 58، رقم 6928، وطبع آخر ج 15 ص 423 رقم 2967، مشکاة رقم 6165، مصابیح السنن ج 4 ص 194 رقم 4829، مصنف ابن ابی شیبہ ج 6 ص 381 رقم 32173)

”حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات کو میں نے اپنی کسی ضرورت کے تحت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر دستک دی تو آپ اس حال میں باہر تشریف لائے کہ کوئی چیز اٹھائے ہوئے تھے میں نہ جان سکا کہ وہ کیا چیز ہے؟ پھر جب میں اپنی ضرورت سے فارغ ہوا تو عرض کیا: یہ کیا ہے جو آپ نے اٹھا رکھا ہے؟ اس پر آپ نے کپڑا ہٹایا تو حسن اور حسین آپ کے دونوں پہلوؤں پر موجود تھے۔ آپ نے فرمایا: یہ میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ! بیشک تو جانتا ہے کہ میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں لہذا تو بھی ان کو محبوب رکھ۔“

حدیث نمبر 3:

((اخبرنا عمرو بن منصور قال: حدثنا ابو نعیم قال: حدثنا یزید ابن ابی زیاد، عن عبدالرحمن بن ابی نعم، عن ابی سعید الخدری قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحسن والحسین سید اشباب اهل المدينة))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 460 رقم 8472 وطبع آخر ج 5 ص 149 رقم 8525)

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسن اور حسین نو جوانان جنت کے سید ہیں۔“

حدیث نمبر 4:

((اخبرنا احمد بن حرب قال اخبرنا ابن فضیل، عن یزید عن عبدالرحمن بن ابی نعم، عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ان حسنا وحسینا سید اشباب اهل الجنة (ما استثنی من ذلك))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 460 رقم 8437 وطبع آخر ج 5 ص 149 رقم 8526، مسند احمد ج 3 ص 3 رقم 11012، سنن الترمذی ص 856 رقم 3768، مصنف ابن ابی شیبہ ج 6 ص 381 رقم 32167، حلیۃ الاولیاء لابن نعیم ج 5 ص 83 رقم 6409، مصابیح السنن ج 4 ص 193 رقم 4828، مشکاة ج 2 ص 515 رقم 6163)

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: بیشک حسن اور حسین اہل جنت کے نو جوانوں کے سردار ہیں۔“

حدیث نمبر 5:

((اخبرنا يعقوب بن ابراهيم ومحمد بن آدم عن مروان عن الحكم بن عبدالرحمن وهو ابن ابي نعم عن ابيه عن ابي سعيد الخدري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الحسن والحسين سيد شباب اهل الجنة الا ابني الخالة عيسى بن مريم ويحيى بن زكريا))

(سنن الكبرى للنسائي ج 7 ص 318 رقم 8113 وص 460 رقم 8475 وطبع آخر ج 5 ص 50 رقم 8169 وص 150 رقم 8528 صحیح ابن حبان ج 9 ص 55 رقم 6920 وطبع محقق ج 15 ص 412 رقم 6959 تحفة الاخيار بترتيب شرح مشکل الآثار ج 9 ص 121 رقم 6421 المستدرک للحاکم ج 3 ص 166 رقم 4831 حلیة الاولیاء ج 5 ص 83 رقم 6408 مجمع الزوائد ج 9 ص 183 رقم 15083 الجامع الصغیر رقم 3822)

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسن اور حسین نو جوانان جنت کے سید ہیں، ماسوا و خالہ زاد بھائیوں حضرت عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کے۔“

حدیث نمبر 6:

((اخبرنا محمد بن عبدالاعلی الصنعانی قال: اخبرنا خالد قال: قال لي اشعت عن الحسن عن بعض اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم يعني انس بن مالك قال: دخلنا وربنا قال: دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم والحسن والحسين ينقلبان على بطنه، ويقول: ربحانتي من هذه الامة))

(سنن الكبرى للنسائي ج 7 ص 317 رقم 7111 وص 460 رقم 8476 وطبع آخر ج 5 ص 49 رقم 8167 وص 150 رقم 8529)

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا یا فرمایا کہ میں بسا اوقات حاضر ہوتا تو حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے شکم اطہر پر کھیل رہے ہوتے اور آپ فرماتے: یہ اس امت میں میرے پھول ہیں۔“

حدیث نمبر 7:

((اخبرنا ابراهيم بن يعقوب الجوز جاني قال: قال لي وهب بن جرير ان ابا حدثه قال: سمعت محمد بن عبد الله بن ابي يعقوب عن عبد الرحمان بن ابي نعم قال: كنت عند ابن عمر فاتاه رجل فسأله عن دم البعوض تكون (يكون) في ثوبه ويصلي فيه، فقال ابن عمر: فممن انت؟ قال: من اهل العراق، فقال ابن عمر: انظر واهذا يسألني عن دم

البعوض وقد قتلوا ابن رسول الله صلى الله عليه وسلم وسمعت رسول الله صلى الله

عليه وسلم يقول فيه وفي اخيه همار يحانتى من الدنيا))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 461 رقم 8477 وطبع آخر ج 5 ص 150 رقم 8530 بخاری رقم 3753 5494 سنن الترمذی ص 856 رقم 3770 مسند احمد ج 2 ص 85 رقم 5568 ص 93 رقم 5678 ص 114 رقم 5940 ص 153 رقم 6406 مسند ابی داود الطیالسی ص 260 رقم 1927 وطبع جدید ج 2 ص 435 رقم 2039 الادب المفرد للبخاری ج 1 ص 48 رقم 85 مصنف ابن ابی شیبہ ج 6 ص 382 رقم 32180 شرح السنہ ج 8 ص 104 رقم 3034)

”حضرت عبدالرحمن بن ابولعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس موجود تھا کہ ایک شخص نے آکر مسئلہ دریافت کیا کہ اگر مچھر کا خون کپڑے پر لگ جائے تو اس کپڑے سے نماز جائز ہے؟ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تم کہاں کے باشندے ہو؟ اُس نے کہا: میں اہل عراق سے ہوں تو آپ نے فرمایا: لوگو! اس شخص کو دیکھو یہ مجھ سے مچھر کے خون کے متعلق دریافت کرتا ہے حالانکہ ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کو شہید کر دیا ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ آپ نے حضرت حسین کریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بھائی کے متعلق ارشاد فرمایا: وہ دونوں دنیا میں میرے پھول ہیں۔

☆☆☆

فصل نمبر 79:

ذکر قول النبی لعلی انت اعز من فاطمة وفاطمة احب الی منک:

رسول اللہ کا حضرت علی سے فرمانا کہ تو مجھے فاطمہ سے زیادہ محبوب ہو اور

فاطمہ مجھے تم سے زیادہ محبوب ہے

((اخبرنا زکریا بن یحییٰ عن ابن ابی عمر قال: حدثنا سفیان عن ابن ابی نجیح عن

رجل قال: سمعت علیاً علی المنبر الکوفة یقول: خطبت الی رسول اللہ فاطمة فزوجنی

فقلت یا رسول اللہ! انا احب الیک ام ہی؟ قال (فقال) ہی احب الی منک وانت اعز علی

منها))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 461 رقم 8478 وطبع آخر ج 5 ص 150 رقم 8531 سنن سعید بن منصور ج

1 ص 167 168 رقم 600 مسند الحمیدی ج 1 ص 22 23 رقم 38 فضائل الصحابة ج 2 ص 783 رقم 1076 جمع

الجوامع ج 13 ص 25)

”حضرت ابن ابی کحج رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد اور ایک دوسرے شخص سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف فاطمہ کے نکاح کا پیغام بھیجا تو آپ نے میرے ساتھ نکاح کر دیا پھر (ایک مرتبہ) میں عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ کو زیادہ محبوب ہوں یا وہ؟ فرمایا: وہ مجھے تم سے زیادہ محبوب ہے اور تم میرے نزدیک اُس سے زیادہ معزز ہو۔“

☆☆☆

فصل نمبر 80:

ذکر قول النبی لعلی کرم اللہ وجہہ ماسالت لنفسی شیئا الا قد سالتہ لک:

رسول اللہ کا ارشاد کہ اے علی جو کچھ میں نے اپنے لیے مانگا تیرے لیے بھی مانگا

حدیث نمبر 1:

((حدثنا عبد الاعلی بن واصل بن عبد الاعلی قال: قال لی علی ابن ثابت، اخبرنا منصور بن ابی الاسود، عن یزید بن ابی زیادہ، عن سلیمان ابن عبد اللہ بن الحارث عن جدہ عن علی قال: مرضت فعادنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فدخل علی وانا مضطجع فاتکالی جنبی ثم سجانی بثوبه، فلما رآنی قد برئت قام الی المسجد یصلی فلما قضی صلاتہ، جاء فرفع الثوب (عنی) وقال: قم یا علی! (فقد برئت) فقلت وقد برئت، کانمالم اشک شیاقبل ذلك: فقال: ماسالت ربی شیافی صلاتی الا اعطانی، وماسلت شیئا الا سالت لک خالفہ جعفر الاحمر، فقال: عن یزید بن ابی زیاد، عن عبد اللہ بن الحارث عن علی))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 462 رقم 8479 و طبع آخر ج 5 ص 151 '8532' مختصر تاریخ دمشق ج 17 ص 377)

”حضرت سلیمان بن عبد اللہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں بیمار ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری عیادت فرمائی، جب آپ میرے پاس تشریف لائے تو میں لیٹا ہوا تھا آپ میرے پہلو میں بیٹھے، پھر مجھے کپڑے سے ڈھانپ دیا، پھر جب دیکھا کہ مجھے شفاء ہو گئی تو مسجد میں جا کر نماز پڑھی۔ جب نماز پوری فرمائی تو واپس آ کر کپڑا ہٹایا اور ارشاد فرمایا: اے علی! کھڑے ہو جاؤ! بیشک تم بیماری سے آزاد ہو گئے۔ میں اٹھا تو بیماری سے یوں آزاد ہو چکا تھا گویا کہ اس سے قبل کوئی شکایت تھی ہی نہیں۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنی نماز میں اپنے رب سے جو مانگا اس نے مجھے وہی عطا کیا اور جو کچھ میں نے اپنے لئے مانگا تمہارے لیے بھی مانگا۔“

حدیث نمبر 2:

((اخبرنا القاسم بن زكريا بن دينار حدثنا علي بن قادم عن جعفر الاحمر عن يزيد بن ابي زياد عن عبد الله بن الحارث عن علي قال: وجعت وجعافاتيت (النبي صلى الله عليه وسلم) فاقامني في مكانه وقام يصلي، والقي علي طرف ثوبه، ثم قال: قم يا علي! قد برئت، لا باس عليك، ومادعوت لنفسي بشيء الا قد دعوت لك بمثله ومادعوت بشيء الا استجيب لي، او قال: اعطيت، الا انه قيل لي: لا نبى بعدى))

(سنن الكبرى للنسائي ج 7 ص 462 رقم 848 وطبع آخر ج 5 ص 151 رقم 8533، كتاب السنن لابن ابي عاصم ص 852 رقم 1313، المعجم الاوسط ج 8 ص 47 رقم 7913، تاريخ دمشق لابن عساكر ج 42 ص 310، 311، مختصر تاريخ دمشق ج 17 ص 377، مجمع البحرين ج 3 ص 376 رقم 3689، مجمع الزوائد ج 9 ص 110 وطبع آخر ج 9 ص 140، 141، رقم 14649، جمع الجوامع ج 13 ص 112 رقم 6012)

”حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ایک مرتبہ میں شدید درد میں مبتلا ہوا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے اپنی جگہ پر بٹھایا اور اپنے کپڑے کا ایک کونہ مجھ پر ڈال دیا اور نماز پڑھنے لگے۔ پھر فرمایا: اے علی! اٹھو یقیناً تم بیماری سے بری ہو گئے اور تمہیں کوئی تکلیف نہیں رہی اور میں نے اپنے لیے جو مانگا اسی کی مثل تمہارے لیے بھی مانگا اور میں نے جو دعا مانگی وہ قبول کی گئی یا فرمایا: میں نے جو بھی مانگا وہ مجھے عطا کیا گیا، مگر یہ کہ مجھے کہا گیا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔“



فصل نمبر 81:

ذکر ما خص به علی من صرف اذی الحر والبرد عنه:

سردی اور گرمی کی اذیت کو حضرت علی سے پھیر دینے میں آپ کی خصوصیت

((اخبرنا محمد بن يحيى بن ايوب بن ابراهيم قال: حدثنا هاشم بن مخلد الثقفي قال: حدثنا عمي ايوب بن ابراهيم قال: محمد بن يحيى: وهو جدي، عن ابراهيم الصائغ عن ابي اسحق الهمداني، عن عبد الرحمن بن ابي ليلى ان عليا رضي الله تعالى عنه، خرج علينا في حر شديد وعليه ثياب الشتاء، وخرج علينا في الشتاء وعليه ثياب الصيف، ثم دعا بماء فشرب، ثم مسح العرق عن جبينه، فلما رجع الى بيته قال: يا ابتاه ارايت ما صنع امير المؤمنين رضي الله تعالى عنه، خرج علينا في الشتاء وعليه ثياب

الصيف وخرج علينا في الصيف وعليه ثياب الشتاء! فقال: ابوليلي: ما فطنت؟ وأخذ بيد ابنه عبدالرحمن فأتى علياً رضي الله تعالى عنه، فقال له الذي صنع فقال له علي رضي الله تعالى عنه إن النبي صلى الله عليه وسلم كان بعث الي وأنا أرمد شديد الرمد، فبزق في عيني، ثم قال: افتح عينيك! ففتحتها، فما استكيتها حتى الساعة، ودعالي فقال: اللهم اذهب عنه الحرو والبرد، فما وجدت حراً و (لا) برداً حتى يومئذ (هذا))

(سنن الكبریٰ للنسائی ج 7 ص 411 رقم 834 و ص 463 رقم 8483 و طبع آخر ج 5 ص 108 رقم 8401 و ص 152 رقم 8536، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج 42 ص 108، 109، مختصر تاریخ دمشق لابن منظور ج 17 ص 330، 331، البدایہ والنہایہ ج 7 ص 563 و طبع آخر ج 5 ص 452)

”حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے پاس سخت گرمی میں تشریف لائے اور آپ نے سردیوں والا لباس زیب تن فرما رکھا تھا اور آپ ہمارے پاس سخت سردی میں تشریف لائے تو آپ کے جسم اقدس پر لباس گرمیوں والا تھا۔ پھر آپ نے پانی طلب کیا اور پیا، پھر (اُس سرد موسم میں) اپنے ماتھے سے پسینہ صاف کیا، پھر جب آپ اپنے گھر کی طرف لوٹ گئے تو میں نے کہا: ابا جی! آپ نے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا انہوں نے کیا کر رکھا تھا؟ وہ ہمارے پاس سردی میں تشریف لائے تو کپڑے گرمیوں کے پہن رکھے تھے اور گرمی میں تشریف لائے تو کپڑے سردیوں کے پہن رکھے تھے۔ (میرے ابا) ابولیلیٰ نے فرمایا: کیا تم نے غور سے دیکھا؟ پھر اپنے بیٹے عبدالرحمان کو ہاتھ سے پکڑ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کی بارگاہ میں آپ کی طرز لباس کے متعلق دریافت کیا تو مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ غزوہ خیبر کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا اور میں شدید آشوب چشم میں مبتلا تھا تو آپ نے میری آنکھوں میں لعاب دہن لگایا پھر فرمایا: آنکھیں کھولو! میں نے کھولیں تو آپ نے میرے حق میں دعا فرمائی۔ پھر اللہ کے بارگاہ میں عرض کیا: اے اللہ! اس سے گرمی اور سردی کو لے جا! پس میں نے آج تک گرمی اور سردی کو محسوس نہیں کیا۔“



فصل نمبر 82:

علی و الجنة:

حضرت علی اور جنت

حلقہ جنت:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي بن ابي طالب حلقه معلقة بباب

الجنة من تعلق بهاد خل الجنة))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی بن ابی طالب بہشت کے دروازے پر لگا ہوا حلقہ ہیں، جو بھی

اس کو پکڑے گا وہ بہشت میں جائے گا۔“

حلقہ بہشت کی آواز:

((روى من طريق الخطيب فى المناقب قال النبى صلى الله عليه وآله وسلم: انه حلقه

باب الجنة من ياقوة حمراء على صفائح الذهب فاذا دقت الحلقه على الباب: طنت

وقالت: على يا على!))

”مناقب میں خطیب کے ذریعہ سے نقل ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہشت کے

دروازہ کا حلقہ سرخ یا قوت سے بنا ہوا ہے جو سونے کے تختوں پر نصب ہے، جس وقت دروازے پر دستک

دیتے ہیں تو اس سے آواز بلند ہوتی ہے اور وہ کہتا ہے: اے علی اے علی!“

دروازہ جنت:

((عن سعيد بن جبير عن ابن عباس عن النبى صلى الله عليه وآله وسلم قال: انا مدينة

الجنة و على بابها فمن اراد الجنة فلياتها من بابها))

”حضرت سعید بن جبیر نے ابن عباس سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں بہشت

کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ جو بہشت میں جانا چاہتا ہے تو اس کو اس دروازے سے داخل ہونا

چاہیے۔“

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: انا مدينة الجنة وانت بابها، يا على!

كذب من زعم انه يدخلها من غير بابها))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں بہشت کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ جھوٹا ہے وہ شخص

جو یہ گمان کرتا ہے کہ وہ اس دروازے کے بغیر بہشت میں جائے گا۔“

آخرت میں پرچم دار:

((عن الحسين بن علي عن ابيه علي بن ابي طالب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: انت اول من يدخل الجنة، فقلت يا رسول الله! اذخلها قبلك؟ قال: نعم انك صاحب لوائى فى الآخرة كما انك صاحب لوائى فى الدنيا وحامل اللواء هو المتقدم))

”امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے والد گرامی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تم پہلے فرد ہو گے جو جنت میں جاؤ گے، تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آیا آپ سے پہلے میں جاؤں گا؟ فرمایا: ہاں! جس طرح تم اس دنیا میں میرے علمدار ہو آخرت میں بھی علمدار ہو گے، اور پرچم دار ہمیشہ سب سے آگے ہوتا ہے۔“

حضرت علی اور ان کے محبین:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: لعلى رضى الله عنه يا على! انت واصحابك فى الجنة، انت واتباعك يا على فى الجنة))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی! تم اور تمہارے مددگار بہشت میں ہوں گے۔ تم اور تمہارے پیروکار بھی بہشت میں ہوں گے۔“

رسول اللہ کے ساتھ بروز قیامت:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: اذا كان يوم القيامة ضربت لى فبة من ياقوته حمراء على يمين العرش، وضربت لى ابراهيم فبة خضراء على يسار العرش، وضربت فيما بيننا لى ابن ابي طالب فبه من لؤلؤة بيضاء، فما ظنكم بحبيب بين خليلين))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت کا دن آئے گا تو عرش کی دائیں طرف میرے لئے سرخ یا قوت کا ایک خیمہ نصب کیا جائے گا اور عرش کی بائیں طرف حضرت ابراہیم کیلئے ایک سبز خیمہ نصب کیا جائے گا، اور ہمارے درمیان علی کیلئے سفید موتیوں کا ایک خیمہ لگایا جائے گا، آپ دو دوستوں کے درمیان ان کی دوستی پر کیا گمان کرتے ہیں۔؟“

محل رسول محل علی:

((بالاسناد، قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لعلى رضى الله عنه: يا على! انت معى فى قصرى فى الجنة مع فاطمة بنتى وهى زوجتك فى الدنيا والآخرة وانت

رفیقی، ثم تلا رسول الله اخوانا علی سرر متقابلین المتحابین فی الله ینظر بعضهم الی بعض))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی! تم اور میری بیٹی فاطمہ جو اس دنیا اور آخرت میں تمہاری زوجہ ہیں، بہشت میں میرے محل میں میرے ساتھ ہو گے اور تم میرے دوست ہو گے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: اور یہ باہم ایک دوسرے کے آمنے سامنے تختوں پر اس طرح بیٹھے ہوں گے جیسے بھائی بھائی۔ اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کریں گے اور ایک دوسرے کو دیکھیں گے۔“

آمنے سامنے محل:

((ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لعلی: ان بیتک مقابل بیتی فی الجنة))
”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: بہشت میں تمہارا گھر میرے گھر کے آمنے سامنے ہوگا۔“

((فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بید علی فقال: یا علی! اما ترضی ان یکون منزلک فی الجنة مقابل منزلی؟ فقال: بلی بابی انت وامی یا رسول اللہ، قال: فان منزلک فی الجنة مابل منزلی))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اے علی! کیا تم اس بات پر خوش نہیں کہ بہشت میں تمہارا گھر میرے گھر کے آمنے سامنے ہو؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیوں نہیں اے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہشت میں تمہارا گھر میرے گھر کے سامنے ہے۔“

جنتی فرد:

((بالاسناد، عن زینب بنت علی عن فاطمة بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قالت: نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی علی فقال: هذا فی الجنة))
”حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی کی طرف نگاہ کی اور فرمایا: یہ بہشت میں ہوں گے۔“
((عن ابن عمر قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: یا علی! انت فی الجنة))
”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی! تم بہشت میں ہو گے۔“

☆☆☆

حضرت علی امت مسلمہ کے باپ کے مقام پر

اس امت کے دو باپ:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: انا وعلی ابوا هذه الامة))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اور علی اس امت کے دو باپ ہیں۔“

((قال علی بن ابی طالب رضی الله عنه: سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

يقول: انا وعلی بن ابی طالب ابوا هذه الامة))

”حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ میں اور

علی بن ابی طالب اس امت کے دو باپ ہیں۔“

((بالاسناد، عن معلى بن خنيس قال: سمعت ابا عبد الله رضی الله عنه يقول: قال

رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: انا احد الوالدين، وعلی بن ابی طالب الآخر))

”معلى بن خنيس کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: میں دو باپ میں سے ایک باپ ہوں اور علی بن ابی طالب دوسرے باپ ہیں۔“

سیدنا علی کا حق:

((بالاسناد، عن علی رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم:

حق علی علی الناس، حق الوالد علی ولده))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی کا حق لوگوں پر ایسے

ہے جیسے باپ کا اپنی اولاد پر۔“

جناب علی کا مسلمانوں پر حق:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: حق علی علی المسلمین كحق الوالد

علی ولده))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی کا حق مسلمانوں پر ایسے ہے جیسے والد کا اپنے فرزند پر۔“

((عن جابر الانصاری قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: حق علی علی

هذه الامة كحق الوالد علی الولد))

”حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی کا حق اس امت پر ایسے ہے جیسے باپ کا بیٹے پر۔“

امام محمد باقر بن علی:

((وقال محمد بن علی: من اراد ان يعلم كيف قدره عند الله، فلينظر كيف قدر ابويه الافضلين عنده: محمد وعلی))

”محمد بن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو اللہ کے نزدیک اپنے مقام کو جاننا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور علی رضی اللہ عنہ جو اس کے بہترین باپ ہیں، ان کے نزدیک دیکھے کہ اس کا مقام کیسے ہے۔“

رسول اللہ سرور انبیاء ہیں:

((بالاسناد، عن ابی الحسن علی بن موسی الرضا عن آباءه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم: انا سيد من خلق الله عزوجل وانا خير من جبرئیل و میکائیل و اسرافیل و حملة العرش و جميع ملائكة الله المقربين و انبياء الله المرسلين، وانا صاحب الشفاعة و الحوض الشريف، وانا وعلی ابوا هذه الامة))

”حضرت ابوالحسن علی بن موسی الرضا رضی اللہ عنہ نے اپنے اجداد سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اللہ کی مخلوق کا سرور ہوں۔ جبرائیل و میکائیل، اسرافیل، عرش کو اٹھانے والے فرشتے اور اللہ کے تمام مقرب ملائکہ اور مرسل پیغمبروں میں سے میں ہی سب سے افضل ہوں۔ میں شفاعت اور حوض کوثر کا مالک ہوں۔ میں اور علی اس امت کے دو باپ ہیں۔“

سیدہ فاطمہ کا قول:

((وقالت فاطمة: ابوا هذه الامة محمد وعلی))

”سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ محمد رسول اللہ اور علی اس امت کے دو باپ ہیں۔“

احسان اور شکر کے لائق:

((روی: افضل والديکم واحقهما بشکرکم! محمد وعلی))

”مروی ہے کہ تم لوگوں کے بہترین والدین اور احسان و شکر گزاری کے لائق محمد اور علی ہیں۔“

قول سیدنا حسن ابن علی:

((قال الحسن بن علی: محمد وعلی ابوا هذه الائمة))

”حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا: محمد رسول اللہ اور علی اس امت کے دو باپ ہیں۔“

روایتِ علی:

((عن الاصبغ بن نباتة عن علي رضي الله عنه (في حديث) قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: يا علي! انا وانت ابوا هذه الامة))
 ”اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں، ایک حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے علی! میں اور تم اس امت کے دو باپ ہیں۔“

☆☆☆

فصل نمبر 84:

من خصائص علي رضي الله عنه:

حضرت علی کی چند خصوصیات

بہت زیادہ دعائیں:

((اخبرنا احمد بن حرب قال اخبرنا قاسم بن يزيد عن سفیان عن ابی اسحق عن ناجية بن كعب عن علي رضي الله عنه: انه اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ان عمك الشيخ الضال قدمات فمن يواريه؟ قال: اذهب فوار اباك ولا تحدث حتى تاتيني فواريته ثم اتيته فامرني ان اغتسل فاغتسلت) ودعا (الي) بدعوات مايسرني ما على الارض بشيء منهن))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 472 رقم 8481 طبع آخر ج 5 ص 152 رقم 8535، مسند احمد ج 1 ص 131 رقم 1093 و ص 103 رقم 807، مسند ابی یعلیٰ ج 1 ص 211 رقم 420 دلائل البیوت للبیہقی ج 2 ص 349، السنن الکبریٰ للبیہقی ج 1 ص 304 رقم 1452، 1453)

”حضرت ناجیہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: آپ کا چچا الشیخ الضال (بوڑھا گمراہ) انتقال کر چکا ہے تو کون اُس کو مٹی میں چھپائے گا؟ آپ نے فرمایا: تم جاؤ اپنے ابا کو چھپاؤ اور کوئی بات نہیں کرنا یہاں تک کہ میرے پاس آؤ۔ پس میں نے انہیں چھپا دیا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے مجھے غسل کرنے کا حکم دیا تو میں نے غسل کیا اور آپ نے مجھے متعدد دعائیں دیں۔ روئے زمین پر ایسی کوئی چیز نہیں ہے جو مجھے ان دعاؤں سے زیادہ خوش کرے۔“

((اخبرنا محمد بن المثنی عن ابی داؤد قال: لی شعبة اخبرنی فضیل ابو معاذ عن الشعبي عن علي رضي الله عنه قال: لما رجعت الي النبي صلى الله عليه وسلم قال لي

کلمة ما احب ان لی بها الدنيا))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 463 رقم 8482 وطبع آخر ج 5 ص 152 رقم 8535 سند ابی داؤد الطیالسی ص 19 رقم 121 وطبع جدید ج 1 ص 76 رقم 123، الکامل فی ضعفاء الرجال ج 5 ص 266)

”حضرت شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابو معاذ فضیل نے شععی کے حوالہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جب میں (اپنے والد کو دفن کر کے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹا تو آپ نے مجھے ایسی بات فرمائی جو مجھے پوری دنیا کے مقابلہ میں زیادہ محبوب ہے۔“

رسول اللہ اٹھنے کے لیے علی کا ہاتھ پکڑتے:

((ومنها مارواه عباد بن يعقوب ويحيى بن عبد الحميد الحماني قالا: حدثنا علي ابن هاشم، عن محمد بن عبد الله، عن ابيه عبيد الله بن رافع، عن جده ابي رافع قال: ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كان اذا جلس ثم اراد ان يقوم لا ياخذ بيده غير علي رضي الله عنه وان اصحاب النبي كانوا يعرفون ذلك له فلما اخذ بيد رسول الله صلى الله عليه وآله احد غيره))

”عباد بن یعقوب اور یحییٰ بن عبد الحمید کہتے ہیں کہ علی بن ہاشم نے محمد بن عبد اللہ اس نے اپنے والد عبید اللہ بن رافع اس نے اپنے جد ابورافع رضی اللہ عنہ سے ہمارے لئے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت بیٹھنے اور اٹھنے کا ارادہ کرتے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی بھی ان کے ہاتھ کو نہیں پکڑتا تھا اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب اصحاب جانتے تھے اسی وجہ سے علی کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو نہیں پکڑتے تھے۔“

اٹھتے بیٹھتے جناب علی کا سہارا لینا:

((وقال الحماني: كان اذا جلس اتكا على علي واذا قام وضع يده على علي رضي الله عنه))

”حماني کہتے ہیں: جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھتے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سہارا لیتے تھے اور جس وقت اٹھتے تھے تب بھی علی رضی اللہ عنہ کا سہارا لیتے تھے۔“

بوقت وفات سر پیغمبر:

((لمامات رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كان راسه في حجر علي))

”روایت میں نقل ہوا ہے کہ رحلت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک علی رضی اللہ عنہ کے دامن میں تھا (اکثر روایات میں ہے کہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر اقدس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں تھا۔)۔“

☆☆☆

رسول اللہ کی تجہیز و تکفین اور سیدنا علی المرتضیٰ

رسول اللہ کے بدن کو دیکھنے کی خصوصیت:

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: لا یحل لرجل ان یرانی مجردا الا علی))
 ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی کے علاوہ کسی پرگوارا نہیں کہ وہ میرے بدن کو دیکھے۔“

حضرت علی کا غسل دینا:

((عن یزید بن بلال، سمعت علیا یقول: اوصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لا یغسلہ احد غیری، فانہ لا یری احد عورتی الا طمست عیناہ، قال علی رضی اللہ عنہ: فکان العباس واسامة یناولانی الماء من وراء الستر۔ قال علی: فما تناولت عضوا الا کانه یقلبه معی ثلاثون رجلا حتی فرغت من غسله))

”یزید بن بلال کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی کہ میرے (علی کے) علاوہ کوئی اور ان کو غسل نہ دے اور فرمایا: جو میری پردہ گاہ کو دیکھے گا وہ دونوں آنکھوں سے نابینا ہو جائے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیتے وقت عباس اور اسامہ میرے ہاتھ میں پانی پکڑاتے رہے اور میں کپڑے کے نیچے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کو غسل دیتا رہا اور بدن کے جس حصہ کو بھی دھویا گیا کہ تیس مرد بدن کو حرکت دینے میں میری مدد کرتے رہے، یہاں تک کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے سے فارغ ہوا۔“

حضرت علی کو واضح فرمان:

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: یا علی! انت تغسل جثتی وتودی وتوارینی فی حفرتی وتفی بدمتی، وانت صاحب لوائی فی الدنیا والآخرۃ))
 ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! تم میرے بدن کو غسل دو گے اور میرا قرض ادا کرو گے اور مجھے قبر میں داخل کرو گے اور جو کچھ میرے ذمہ ہے اس کی وفا کرو گے، تم اس دنیا اور آخرت میں میرے پرچم دار ہو۔“

غسل میں اللہ کی طرف سے مدد:

((عن حسین بن علی عن ابیہ عن جدہ قال: اوصی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیاً رضی اللہ عنہ ان یغسلہ، فقال علی رضی اللہ عنہ: یا رسول اللہ! اخشى ان لا اطیق ذلك قال: انک ستعان علیہ قال: فقال علی رضی اللہ عنہ: فواللہ ما اردت ان اقلب من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عضوا الا قلب لی))

”حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ اپنے والد اور اپنے اجداد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو وصیت کی کہ ان کو غسل دیں۔ حضرت علی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے اس کام پر قدرت نہ رکھنے کا خوف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری مدد کی جائے گی۔ اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کی قسم! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن کے جس حصہ کو بھی حرکت دینا چاہتا تھا وہ خود بخود گھوم جاتا تھا۔“

☆☆☆

فصل نمبر 86:

علی و حدیث المنزلة:

حضرت علی اور حدیث منزلت

حضرت ام سلمہ سے خطاب:

((عن ابن عباس قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: لام سلمة هذا علی بن ابی طالب لحمہ لحمی ودمہ دمی فهو (وہو) منی بمنزلة ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی))

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: یہ علی بن ابی طالب ہیں کہ ان کا گوشت میرا گوشت اور ان کا خون میرا خون ہے اور ان کی مجھ سے نسبت ایسے ہے جیسے ہارون کی نسبت موسیٰ سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہوگا۔“

کیا تم خوش نہیں کہ:

((عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال لعلی: الا ترضی ان تکون منی بمنزلة ہارون من موسیٰ))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا تم خوش نہیں ہو کہ تمہاری نسبت مجھ

سے ایسے ہو، جیسے ہارون کی نسبت موسیٰ سے؟“

غزوہ تبوک پر جاتے ہوئے:

((عن مصعب بن سعد عن ابيه قال: ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم خرج الى تبوك واستخلف عليا قال: اتخلفني في الصبيان والنساء؟ فقال: الا ترضى ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى! الا انه ليس نبي بعدي))

”جناب مصعب بن سعد نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی طرف روانہ ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں کے درمیان اپنا جانشین بنا رہے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ تمہاری نسبت مجھ سے ایسے ہو جیسے ہارون کی نسبت موسیٰ سے تھی؟ مگر یہ کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہے۔“

((عن سعيد بن المسيب عن علي رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في غزوة تبوك: خلفتك ان تكون خليفتي في اهلي، قلت: اتخلف بعدك يا نبي الله؟ قال: الا ترضى ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى! الا انه لا نبي بعدي))

”حضرت سعید بن مسیب نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ تبوک میں فرمایا: میں نے تمہیں اپنے خاندان کے درمیان بہ عنوان جانشین مقرر کیا ہے۔ حضرت علی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آیا اپنے بعد جانشین مقرر کریں گے؟ فرمایا: کیا تم اس بات پر خوش نہیں کہ تمہاری نسبت مجھ سے ایسے ہو جیسے ہارون کی نسبت موسیٰ سے، مگر یہ کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہے؟“

جناب علی کی نسبت نبی کریم سے:

((عن ابن عباس: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: هذا علي بن ابي طالب، لحمه من لحمي ودمه من دمي، وهو مني بمنزلة هارون من موسى! غير انه لا نبي بعدي))

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ علی بن ابی طالب ہیں کہ ان کا گوشت میرا گوشت، ان کا خون میرا خون ہے، ان کی مجھ سے نسبت ایسے ہے جیسے ہارون کی موسیٰ سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہوگا۔“

حضرت ہارون کی حضرت موسیٰ سے نسبت جیسی نسبت:

((عن جابر بن عبد الله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لعلي رضي الله

عنه: انت منی بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي))
 ”حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
 علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ کی نسبت مجھ سے ایسے ہے جیسے ہارون کی موسیٰ سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی
 پیغمبر نہیں ہوگا۔“

حضرت علی کی نسبت:

((بالاسناد، عن الصادق جعفر بن محمد عن ابیه عن آباءہ قال: قال رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ: یا علی! انت منی بمنزلة هبة
 اللہ من آدم و بمنزلة سام من نوح و بمنزلة اسحاق من ابراهیم و بمنزلة هارون من
 موسی و بمنزلة شمعون من عیسی الا انه لا نبي بعدي))

”امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے اجداد سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی! تمہاری نسبت مجھ سے ایسے
 ہے جیسے ہبۃ اللہ (حضرت شیث) کی نسبت آدم سے اور سام کی نسبت نوح سے اور اسحاق کی نسبت
 ابراہیم سے اور ہارون کی نسبت موسیٰ سے اور شمعون (حواری) کی نسبت عیسیٰ سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی
 پیغمبر نہیں ہوگا۔“

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: علی منی بمنزلة هارون من موسى))
 ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی کی نسبت مجھ سے ایسے ہے جیسے ہارون کی نسبت موسیٰ سے۔“



فصل نمبر 87:

طاعة علی:

اطاعت علی

اطاعت علی اطاعت نبی ہے:

((عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلی بن
 ابی طالب رضی اللہ عنہ: من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی، فقد عصی اللہ، ومن
 اطاعک فقد اطاعنی، ومن عصاک، فقد عصانی))
 ”حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی

طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جو ہماری اطاعت کرے گا اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جو ہماری نافرمانی کرے گا اس نے اللہ کی نافرمانی کی، اور جس نے تمہاری اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے تمہاری نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی ہے۔“

اللہ کا قرب:

((فی حدیث عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: اذا اردت ان تلقی اللہ و هو عنک راض، فاسلك طریق علی ومل معه حیث مال وارض به امامه وعاد من عاداه ووال من والاه، ولا یدخلک فیہ شک))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس وقت اللہ سے ملاقات کرنا چاہو اور وہ تم سے راضی ہو تو علی کے راستے پر چلو اور ہر جگہ ان کے ساتھ رہو اور انہیں اپنا رہبر تسلیم کرو اور ان کے دشمنوں کے ساتھ دشمن اور ان کے دوستوں کے ساتھ دوست رہو اور ان کے بارے میں اپنے اندر کوئی شک و شبہ ایجاد نہ کرو۔“

حضرت علی کے بارے میں سیدنا عمار بن یاسر کو نصیحت:

((عن ابی ایوب الانصاری قال: سمعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول لعمار بن یاسر: تقتلك الفئة الباغية وانت مع الحق والحق معك، یا عمار! اذا رایت علیاً سلك وادياً وسلك الناس وادياً غیره، فاسلك مع علی ودع الناس، انه لن یدلیک فی ردی ولن یخرجک من الهدی))

”حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ایک سنگ گروہ تم کو قتل کرے گا۔ جب کہ تم حق پر ہو اور حق تمہارے ساتھ ہے۔ اے عمار! جس وقت تم یہ دیکھو کہ علی ایک راستے پر چل رہے ہیں اور لوگ دوسرے راستے پر چل رہے ہیں تو علی کے راستے کو اختیار کرو، لوگوں کے راستے کو چھوڑ دو، اس لئے کہ وہ تم کو نابودی کی طرف نہیں لے جائے گا اور ہدایت کے راستے سے خارج نہیں کرے گا۔“

سیدنا علی کے دوست کو دوست اور دشمن کو دشمن ماننا:

((فی حدیث عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم): یا بن عباس! اذا اردت ان تلقی اللہ و هو عنک راض! فاسلك طریقہ علی بن ابی طالب ومل معه حیث مال، وعاد من عاداه، ووال والاه))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس سے فرمایا: اے عباس کے بیٹے! جس وقت اللہ سے ملاقات کرنا چاہو اور وہ تم سے راضی ہو تو علی بن ابی طالب کے طریقہ پر چلو اور جس چیز پر وہ توجہ رکھتے ہیں

توجہ رکھو اور ان کے دشمنوں کو دشمن اور دوستوں کو دوست رکھو۔“

حضرت علیؑ کا فرمان:

((فی حدیث عن علی رضی اللہ عنہ: حربی حرب اللہ، وسلمی سلم اللہ، وطاعتی

طاعة اللہ، وولایتی ولایة اللہ، واتباعی اولیاء اللہ، وانصاری انصار اللہ))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے ساتھ جنگ اللہ کے ساتھ جنگ اور میرے ساتھ صلح اللہ کے

ساتھ صلح اور میری اطاعت اللہ کی اطاعت اور میرے ساتھ دوستی اللہ کے ساتھ دوستی ہے، میرے پیروکار

اللہ کے دوست اور میرے دوست اللہ کے دوست ہیں۔“

حضرت علیؑ اور رسول اللہؐ کی فرمانبرداری اللہ کی فرمانبرداری ہے:

((بالاسناد، عن ابی ذر رضی اللہ عنہ، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

: من اطاعنی فقد اطاع اللہ، ومن عصانی، فقد عصی اللہ، ومن اطاع علیا فقد اطاعنی،

ومن عصی علیا فقد عصانی))

”حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے

میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور

جس نے علی کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے علی کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی

کی ہے۔“

((عن ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

لعلی: من اطاعک فقد اطاعنی، ومن عصاک فقد عصانی))

”حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے

فرمایا: جس نے تمہاری اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے تمہاری نافرمانی کی اس نے

میری نافرمانی کی ہے۔“

رسول اللہؐ کی دوستی کا دعویٰ دارے جھوٹا ہے جب تک علیؑ سے محبت نہ کرے:

((بالاسناد، عن ابی جعفر محمد بن علی الباقر رضی اللہ عنہ قال: سمعت جابر بن

عبد اللہ الانصاری یقول: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان ذات یوم فی

منزل ام ابراہیم وعنده نفر من اصحابہ اذا اقبل علی بن ابی طالب، فلما بصر به النبی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: یا معشر الناس! اقبل الیکم خیر للناس بعدی، وهو

مولیکم، طاعته مفروضة کطاعتی ومعصيته محرمة کمعصیتی، معشر الناس! انا دار

الحكمة وعلی مفتاحها، ولن یوصل الی الدار الا بالمفتاح، و کذب من زعم انه یحبنی
ویبغض علیاً))

”حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے سنا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم کی والدہ (سیدہ ماریہ قبطیہ) کے گھر میں تھے اور چند اصحاب بھی آپ کے ساتھ وہاں موجود تھے۔ اس وقت علی رضی اللہ عنہ داخل ہوئے، جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ حضرت علی پر پڑی تو فرمایا: اے لوگو! تمہارے سامنے وہ شخص ظاہر ہوا ہے کہ جو میرے بعد لوگوں میں سے بہترین فرد ہے۔ وہ تمہارے سر پرست ہیں، جس طرح میری اطاعت واجب ہے ان کی اطاعت بھی واجب ہے اور میری نافرمانی کی طرح ان کی نافرمانی بھی حرام ہے۔ اے لوگو! میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کی چابی ہیں اور چابی کے علاوہ کوئی گھر میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اور جھوٹ بولتا ہے وہ شخص جو یہ گمان کرتا ہے کہ مجھے دوست رکھتا ہے اور علی سے دشمنی کرتا ہے۔“

علی المرتضیٰ کی فرمانبرداری:

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: علی طاعته طاعتی ومعصيته معصیتی))
”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی کی اطاعت میری اطاعت اور ان کی نافرمانی میری نافرمانی ہے۔“

((عن ابی ذر قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: من اطاعنی فقد اطاع اللہ، ومن عصانی فقد عصی اللہ ومن اطاع علیاً فقد اطاعنی، ومن عصی علیاً فقد عصانی))

”حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی ہے اور جس نے علی کی پیروی کی اس نے میری پیروی کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی ہے۔“

بہترین فرد:

((قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: علی خیر من اترك بعدی فمن اطاعه فقد اطاعنی، ومن عصاه فقد عصانی))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی ایک بہترین فرد ہیں جنہیں میں اپنے بعد چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ جس نے ان کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی ہے۔“

حضرت علیؑ کی دوستی ایمان اور دشمنی کفر ہے:

((عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال: حب علي ايمان و بغضه كفر، انا و اياه أبو هذه الامة))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی سے دوستی ایمان ہے اور ان سے دشمنی کفر ہے۔ میں اور وہ اس امت کے دو باپ ہیں۔“

امام باقر کا قول:

((قال الصادق رضي الله عنه: ولایتی لعلي بن ابی طالب رضي الله عنه احب الي من ولادتی منه، لان ولایتی لعلي بن ابی طالب فرض، و ولادتی منه فضل))

”امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی ولایت میرے نزدیک محبوب تر ہے اس سے کہ میں ان کے صلب سے پیدا ہوا ہوں۔ اس لئے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی ولایت مجھ پر واجب ہے، لیکن میری ان سے ولادت بس ایک فضیلت ہے۔“

جناب علیؑ کی مخالفت:

((وفي رواية ابن عمر: قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم: يا علي! من خالفك فقد خالفني ومن خالفني فقد حالف الله))

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! جس نے تمہاری مخالفت کی اس نے میری مخالفت کی اور جس نے میری مخالفت کی اس نے اللہ کی مخالفت کی۔“

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: عادي الله من عادي عليا))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے علی سے دشمنی کی اس نے اللہ سے دشمنی کی۔“



فصل نمبر 88:

ذکر قول النبی علی منی وانا منه:

رسول اللہ کا یہ فرمانا کہ میں علی سے ہوں اور وہ مجھ سے

حدیث نمبر 1:

((حدثنا بشر بن هلال، عن جعفر بن سليمان، عن يزيد الرشك، عن مطرف بن عبد الله، عن عمران بن حصين قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان علياً مني))

وانامنہ، وولی کل مومن بعدی))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 309 رقم 8090 و ص 432 رقم 8399 و طبع آخر ج 5 ص 45 رقم 8146 و ص 126 رقم 8453 'مسند احمد ج 4 ص 437 '438 رقم 20170 فضائل اصحابہ ج 2 ص 749 رقم 1035 و ص 468 رقم 1060 و ص 805 رقم 1104 'جامع الترمذی ص 845 رقم 3712 'صحیح ابن حبان ج 9 ص 41 رقم 6890 و طبع آخر ج 15 ص 374 رقم 6929 'مصنف ابن ابی شیبہ ج 6 ص 375 رقم 32112 'مسند ابی حنبلہ ج 9 ص 40 رقم 3558 'مسند ابی یعلیٰ ج 1 ص 184 رقم 350 'مسند الصحابة للرویانی ص 62 رقم 119 'مسند ابی داؤد الطیالسی ص 111 رقم 829 و طبع آخر ج 1 ص 444 رقم 868 'المستدرک للحاکم ج 3 ص 110 رقم 4636 'الاحاد والمثنائی لابن ابی عاصم ج 4 ص 321 'المجم الکبیر ج 18 ص 128 'حلیۃ الاولیاء ج 6 ص 321 'تاریخ دمشق لابن منظور ج 17 ص 348 تا 350 'سیر اعلام النبلاء (سیرة) ص 622 'مشکوٰۃ رقم 6090 'اسد الغلبہ ج 4 ص 116 '117 'الریاض النضرۃ ج 4 ص 111 'الاصلبہ ج 4 ص 468)

”حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور میرے بعد وہ ہر مومن کا ولی (محبوب) ہے۔“

حدیث نمبر 2:

((اخبرنا احمد بن سليمان قال: (حدثنا زيد بن حباب، قال: حدثنا شريك) اخبرنا يحيى بن آدم اسرائيل عن ابي اسحق قال: حدثني حبشبي بن جنادة السلولي قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: علي مني وانا منه. (فقلت لابي اسحاق: اين سمعته؟ قال: وقف علي رضي الله تعالى عنه ههنا فحدثني، رواه اسرائيل) فقال: عن ابي اسحاق عن البراء))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 310 رقم 8091 و ص 433 رقم 8400 و طبع آخر ج 5 ص 45 رقم 8147 و ص 127 رقم 8454 'سنن ابن ماجہ رقم 119 'جامع الترمذی ص 846 رقم 3719 'مسند احمد ج 4 ص 165 رقم 17645 '17651 '17652 '17653 'فضائل الصحابة ج 2 ص 725 رقم 1010 و ص 742 رقم 1032 'مصنف ابن ابی شیبہ ج 6 ص 369 رقم 32063 'کتاب السنۃ لابن ابی عاصم ص 585 رقم 3120 'مشکوٰۃ رقم 6092)

”حضرت حبشبی بن جنادہ سلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے ہے اور میں اُس سے ہوں۔“ (سنن الکبریٰ للنسائی) میں اسرائیل کا قول ہے کہ میں نے ابو اسحاق سے پوچھا: آپ نے یہ حدیث کہاں سے سنی تھی؟ انہوں نے بتایا کہ حبشبی بن جنادہ نے یہاں کھڑے ہو کر یہ حدیث بیان کی تھی۔“

حدیث نمبر 3:

((اخبرنا احمد بن سليمان قال: حدثنا اسرائيل، عن ابي اسحق، عن البراء بن عازب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي: انت مني وانا منك (ورواه القاسم بن

یزید الجرمی عن اسرائیل، عن ابی اسحق، عن ہبیرہ بن یریم، و ہانی بن ہانی، عن علی
رضی اللہ عنہ))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 433 رقم 8401 طبع آخر ج 5 ص 127 رقم 8455، بخاری رقم 2699، 4251، مصنف
عبدالرزاق ج 10 ص 221 رقم 4845، مصنف ابن ابی شیبہ ج 6 ص 371 رقم 32081، دلائل النبوة للبیہقی
ج 4 ص 338، السنن الکبریٰ للبیہقی ج 8 ص 5 رقم 15768 و رقم 15770، شرح السنہ ج 8 ص 105 رقم 3936)
”حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: تم مجھ سے ہو اور میں تم سے۔ (اور اس کو روایت کیا قاسم بن یزید جرمی نے
از اسرائیل، از ابواسحاق، از ہبیرہ بن یریم، از ہانی بن ہانی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے)۔“

حدیث نمبر 4:

((اخبرنا احمد بن حرب قال: حدثنا القاسم الجرمی قال حدثنا اسرائیل، عن ابی
اسحاق عن ہبیرہ بن یریم، و ہانی بن ہانی عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال:
لما صدرنا من مکة اذا ابنة حمزة تنادی: یا عم، یا عم، فتناولها علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
واخذها فقال لصاحبتہ فاطمة: دونک ابنة عمک، فحملتها فاختصم فیہا علی
وزید و جعفر، فقال علی: انا اجذبها وھی ابنة عمی، وقال جعفر: ابنة عمی وخالتها
تحتی، وقال زید ابنة اخی، فقضی بہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لخالتها، وقال:
الخالۃ بمنزلة الام، وقال لعلی: انت منی (بمنزلة ہارون) وانا منک، وقال لجعفر:
اشبهت خلقی وخلقی، وقال لزید: یا زید انت اخونا ومولانا))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 433 رقم 8402 طبع آخر ج 5 ص 167 رقم 8457، مسند احمد ج 1 ص 99 رقم 770
ورقم 109 و رقم 857 و ص 115 رقم 931، تحفۃ الاخیار بترتیب شرح مشکل الآثار ج 4 ص 68 رقم 2318 و ص 70 رقم
2321، المستدرک للحاکم ج 3 ص 120 رقم 4672، مشکاة رقم 3377، السنن الکبریٰ للبیہقی ج 10 ص 226 رقم
21027)

”حضرت ہانی بن ہانی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ہم (عمرة القضاء
کے موقع پر) مکہ المکرمہ سے جانے لگے تو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی پکارتی ہوئی
آئی: اے میرے چچا! اے میرے چچا! حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا ہاتھ تھام لیا، پھر اپنی زوجہ
(سیدتنا فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے فرمایا: اس کو سنبھالیے! یہ آپ کے چچا کی بیٹی ہے تو انہوں
نے اسے اٹھالیا۔ پھر اس بچی کی کفالت کے معاملہ میں حضرت علی، حضرت زید اور حضرت جعفر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے مابین تنازع پیدا ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اس بچی کو لینے کا زیادہ حقدار

میں ہوں کیونکہ یہ میری چچا زاد ہے۔ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ بچی میری بھی چچا زاد ہے اور اس کی خالہ میری زوجہ ہے اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ میرے بھائی کی بیٹی ہے (کیونکہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مواخات ہوئی تھی) لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے اس کی خالہ کے سپرد کیا اور فرمایا: خالہ ماں کی طرح ہوتی ہے اور آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: تم صورت اور سیرت میں میرے مشابہ ہو اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: اے زید! تم ہمارے بھائی اور دوست ہو۔“



فصل نمبر 89:

ذکر قول النبی علی کنفسی:

رسول اللہ کا یہ فرمانا کہ علی میری جان کی مانند ہے

((اخبرنا العباس بن محمد الدوري قال بحدثنا الاحوص بن جواب قال: حدثنا يونس بن ابي اسحق عن زيد ابن يثع (يشع) عن علي رضي الله تعالى عنه عن ابي ذر رضي الله تعالى عنه) قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لينتھن بنوربيعة (ولبيعة) اولاً بعثن عليهم لا كنفسى، ينفذ فيهم امرى، فيقتل المقاتلة، ويسبى الذرية فماراعنى الا وكف عمر فى حجزتى من خلفى: من يعنى؟ قلت اياك يعنى وصاحبك، (فقلت: ما اياك يعنى ولا صاحبك) قال: فمن يعنى؟ قال: قلت: خاصف النعل، قال: وعلی يخصف النعل))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 434 رقم 8403 وطبع آخر ج 5 ص 127 رقم 8457، فضائل الصحابة ج 2 ص 706 رقم 966 ص 733 رقم 1008، مصنف عبدالرزاق ج 10 ص 220 رقم 20557 مصنف ابن ابی شیبہ ج 6 ص 371 رقم 32077 و رقم 32084، مسند ابی یعلیٰ ج 1 ص 354 رقم 856، مجمع الزوائد ج 9 ص 124 رقم 14766 و ص 163 رقم 14960، کشف الاستار ج 3 ص 223، 224 رقم 261، الرياض المنيرة ج 4 ص 103، ازالة الخفاء ج 4 ص 425)

”حضرت زید بن یثع حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنو بیعہ کو چاہئے کہ باز آجائیں ورنہ میں ان پر ایسے شخص کو بھیجوں گا جو میری جان کی طرح ہے وہ ان پر میرا حکم نافذ کرے گا اور لڑنے والوں سے جنگ کرے گا اور ان کی اولاد کو پابندی بنائے گا۔ پس

میں نے ابھی حرکت نہیں کی تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے دامن سے پکڑ کر پوچھا: اس سے کون مراد ہے؟ میں نے کہا: اس سے نہ تم مراد ہو اور نہ ہی تمہارا ساتھی، کہا: پھر کون مراد ہے؟ میں نے کہا: جوتی مرمت کرنے والا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: اور اس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوتی کی مرمت کر رہے تھے۔“

☆☆☆

فصل نمبر 90:

ذکر قول النبی لعلی انت صفی و امینی:

رسول اللہ کا فرمان: اے علی آپ میری صفی اور امین ہیں

((اخبرنا زکریا بن یحییٰ، قال: حدثنا ابن ابی عمر (وابو مروان، قالان): قال: حدثنا عبدالعزیز، عن یزید بن عبداللہ بن اسامہ بن الہاد، عن محمد بن نافع بن عجیر، عن ابیہ، عن علی رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اما انت یا علی: انت صفی و امینی))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 434 رقم 8404 وطبع آخر ج 5 ص 128 رقم 8458، کتاب النبی لابن ابی عاصم رقم 1330، تحفۃ الاخیار بترتیب شرح مشکل الآثار ج 4 ص 70 رقم 2321، البحر الزخار المعروف بمسند الزہرا ج 3 ص 106 رقم 891، جمع الجوامع ج 3 ص 66 رقم 5722)

”حضرت نافع بن عجیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! تم میرے صفی اور میرے امین ہو۔“

☆☆☆

فصل نمبر 91:

ذکر قوله لا یودی عنی الا انا و علی:

حدیث کہ میری ذمہ داری ادا نہیں کرے گا مگر میں خود یا علی

((اخبرنا احمد بن سلیمان، (قال) حدثنا یحییٰ بن آدم (حدثنا) عن اسرائیل عن ابی اسحق، عن حبشی بن جنادۃ السلولی، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی منی و انا منه، فلا یودی عنی الا انا و علی))

أنزل فی شیء؟ قال: لا، (الا، انی امرت ان ابلغه انا ورجل من اهل بیتی))
 (سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 435 رقم 8407 وطبع آخر ج 5 ص 128 رقم 846، مسند احمد ج 1 ص 3 رقم
 4 ص 151 رقم 1297، فضائل الصحابة ج 2 ص 876 رقم 1203، مسند ابی یعلیٰ ج 1 ص 64 رقم 99، السیرة النبویة لابن
 اسحاق ص 623، مجمع الزوائد ج 7 ص 29 رقم 11039، الریاض النضرة ج 4 ص 114)

”حضرت زید بن یثیع حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سورۃ براءۃ دے کر اہل مکہ کی طرف بھیجا، پھر ان کے پیچھے حضرت علی
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روانہ کیا اور فرمایا: تم وہ مکتوب ان سے لے لو اور اہل مکہ کی طرف چلے جاؤ۔ حضرت علی
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچ گئے اور ان سے مکتوب لے لیا۔ حضرت ابوبکر رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ غمگین حالت میں واپس آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: یا رسول اللہ!
 کیا میرے خلاف کوئی وحی اتری ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں، مگر مجھے حکم کیا گیا ہے کہ یہ ذمہ داری میں خود
 نبھاؤں یا میرے اہل بیت کا کوئی شخص نبھائے۔“

حدیث نمبر 3:

((اخبرنا زکریا بن یحییٰ، قال: حدثنا عبد اللہ بن عمر، قال: حدثنا اسباط، عن فطر، عن
 عبد اللہ بن شریک، عن عبد اللہ بن الرقیم عن سعد قال بعث رسول اللہ ابابکر ببراءۃ، حتی
 اذا کان ببعض الطريق ارسل علیاً رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فاخذها منه، ثم سار بها،
 فوجد ابوبکر فی نفسه، فقال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا یودی عنی الا انا
 اور جل منی))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 435 رقم 8408 وطبع آخر ج 5 ص 129 رقم 8462)

”حضرت عبد اللہ بن رقیم حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سورۃ البراءت کے ساتھ روانہ کیا حتیٰ کہ جب وہ کچھ منزلیں طے
 کر چکے تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (ان کے پیچھے) روانہ کیا تو انہوں نے ان سے وہ سورۃ
 واپس لے لی اور آگے روانہ ہو گئے۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دل میں کچھ محسوس کیا تو
 شکایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: مجھ سے متعلق حقوق ادا نہیں کرے گا مگر میں خود یا
 مجھ ہی سے ایک شخص۔“

حدیث نمبر 4:

((اخبرنا اسحاق بن ابراہیم بن راہویہ، قال: قرأت علی ابی قرۃ موسیٰ بن طارق، عن
 ابن جریج: حدثنی عبد اللہ (بن عثمان) بن خثیم، عن ابی الزبیر، عن جابر ان النبی

صلی اللہ علیہ وسلم حین رجع من عمرۃ الجعرانۃ بعث ابابکر علی الحج ' فاقبلنا معہ ' حتی اذا کنا بالعرج ثوب بالصیح ' فلما استوی للتکبیر سمع الرغوة خلف ظهرہ ' فوقف عن التکبیر ' فقال هذه رغوة ناقة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الجداء ' لقد بدال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الحج ' فلعله ان یکون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنصلی معہ ' فاذا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ علیہا ' فقال له ابوبکر: امیر ام رسول؟ قال: لا ' بل رسول ' ارسلنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (براءة) أقرئوها علی الناس فی مواقف الحج ' فقد منامکة ' فلما کان قبل الترویة بیوم ' قام ابوبکر فخطب الناس فحدثهم عن مناسکهم ' حتی اذا فرغ ' قام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ' فقرأ علی الناس براءة حتی ختمها ' ثم خرجنا معہ حتی اذا کان یوم عرفة ' قام ابوبکر فخطب الناس فحدثهم عن مناسکهم ' حتی اذا فرغ ' قام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ' فقرأ علی الناس براءة حتی ختمها ' فلما کان النفر الاول قام ابوبکر فخطب الناس فحدثهم کیف ینفرون او کیف یرمون ' فعلمهم مناسکهم ' فلما فرغ قام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقرأ علی الناس براءة حتی ختمها))

(السنن الکبریٰ للنسائی ج 5 ص 129 رقم 8463 وطیح آخرج 4 ص 147 رقم 3970 وج 7 ص 435 رقم 8409 سنن الدارمی ج 2 ص 57 رقم 1915 صحیح ابن خزيمة ج 2 ص 1396 رقم 2974 صحیح ابن حبان ج 8 ص 222 رقم 6611 دلائل النبوة للبيهقي ج 5 ص 297، 298)

”حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرۃ الجعرانۃ سے واپس آئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حج کا امیر بنا کر بھیجا تو ہم سب آپ کے ساتھ روانہ ہوئے حتی کہ جب ہم مقام عرج پر پہنچے تو فجر کی اذان کہی گئی پھر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تکبیر تحریرہ کہنے کے لیے تیار ہوئے تو انہوں نے پیچھے سے اونٹنی کے بلبلانے کی آواز سنی تو تکبیر موقوف کر دی پھر فرمایا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی ”جدعاء“ کے بلبلانے کی آواز ہے یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حج کے معاملہ میں کوئی نئی بات نازل ہوئی ہے لہذا ممکن ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہوں تو ہم آپ کے ساتھ نماز پڑھیں گے پس جب دیکھا گیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس اونٹنی پر سوار تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے دریافت کیا کہ آپ امیر ہیں یا قاصد؟ انہوں نے فرمایا: نہیں بلکہ میں بھیجا ہوا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سورہ براءة کے ساتھ بھیجا ہے میں اس کو لوگوں کے سامنے حج کے مقامات میں پڑھوں گا۔ پس ہم مکة المکرمہ پہنچ گئے تو آٹھ ذی الحج سے ایک روز پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے پھر لوگوں کو خطبہ دیا انہیں مناسک حج

بتلائے حتی کہ جب آپ فارغ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور لوگوں کے سامنے سورۃ برآة کی تلاوت شروع کی یہاں تک کہ اسے ختم کر دیا پھر ہم چل پڑے حتی کہ عرفۃ کے دن حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر خطبہ دیا اور لوگوں کو حج کے مسائل بتلائے یہاں تک کہ جب آپ فارغ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر لوگوں کے سامنے سورۃ برآة تلاوت فرمائی حتی کہ اسے ختم کر دیا۔ پھر جب منیٰ کا میدان آیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر لوگوں کو خطبہ دیا اور انہیں بتایا کہ وہ کیسے رمی کریں اور کیسے کوچ کریں پھر انہیں مناسک سکھائے۔ جب آپ فارغ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر سورۃ برآة کی تلاوت فرمائی حتی کہ اسے ختم کر دیا۔“



فصل نمبر 93:

ذکر اشقی الناس:

سب سے بڑے بد بخت کا ذکر

((اخبرنا محمد بن وهب (عبدالله بن سماك بن ابى كريمة الحراني) قال: حدثنا محمد بن سلمة قال: حدثنا ابن اسحق عن يزيد بن محمد بن خثيم عن محمد بن كعب القرظي عن محمد بن خثيم عن عمار بن ياسر قال: كنت انا وعلی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفیقین فی غزوة العشيرة من بطن ينبع فلما نزلها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقام بها شهرا فصالح فيها بنی مدلج وحلفاء هم من ضمرة فوادعهم رأينا أناسا من بنی مدلج يعملون فی عین لهم اوفی نخل) فقال لی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ هل لك يا ابا اليقظان ان ناتي هولاء (نفر من بنی مدلج يعملون فی عین لهم) هل لك يا ابا اليقظان ان ناتي هولاء (نفر من بنی مدلج يعملون فی عین لهم) فنظر كيف يعملون؟ قال: قلت ان شئت فجنناهم فنظرنا الى اعمالهم ساعة ثم غشينا النوم فانطلقت انا وعلی حتى اضطجعنا فی ظل صور من النخل وفي دفعاء من التراب فما فوالله ما اهبنا (انبهنا) الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يحركنا برجله وقد ترينا من تلك الدقعاء التي نمنا فيها فيومئذ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بمالك يا ابا تراب؟ لما يرى عليه من التراب ثم قال: الا احدثك ما باسقى الناس رجلين؟ قلنا: بلى يا رسول اللہ! قال: احيمر ثمود الذي عقر الناقة والذي يضربك (يا علی) علی هذه ووضع يده علی قرنه حتى يبيل منها هذه واخذ بلحيتہ))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 464 رقم 485 وطبع آخر ج 5 ص 153 رقم 8538 'مسند احمد ج 4 ص 263 رقم 18511' فضائل الصحابة للإمام احمد ج 2 ص 854 رقم 1172 'المستدرک للحاکم ج 3 ص 140 رقم 4734 'الاحاد والمثنوی لابن ابی عاصم ج 1 ص 147 رقم 175 'تحفة الاخیار بترتیب شرح مشکل الآثار ج 9 ص 236 رقم 6560 'دلائل النبوة لابن نعیم ص 552 رقم 490 'دلائل النبوة للبیہقی ج 3 ص 12 '13 'السیرة النبوة لابن ہشام ج 2 ص 190 '191 'البدایة والنہایة ج 2 ص 248 '249 'السیرة النبویة لابن کثیر ج 2 ص 319 'تاریخ مدینة دمشق ج 42 ص 549 'مختصر تاریخ دمشق ج 18 ص 86 '87)

”حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوة العشیرة میں یمن پہنچ کے مقام پر ایک دوسرے کے ساتھی تھے۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں اترے اور ایک ماہ قیام فرمایا۔ پھر بنو مدلج اور ان کے حلیف بنو ضمرہ نے آپ کے ساتھ صلح کر لی اور باہم معاہدہ طے پا گیا تو ہم نے وہاں کچھ لوگوں کو دیکھا جو ایک کنویں یا کھجوروں کے درختوں میں کام کاج میں مشغول تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے فرمایا: اے ابوالیقظان! کیا خیال ہے؟ کیا ہم بنو مدلج کے لوگوں کے پاس جا کر نہ دیکھیں کہ وہ کس طرح کام کرتے ہیں؟ میں نے کہا: جیسے آپ کی مرضی۔ پھر ہم چل پڑے اور کچھ دیر تک ان کا کام دیکھتے رہے پھر ہم پر نیند طاری ہونے لگی تو میں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلے حتیٰ کہ کھجوروں کے سایہ میں مٹی پر جا کر سو گئے۔ پس ہم محو خواب تھے۔ اللہ کی قسم! ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی نے بیدار نہیں کیا، آپ نے ہمیں پاؤں کی حرکت سے جگایا، ہم مٹی پر سوئے ہوئے تھے اور مٹی ہمیں لگ چکی تھی اس لئے اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: اے ابوتراب تمہیں کیا ہوا؟ پھر آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں تمام لوگوں سے بڑھ کر دو بد بخت شخصوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیوں نہیں۔ فرمایا: قوم ثمود کا اجیر نامی شخص جس نے اونٹنی کی کوچیوں کاٹی تھیں اور (دوسرا وہ شخص) جو تجھے یہاں (کنپٹی) مارے گا یہ فرماتے ہوئے آپ نے اپنا ہاتھ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر رکھا، یہاں تک کہ اس ضرب سے جاری ہونے والے خون سے یہ تر ہو جائے گی یہ فرماتے ہوئے آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ڈاڑھی کو ہاتھ لگایا۔“



حضرت علی کی مدد کرنے کی ترغیب

((اخبرنا یوسف بن عیسیٰ قال: اخبرنا الفضل بن موسیٰ قال: حدثنا الاعمش عن ابی اسحاق عن سعید بن وهب قال: قال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی الرحبۃ انشد باللہ من سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم یقول: اللہ ولیی وانا ولی المؤمنین ومن کنت ولیہ فہذا ولیہ، اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ، فقال سعید: الی جنبی ستۃ، وقال حارثۃ بن نصر: قام ستۃ، وقال زید بن یثیع: قام عندی ستۃ، وقال عمرو ذومر: أحب من أحبه وابغض من ابغضہ))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 466 رقم 8489 وطبع آخر ج 5 ص 155 رقم 8542)

”حضرت سعید بن وهب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کھلے مقام میں خطبہ دیا، فرمایا: میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں غدیر خم کے دن کس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے ہوئے سنا تھا کہ آپ نے فرمایا: میرا ولی (محبوب، مددگار اور وارث) اللہ ہے اور میں تمام مومنین کا ولی (محبوب، مددگار اور وارث) ہوں اور میں جس کا ولی ہوں تو یہ (علی) بھی اس کا ولی ہے۔ اے اللہ! تو اس سے محبت فرما جو علی سے محبت کرے اور اس سے دشمنی فرما جو علی سے دشمنی رکھے اور اس کی مدد فرما جو علی کی مدد کرے۔ سعید بن وهب کہتے ہیں: اس پر میرے پہلو میں چھ افراد کھڑے ہوئے۔ حارث بن نصر نے کہا: چھ آدمی کھڑے ہوئے، زید بن یثیع نے کہا: میرے نزدیک بھی چھ آدمی کھڑے ہوئے۔ حضرت عمرو ذی مر کی حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں: اے اللہ! تو اس شخص کو محبوب رکھ جو علی کو محبوب رکھے اور اس کو مبغوض رکھ جو علی سے بغض رکھے۔“



محبت علی کا بیان

جناب علی کی دوستی:

عن سعید بن طریف قال: قال ابو جعفر رضی اللہ عنہ: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: الا ان جبرئیل اتانی فقال: یا محمد! ربك یا مریک بحب علی بن ابی طالب و یا مریک بولایتہ))

”سعید بن طریف سے نقل ہوا ہے کہ حضرت ابو جعفر محمد باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جان لیں کہ جبرائیل مجھ پر نازل ہوئے اور کہا: اے محمد! آپ کا پروردگار آپ کو علی سے دوستی اور ولایت کا حکم دے رہا ہے۔“

علی کو دوست رکھو:

((قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ایہا الناس! احبوا علیا فان اللہ یحبہ))
”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! علی کو دوست رکھو کیونکہ اللہ انہیں دوست رکھتا ہے۔“

حضرت علی اللہ اور رسول کے اطاعت گزار:

((بالاسناد، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ان علیا ولیکم بعدی، فاحب علیا فانہ یفعل ما یومر))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد علی تمہارے سرپرست ہیں، پس انہیں دوست رکھیں اس لئے کہ علی نے جو فرمان حاصل کیا ہے اس کی اطاعت کرتا ہے۔“

وصیت پیغمبر:

((عن ابی سعید الخدری قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: احبوا علیا فان لحمہ من لحمی ودمہ من دمی لعن اللہ اقواما ضیعوا فیہ عہدی و نسوا فیہ وصیتی مالہم عند اللہ من خلاق))

”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی کو دوست رکھو اس لئے کہ ان کا گوشت میرا گوشت اور ان کا خون میرا خون ہے۔ اللہ کی لعنت ہو اس گروہ پر جس نے ان کے حق میں میرے پیمان کو ضائع کیا اور ان کے بارے میں میری وصیت کو بھول گئے ان کا اللہ کے

نزدیک کوئی اجر نہیں۔“

حضرت علی سے دوستی:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في حديث الا من احب عليا فقد احبني،

ومن احبني رضي الله عنه، و من رضي الله عنه كافاه بالجنة))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا: جان لیں کہ جس نے علی کو دوست رکھا اس نے

مجھے دوست رکھا اور جس نے مجھے دوست رکھا اللہ اس سے راضی ہے اور جس سے اللہ راضی ہو اس کا انعام

بہشت ہوگی۔“

دشمنی علی علامت نفاق:

((بالاسناد، عن ابی جعفر رضی اللہ عنہ قال: حب علی رضی اللہ عنہ ایمان و بغضہ

نفاق))

”حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی سے محبت ایمان

کی علامت اور دشمنی نفاق کی علامت ہے۔“

((قال: لا یحبک والذی نفسی بیدہ الا مومن قد امتحن اللہ قلبہ الایمان ولا یغضک

الا منافق او کافر))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! فقط وہ مومن

تمہیں دوست رکھتا ہے جس کے دل کو اللہ نے ایمان کیلئے آزمایا ہے اور منافق یا کافر کے علاوہ کوئی تم سے

دشمنی نہیں کرے گا۔“

((قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: یا علی! لا یحبک الا مومن تقی، ولا یغضک

الا منافق شقی))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! متقی اور مومن کے علاوہ کوئی تمہیں دوست نہیں رکھتا اور

منافق و بد بخت کے علاوہ کوئی تم سے دشمنی نہیں کرتا۔“

((عن ام سلمة قالت: سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول: لا یحب

علیا الا مومن ولا یغضه الا منافق))

”حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بھی منافق علی کو دوست

نہیں رکھتا اور کوئی بھی مومن علی سے دشمنی نہیں کرتا۔“

((عن ام سلمة (رضی اللہ عنہا) قالت: کان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

يقول: لا یحب علیا منافق ولا یغضه مومن))

”سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کے علاوہ کوئی علی کو دوست نہیں رکھتا اور منافق کے علاوہ کوئی ان سے دشمنی نہیں کرتا۔“

((قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ایہا الناس! او صیکم بحب ذی القربی اخی وابن عمی علی بن ابی طالب، لایحبہ الا مومن ولا یبغضہ الا منافق، من احبہ فقد احبنی، ومن ابغضہ فقد ابغضنی، ومن ابغضنی عذبه اللہ بالنار))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! میں تمہیں اپنے اہل بیت سے کہ میرے بھائی اور چچا کے بیٹے علی بن ابی طالب بھی ان میں سے ہیں، دوستی کی سفارش کرتا ہوں۔ مومن کے علاوہ انہیں کوئی دوست نہیں رکھے گا اور منافق کے علاوہ کوئی ان سے دشمنی نہیں کرے گا۔ جس نے انہیں دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے ان سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی ہے اور جس نے مجھ سے دشمنی کی اللہ اس کو دوزخ کی آگ میں عذاب دے گا۔“

((قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی خطبہ: او صیکم بحب ذی قریبہا اخی وابن عمی علی ابن ابی طالب، لایحبہ الا مومن ولا یبغضہ الا منافق))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں فرمایا: میں تمہیں اپنے اہل بیت، اپنے بھائی اور اپنے چچا کے بیٹے علی بن ابی طالب سے دوستی کی سفارش کرتا ہوں کیونکہ مومن کے علاوہ کوئی انہیں دوست نہیں رکھتا اور منافق کے علاوہ کوئی ان سے دشمن نہیں کرتا۔“

((کان علی یقول: واللہ لا یحبنی الا مومن، ولا یبغضنی الا منافق))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! مومن کے علاوہ مجھے کوئی دوست نہیں رکھتا اور منافق کے علاوہ مجھ سے کوئی دشمنی نہیں کرتا۔“

((عن سوید بن غفلة قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: یا علی! لا یحبک الا مومن ولا یبغضک الا منافق))

”سوید بن غفلة کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! مومن کے علاوہ کوئی تمہیں دوست نہیں رکھتا، اور منافق کے علاوہ کوئی آپ سے دشمنی نہیں کرتا۔“

((وعن ابن عباس قال: نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی علی فقال: لا یحبک الا مومن ولا یبغضک الا منافق، من احبک فقد احبنی ومن ابغضک فقد ابغضنی، وحبیبی حبیب اللہ وبغیضی بغیض اللہ، ویل لمن ابغضک بعدی))

”حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا اور فرمایا: تمہیں مومن کے علاوہ کوئی دوست نہیں رکھتا اور منافق کے علاوہ کوئی تم سے دشمنی نہیں کرتا، جس نے تمہیں

دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے تم سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی ہے۔ میرا دوست اللہ کا دوست اور میرا دشمن اللہ کا دشمن ہے۔ افسوس ہے اس پر جو میرے بعد تم سے دشمنی کرے گا۔“
 ((عن علی رضی اللہ عنہ قال : قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : لا یحب علیا الا مومن ولا یبغضہ الا منافق))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کے علاوہ علی کو کوئی دوست نہیں رکھتا اور منافق کے علاوہ کوئی ان سے دشمنی نہیں رکھتا۔“

((قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یا علی ! انت اول هذه الامة ایمانا باللہ ورسولہ واولہم ہجرۃ الی اللہ ورسولہ لا یحبک والذی نفسی بیدہ۔ الا مومن قد امتحن اللہ قلبہ الایمان ، ولا یبغضک الا منافق او کافر))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! تم میری امت میں سے پہلے فرد ہو جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور پہلے فرد ہو جس نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کی۔ مجھے اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میں میری جان ہے! اس مومن کے علاوہ جس کے دل کو اللہ نے ایمان سے آزمایا ہے تمہیں کوئی دوست نہیں رکھتا اور منافق اور کافر کے علاوہ کوئی تم سے دشمنی نہیں کرتا۔“

سعادت مند اور بد بخت:

((قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : یا علی اطوبی لمن احبک ، والویل لمن ابغضک))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! خوش نصیب ہے وہ شخص جو تمہیں دوست رکھے اور بد بخت ہے وہ شخص جو تم سے دشمنی کرے۔“

((قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : طوبی لمن احب علیا ، والویل لمن ابغضہ))
 ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سعادت مند اور خوش قسمت ہے وہ شخص جو علی کو دوست رکھتا ہے اور بد بخت ہے وہ شخص جو ان سے دشمنی کرتا ہے۔“

((عن عبد اللہ بن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : یا علی من احبک ووالاک احبته ووالیتہ ، ومن ابغضک وعاداک ابغضته وعادیتہ لانک منی وانا منک))
 ”حضرت عبد اللہ بن عباس کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! جو تمہیں دوست رکھے گا اور تم سے محبت کرے گا میں اسے دوست رکھوں گا اور اس سے محبت کروں گا اور جو تم سے دشمنی کرے گا اور تمہاری مخالفت کرے گا میں اس سے دشمنی رکھوں گا اور اس کی مخالفت کروں گا اس لئے کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔“

یومِ قیامت اور جنابِ علیؑ کی زیارت:

((عن الحارث عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال: من احبنی رانی یوم القیامة حیث یحب، ومن ابغضنی رآنی یوم القیامة حیث ینکره))
 ”حارث نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو مجھے دوست رکھے گا قیامت کے دن مجھے اسی طرح دیکھے گا جس طرح وہ پسند کرتا ہے اور جو مجھ سے دشمنی کرے گا قیامت کے دن مجھے اس طرح دیکھے گا جیسے وہ پسند نہیں کرتا۔“

حضرت علیؑ سے دوستی کے فوائد:

((عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: الا ومن احب علیاً کتب اللہ له براءة من النار وبرائة من النفاق وجوازاً علی الصراط واماناً من العذاب))
 ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بھی علیؑ کو دوست رکھے تو اللہ اس کیلئے آگ سے دوری، نفاق سے دوری، پل صراط سے عبور کرنا، عذاب سے امان لکھے گا۔“

چہرہ چودہویں رات کے چاند جیسا:

((عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم: الا ومن احب علیاً جاء یوم القیامة ووجهه كالقمر لیلۃ البدر))
 ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جان لیں جو بھی علیؑ کو دوست رکھے گا قیامت کے دن وہ اس طرح حشر میں وارد ہوگا کہ اس کا چہرہ چودہویں کے چاند کی طرح چمک رہا ہوگا۔“

فرشتوں کا مصافحہ کرنا:

((عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: الا ومن احب علیاً ومات علی حبه، صافحته الملائكة))
 ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جان لیں! جو بھی علیؑ کو دوست رکھے اور ان کی محبت میں مر جائے ملائکہ اس سے مصافحہ کریں گے۔“

زندگی اور موت میں جنابِ علیؑ کی دوستی:

((عن یحییٰ بن عبد الرحمن الانصاری سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول: احب علیاً فی حیاته ومماتہ کتب له الامن والایمان))
 ”حضرت یحییٰ بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو علیؑ کو زندگی اور موت میں دوست رکھے گا تو اس کیلئے آرام اور سکون مقرر کیا جائے گا۔“

رسول اللہ کی دوستی کے لیے حضرت علی کی دوستی لازمی ہے:

((عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: علی

اقضی امتی فمن احببني فلیحبه فان العبد لا ینال ولا یتى الا بحب علی))

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قضاوت میں علی میری امت میں سے دانا ترین فرد ہیں، جو مجھے دوست رکھے تو اسے علی کو بھی دوست رکھنا چاہیے، اس لئے کہ کوئی بندہ بھی علی کی محبت کے بغیر میری دوستی تک نہیں پہنچے گا۔“

((وروی عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: من احب علیا فقد احببني، ومن احببني

فقد احب اللہ))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے علی کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے مجھے دوست رکھا اس نے اللہ کو دوست رکھا۔“

اہل بیت سے محبت:

((عن سلمان رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: لا یومن

رجل حتی یحب اهل بیتی بحبی، فقال عمر بن الخطاب: واما علامة حب اهل بیتک؟

قال: هذا، وضرب بیدہ علی علی))

”حضرت سلمان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بھی مومن نہیں ہوگا مگر یہ کہ وہ میری محبت کی خاطر میرے اہل بیت کو دوست رکھتا ہو۔ حضرت عمر بن خطاب نے کہا: آپ کے اہل بیت سے محبت کرنے کی علامت کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: یہ ہیں محبت کی نشانی۔“

سیدنا سلمان فارسی کی روایت:

((وروی عن سلمان الفارسی قال: رايت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرب

فخذ علی بن ابی طالب و صدره، و سمعته یقول: محبک محبی و محبی محب اللہ،

مبغضک مبغضی، و مبغضی مبغض اللہ))

”حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ

کے زانو اور سینہ پر ہاتھ مار رہے تھے اور فرما رہے تھے: تمہیں دوست رکھنے والا میرا دوست ہے اور میرا

دوست اللہ کا دوست ہے اور تمہارا دشمن میرا دشمن اور میرا دشمن اللہ کا دشمن ہے۔“

اسیرِ محبتِ الہی کا لقب:

((عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: الا ومن احب علیا سمی فی السماوات والارض اسیر اللہ))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جان لیں جو علی کو دوست رکھے گا تو وہ آسمان اور زمین پر اسیرِ محبتِ الہی کے نام سے پکارا جائے گا۔“

امین اللہ:

((عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: الا ومن احب علیا سمی امین اللہ فی الارض))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو علی کو دوست رکھے گا تو وہ زمین پر امین اللہ کے نام سے پکارا جائے گا۔“

حضرت علی سے دوستی عبادت ہے:

((وقال (النبی) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: حب علی عبادة))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی سے دوستی عبادت ہے۔“

حضرت امام جعفر صادق کا قول

((فی حدیث الحسن بن صالح بن حی یقول: سمعت جعفر بن محمد یقول: حب علی عبادة، وخیر العبادة ما کتمت))

”حسن بن صالح بن حی کہتے ہیں کہ میں نے جعفر بن محمد باقر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ حضرت علی سے دوستی عبادت ہے اور بہترین عبادت وہ عبادت ہے جو چھپی ہوئی ہو۔“

حضرت علی کے دوستوں کے فضائل:

((عن جابر بن عبد اللہ الانصاری قال: کنت ذات یوم عند النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا قبل بوجهه علی بن ابی طالب فقال: الا ابشرك يا ابا الحسن! قال: بلی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ قال: هذا جبرئیل رضی اللہ عنہ یخبرنی عن اللہ تعالیٰ انه قد اعطی محبیک سبع خصال، الرفق عند الموت والانس عند الوحشة والنور عند الظلمة والامن عند الفزع والقسط عند المیزان والجواز عند الصراط ودخول الجنة قبل الناس ”نور هم یسعی بین ایدیهم وبائمانهم“))

”حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری کہتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کی طرف نگاہ کی اور فرمایا: اے ابوالحسن! آیا میں تمہیں بشارت نہ

دوں؟ انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں! اے اللہ کے رسول! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرائیل نے مجھے اللہ کی طرف سے خبر دی ہے کہ اللہ نے تمہارے دوستوں کو سات خصلتیں عطا کی ہیں: موت کے وقت سانس میں آسانی کرنا، وحشت کے وقت دوستی اور انس، تاریکی کے وقت نور، خوف کے وقت امان، میزان میں عدالت، پل صراط سے عبور کرنا اور تمام لوگوں سے پہلے بہشت میں جانا اور اس وقت ان کا نور ان کے چہرے کے سامنے اور ان کی دائیں طرف حرکت میں ہوگا۔“

عنوان صحیفہ مومن:

قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: عنوان صحيفة المومن حب علي بن ابي طالب))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی بن ابی طالب سے دوستی عنوان صحیفہ مومن ہے۔“

جناب علی سفیۃ النجاة:

((عن ابي الحسن علي بن موسى الرضا عن ابيه عن آبائه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: من احب ان يركب سفينة النجاة ويتمسك بالعروة الوثقى ويعتصم بحبل الله المتين فليوال علياً بعدى وليعاد عدوه))

”ابو الحسن علی بن موسیٰ رضارضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے اجداد سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو نجات کی کشتی پر سوار ہونا اور مضبوط ترین سہارے پر بھروسا کرنا اور اللہ کی مضبوط رسی کو تھامنا پسند کرتا ہے، اسے میرے بعد علی سے دوستی رکھنی چاہیے اور ان کے دشمنوں سے دشمنی کرے۔“

العروة الوثقى:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: من احب علي بن ابي طالب فقد استمسك بالعروة الوثقى))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے علی سے محبت کی اس نے مضبوط ترین رسی کو تھاما ہے۔“

جناب علی اور اہل بیت سے محبت:

((عن الرضا عن آبائه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: من احب ان يتمسك بالعروة الوثقى فليتمسك بحب علي واهل بيتي))

”امام علی رضارضی اللہ عنہ نے اپنے اجداد سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص چاہتا ہے کہ مضبوط سہارے کو تھام لے اسے چاہیے کہ علی اور میرے اہل بیت کا دامن تھام لے۔“

دعاؤں کی قبولیت کا ایک ذریعہ

((عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: الا ومن احب عليا قبل الله عنه صلواته وصيامه وقيامه واستجاب دعاءه))

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جان لیں جو بھی علی کو دوست رکھے گا تو اللہ اس کے روزے، نماز اور قیام کو قبول کرے گا اور اس کی دعاؤں کو مستجاب کرے گا۔“

جنت کے دروازوں کا کھلنا:

((وروى من احب عليا استغفرت له الملائكة وفتحت له ابواب الجنة الثمانية يدخلها من اى باب شاء بغير حساب))

”مروى ہے کہ جو بھی علی کو دوست رکھے گا ملائکہ اس کے لئے مغفرت طلب کریں گے اور اس کیلئے بہشت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے تاکہ جس بھی دروازے سے چاہے بغیر حساب کے داخل ہو جائے۔“

حضرت علی کے چہرہ کی نورانیت سے:

((وروى خلق الله من نور وجه علي بن ابي طالب رضى الله عنه سبعين الملائكة يستغفرون له ولمحيه الى يوم القيامة))

”مروى ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے چہرے کے نور سے ستر ہزار ملائکہ خلق کیے ہیں۔ وہ قیامت تک ان کیلئے اور ان کے دوستوں کیلئے مغفرت طلب کریں گے۔“

حضرت علی کی دوستی گناہوں کی بخشش کا سبب:

((وروى حب علي بن ابي طالب يحرق الذنوب كما تحرق النار الحطب))

”مروى ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی دوستی گناہوں کو جلا دیتی ہے جس طرح آگ لکڑی کو جلا دیتی ہے۔“

((قال ابن عباس: حب علي بن ابي طالب يا كل السينات كما تاكل النار الحطب))

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: علی بن ابی طالب کی دوستی برائیوں کو کھا جاتی ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔“

حضرت ابو ذر کی محبت علی:

((روى جابر بن عبد الله الانصاري، عن ابي ذر قال: كنت جالسا عند النبي صلى الله عليه وآله وسلم في المسجد: اذا اقبل علي رضى الله عنه، فلما راه مقبلا قال: يا

اباذر! من هذا المقبل؟ فقلت: علي، يا رسول الله۔ فقال: يا ابا ذر! اتحبه؟ فقلت: اى
والله: يا رسول الله، انى لاحبه، واحب من يحبه))

”حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری نے ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے: ہم مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے کہ علی داخل ہوئے۔ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ ان پر پڑی تو فرمایا: اے ابو ذر! یہ کون ہیں؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ علی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو ذر! کیا انہیں دوست رکھتے ہو؟ عرض کیا: جی ہاں! اللہ کی قسم میں انہیں دوست رکھتا ہوں، جو انہیں دوست رکھتے ہیں میں ان کو بھی دوست رکھتا ہوں۔“

اللہ کا حاجات پوری کرنا:

((عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: الا ومن احب علیا صافحته الملائكة وقضى
اللہ له کل حاجة))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جان لیں! جو بھی علی کو دوست رکھے گا، ملائکہ اس سے مصافحہ کریں گے اور اللہ اس کی حاجات کو پورا کرے گا۔“

فرشتوں کی سیدنا علی سے دوستی اور محبت:

((وروی: اول من اتخذ علی بن ابی طالب اخاً من اهل السماء اسرافیل ثم میکائیل
ثم جبرئیل، واول من احبه من اهل السماء حملة العرش ثم رضوان خازن الجنة، ثم
ملك الموت))

”مروی ہے کہ اہل آسمان میں سے سب سے پہلے جس نے علی رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی بنایا وہ اسرافیل تھے، اس کے بعد میکائیل اور اس کے بعد جبرائیل نے انہیں اپنا بھائی بنایا۔ اہل آسمان میں سے سب سے پہلے جنہوں نے ان سے محبت کی وہ عرش کو اٹھانے والے ملائکہ تھے، اس کے بعد ”رضوان“ یعنی بہشت کے خزانہ دار اور اس کے بعد ملک الموت نے ان سے محبت کی۔“

قبر کا جنت کا باغ بننا:

((وروی ومن احب علیا (هون اللہ) یهون اللہ علیہ سكرات الموت وجعل قبره
روضه من ریاض الجنة))

”مروی ہے کہ جو بھی علی رضی اللہ عنہ کو دوست رکھے گا تو اللہ موت کی سختیوں کو اس کیلئے آسان کرے گا اور اس کی قبر کو بہشت کے باغات میں سے ایک باغ قرار دے گا۔“

پلِ صراط سے گزرتا:

((عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم: الا ومن احب علیا جاز علی الصراط کالبرق

الخاطف))

”مروی ہے کہ جو علی رضی اللہ عنہ کو دوست رکھے گا تو وہ تیز بجلی کی طرح پلِ صراط سے عبور کرے گا۔“

((وروی من احب علیا مر علی الصراط کالبرق الخاطف ولم یر صعوبة))

”مروی ہے کہ جو بھی علی کو دوست رکھے گا تو وہ تیز بجلی کی طرح پل سے عبور کرے گا اور اسے کوئی مشکل

پیش نہیں آئے گی۔“

جنابِ علی کے محبت کا اعمالنامہ:

((وروی من احب علیا، کتب له براءة من النار وجواز علی الصراط وامن من

العذاب، ولم ینشر له دیوان ولم ینصب له میزان، وقیل له: ادخل الجنة بلا حساب))

”روایت ہے کہ جس نے علی رضی اللہ عنہ کو دوست رکھا تو اس کیلئے آگ سے دوری اور پلِ صراط سے عبور

اور عذاب سے محفوظ لکھا جائے گا، اس کے عمل نامہ کو کھولا نہیں جائے گا اور اس کیلئے میزان نصب نہیں کیا

جائے گا اور اس سے کہا جائے گا: بغیر کسی حساب کے بہشت میں داخل ہو جا۔“

رحمت کے دروازوں کا کھلنا:

((وروی من احب علیا انبت اللہ (اثبت اللہ) الحکمة فی قلبه و اخری علی لسانه

الصواب وفتح اللہ له ابواب الرحمة))

”مروی ہے کہ جس نے علی رضی اللہ عنہ کو دوست رکھا تو اللہ اس کے دل میں حکمت پیدا کرے گا اور اس

کے زبان پر سچے کلمات جاری کرے گا اور اس کیلئے رحمت کے دروازے کھول دے گا۔“

محبتِ علی اور جنت:

((قل لمن احب علیا یتھیا لدخول الجنة))

”جو علی کو دوست رکھتا ہے اسے کہو بہشت میں جانے کیلئے تیار ہو جائے۔“

کرامت کا تاج:

((وروی من احب علیا وضع اللہ علی راسه تاج الکرامة والبسه خلة السلامة

العزة))

”مروی ہے کہ جو بھی حضرت علی کو دوست رکھے گا اللہ اس کے سر پر کرامت کا تاج رکھے گا اور اس کو

سلامتی کا جامہ پہنائے گا۔“

((من احب عليا وضع علي راسه تاج الكرامة))

”روایت ہے کہ جو علی رضی اللہ عنہ کو دوست رکھے گا اس کے سر پر کرامت کا تاج رکھا جائے گا۔“

کرامت کا لباس:

((وروى من احب عليا وضع علي راسه تاج الملك، والبس حلة الكرامة))

”مروی ہے کہ جو علی رضی اللہ عنہ کو دوست رکھے گا، اس کے سر پر سلطنت کا تاج رکھا جائے گا اور اس کو

کرامت کا لباس پہنایا جائے گا۔“

رسول اللہ اور جناب علی کے ساتھ محشور ہونا:

((قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم: من احب عليا كان معي ومعه))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو علی کو دوست رکھے گا وہ میرے اور ان کے ساتھ محشور ہوگا۔“

محبت و نفرت:

((وروى حب علي بن ابي طالب شجرة اصلها في الجنة واغصانها في الدنيا، فمن

تعلق بها في الدنيا اوردته الى النار))

”مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ سے دوستی ایک ایسا درخت ہے کہ جس کی جڑ بہشت میں اور اس کی شاخیں

دنیا میں ہیں، جس نے ان شاخوں میں سے کسی ایک شاخ کو تھام لیا تو وہ اسے بہشت میں لے جائے گی

اور علی سے دشمنی ایک ایسا درخت ہے کہ جس کی جڑ جہنم میں اور اس کی شاخیں دنیا میں ہیں اور جو دنیا میں

اس کو تھامے گا وہ اسے دوزخ کی آگ میں لے جائے گی۔“

فرمان رسالت:

((قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم لعلي: حبك ايمان وبغضك نفاق، واولمن

يدخل الجنة محبك))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے فرمایا: تم سے دوستی ایمان کی علامت اور تم سے دشمنی نفاق کی

علامت ہے اور تمہیں دوست رکھنے والا بہت پہلے بہشت میں داخل ہوگا۔“



فصل نمبر 96:

فضلِ حبہ و ذمِ بغضہ:

حضرت علی سے محبت کی فضیلت اور ان سے دشمنی کی مذمت

علی سے جنگ و صلح:

((فی حدیث قول النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لعلی: حربک حربی و سلمک

سلمی، الی ان قال: و محبک فی الجنة و ان عدوک فی النار))

”حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم سے جنگ مجھ سے جنگ اور تم سے صلح مجھ سے صلح ہے۔“

((وقوله صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم: حرب علی حرب اللہ و سلم علی سلم اللہ))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی سے جنگ اللہ سے جنگ ہے اور علی سے صلح اللہ سے صلح ہے۔“

رسول اللہ کے خاندان سے دشمنی:

((بالاسناد، عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم: من احبنی فلیحب علیا، و من ابغض

احدا من اهل بیتی حرم شفاعتی))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مجھے دوست رکھتا ہے اسے علی کو بھی دوست رکھنا چاہیے اور جس

نے میرے خاندان میں سے کسی ایک سے دشمنی کی تو وہ میری شفاعت سے محروم ہوگا۔“

اگر میں مومن کو نقصان بھی پہنچاؤ تو بھی وہ میرا مخالف نہیں ہوگا:

((قال امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ: لو ضربت خیشوم المومن بسیفی هذا علی

ان یبغضنی ما ابغضنی، ولو صبت دنیا بجملتها علی المنافق علی ان یحبنی ما

احبنی و ذلك انه قضی فانقضی (فاقتضی) علی لسان النبی الامی انه قال: یا علی الا

یبغضک مومن و لا یحبک منافق))

”امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں اس تلوار سے مومن کی ناک کاٹ لوں کہ مجھ سے دشمنی

کرے وہ ہرگز مجھ سے دشمنی نہیں کرے گا اور اس پوری دنیا کو منافق کے سامنے بکھیر دوں تاکہ وہ مجھے

دوست رکھے تو وہ ہرگز مجھے دوست نہیں رکھے گا۔ یہ وہی بات ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی

تھی: اے علی! مومن تمہارا دشمن نہیں اور منافق تمہیں دوست نہیں رکھتا۔“

محبت علیؑ کا ایک انعام

((عن سعید بن المسيب عن زيد بن ثابت قال: قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم: من احب عليا في حياتي وبعد موتي كتب الله له الا من والايامن ما طلعت الشمس او غربت))

”سعید بن مسیب اور زید بن ثابت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری زندگی میں اور میری زندگی کے بعد علیؑ کو دوست رکھا تو سورج کے طلوع ہونے سے لے کر غروب تک اللہ اس کیلئے امن اور امان لکھے گا۔“

((عن يحيى بن عبد الرحمن الانصاري قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول: من احب عليا محياه ومماته كتب الله تعالى له الا من والايامن ما طلعت الشمس وما غربت))

”یحییٰ بن عبد الرحمن انصاری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی علیؑ کو ان کی زندگی میں اور ان کی موت کے بعد دوست رکھتا ہو گا تو سورج کے طلوع ہونے سے لے کر غروب تک اللہ اس کیلئے امن اور ایمان لکھے گا۔“

رسول اللہ کے دوست:

((عن عبد الله قال: رايت النبي صلى الله عليه وآله وسلم اخذا بيد علي وهو يقول بالله وليي وانا وليك))

”عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ انہوں نے حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اور فرما رہے تھے: اے اللہ! یہ میرا دوست ہے اور میں آپ کا دوست ہوں۔“

بہشت اور جناب علیؑ کے دوست:

((بالاسناد، عن جعفر بن محمد، عن ابيه، عن آبائه قال: ان الجنة لتشتاق لاحباء علي رضي الله عنه ويشتد ضوؤها لاحباء علي رضي الله عنه وهم في الدنيا قبل ان يدخلوها، وان النار لتغيض ويشتد زفيرها علي اعداء علي رضي الله عنه وهم في الدنيا قبل ان يدخلوها))

”جعفر بن محمد سے اور ان کے والد نے اور ان کے اجداد نے روایت فرمایا کہ بہشت علیؑ کے دوستوں کی مشتاق ہے اور اپنی روشنی کو علیؑ رضی اللہ عنہ کے دوستوں کیلئے زیادہ کر رہی ہے جو کہ ابھی تک اس دنیا میں ہیں بہشت میں داخل ہی نہیں ہوئے۔“

نیکیوں کی حفاظت کا طریقہ حب علی:

((عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: من سره ان يجمع الله له الخير كله فليوال عليا بعدى وليوال اولياءه وليعاد اعداءه))
 ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی اس بات پر خوش ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام نیکیوں کو اس کیلئے جمع کرے تو اسے میرے بعد علی کو دوست رکھنا چاہیے اور ان کے دوستوں کو بھی دوست رکھے گا اور ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھے۔“

محبت و عداوت علی:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: يا علي! من احبك ووالاك احبته وواليته، ومن ابغضك وعاداك ابغضته وعاديته لانك مني وانا منك))
 ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! جو تمہیں دوست رکھے گا اور تم سے محبت کرے گا میں اسے دوست رکھوں گا اور جو تمہیں دشمن سمجھے گا میں اس کی مخالفت کروں گا کیونکہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔“

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: من احبني فليحب عليا، ومن ابغض عليا فقد ابغضني، ومن ابغضني فقد ابغض الله))
 ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مجھے دوست رکھتا ہے اسے علی کو بھی دوست رکھنا چاہیے اور جس نے علی سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی اور جس نے مجھ سے دشمنی کی اس نے اللہ سے دشمنی کی ہے۔“

((قول النبي صلى الله عليه وآله وسلم: حبيبي حبيبي وحبيبي حبيب الله، وعدوك عدوى و عدوى عدو الله والويل لمن ابغضك بعدى))
 ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تمہارا دوست میرا دوست اور میرا دوست اللہ کا دوست ہے اور تمہارا دشمن میرا دشمن ہے اور میرا دشمن اللہ کا دشمن ہے، انسوس ہے اس پر جو میرے بعد تم سے دشمنی کرے۔“

((وقال النبي صلى الله عليه وآله وسلم: من احب عليا اكرمه الله وادناه، ومن ابغض عليا و عاداه مقتته الله واخزاه))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے علی کو دوست رکھا اللہ تعالیٰ اسے مکرم سمجھے گا اور اپنے نزدیک کرے گا اور جس نے علی سے دشمنی اور عداوت کی اللہ اس پر غضبناک ہوگا اور اس کو رسوا کرے گا۔“
 ((عن ابن عمر قال: قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم: لعلي رضي الله عنه:

اماتر ضی ان یكون عدوك عدوی و عدوی عدو الله ، و ولیك ولی و ولی الله))
 ”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہارا دشمن میرا دشمن اور میرا دشمن اللہ کا دوست ہو؟“

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: يا علي! من احبك فقد احبني ومن احبني فقد احب الله ومن ابغضك فقد ابغضني ومن ابغضني فقد ابغض الله))
 ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! جس نے تمہیں دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے مجھے دوست رکھا اس نے اللہ کو دوست رکھا۔ جس نے تمہیں دشمن رکھا اس نے مجھے دشمن رکھا اور جس نے مجھے دشمن رکھا اس نے اللہ کو دشمن رکھا۔“

حضرت علی اور یوم القیامت:

((وروی اذا كان يوم القيامة يوتى علي بسرير من نور وعلي راسه تاج قدا ضاء نوره و كاد يخطف ابصار اهل الموقف فياتي النداء من عند الله جل جلاله: اين علي))
 ”مروی ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو حضرت علی کو نورانی تخت پر لایا جائے گا، اس وقت انہوں نے ایک تاج پہنا ہوگا اور اس تاج کا نور اہل محشر کی آنکھوں کو خیرہ کر دے گا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا ہوگی: علی کہاں ہیں۔“

پرچم دار:

((بالاسناد، عن علي بن موسى الرضا عن آبائه قال: قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم: يا علي! انت اخي ووزيري وصاحب لوائي في الدنيا والآخرة وصاحب حوضي، من احبك احبني ومن ابغضك ابغضني))
 ”امام علی رضی اللہ عنہ نے اپنے اجداد سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! تم اس دنیا میں اور آخرت میں میرے پرچم دار ہو اور میرے حوض کوثر کے مالک ہو، جس نے تمہیں دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے تم سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی۔“



فصل نمبر 97:

فی عدالتہ:

عدالت علی

عادل ترین فرد:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: علي اعدل الناس في الرعية))

”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی میری رعیت میں عادل ترین فرد ہیں۔“

فانی نعمتیں:

((وقال علي رضي الله عنه في بعض خطبه: والله لو اعطيت الاقاليم السبعة بما تحت

افلاكها علي ان اعصى الله في نملة اسلبها جلب شعيرة ما فعلته، وان دنيا كم عندي

لا هون من ورقه في قم جرادة تقضمها، ما لعلی و نعيم يفنى ولذة لا تبقى))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک خطبے میں فرمایا: اللہ کی قسم! اگر مجھے سات آسمانوں کے نیچے جو کچھ بھی

ہے اس کی حکومت دی جائے تاکہ میں ایک چیونٹی کے حق میں اللہ کی نافرمانی کروں اور جو کے چھلکے کو اس

سے لے لوں تو پھر بھی میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا، قطعاً یہ تمہاری دنیا میرے نزدیک اس پتے سے بھی

پست تر ہے جسے ٹڈی اپنے منہ میں چباتی ہے۔ علی کو ان فانی نعمتوں اور ختم ہونے والی لذتوں سے کیا

کام؟“



فصل نمبر 98:

علی وبيت مال المسلمین:

حضرت علی اور بیت المال

کاغذ اور سیاہی تک کو ضائع نہ کریں:

((بالاسناد عن محمد بن ابراهيم النوفلي رفعه الى جعفر بن محمد انه، ذكر عن آباءه

ان امير المؤمنين علي رضي الله عنه كتبالي عماله: ادقوا اقلامكم، وقاربوا بين سطور

كم، واحذفوا عني فضولكم، واقصدوا قصد المعاني، واياكم والاكثر، فان اموال

المسلمين لا تحتمل الاضرار))

”محمد بن ابراہیم نوفلی سے نقل ہوا ہے کہ امام جعفر بن محمد باقر نے اپنے اجداد سے نقل کیا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے اپنے خادمین سے فرمایا: اپنے قلموں سے باریک اور سطریں ملا کر لکھیں، زیادہ فاصلہ نہ رکھیں اور میرے لئے زیادہ تعریف نہ لکھیں، مختصر معنی کریں اور زیادہ روی سے پرہیز کریں، کیونکہ مسلمانوں کا مال ضائع اور اسراف کرنے کیلئے نہیں ہے۔“

مال رات کو ہی تقسیم کیا جائے:

((عن ہلال بن مسلم الجحدری قال: سمعت جدی حرہ۔ او حوہ۔ قال: شہدت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اتی بمال عند المساء، فقال: اقساموا هذا المال: فقالوا: قد امسینا یا امیر المؤمنین فاخرہ الی غد، فقال لهم: تقبلون ان اعیش الی الغد؟ فقالوا: ماذا بایدینا؟ قال: فلا توخرہ حتی تقسموہ، فاتی بشمع فقساموا ذلك المال من تحت ليلتهم))

”ہلال بن جحدری نے کہا کہ میں نے اپنے جد حرہ (حوہ) سے سنا کہ ایک رات ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تھے۔ آپ کے پاس مال لایا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کو تقسیم کریں۔ انہوں نے کہا: یا امیر المؤمنین! ابھی رات ہے اس کو کل پر چھوڑیں۔ فرمایا: آپ اس کو قبول کرتے ہیں کہ کل میں زندہ رہوں گا؟ کام میں دیر نہ کریں اور مال کو تقسیم کریں۔ پس چراغ لایا گیا اور رات ہی کو مال تقسیم کیا گیا۔“

سونے اور چاندی سے خطاب:

((وکان علی رضی اللہ عنہ یقسم ما فی بیت المال کل جمعة حتی لا یتروک فیہ شیئا، ودخل مرة الی بیت المال فوجد الذهب والفضة فقال: یا صفراء! یا صفراء! اصفری ویا بیضاء! ابضی وغری غیری لا حاجة لی فیک))

”روایت ہے کہ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ ہر جمعہ کو پورا بیت المال تقسیم کرتے تھے۔ اس میں سے ذرہ بھی باقی نہیں چھوڑتے تھے۔ ایک مرتبہ بیت المال میں داخل ہوئے تو وہاں پر کچھ مقدار سونا اور چاندی دیکھی۔ اس سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے سونا! زرد ہو جا اور اے چاندی سفید ہو جا! کسی اور کو فریب دو! مجھے تمہاری ضرورت نہیں۔“

بیت المال کا سامان فوراً مستحقین میں تقسیم کرنا:

((بالاسناد، عن الاصبع بن نباتة انه قال: کان امیر المؤمنین علی بن ابی طالب اذا اتی بالمال، ادخله بیت مال المسلمین ثم جمع المستحقین ثم ضرب یدہ فی المال فنثرہ

یمنة و يسرة وهو يقول: يا صفراء يا بيضاء الا تغريني عری غیرى:

هذا جنای و خیارہ فیہ

اذ کل جان یدہ الی فیہ

ثم لا ینخرج حتی یفرق ما فی بیت مال المسلمین ویوتی کل ذی حق حقه، ثم یا مران یکنس و یرش، ثم یصلی فیہ رکعتین ثم یطلق الدنیا ثلاثا، یقول بعد التسلیم: یا دنیا لا تتعرضین لی ولا تتشوقین ولا تغریننی، فقد طلقک ثلاثا لا رجعة لی علیک))

”اصح بنباتہ نے کہا: امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کی شخصیت ایسی تھی کہ جس وقت ان کے پاس مال لایا جاتا اس مال کو بیت المال میں رکھ دیتے اور اسی وقت حاجت مندوں کو جمع کرتے تھے اور اس کے بعد اپنے ہاتھوں کو اموال میں ڈال کر ادھر ادھر بکھیر دیتے اور فرمایا کرتے: اے سونا! اے چاندی! مجھے فریب نہ دو! کسی اور کو دھوکہ دو (یہ میرے ہاتھ کا چنا ہوا ہے اور چننے والے کا ہاتھ اس کے منہ کی طرف بلند ہے) اس وقت تک بیت المال سے باہر نہیں آتے تھے جب تک اسے تقسیم نہ کریں اور ہر ایک کو اس کا حق دیا کرتے تھے۔ اس کے بعد فرماتے تھے: بیت المال کو جھاڑو دے کر پانی سے دھو دیں۔ اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھتے تھے اور سلام پھیرنے کے بعد دنیا کو تین طلاق دے کر فرماتے تھے: اے دنیا! میرے پیچھے مت آنا اور مجھے اپنا مشتاق نہ بنا اور فریب نہ دے۔ میں نے تجھ کو تین طلاقیں دے دی ہیں اور کبھی بھی رجوع نہیں کروں گا۔“

جناب علی کی نظر میں بھائی اور سیاہ غلام برابر:

((عن محمد بن مسلم عن ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال: لما ولی علی رضی اللہ عنہ صعد المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال: انی واللہ لا ارزوکم من فیکم درهما ما قام لی عذق بیثرب فلیصدقکم انفسکم، افترونی مانعا نفسی ومعطیکم؟ قال: فقام الیہ عقیل کرم اللہ وجہ فقال له: واللہ لتجعلنی واسود بالمدينة سواء؟ فقال: اجلس، اما کان ههنا احد یتکلم غیرک وما فضلک علیہ الا بسابقة او بتقوی))

”محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ امام صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس وقت علی رضی اللہ عنہ خلافت پر فائز ہوئے، منبر پر بیٹھ کر اللہ کی حمد و ثنا کی اس کے بعد فرمایا: اللہ کی قسم! جب تک میں مدینے میں کھجور کی ٹہنی کا مالک ہوں ایک درہم بھی تمہارے مال غنیمت سے کم نہیں کروں گا اور تم اس بات پر یقین کر لو آیتم یہ تصور کرتے ہو کہ میں اپنے لئے نہیں رکھتا اور تمہیں دے دیتا ہوں؟ اس دوران عقیل کھڑے ہو کر کہتے ہیں: آپ اللہ کی قسم! مجھے اور اس سیاہ غلام کو برابر کر رہے ہیں جو مدینے میں رہتا ہے؟ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ! تمہارے علاوہ کوئی اور یہاں پر گفتگو کرنے والا نہیں تھا؟ تم اس سیاہ غلام پر کیا برتری رکھتے

ہو؟ مگر اسلام میں سبقت کی وجہ سے یا یہ کہ تم میں تقویٰ اور پرہیزگاری زیادہ ہو۔“

جناب عقیل کو نصیحت:

((وذكر عمرو بن علاء ان عقيلاً لما سال عطاءً من بيت المال، قال له امير المؤمنين رضي الله عنه: تقيم الي يوم الجمعة، فاقام فلما صلى امير المؤمنين الجمعة قال لعقيل: ما تقول فيمن خان هؤلاء اجمعين؟ قال: بئس الرجل ذاك، قال: فانت تامرني ان اخون هؤلاء واعطيك))

”عمرو بن علاء نے کہا: جس وقت عقیل نے بیت المال میں سے علی رضی اللہ عنہ سے اپنا حصہ طلب کیا تو امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: جمعہ کے دن تک صبر کیا کرو۔ عقیل نے صبر کیا۔ جمعہ کے دن نماز سے فارغ ہو کر امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے عقیل سے فرمایا: اس شخص کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے جو ان سب لوگوں کے ساتھ خیانت کرے؟ کہا: اس قسم کا آدمی بہت ہی برا ہے۔ فرمایا: تم مجھ سے یہ چاہتے ہو کہ ان لوگوں کے ساتھ خیانت کروں اور ان کا حصہ تمہیں دے دوں۔؟“

☆☆☆

فصل نمبر 99:

نماذج من ایشار علی:

ایشار علی

علی کا لباس سستا اور غلام کا مہنگا:

((وروي ان امير المؤمنين: اتى سوق الكرابيس فاذا هو برجل وسيم فقال: يا هذا عندك ثوبان بخمسة دراهم؟ فوثب الرجل فقال: يا امير المؤمنين اعندي حاجتك فلما عرفه مضى عنه، فوقف على غلام، فقال: يا غلام عندك ثوبان بخمسة دراهم؟ قال: نعم عندي ثوبان فاخذ ثوبين احدهما بثلاثة دراهم والآخر بدرهمين،.. فقال: يا قنبر! خذ الذي بثلاثة دراهم، فقال: انت اولي به تصعد المنبر و تخطب الناس، قال: وانت شاب ولكثرة الشباب وانا استحيى من ربي ان اتفضل عليك، سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول: البسوهم مما تلبسون، واطمعوهم مما تاكلون))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ کپڑے کے بازار میں داخل ہوئے۔ آپ کی ایک خوبصورت شخص سے ملاقات ہوئی تو اس سے فرمایا: اے شخص کیا تمہارے پاس پانچ درہم والے دو لباس ہیں۔ وہ شخص اپنی جگہ سے

کھڑے ہو کر عرض کرتا ہے: یا امیر المؤمنین! جو آپ کو چاہیے میرے پاس موجود ہے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اس شخص نے انہیں پہچان لیا ہے تو اسے چھوڑ کر ایک غلام کے پاس آئے اور اس سے فرمایا: اے غلام! کیا تمہارے پاس پانچ درہم والے دو لباس ہیں؟ اس نے کہا: جی ہاں! میرے پاس دو لباس ہیں۔ حضرت علی نے ان دو لباس میں سے ایک لباس کو تین درہم اور دوسرے کو دو درہم میں خریدا۔ پھر اپنے غلام قنبر سے فرمایا: تین درہم والا لباس تم لے لو۔ قنبر نے عرض کیا: آپ اس کے بلائق ہیں اور یہ لباس آپ کی شخصیت کے مطابق ہے، کیونکہ آپ منبر پر جا کر لوگوں کو خطبے سناتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم جوان ہو اور جوانی کی خواہشات تم میں ہیں اور میں بارگاہِ الہی میں شرم محسوس کرتا ہوں کہ خود کو تم پر ترجیح دوں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا: اپنے غلاموں کو وہ لباس پہنائیں جو خود پہنتے ہو اور وہی کھانا کھلائیں جو خود کھاتے ہو۔“

تین دن پانی سے روزہ رکھنا اور پانی سے افطار کرنا:

((قال الباقر رضی اللہ عنہ فی قولہ تعالیٰ: یوفون بالنذر ویخافون قال: مرض الحسن والحسین وھما صبیان صغار (صغیران) فعادھما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و معہ رجلان فقال احدھما: یا ابا الحسن لو نذرت فی ابیک نذرا ان اللہ عافھما، فقال: اصوم ثلاثة ایام شکر اللہ تعالیٰ و كذلك قالت جاریتھم فضة فالبسھما اللہ العافیة فاصبحوا صیاما و لیس عندهم طعام، فانطلق علی رضی اللہ عنہ الی جارلہ من الیھود یقال لہ: شمعون یعالج الصوف: فقال ہل لك ان تعطینی جزۃ من صوف تغزلھا لك ابنة محمد بثلاثة اصواع من شعیر؟ قال: نعم فاعطاه فجاء بالصوف، والشعیر واخبر فاطمة فقبلت و اطاعت؛ ثم عمدت فغزلت ثلث الصوف: ثم اخذ صاعا من الشعیر فطحنتہ و عجنتہ و خبزت منه خمسة اقراص لكل واحد قرصا، و صلی علی مع النبی المغرب، ثم اتی منزله فوضع الخوان و جلسوا خمستھم فاول لقمہ سرھا علی رضی اللہ عنہ اذا مسکین قد وقف بالباب، فقال: السلام علیکم یا اھل بیت محمد انا مسکین من مساکین المسلمین اطعمونی مما تاکلون اطعمکم اللہ من موائد الجنة، فوضع علی اللقمة من یدہ (الی ان قال) و عمدت (ای فاطمة) الی ما کان علی الخوان فدفعته الی المسکین، و باتوا جیاعاً و اصبحوا صیاماً لم یذوقوا الا الماء القراح، ثم عمدت الی الثلث الثانی من الصوف فغزلتہ ثم اخذت صاعاً من الشعیر فطحنتہ و عجنتہ و خبزت منه خمسة اقراص لكل واحد قرصاً و صلی علی المغرب مع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ، ثم اتی منزله فلما وضع الخوان بین یدیه و جلسوا

خمستہم فاوول لقمہ کسرہا علی اذایتیم من یتامی المسلمین قد وقف بالباب، فقال : السلام علیکم یا اہل بیت محمد انا یتیم من یتامی المسلمین اطعمونی مما تاکلون اطعمکم اللہ من موائد الجنة، فوضع علی اللقمة من یدہ (الی ان قال) ثم عمدت فاطمة الی جمیع ما فی الخوان، واعطته وباتوا جیاعاً لم یذوقوا الا الماء القراح واصبحوا صیاماً، وعمدت فاطمة فغزلت الثلث الباقی من الصوف وطحنت الصاع الباقی؛ وعجنت وخبزت منه خمسة اقراص لكل واحد منهم قرصاً و صلی المغرب مع النبی ثم اتی منزله فقرب الیہ الخوان و جلسوا خمستہم فاوول لقمہ کسرہا علی رضی اللہ عنہ اذا اسیر من اسراء المشرکین قد وقف بالباب فقال: السلام علیکم یا اہل بیت محمد تا سرورنا، وتشدوننا ولا تطعموننا؟ افوضع علی رضی اللہ عنہ اللقمة من یدہ (الی ان قال) وعمدوا الی ما کان علی الخوان فاعطوه، وباتوا جیاعاً و اصبحوا مفطرين وليس عندهم شیء۔ قال شعيب في حديثه: واقبل علی رضی اللہ عنہ بالحسن والحسين نحو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و ہما یرتعشان كالقراخ من شدة الجوع، فلما بصر بہم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وقال یابا الحسن شدا یسوئنی ما یری بکم، انطلق الی ابنتی فاطمة، فانطلقوا وھی فی محرابها قد لصق بطنها بظہرہا من شدة الجوع، وغارث عیناها فلما رآہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ضمها الیہ فقال: و اغوثاہ باللہ انتم منذ ثلاث فیما یری وانا غافل عنکم فہبط جبرئیل فقال: یا محمد خدما هنا اللہ لك فی اہلیتک، قال: وما آخذیا جبرئیل؟ قال: هل اتی علی الانسان حین من الدهر، حتی بلغ الی قوله: (ان هذا کان لکم جرآء و کان سعیکم مشکوراً))

”امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے کلام الہی: ”یوفون بالندرو یخافون“ کے بارے میں فرمایا: حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما دونوں بچپن میں بیمار ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دو اصحاب کے ساتھ ان کی عیادت کے لئے آئے۔ ان میں سے ایک نے علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: اگر اپنے ان دو فرزندوں کیلئے نذر کرو تو اللہ انہیں شفا دے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شکر الہی کی خاطر میں تین دن روزے رکھوں گا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایسے ہی فرمایا، بچوں نے بھی کہا: ہم بھی تین دن روزے رکھیں گے اور ان کی کثیر فضیلت نے بھی ایسا ہی کہا۔ اللہ تعالیٰ نے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو شفا دی اور سب نے روزے رکھنا شروع کر دیئے۔ اس دن ان کے پاس غذا نہیں تھی۔ علی رضی اللہ عنہ اپنے یہودی ہمسایہ کے پاس آئے جس کا نام شمعون تھا جو اون کا کام کرتا تھا، اس سے فرمایا: کیا تم مجھے کچھ مقدار میں

اون دو گے تاکہ اس کو محمد کی بیٹی تین صاع جو کے بدلے میں کات لے۔ اس نے کہا: ہاں! اور کچھ مقدار اون حضرت علی کو دے دی۔ حضرت علی اون اور جو کو گھر لائے اور سیدہ فاطمہ کو بتایا۔ سیدہ فاطمہ نے قبول کیا اور اطاعت کی۔ اس وقت حضرت فاطمہ نے اون کا تیسرا حصہ کات لیا اور تین کلو جو اٹھائے اور ان کا آٹا نکال کر پانچ روٹیاں بنائیں۔ ہر ایک فرد کیلئے ایک روٹی پکائی۔ علی رضی اللہ عنہ نے مغرب کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی اور گھر تشریف لائے، دسترخوان لگایا گیا، پانچوں افراد دسترخوان پر بیٹھ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پہلا لقمہ ہی توڑا تھا کہ نابینا نے صدا دی: اے آل محمد! تم پر سلام ہو! میں ایک نابینا مسلمان ہوں جو کچھ خود کھا رہے ہو مجھے بھی کھلاؤ۔ اللہ تم کو بہشتی دسترخوان کا کھانا عطا کرے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لقمہ رکھ دیا، سیدہ فاطمہ نے سارا کھانا اٹھا کر نابینا کو دے دیا۔ سب بھوکے رہ گئے اور فقط پانی کے ساتھ افطار کیا۔ دوسرے دن سیدہ فاطمہ نے کچھ مقدار اور اون کو کاتا اور تین کلو جو پیس کر آٹا گونداھا اور پانچ روٹیاں بنائیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مغرب کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی اور گھر تشریف لائے۔ دسترخوان بچھایا گیا، پانچوں افراد دسترخوان پر بیٹھ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پہلا لقمہ توڑا ہی تھا کہ باہر سے ایک یتیم مسلمان کی آواز سنائی دی۔ اس نے کہا: اے آل محمد! سلام تم پر! میں ایک یتیم مسلمان ہوں جو کچھ خود کھا رہے ہو مجھے بھی کھلاؤ۔ اللہ آپ کو بہشتی دسترخوان سے نعمتیں عطا کرے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لقمہ رکھ دیا اور فاطمہ! نے دسترخوان کا تمام کھانا اس یتیم کو دے دیا۔ خود بھوکے رہ گئے اور پانی کے ساتھ افطار کیا۔ تیسرے دن پھر روزہ رکھا۔ تیسرے دن فاطمہ نے باقی بچی ہوئی اون کو کات لیا اور باقی ماندہ جو کا آٹا بنایا اور پانچ روٹیاں پکائیں اور ہر ایک کیلئے ایک روٹی بنائی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مغرب کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی اور گھر تشریف لائے جس وقت دسترخوان لگایا گیا تو پانچوں افراد دسترخوان پر بیٹھ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پہلا لقمہ اٹھایا ہی تھا کہ ایک مشرک اسیر نے گھر کے دروازے پر آواز دی: اے آل محمد! سلام ہو آپ پر! آپ ہمیں اسیر کر کے قید میں بند کر دیتے ہیں کیا مجھے کھانا نہیں دو گے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لقمہ رکھ دیا اور جو کچھ بھی دسترخوان پر تھا سب کا سب اسیر کو دیدیا اور خود بھوکے رہ گئے اور ان کے پاس کوئی چیز بھی نہیں تھی جس سے وہ افطار کرتے۔ شعیب نے حدیث میں نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔ اس وقت یہ دونوں بچے سخت بھوک کی وجہ سے کانپ رہے تھے۔ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ ان پر پڑی تو فرمایا: اے ابا الحسن! آپ کی حالت دیکھ کر کس قدر مجھ پر ناگوار ہے! بیٹی فاطمہ کے گھر چلیں۔ سب روانہ ہوئے۔ جب سیدہ فاطمہ کے گھر پہنچے اس وقت سیدہ فاطمہ محراب عبادت میں تھیں۔ بھوک کی شدت کی وجہ سے آپ کا شکم پیٹ کے ساتھ ملا ہوا تھا اور آنکھیں

اندر کی طرف دھنس گئی تھیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کی یہ حالت دیکھی تو ان کو اپنے قریب بٹھایا اور فریاد بلند کی: آہ! تین دن سے آپ اس حالت میں گزار رہے ہیں اور مجھے خبر تک نہیں! اس وقت جبرائیل نازل ہوئے اور عرض کیا: اے محمد! لے لیں اس مبارک باد کو جو اللہ نے آپ خاندان کے بارے میں عطا کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبرائیل! کس چیز کو لے لوں؟ جبرائیل نے (سورہ دھر کی) اہل اتی علی الانسان حین من الدھر سے اس آیت تک تلاوت کی: ان هذا کان لکم جزاء وکان سعیکم مشکورا۔“

آیات کا نزول:

((قد روی الخاص والعام ان الایت من هذه السورة وهی قوله: ان الابرار یشربون من کاس کان مزاجها کافورا، عیناً یشرّب بها عباد الله یفجرونها تفجیراً، یوفون بالندر ویخافون یوماً کان شره مستطیراً، ویطعمون الطعام علی حبه مسکیناً ویتیملاً واسبیراً، انما نطعمکم لوجه الله لا نرید منکم جزاءً ولا شکوراً انا نخاف من ربنا یوماً عبوساً قمطیراً فوقاهم الله شر ذلك الیوم ولقاهم نضرة وسروراً وجزاهم بما صبروا جنةً وحریراً الی قوله: کان سعیکم مشکوراً، انزلت فی علی وفاطمة والحسن والحسین و جاریة لهم تسمى فضة وهو المروی عن ابی عباس ومجاهد و ابی صالح))

”خاص و عام دونوں نے روایت کی ہے کہ اس سورت کی آیات: ان الابرار یشربون سے کان سعیکم مشکورا یعنی یقیناً نیک لوگ (جنت میں) مشروب کے ایسے ساگر پیئیں گے جن میں کافور کی آمیزش ہوگی۔ یہ لوگ نذریں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے جس کی سختی پھیل رہی ہوگی خوف رکھتے ہیں اور (باوجودیکہ ان کو خود طعام کی حاجت ہے) اللہ کی محبت میں مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں (اور ان سے کہتے ہیں کہ) ہم تم کو خالص اللہ کیلئے کھلاتے ہیں۔ ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ شکر یہ۔ بے شک ہمیں تو اپنے رب سے اس دن کے عذاب کا خوف ہے جو سخت مصیبت کا انتہائی طویل دن ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ انہیں اس دن کے شر سے بچالے گا اور انہیں تازگی اور سرور بخشے گا اور ان کے صبر کے بدلے میں انہیں جنت میں ریشمی لباس عطا کرے گا (اور ان سے کہے گا یہ تمہارا صلہ ہے اور تمہاری کوشش اللہ کے ہاں) مقبول ہوئی۔ یہ آیات حضرت علی رضی اللہ عنہ، سیدہ فاطمہ، امام حسن، امام حسین اور ان کی کنیز فضہ کی شان میں نازل ہوئیں۔ یہی روایت ابن عباس، مجاہد اور ابو صالح سے بھی مروی ہے۔“



سیدنا علی و رعایة الارامل و کفالة الایتام و تحریر الرقاب و المستضعفین :

حضرت علی کا بیوہ عورتوں، یتیموں کی کفالت کرنا، غلام کو آزاد کرانا اور مستضعفین بیوہ اور یتیم بچوں کی کفالت:

((ونظر علی رضی اللہ عنہ الی امرأة علی کتفها قربة ماء، فاخذ منها القربة فحملها الی موضعها، وسالها عن حالها فقالت: بعث علی بن ابی طالب صاحبی الی بعض الثغور فقتل، وترك علی صبیانا یتامی، ولس عندی شیء، فقد الجاتنی الضرورة الی خدمة الناس، فانصرف وبات لیلته قلقلما اصبح حمل زنبیلا فیہ طعام، فقال بعضهم: اعطنی احملة عنک، فقال: من یحمل وزری عنی یوم القیامة؟ فاتی وقرع الباب، فقالت: من هذا؟ قال: انا ذلک العبد الذی حمل معک القربة، فافتحی فان معی شیئا للصبیان، فقالت: رضی اللہ عنک و حکم بینی و بین علی بن ابی طالب، فدخلو قال: انی احببت اکتساب الثواب، فاختاریبین ان تعجنین و تخبزینو بین ان تعللین الصبیان لاخبز انا، فقالت: انا بالخبز ابصر و علیها قدر، ولكن شانک ولا صبیان، فعللهم حتی افرغ من الخبز، قال فعمدت الی الدقیق فعجنته، وعمد علی رضی اللہ عنہ الی اللحم فطبخه، وجعل یلقم الصبیان من اللحم و التمر و غیره، فکلما ناول الصبیان من ذلک شیئا قال له: یا بنی! اجل علی بن ابی طالب فی حل مما امر فی امرک فلما اختمر العجین قالت: یا عبد اللہ اسجر التنور فبادر بسجره فلما اشعله و لفحفی و جهه جعل یقول: ذق یا علی هذا جزاء من ضیع الارامل و الیتامی، فراته امرأة تعرفه فقالت: و یحک هذا امیر المؤمنین، قال فبادرت المراقوهی تقول: و احيائی منک یا امیر المؤمنین فقال بل و احيائی منک یا امة اللہ فیما قصرت فی امرک))

”ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک راستے سے گزر ہوا۔ انہوں نے ایک عورت کو دیکھا جس نے پانی کی مشک اٹھائی ہوئی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے مشک لے کر اسے اس کی منزل مقصود تک پہنچایا۔ اسی ضمن میں اس سے احوال پرسی بھی کی۔ عورت نے کہا: علی بن ابی طالب نے میرے شوہر کو ایک محاذ پر بھیجا، وہ وہاں قتل ہو گیا، اس وقت میرے پاس چند یتیم بچے ہیں جن کی دیکھ بھال کر رہی ہوں اور

میری مالی حالت بہت خراب ہے۔ مجبور ہوں کہ لوگوں کے کام کاج کروں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر واپس آئے اور رات سے لے کر صبح تک پریشان رہے۔ صبح سویرے جس ٹوکری میں کھانا رکھا ہوا تھا اس کو اٹھایا اور اس عورت کے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں کسی نے حضرت علی سے کہا: ٹوکری مجھے دے دیں میں اٹھاؤں گا۔ آپ نے فرمایا: قیامت کے دن کون میرا بھاری وزن اٹھائے گا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس عورت کے گھر پہنچے اور دستک دی۔ عورت نے کہا: کون ہے۔؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں وہی ہوں جس نے کل تمہاری مدد کی اور مشک کو گھر تک پہنچایا، دروازہ کھولیں میں بچوں کے لئے کچھ لایا ہوں۔ عورت نے کہا: اللہ تم پر راضی ہو اور میرے اور علی کے درمیان فیصلہ کرے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوئے اور فرمایا: مجھے ثواب کمانا بہت پسند ہے۔ ان دو کاموں میں سے ایک کو اختیار کرو یا آٹا گوندھ کر روٹی پکاؤ یا بچوں کی دیکھ بھال کرو اور میں روٹی پکاؤں۔ عورت نے کہا: میں روٹی پکانے میں ماہر ہوں اور بہتر یہی ہے کہ میں اس کام کو انتخاب کروں۔ تم بچوں کی دیکھ بھال کرو جب تک میں روٹی پکانے سے فارغ ہو جاؤں۔ عورت نے آٹا گوندھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے گوشت پکایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ گوشت اور کھجور کے لقمے بنا بنا کر بچوں کو کھلا رہے تھے اور ہر لقمہ کھلاتے وقت فرما رہے تھے: بچو! جس مشکل کا بھی آپ کو سامنا کرنا پڑے علی ابن ابی طالب کو معاف کرو۔ جس وقت آٹا تیار ہو گیا عورت نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: تم تنور جلاؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تنور جلایا۔ جس وقت آگ کے شعلے بھڑکنے لگے اور ان کے اثرات آپ کے چہرے تک پہنچے تو اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے: اے علی! چکھ لو! یہ اس کی سزا ہے جس نے بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں کی دیکھ بھال نہیں کی۔ اسی دوران ایک عورت جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہچانتی تھی گھر میں داخل ہوئی۔ گھر کی مالک سے کہا: حیف ہو تم پر! یہ امیر المؤمنین ہیں۔ عورت بہت شرمسار ہوئی لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ کی بندی! مجھے تم سے شرمندہ ہونا چاہیے کیونکہ مجھ سے کوتاہی ہوئی ہے۔“

یتیموں کو شہد کھلانا:

((ابو الطفیل: رایت علیاً رضی اللہ عنہ یدعو الیتامی فیطعمہم العسل، حتی قال بعض

اصحابہ، لو ددت انی کنت یتیماً))

”ابو الطفیل نے کہا: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ یتیموں کو بلا کر شہد کھلا رہے تھے۔ اس وقت

ان کے ایک ساتھی نے کہا: اچھا تھا کہ میں بھی یتیم ہوتا۔“

مساکین کا مددگار:

((بالاسناء، عن ابی بصیر، عن ابی عبد اللہ قال: قال امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ:

انا الہادی والمہتدی، و ابو الیتامی، و زوج الارامل و المساکین، و انا ملجأ کل ضعیف

، وما من كل خائف))

”ابو بصیر نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ہدایت کرنے والا ہوں اور ہدایت یافتہ ہوں اور یتیموں کا باپ اور بیوہ عورتوں اور مسکینوں کی مدد کرنے والا ہوں، میں ہر کمزور اور ضعیف کی پناہ گاہ ہوں اور ہر خوف زدہ کیلئے امان ہوں۔“

ہزار غلاموں کو آزاد کرنا:

((عن زيد الشحام عن ابي عبد الله رضی اللہ عنہ قال: ان علياً رضی اللہ عنہ اعتق الف مملوك من (ماله) كديده))

”زيد بن شحام کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے ہزار غلاموں کو آزاد کیا۔“

((عن الباقر رضی اللہ عنہ انه قال: اعتق علي رضی اللہ عنہ الف عبد))

”امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: علی رضی اللہ عنہ نے ہزار غلاموں کو آزاد کیا۔“

عثمان بن حنیف کو نصیحت:

((ومن كتاب له رضی اللہ عنہ الى عثمان بن حنیف الانصاری۔ وهو عامله علی البصرة۔ وقد بلغه انه دعى الى وليمة قوم من اهلها فمضى اليها: اما بعد يا ابن حنیف! فقد بلغني ان رجلاً من فتية اهل البصرة دعاك الى مادبة فاسرعت اليها، تستطاب لك الالوان، وتنقل اليك الجفان، وما طننت انك تجيب الى طعام قوم عائلهم مجفو، وغنيهم مدعو، فانظر الى ما تقضمه من هذا المقضم، فما اشتبه عليك علمه فالفظه، وما ايقنت بطيب وجهه فنل منه، الا وان لكل ماموم اما ما يقتدى به، ويستضيء بنور علمه، الا وان امامكم قد اکتفى من دنياه بطمريه، ومن طعم بقر صيه، الا وانكم لا تقدرون على ذلك، ولكن عينوني بورع واجتهاد، و عفة وسداد، فوالله ما كنزت من دنياكم تبراً، ولا ادخرت من غنائمهم اوفقراً، ولا اعدت لبالي ثوبى طمراً..... ولو شئت لا هتديت الطريق الى مصفى هذا العسل، والباب هذا القمح، ونسائج هذا القز، ولكن هيهات ان يغلبني هواي، ويقودني جشعي الى تخير الا طعمة، ولعل بالحجاز او اليمامة من لا طمع له فى القرص، ولا عهد له باشبع، و ابیت مبطانا و حولى بطون غرثى، و اكباد حرى، او اكون كما قال القائل:

وحسبك داء ان تبيت ببطنة

وحولك اكباد تحنالى القد

”حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خطوط میں سے ایک خط جو انہوں نے اپنے بصرہ کے گورنر عثمان بن حنیف انصاری کو لکھا جب حضرت علی کو اطلاع ملی کہ عثمان بن حنیف کو بصرہ کے ایک شخص نے دعوت دی اور عثمان اس کی دعوت کھانے گئے ہیں۔ اما بعد! اے حنیف کے بیٹے! مجھے اطلاع ملی ہے کہ بصرہ کے ایک نوجوان نے تجھے دعوت کیلئے بلایا اور تو نے اس کی دعوت قبول کی ہے۔ اس نے تیرے لئے کئی قسموں کے کھانے تیار کئے اور مختلف قسم کے برتن لایا۔ میرے گمان میں نہیں تھا تو ان کی دعوت کو قبول کرے گا جو حاجت مندوں کو بھگا دیتے ہیں اور ستمگاریوں کی دعوت کرتے ہیں۔ ابھی نگاہ کرو کہ کس چیز کو دسترخوان پر رکھا رہے ہو! کچھ غذا تیرے لئے مشکوک ہے اس کو منہ سے نکال دے اور جس چیز کا یقین ہے کہ حلال کے ذریعہ سے مہیا ہوئی ہے اس کو کھالے۔ جان لو کہ ہر شخص کو ایک پیشوا کی پیروی کرنی چاہیے اور اس سے علم حاصل کرنا چاہیے۔ جان لیں کہ تمہارے پیشوانے اس دنیا میں دو پرانے لباس اور دو جو کی روٹیوں پر اکتفا کیا۔ جان لیں کہ اس کام کیلئے تمہارے پاس قدرت نہیں لیکن پرہیزگاری و عفت کی تلاش و کوشش میں میری مدد کرو۔ اللہ کی قسم! میں نے تمہاری اس دنیا میں نہ کوئی زر و دولت جمع کی، نہ ہی غنائم میں اور مال میں ذخیرہ کیا ہے اور نہ ہی اپنے پرانے لباس کو تبدیل کرنے کیلئے کوئی دوسرا پرانا لباس فراہم کیا ہے۔ اگر میں ایسا چاہتا تو اپنے لئے خالص شہد اور پشم سے بنا ہوا لباس مہیا کیا جاسکتا تھا، لیکن یہ محال ہے کہ ہوائے نفس مجھ پر غلبہ کرے اور حرص مجھے مختلف کھانوں کی طرف لے جائے اور شاید کوئی حجاز یا یمامہ میں موجود ہو جس کے پاس کھانے کیلئے روٹی نہ ہو اور نہ ہی کبھی پیٹ بھر کے کھایا ہو، کیا میں پیٹ بھر کر سو جاؤں اور میرے اطراف میں بھوکے پیٹ اور پیاسے جگر موجود ہوں یا ایسا بن کر رہوں جس طرح کسی نے یہ شعر کہا ہے:

”یہ درد آپ کیلئے کافی ہے رات کو پیٹ بھر کر سو جاؤ اور دوسری طرف لوگ بھوکے ہوں اور اس تمنا میں ہوں کہ کہیں سے خوراک کا چھلکا ہی میسر ہو جائے۔“

مالک الاشرار کو غرباء کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید:

((وفی عہدہ رضی اللہ عنہ الی مالک الاشرار الجحعی رحمہ اللہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم ہذا ما امر بہ عبد اللہ علی امیر المؤمنین مالک بن الحارث الاشرار فی عہدہ الیہ امرہ بتقوی اللہ، وایثار طاعتہ، واتباع ما امر بہ فی کتابہ: من فرائضہ و سننہ الی لا یسعد احد الا باتباعہا، ولا یشقی الا مع جحودہا و اضاعتہا، وان ینصر اللہ سبحانہ بقلبہ، ویدہ و لسانہ، فانہ جل اسمہ قد تکفل بنصر من نصرہ، واعزاز من اعزہ وامراہ ان یکسر نفسہ عند الشہوات، ویزعہا عند الجمحات فان النفس امارۃ بالسوء الا مارحم اللہ انصف اللہ وانصف الناس من نفسک ومن خاصۃ اهلك ومن لك فیہ ہوی

من رعيتك ، فانك الا تفعل تظلم ! ومن ظلم عباد الله : كان الله خصمة دون عباده ،
 ومن خاصمه الله ، ادحض حجتهم ، وكان لله حرباً حتى ينزع ويتوب ، وليس شيء
 ادعى الى تغيير نعمة الله وتعجيل نقمته من اقامة على ظلم ، فان الله يسمع دعوة
 المضطهدين ، وهو للظالمين بالمرصاد ثم الله الله في الطبقة السفلى من الذين لا حيلة
 لهم من المساكين والمحتاجين واهل البوسى والزمى ، فانفى هذه الطبقة فانعا ومعترء ،
 واحفظ لله ما استحفظك من حقه فيهم ، واجعل لهم قسما من بيت مالك ، وقسما من
 غلات صوافى الاسلام فى كل بلد ، فان للاقصى منهم مثل الذى للادنى ، وكل قد
 استرعيت حقه ، فلا يشغلنك عنهم بطراء ، فانك لا تعذر بتضييع التافه لا حكامك
 الكثير المهم ، فلا تشخص همك عنهم ، ولا تصعر خدك لهم ، وتفقد امور من لا
 يصل اليك منهم ممن تقتحمه اليعون ، وتحقره الرجال ، ففرغ لا ولئك من اهل
 الخشية والتواضع ، فليرفع اليك امورهم ، ثم اعمل فيهم بالا عذار الى الله يوم تلقاه ،
 فان هولاء من بين الرعية احوج الى الانصاف من غيرهم ، وكل فاعذر الى الله فى
 تادية حقه اليه ، وتعهد اهل اليتيم وذوى الرقة فى السن ممن لا حيلة له ولا ينصب
 للمسالة نفسه ، وذلك على الولاية ثقيل ، والحق كله ثقيل ، وقد يخففه الله على اقوام
 طلبوا العاقبة فصبروا وانفسهم ، ووثقوا بصدق موعود الله لهم واياك والمن على
 رعيتك باحسانك ، او التزيد فيما كان من فعلك ، او ان تعدهم فتتبع موعدهم بخلفك
 ، فان المن يبطل الاحسان ، والتزيد يذهب بنور الحق ، والخلف يوجب المقت عند
 الله والناس ، قال الله تعالى : كبر مقتاً عند الله ان تقولوا ما لا تفعلون))

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو مالک اشتر کو خط لکھا: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت ہی مہربان
 اور رحم کرنے والا ہے۔ یہ اللہ کے بندے امیر المؤمنین علی کا فرمان ہے مالک اشتر کو جو ان کے ساتھ پیمان
 باندھا گیا، اس کو اللہ کے خوف کا حکم دے رہے ہیں کہ اللہ کی اطاعت کو دوسرے کاموں پر مقدم کرنا اور جو
 کچھ بھی اللہ کی کتاب میں ذکر ہوا ہے واجبات اور سنت الہی کی پیروی کرے، وہ احکامات فرامین جن کی
 پیروی کرنے کے بغیر کسی کو سعادت حاصل نہیں ہوگی اور جو بھی اس کی سنت اور فرمان کا انکار کرے سوائے
 بدبختی کے کوئی اور چیز حاصل نہیں ہوگی اور ان کو حکم دے رہے ہیں ہاتھ اور زبان اور قلب سے اللہ کی مدد
 کرے کیونکہ اللہ اس کو کامیابی عطا کرے گا جو اس کی مدد کرے گا اور جو اللہ کو دوست رکھتا ہے اللہ اس کو
 دوست رکھتا ہے اور اس کو حکم دے رہے ہیں کہ خواہشات نفسانی سے پرہیز کرے اور جس وقت نفس اس پر
 حملہ کرے تو اس کو بھگا دے کیونکہ نفس اس کو برائی پر مجبور کرتا ہے مگر وہ انسان نفس کا شکار نہیں ہوتا جس پر

اللہ کی رحمت ہو۔ اللہ کے ساتھ اور لوگوں کے ساتھ، اپنی نزدیکی رشتہ داروں اور رعیت کیساتھ جن کو دوست رکھتے ہو عدل اور انصاف کرو۔ چنانچہ اگر ایسا نہ کیا تو ظلم کیا ہے اور جو بھی اللہ کے بندوں پر ظلم کرے اللہ بندوں کی بجائے خود ان کا دشمن ہے اور اللہ جس کا دشمن ہو اس کی دلیل کو قبول نہیں کرے گا۔ وہ ایسے ہے جیسے اللہ کے ساتھ جنگ کر رہا ہے یہاں تک کہ وہ اس عمل سے دور ہو جائے اور توبہ کرے۔ ظلم کے بغیر کوئی چیز بھی اللہ کی نعمت میں تبدیلی نہیں لاتی اور اللہ کے غضب کو فوراً فراہم نہیں کرتی کیونکہ اللہ مظلوموں کی فریاد کو سنتا ہے اور ظالموں کا مقابلہ کرتا ہے۔ بس اللہ سے ڈرو! اللہ سے ڈرو بالخصوص معاشرے کے محروم طبقہ کے لوگوں کیلئے جو بیچارے اور مفلس لوگ ہیں جن کے پاس کچھ بھی نہیں، محتاج ہیں، مشکلات اور سختیوں کا شکار ہیں۔ چنانچہ اس محروم طبقہ میں کچھ ایسے فقیر بھی ہیں جو تھوڑی سی چیز پر صبر کر لیتے ہیں اور دوسروں کے مزاحم نہیں بنتے اور ایسے فقیر بھی ہیں جو اپنی حاجت کو پورا کرنے کیلئے دوسروں کے پیچھے لگے رہتے ہیں۔ پس اللہ کی رضایت اور اس کے حق کی اطاعت کر، جس کو اس نے ان لوگوں کیلئے معین کیا ہے اور اس کا حکم دیا ہے اس کو انجام دے اور کچھ حصہ بیت المال میں سے اور کچھ حصہ ان غلات میں سے جو زمینیں غنائم اسلام میں سے ہیں شہر میں محروم طبقہ کے لوگوں کے لئے قرار دے، چونکہ دور رہنے والے مسلمان اور قریب رہنے والے دونوں برابر کے حصہ دار ہیں اور تم سول ہو کہ مساوات میں رعایت کرو کہیں پہ ایسا نہ ہو کہ حکومت کی خوشی تم کو ان کی مدد اور دسترسی سے روک لے۔ کبھی بھی زیادہ اور اہم کاموں کی وجہ سے چھوٹی مسولیت اور ذمہ داری کو چھوڑ دینا قابل قبول نہیں ہوگا اور ہمیشہ ان کی مشکلات کی فکر میں رہو اور ان سے بے توجہی نہ کرو بالخصوص ان لوگوں کے مسائل اور مشکلات کو حل کرو جن کی پہنچ تم تک نہیں ہے اور آنکھیں ان کو حقارت سے دیکھتی ہیں اور لوگ ان کو حقیر جانتے ہیں، ایسے گروہ کیلئے ان افراد میں سے ایک فرد کا انتخاب کرو جو تمہارے لئے موردِ اطمینان ہو، فروتن اور اللہ کے لیے ترس کرنے والا ہو کہ ان کے بارے میں تحقیق کرے اور ان کے مسائل تم تک پہنچائے، تم ان کی مشکلات کو دور کرنے کیلئے ایسا عمل انجام دو تا کہ خدا کی بارگاہ میں تمہارا عذر قابل قبول ہو چونکہ وہ لوگ تمہاری رعیت میں سے دوسروں کی نسبت زیادہ عدالت کے نیاز مند ہیں، پس ہر ایک کے حق کو ادا کرنے میں اللہ کے نزدیک تمہارے پاس عذر اور حجت ہو۔ یتیموں اور بوڑھوں میں جو لاچار و مجبور ہیں جن کے پاس کوئی حیلہ نہیں اور دوسروں سے سوال نہیں کرتے ان کی حاجت کو پورا کرو۔ البتہ یہ کام حکمرانوں کیلئے بھاری اور سنگین ہے اور ہر حق کا وزن بھاری ہے، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے کندھے پر اس کا وزن ہلکا کر دیتا ہے جو آخرت کے طالب ہیں اور اپنے نفس کو صبر کرنے پر مجبور کرتے ہیں اور پروردگار کے کئے ہوئے وعدے پر مطمئن ہیں۔ جن لوگوں کی خدمت کی ہے ان سے مت کہو کہ میں نے تم پر احسان کیا ہے یا جو کچھ بھی انجام دیا ہے اس کو بڑا نہ سمجھو۔ لوگوں سے جو وعدہ کیا ہے اس کی خلاف ورزی نہ کرو۔ احسان

جتلا نایک کام کی اجرت کو ختم کر دیتا ہے اور کام کو بڑا سمجھنا حق کے نور کو بجا دیتا ہے اور وعدہ خلافی کرنا اللہ کے غضب اور لوگوں کے غصے کو زیادہ کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے: اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ جو کہو اس پر عمل نہ کرو۔“

میں غلاموں کو بیت المال کی خدمت کے لیے آزاد کرنا:

((بالاسناد، عن ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال اوصی امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ فقال: ان ابانیزرور باحا و جبیرا عققوا علیان یعملوا فی المال خمس سنین))
 ”امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے وصیت کی اور فرمایا: ابونیزر، رباح اور جبیر اس شرط پر آزاد کیے گئے ہیں کہ وہ پانچ سال بیت المال میں کام کریں گے۔“

☆☆☆

صل نمبر 101:

کر قول النبی تمرق مارقة من الناس یلی قتلهم اولی الطائفین بالحق:

رسول اللہ کا فرمان کہ ایک بہترین گروہ خارجیوں کو قتل کرے گا

حدیث نمبر 1:

((اخبرنا محمد بن المثنی قال: حدثنا عبد الاعلیٰ قال: حدثنا داود عن ابی نصرۃ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: تمرق مارقة من الناس بلی قتلهم اولی الطائفین بالحق))

سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 453 رقم 8457 و ص 469 رقم 8501 و طبع آخر ج 5 ص 144 رقم 8511 و ص 158 رقم 855، صحیح مسلم ص 432 رقم 2458، سنن ابی داود ج 4 ص 284 رقم 4667، مسند احمد ج 3 ص 25 رقم 1121 و ص 32 رقم 11295 و ص 46 رقم 11436 و ص 48 رقم 11468 و ص 79 رقم 11772 و ص 97 رقم 11943، صحیح ابن حبان ج 15 ص 129 رقم 6735، السنن الکبریٰ للبیہقی ج 8 ص 187 رقم 16779))

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں سے ایک گروہ خروج کرے گا، انہیں وہ گروہ قتل کرے گا جو حق کے قریب ترین ہوگا۔“
 نوٹ: یاد رہے کہ خوارج کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ کی تھی۔

حدیث نمبر 2:

((اخبرنا قتیبۃ بن سعید، قال: حدثنا ابو عوانۃ عن قتادة عن ابی نصرۃ عن ابی سعید

الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: تمرق مارقة من

الناس تلی قتلہم اولی الطائفین))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 470 رقم 8502 وطبع آخر ج 5 ص 158 رقم 8555، مسند احمد ج 3 ص 63 رقم 11634، مسند ابی داؤد الطیالسی ص 287 رقم 2165 وطبع جدید ج 2 ص 559 رقم 2279، دلائل البیوۃ للبیہقی ج 5 ص 189، کتاب السنۃ لابن ابی عاصم ص 585 رقم 132)

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں سے ایک گروہ نکلے گا، انہیں دو گروہوں میں سے (حق کے) قریب ترین گروہ قتل کرے گا۔“

حدیث نمبر 3:

((اخبرنا قتیبہ بن سعید قال: حدثنا ابو عوانة، عن قتادة، عن ابی نضرة، عن ابی سعید

الخدری قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: تكون امتی فرقتین فیخرج من بینہما

مارقة یلیی قتلہما اولہما بالحق))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 470 رقم 8503، وطبع آخر ج 5 ص 158 رقم 8556، مسند ابی یوسف ج 1 ص 526 رقم 1241 و ص 563 رقم 1340 و ص 446 رقم 1032، شرح السنۃ ج 6 ص 165 رقم 2555، تحف الاخیار بترتیب شرح مشکل الآثار ج 9 ص 338 رقم 6682، سنن سعید بن منصور ج 2 ص 345 رقم 2972)

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری

امت کے دو گروہ ہو جائیں گے (گروہ علی و گروہ معاویہ) پھر ان دونوں کے درمیان سے ایک گروہ

(خوارج کا) نکل جائے گا۔ انہیں وہ گروہ قتل کرے گا جو حق کے قریب ترین ہوگا (گروہ علی)۔“

حدیث نمبر 4:

((اخبرنا عمرو بن علی قال: حدثنا یحییٰ قال: حدثنا (عوف قال: حدثنا) ابو نضرة عن

ابی سعید الخدری، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: تفترق امتی فرقتین،

تمرق (بینہما) مارقة تقتلہم اولی الطائفین بالحق))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 470 رقم 8504 وطبع آخر ج 5 ص 158 رقم 8557، نیل الاوطار ج 7 ص 204 رقم 3190، جمع الجوامع 15 ص 580 رقم 15272، 15273، 15276)

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری

امت دو گروہوں میں بٹ جائے گی، ان دونوں کے درمیان سے ایک گروہ نکلے گا جن کو ان دو میں سے حق

کے قریب ترین گروہ قتل کرے گا۔“

حدیث نمبر 5:

((اخبارنا سلیمان بن عبید اللہ الغیلانی قال: حدثنا بهز عن القاسم بن الفضل قال: حدثنا ابونضرة عن ابی سعید ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: تمرق مارقة عنه فرقة من الناس تقتلها اولی الطائفتین بالحق))
 (سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 470 رقم 8505 وطبع آخرج 5 ص 158 رقم 8558 صحیح مسلم ص 432 رقم 2457)
 ”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے افتراق کے وقت ایک گروہ بے دین ہو کر نکل جائے گا، انہیں وہ گروہ قتل کرے گا جو حق کے قریب ترین ہوگا۔“

حدیث نمبر 6:

((حدثنا محمد بن الاعلیٰ قال: حدثنا المعتمر قال: سمعت ابی قال: حدثنا ابونضرة عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه ذکر اناسا یخرجون فی فووقہ من الناس سیماهم التحلیق یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیة هم شر الخلق تقتلهم اولی الطائفتین الی الحق قال: وقال کلمة أخرى قلت بینی وبنیہ ماہی؟ فقال: وانتم قتلتموہم یا اهل العراق))
 (سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 470 رقم 8506 وطبع آخرج 5 ص 158 رقم 8559 صحیح مسلم ص 432 رقم 2457)
 ”حضرت ابونضرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کا ذکر کیا جو لوگوں سے فرقہ کے طور پر خارج ہو گئے، ان کی علامت سر منڈانا ہوگی، وہ دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے، وہ بری مخلوق ہیں، انہیں وہ گروہ قتل کرے گا جو حق کے زیادہ قریب ہوگا۔ آپ نے کوئی اور جملہ بھی کہا تھا۔ حضرت ابونضرة فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: میرے اور ان کے درمیان کیا تعلق ہے؟ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے اہل عراق! اس گروہ کو تم نے قتل کیا ہے۔“

حدیث نمبر 7:

((اخبارنا عبد الاعلیٰ بن واصل بن عبد الاعلیٰ قال: اخبارنا محاضر بن المورع قال: حدثنا الاجلح عن حیب انه سمع الضحاک المشرقی یحدثہم ومعه سعید بن جبیر ومیمون بن ابی شیبہ وابو البختری وابو صالح وذر الہمدانی والحسن العرنی انه سمع اباسعید الخدری یروی عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في قوم یخرجون من هذه الامة فذکر من صلاتہم وزکاتہم وصومہم یمرقون من الاسلام))

كما يمرق السهم من الرمية لا يجاوز القرآن من تراقبيهم يخرجون في فرقة من الناس: لقاتلهم اقرب الناس الى الحق))
 (سنن الكبرى للنسائي ج 7 ص 470 رقم 8506 وطبع آخريج 5 ص 159 رقم 8559، صحيح مسلم ص 432 رقم 2461)
 ”حضرت عبدالاعلیٰ بن واصل بن عبدالاعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ انہیں محاضر بن المورع نے بیان کیا، انہوں نے کہا: ہمیں ارجح نے حبیب سے نقل کیا، انہیں ضحاک المشرقی نے حدیث بیان کی اور ان کے ساتھ حضرت سعید بن جبیر، میمون بن ابوشیب، ابوالخیر، ابوصالح، ذرالہمدانی اور حسن العرنی تھے۔ بیشک اس نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ اس امت میں ایک قوم نکلے (ظاہر) گی پھر آپ نے ان کی نماز ان کی زکوٰۃ اور ان کے روزوں کا ذکر کیا، وہ اسلام سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے، قرآن کریم ان کے حلق سے نیچے (دل کی طرف) نہیں جائے گا۔ وہ لوگوں کے ایک فرقہ سے نکلیں گے، انہیں وہ شخص قتل کرے گا جو تمام لوگوں سے بڑھ کر حق کے قریب ہوگا۔“

حدیث نمبر 8:

((اخبرنا يونس بن عبدالاعلى والحارث بن مسكين، قراءة عليه وانا اسمع واللفظ له، عن ابن وهب، قال: اخبرني ابوسلمة بن عبدالرحمن، عن ابي سعيد الخدري قال: بينما نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يقسم قسما، اتاه ذوالخويصرة، وهو رجل من (بنى) تميم، فقال: يا رسول الله! اعدل، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ومن يعدل اذا لم اعدل، لقد خبت وخسرت ان لم اعدل، قال عمر: ائذن لي فيه اضرب عنقه، قال: دعه فان له اصحابا يحتقر (يحقر) احدكم صلاته مع صلاتهم وصيامه مع صيامهم، يقرأون القرآن لا يجاوز تراقيهم، يمرقون من الاسلام مروق السهم من الرمية، فينظر في قذوه فلا يوجد فيه شيء، ثم ينظر في نضيه فلا يوجد فيه شيء، ثم ينظر في رصافه فلا يوجد فيه شيء، ثم ينظر في نصله فلا يوجد فيه شيء، قد سبق الفرث والدم، آيتهم رجل اسود احدى عضديه مثل ثدى المرأة، او مثل البضعة تدردر، يخرجون على خير فرقة من الناس، قال ابوسعيد: فاشهداني سمعت (هذا) من رسول الله صلى الله عليه وسلم، واشهدان على ابن ابي طالب كرم الله وجهه قاتلهم وانا معه، فامر بذلك الرجل فالتمس فوجد، فاتى به حتى نظرت اليه على النعت الذي نعت به رسول الله صلى الله عليه وسلم))

(سنن الكبرى للنسائي ج 7 ص 471 رقم 8507 وطبع آخريج 5 ص 159 رقم 8560، بخاری ص 605 رقم

3610 ص 1194 رقم 6933 صحیح مسلم ص 431 432 رقم المسلسل 2456 صحیح ابن حبان ج 15 ص 140 رقم 6741 دلائل البیوۃ بہیقی ج 6 ص 427 شرح السنۃ ج 6 ص 162 رقم 2552 کتاب السنۃ لابن ابی عاصم ص 436 رقم

(924)

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے اور آپ تقسیم فرما رہے تھے کہ ذوالخویصرۃ آیا اور وہ بنو تمیم کا ایک شخص تھا اس نے کہا: یا رسول اللہ! انصاف کیجئے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میں نے عدل نہ کیا تو پھر کون عدل کرے گا؟ اگر میں عدل نہ کروں تو ناکام و نامراد رہ جاؤں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔ آپ نے فرمایا: اس کو رہنے دو اس کے کچھ ساتھی ہوں گے۔ تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز کو ان کی نمازوں کے مقابلہ میں اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابلہ میں حقیر جانے گا وہ قرآن پڑھیں گے جو ان کے حلقوم سے تجاوز نہیں کرے گا وہ اسلام سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ پس تیر کے پر کو دیکھا جائے گا تو اس میں کچھ اثر نہیں ہوگا پھر اس کے پھل کی جڑ میں دیکھا جائے گا تو اس میں کوئی اثر نہیں ہوگا پھر اس کے پیکان میں دیکھا جائے گا تو اس میں کوئی چیز نہیں پائی جائے گی حالانکہ وہ تیر گو برادر خون سے گزر جائے گا ان لوگوں کی علامت یہ ہے کہ ان میں ایک سیاہ شخص ہوگا جس کا ایک باز و عورت کے پستان کی طرح یا گوشت کے ٹوٹھڑے کی طرح ہلتا ہوگا۔ یہ (خوارج) لوگ لوگوں کے بہترین کروہ (گروہ علی) پر خروج کریں گے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے قتال کیا تھا اور میں ان کے ساتھ تھا۔ پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آدمی (کی میت) کو تلاش کرنے کا حکم فرمایا اسے تلاش کیا گیا تو وہ مل گیا پھر اسے آپ کے پاس لایا گیا حتیٰ کہ میں نے اسے دیکھا تو اس میں وہ ساری علامات موجود تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی تھیں۔“

حدیث نمبر 9:

((اخبونا محمد بن مصفی بن بھلول قال: حدثنا الولید بن مسلم وبقیة بن الولید و ذکر آخر قالوا: اخبونا الاوزاعی عن الزھری عن ابی سلمة والضحاك عن ابی سعید الخدری قال: بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقسم ذات یوم قسما فقال ذوالخویصرۃ التمیمی: اعدل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ویلک ومن یعدل اذالم اعدل؟ فقال عمر بن الخطاب: یا رسول اللہ! ائدن لی حتی اضرب عنقه؟ فقال له رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا، ان له اصحاباً یحقر أحدکم صلاته مع صلاته

و صيامه مع صيامه، يمرقون من الدين مروق السهم من الرمية، حتى ان احدهم لينظر الى قذذه فلا يجد (فيه) شيئاً (ثم ينظر الى نضيه، فلا يجد فيه شيئاً، ثم ينظر الى قذذه، فلا يجد فيه شيئاً) سبق الفرث والدم، يخرجون على خير فرقة من الناس، آيتهم رجل ادعج احدى يديه مثل ثدى المرأة أو كالبضعة تدردر، قال ابو سعيد: اشهد لسمعت هذا من رسول الله صلى الله عليه وسلم و اشهد انى كنت مع على بن ابى طالب رضى الله تعالى عنه حين قاتلهم، فارسل الى القتلى، فاتى به على النعت الذى نعت به رسول الله صلى الله عليه وسلم))

(سنن الكبرى للنسائی ج 7 ص 472 رقم 8508 و طبع آخروج 5 ص 159، رقم 160، رقم 8561، مصابیح السنہ ج 4 ص 98 رقم 4609، مشکاة ج 2 ص 460 رقم 8594، السنہ لعبد اللہ بن احمد ص 284 رقم 1477، الموطا للامام مالک بن انس ج 1 ص 195 رقم 487، موطا للامام مالک بروایة امام محمد بن الحسن الشیبانی ج 3 ص 366 رقم 864)

”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک روز ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے، آپ مال تقسیم فرما رہے تھے کہ ذوالخویصرہ تمہیں آیا، اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! انصاف کیجئے! آپ نے فرمایا: جب میں نے عدل نہ کیا تو پھر کون عدل کرے گا؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے حتیٰ کہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، اس کے کچھ ساتھی ہیں۔ تم مجھ سے کوئی شخص اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلہ میں اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابلہ میں حقیر جانے گا، وہ دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ حتیٰ کہ تم میں کوئی شخص اس تیر کے پر کو دیکھے گا تو اس میں کچھ اثر نہیں پائے گا، پھر اس کے پھل کی جڑ میں دیکھے گا تو اس میں کوئی اثر نہیں پائے گا، پھر اس کے پیکان میں دیکھے گا تو اس میں کوئی چیز نہیں پائے گا، وہ تیر گوبر اور خون سے گزر جائے گا، وہ لوگوں کے بہترین فرقتے پر خروج کریں گے، ان کی علامت یہ ہے کہ ان میں ایک بڑی سیاہ آنکھوں والا شخص ہوگا، جس کا ایک ہاتھ عورت کے پستان کی طرح یا گوشت کے ٹکڑے کی طرح ہلتا ہوگا۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا جب انہوں نے لوگوں کے ساتھ جنگ کی تھی۔ پھر انہوں نے مقتولین کی طرف آدمی بھیجے تو اس شخص کو بعینہ ان علامات کے ساتھ لایا گیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی تھیں۔“

حدیث نمبر 10:

((اخبرنا الحارث بن مسكين قراءة عليه وأنا اسمع، عن ابن وهب عن عمرو بن

الحارث عن بکیر بن عبد اللہ الاشج عن بسر بن سعید، عن عبید اللہ بن ابی رافع: ان الحروریة لما خرجت وهم مع علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فقالوا: للاحکم الا اللہ، قال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ: کلمة حق أريد بها باطل: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصف ناسا انی لا عرف صفتهم فی هولاء (الذین) يقولون الحق بالسنتهم، لا يجاوز هذا منهم، وأشار الی حلقه من ابغض خلق اللہ الیه، منهم اسود كان احدى يديه طی شاة، او حلمة ثدى، فلما قاتلهم علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قال: انظرو، فنظروا فلم يجدوا شيئا، قال: ارجعوا، فواللہ ما كذبت ولا كذبت. مرتين او ثلاثا. ثم وجدوه فی خربة، فاتوبه حتى وضعوه بين يديه، قال عبید اللہ، انا حاضر ذلك من امرهم، وقل علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (فيهم))

سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 472 رقم 8509، وطبع آخروج 5 ص 160 رقم 8562، صحیح مسلم ص 434 رقم 6468، کتاب السنن لابن ابی عاصم ص 438 رقم 965

”حضرت بسر بن سعید حضرت عبید اللہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حروریہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف بغاوت کی تو انہوں نے نعرہ لگایا: ”لاحکم الا اللہ“ (اللہ کے سوا کوئی حاکم نہیں) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”کلمة حق اريد بها باطل“ (کلمہ حق ہے، اس سے باطل کا ارادہ کیا گیا ہے) بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی علامات بیان فرمائی تھیں، میں ان علامات کو ان لوگوں میں پہنچاتا ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی زبانوں سے حق بات کہتے ہیں اور وہ بات یہاں سے تجاوز نہیں کرتی۔ یہ فرماتے ہوئے آپ نے حلق کی طرف اشارہ کیا۔ یہ لوگ اللہ کی مخلوق میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض ہیں۔ ان میں ایک سیاہ رنگ کا شخص ہوگا جس کا ایک ہاتھ بکری کی شرم گاہ یا عورت کے پستان کی طرح ہوگا۔ پھر جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں قتل کیا تو فرمایا: تلاش کرو! لوگوں نے تلاش کیا تو نہ پایا۔ آپ نے فرمایا: لوٹ جاؤ پھر تلاش کرو انہوں نے تلاش کیا تو نہ پایا۔ آپ نے فرمایا: لوٹ جاؤ (پھر تلاش کرو) اللہ کی قسم! میں نے نہ کذب بیانی کی ہے اور نہ ہی میری تکذیب ہو سکتی ہے، یہ جملہ آپ نے دو یا تین مرتبہ فرمایا: پھر لوگوں نے اُس شخص کو ایک ویرانے میں پالیا تو لا کر آپ کے سامنے ڈال دیا۔ عبید اللہ بن ابی رافع کہتے ہیں: میں اس ساری کارروائی میں موجود تھا اور ان کے بارے میں میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کو حق پایا۔“

حدیث نمبر 11:

((اخبرنا محمد بن معاوية بن يزيد قال: اخبرنا علي بن هاشم عن الاعمش عن خيشمة

عن سوید بن غفلة عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول: اذا حدثتکم عن نفسی، فان الحرب خدعة، واذا حدثتکم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلان اخر من السماء احب الی من ان اکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: ینخرج قوم فی آخر الزمان احداث الاسنان، سفهاء الاحلام، یقولون من خیر قول البریة یقرأون القرآن، لایجاوزایمانهم حناجرهم، یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمية، فاینما ادرکتموهم فاقتلوهم، فان فی قتلهم اجر لمن قتلهم عند اللہ یوم القیامة))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 473 رقم 8510 وطبع آخر ج 5 ص 160 رقم 8563، مسند احمد ج 1 ص 81 رقم 161 و ص 113 رقم 1086، صحیح مسلم ص 432 رقم 2462، سنن ابی داؤد ج 4 ص 319 رقم 3767، سنن النسائی ج 7 ص 35 رقم 4113، بخاری ص 606 رقم 3611 و ص 905 رقم 5057 و ص 1194 رقم 6930، مسند ابی حنبلہ ج 2 ص 188، 189 رقم 568، 569، مسند ابی یعلیٰ ج 1 ص 132 رقم 256 و ص 171 رقم 319، مسند ابی داؤد الطیالسی ص 24 رقم 168 و ص 1 ص 95 رقم 163، صحیح ابن حبان ج 15 ص 136 رقم 2739، الکامل فی ضعفاء الرجال ج 1 ص 93، دلائل النبوة للبیہقی ج 6 ص 430، سنن الصالحین و سنن العابدین للباہجی ج 1 ص 435، 487)

”حضرت سوید بن غفلة حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب میں تمہیں اپنی طرف سے کوئی بات کہوں تو جنگ ایک چال ہے (جس میں تعریض، کنایہ اور ذومعنی بات بھی چلتی ہے) اور جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات نقل کروں تو اگر میں آسمان سے گرایا جاؤں تو یہ میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھوں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: آپ نے فرمایا: آخری زمانہ میں ایک کم عمر اور بے وقوف قوم نکلے گی جو پوری مخلوق سے زیادہ بہترین بات کہے گی، وہ قرآن پڑھیں گے جو ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ پس تم انہیں جہاں پاؤں قتل کر دو۔ بے شک انہیں قتل کرنے میں ان کے قاتل کے لیے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر ہے۔“

حدیث نمبر 12:

((اخبرنا احمد بن سلیمان والقاسم بن زکریا، قالوا: حدثنا عبید اللہ، عن اسرائیل، عن ابی اسحق، عن سوید بن غفلة، عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ینخرج قوم فی آخر الزمان، یقرأون القرآن، لایجاوز تراقیہم، یمرقون من الاسلام کما یمرق السهم من الرمية، قتالہم حق علی کل مسلم، خالفہ یوسف بن

ابی اسحق فادخل بین ابی اسحق و سوید بن غفلة عبدالرحمن بن ثروان))
 (سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 473 رقم 8511 و طبع آخر ج 5 ص 161 رقم 8564 'مسند احمد ج 1 ص 165 رقم 1346'
 مسند ابن ماجہ ج 2 ص 187 رقم 566 'کتاب السنن لابن ابی عاصم ص 427 رقم 911 'مسند ابی یعلیٰ ج 1 ص 172 رقم 319)
 "حضرت سوید بن غفلة حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا: آخری زمانہ میں ایک قوم نکلے گی وہ قرآن پڑھیں گے جو ان کے حلق سے تجاوز نہیں
 کرے گا، اسلام سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے، ان کو قتل کرنا ہر مسلمان پر فرض
 ہے۔"

حدیث نمبر 13:

((اخبرنی زکریا بن یحییٰ قال: حدثنا محمد بن العلاء قال: حدثنی ابراهیم بن یوسف
 عن ابیہ، عن ابی اسحق عن ابی قیس الاودی، عن سوید بن غفلة، عن علی رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ قال: فی آخر الزمان قوم یقرأون القرآن لایجاوز تراقیہم، یمرقون من الدین
 مروق السهم من الرمية، قتالہم حق علی کل مسلم، سیماہم التحلیق))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 457 رقم 3551 و ج 7 ص 474 رقم 8512 و طبع آخر ج 5 ص 161 رقم 8565)
 "حضرت سوید بن غفلة حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا: آخری زمانہ میں ایک قوم نکلے گی وہ قرآن پڑھیں گے جو ان کے حلق سے تجاوز نہیں
 کرے گا، دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے، انہیں قتل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے،
 ان کی علامت سر منڈانا ہے۔"

حدیث نمبر 14:

((اخبرنا احمد بن بکار الحرانی 'حدثنا مخلد' قال: حدثنا اسرائیل' عن ابراهیم بن
 عبد الاعلیٰ، عن طارق بن زیاد قال: خرجنا مع علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ الی الخوارج
 فقتلہم، ثم قال: انظروا فان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: (انه) سیخرج قوم
 یتکلمون کلمة الحق لایجاوز حلو قہم، ینخرجون من الحق کما ینخرج السهم من
 الرمية، سیماہم ان فیہم رجلاً اسود مخلد ج الید، فی یدہ شعرات اسود، فانظروا ان
 کان ہو فقد قتلہم شر الناس، وان لم یکن ہو فقد قتلتم خیر الناس، فبکینا، ثم قال:
 اطلبوا فطلبنا فوجدنا المخلد ج، فخررنا سجوذا وخر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 معنا ساجداً غیر انه قال: یتکلمون کلمة))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 474 رقم 8513 و طبع آخر ج 5 ص 161 رقم 8566 'مسند احمد ج 1 ص 107 رقم 108')

848 و 147 رقم 1255، مسند المزاج 3 ص 111 رقم 897، فضائل الصحابة ج 2 ص 890 رقم 1224)

”حضرت طارق بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ خوارج کی طرف نکلے، آپ نے ان کو قتل کیا پھر فرمایا: جاؤ دیکھو! بے شک اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: عنقریب ایک قوم نکلے گی جو حق بات کریں گے جو ان کے حلق سے تجاوز نہیں کرے گی، وہ حق سے یوں نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک سیاہ شخص ہوگا جس کا ہاتھ ناتمام ہوگا، اس کے ہاتھ میں چند سیاہ بال ہوں گے۔ پس تم غور سے دیکھو اگر وہ شخص ان میں موجود ہے تو تم نے بری مخلوق کو قتل کیا اور اگر وہ موجود نہیں ہے تو تم نے اچھی مخلوق کو قتل کیا ہے۔ اس پر ہم رو پڑے۔ پھر فرمایا: جاؤ تلاش کرو! ہم نے تلاش کیا تو اس شخص کو پایا، پھر ہم سب سجدے میں گر گئے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ہمارے ساتھ سجدہ کیا۔“

حدیث نمبر 15:

((اخبرنا الحسن بن مدرک قال: حدثنا يحيى بن حماد قال: اخبرنا ابو عوانة قال: اخبرنا ابو بلج يحيى بن سليم بن بلج، اخبرني ابو سليم الجهني، انه كان مع علي في النهروان قال: وكنت قبل ذلك اصارع رجلا علي يده شيء، فقلت: ما شان يدك؟ قال اكلها بعير، فلما كان يوم النهروان وقتل علي الحوورية، فجزع علي من قتلهم حين لم يجد ذا الشدى، فطاف حتى وجدته في ساقية، فقال: صدق الله وبلغ رسوله صلى الله عليه وسلم، وقال لي: في منكبیه ثلاث شعرات في مثل حملة الشدى))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 475 رقم 8514 وطبع آخر ج 5 ص 162 رقم 8567)

”حضرت ابو سلیم بن بلج رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ جنگ نہروان میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے۔ وہ کہتے ہیں: اس سے پہلے ہم نے ایک شخص کو پچھاڑا تھا اس کے ہاتھ میں کچھ عیب تھا۔ میں نے پوچھا: تمہارے ہاتھ کو کیا ہوا؟ اس نے بتایا: اس کو اونٹ نے کھایا ہے۔ پھر جنگ نہروان ہوئی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حورورہ کو قتل کیا تو آپ اس وقت چلا اٹھے جب پستان کی طرح ہاتھ والے شخص کو نہ پایا۔ آپ نے پھر چکر لگایا حتیٰ کہ اس کو ساقیہ (چھوٹی سی ندی) میں پایا تو پکارا اٹھے: اللہ جل جلالہ نے سچ فرمایا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حق پہنچایا۔ ابو سلیم کہتے ہیں: اس کے کندھے میں پستان کے بالوں کی طرح تین بال تھے۔“

حدیث نمبر 16:

((قال: اخبرنا علي بن المنذر قال: (اخبرنا ابن فضيل) حدثني ابي قال: اخبرنا عاصم بن كليب الجرمي عن ابيه قال: كنت عند علي رضي الله تعالى عنه جالسا اذ دخل رجل

علیہ ثياب السفر، وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بکلم الناس، ویکلمونہ، فقال: یا امیر المؤمنین اتاذن (لی) ان اتکلم؟ فلم یلتفت الیه وشفله ما هو فیہ، فجلست الی رجل، فسالته ما خبرک؟ قال: کنت معتمراً، فلقيت عائشة، فقالت: هو لاء القوم الذين خرجوا فی ارضکم یسمون حرورية؟ قلت: خرجوا فی موضع یسمى حروراء، فسموا بذلك، فقالت: طوبی لمن شهد منکم (هلکتهم) لو شاء ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ لاخبرکم خبرهم، فجئت اساله عن خبرهم، فلما فرغ علی رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: ابن المستاذن؟ فقص علیہ کما قص علينا، قال: انی دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولس عنده احد غیر عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها، فقال لی: کیف انت یا علی وقوم کذاو کذا؟ قلت اللہ ورسوله لا یجاوز تر اقیهم، یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمية، فیهم رجل مخدج، کان یدہ ثدی حبشیة، انشدکم باللہ اخبرتکم به؟ قالوا: نعم، قال: انشدکم باللہ اخبرتکم انه فیهم، فاجتمعتونی واخبرتمونی انه لیس فیهم، فحلفت لکم باللہ انه فیهم؟ ثم اتیتمونی بی تحسبونہ (تسحبونہ) کما نعت لکم؟ قالوا: نعم، قال: صدق اللہ ورسوله))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 475، 476، رقم 8515، طبع آخر ج 5 ص 142، رقم 8568، مسند احمد ج 1 ص 160، رقم 1378، 1379، فضائل الصحابة ج 2 ص 889، رقم 1223، السنن لعبد اللہ بن احمد ص 269، رقم 1410، 1411، 1412، مسند ابن ماجہ ج 3 ص 93، رقم 772، 773، مسند ابی یعلیٰ ج 1 ص 225، رقم 468، ص 232، رقم 478، کتاب السنن لابن ابی عاصم ص 428، رقم 913، البدیة والنہیة ج 7 ص 493)

”عاصم بن کلیب الجرمی اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص حاضر ہوا جس پر سفر کے آثار نمایاں تھے اس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کے ساتھ گفتگو میں مشغول تھے اس شخص نے کہا: اے امیر المؤمنین! کیا آپ مجھے کچھ عرض کرنے کی اجازت دیں گے؟ آپ نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی اور اپنی گفتگو میں مشغول رہے، پس میں جا کر اس شخص کے ساتھ بیٹھا اور اس سے پوچھا: تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: میں عمرہ کی غرض سے گیا ہوا تھا تو میری ملاقات ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوئی۔ آپ نے مجھے فرمایا: وہ قوم جو تمہارے علاقے سے نکلی ہے انہیں حرورہ کیوں کہا جاتا ہے؟ میں نے عرض کیا: انہوں نے ”حروراء“ کے مقام پر خروج کیا اس لیے وہ ”حرورہ“ کہلائے۔ آپ نے فرمایا: وہ شخص مبارک باد کا مستحق ہے جو ان لوگوں کی ہلاکت میں شریک ہوا، اگر ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ چاہیں تو تمہیں ان کے بارے میں بتلا سکتے ہیں۔ اس شخص نے کہا: پس میں اس لئے حاضر ہوا

ہوں تاکہ آپ سے اُن کے متعلق معلومات حاصل کروں۔ پھر جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گفتگو سے فارغ ہوئے تو فرمایا: گفتگو کی اجازت طلب کرنے والا شخص کہاں ہے؟ تو اس شخص نے آپ کے سامنے اسی طرح قصہ پیش کیا جیسا کہ ہمیں سنایا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تھا اور اس وقت آپ کے پاس ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: اے علی تمہارا کیا حال ہوگا جب تمہیں ایسی ایسی قوم سے واسطہ پڑے گا؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ نے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: مشرق سے ایک قوم نکلے گی جو قرآن پڑھے گی وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں جائے گا وہ دین سے یوں نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے ان میں ایک شخص ہوگا جس کا ہاتھ یوں ہوگا جیسے پستان۔ (اس کے بعد مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قوم کی طرف متوجہ ہو کر) فرمایا: میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں: کیا میں نے تمہیں ان کے بارے میں بتایا تھا؟ انہوں نے عرض کیا: ہاں: فرمایا: میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ میں نے تمہیں بتایا تھا کہ ایسے ہاتھ والا شخص ان میں ہوگا؟ انہوں نے عرض کیا: ہاں۔ فرمایا: پھر تم نے میرے پاس آ کر بتایا کہ وہ شخص ان میں نہیں ہے تو میں نے تمہیں قسم کھا کر کہا کہ بیشک وہ ان میں موجود ہے پھر تم اس کو کھینچتے ہوئے میرے پاس لے آئے تو کیا تم اس کو اسی طرح خیال کرتے ہو جیسا کہ میں نے تمہیں بتایا تھا؟ سب نے عرض کیا: ہاں اس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول کا فرمان سچ ثابت ہوا۔“

حدیث نمبر 17:

((اخبرنا محمد بن العلاء قال: حدثنا ابو معاوية عن الاعمش عن زيد بن وهب عن علي بن ابي طالب رضي الله تعالى عنه قال: لما كان يوم النهروان لقي الخوارج فلم يبرحوا حتى شجروا بالرماح فقتلوا جميعاً قال علي رضي الله تعالى عنه: اطلبوا اذا الشدية فطلبوه فلم يجدوه فقال علي رضي الله تعالى عنه: ما كذبت ولا كذبت اطلبوه فطلبوه فوجدوه في وخذة (وهدة) من الارض عليه ناس من القتلى فاذا رجل علي يده مثل سبلات السنور فكبر علي رضي الله تعالى عنه والناس واعجبهم ذلك))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 476 و طبع آخر ج 5 ص 163 رقم 8569، صحیح مسلم ص 433 رقم 2467 مسند احمد ج 1 ص 92 رقم 506 سنن ابی داؤد ج 4 ص 320 رقم 3768، مسند ابی داؤد ج 2 ص 195 رقم 579، 580، 581)

”حضرت زید بن وہب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ”نہروان“ کی جنگ کے دن جب خوارج سے آمناسا منا ہوا تو ان کے پاؤں اکھڑ نہیں رہے تھے، وہ ڈٹے ہوئے تھے حتیٰ کہ ان پر

تیروں کی بوچھاڑ کی گئی تو وہ سب مارے گئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ذوالثدیہ (پستان کی مانند ہاتھ والے) کو تلاش کرو۔ لوگوں نے تلاش کیا تو وہ نہ ملا۔ آپ نے فرمایا: نہ میں نے جھوٹ بولا اور نہ جھوٹا قرار دیا جاسکتا ہوں۔ تم اس کو تلاش کرو۔ لوگوں نے تلاش کیا تو اسے ایک گڑھے میں پایا اور اس کے اوپر کچھ اور نعشیں پڑی ہوئی تھیں اور اس شخص کے ہاتھ پر بلی کی مونچھوں کی طرح بال تھے۔ پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور لوگوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور تعجب کیا۔“

حدیث نمبر 18:

((اخبرنا عبدالاعلیٰ بن واصل بن عبدالاعلیٰ قال: حدثنا الفضل بن ذکین عن موسیٰ بن قیس الحضرمی عن سلمة بن كهیل عن زید بن وهب قال: خطبنا علی بقنطرة الدیرخان (الدیزجان) فقال انه قد ذکر (لی) بخارجة تخرج من قبل المشرق و فیهم ذوالثدیة فقاتلهم فقالت الحرورية بعضهم لبعض: لا تکلموه فیردکم کما ردکم یوم حروراء فشحربعضهم بعضا بالرماح فقال رجل من اصحاب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قطعوا العوالی (والحوالی الرماح) فداروا واستداروا و قتل من اصحاب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اثنا عشر رجلا او ثلاثة عشر رجلا فقال علی: التمسوا المخدج و ذلك فی یوم شات فقالوا: ما نقدر علیه فركب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغلة النبی صلی اللہ علیہ وسلم الشہاء فاتی وهلة من الارض فقال: هذه من الارض قالوا التمسوا فی هولاء فاخرج فقال: ما کذبت ولا کذبت اعملوا ولا تتکلوا لولانی اخاف ان تکلوا لاخبرتکم بما قضی اللہ لکم علی لسانہ (یعنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم) ولقد شهدت اناسا باليمن قالوا: کیف یا امرالمومنین؟ قال هولهم))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 477 رقم 8517 وطبع آخر ج 5 ص 163 رقم 8570)

”حضرت زید بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ”دیزجان“ کے پل پر خطبہ دیا تو فرمایا: مجھے ذکر کیا گیا تھا کہ مشرق کی طرف سے کچھ لوگ نکلیں گے اور ان میں ایک ”ذوالثدیہ“ (پستان کی طرح ہاتھ والا شخص) ہوگا۔ پھر آپ نے ان سے قتال کیا تو حروریا نے ایک دوسرے سے کہا: اس طرح حملہ کرو جس طرح ”یوم حروراء“ کو کیا تھا۔ سو آپس میں تیر اندازی کا تبادلہ ہوا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھیوں میں سے بارہ یا تیرہ افراد شہید ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کٹے ہوئے ہاتھ والے شخص کو تلاش کرو (اور یہ گرم دن تھا) تو لوگوں نے عرض کیا: ہم اس کا پانے میں کامیاب نہیں ہوئے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک سفید خچر پر سوار ہوئے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اور ایک گڑھے پر پہنچے تو فرمایا: اُس شخص کو اس گڑھے میں پڑے ہوئے

مقتولین میں تلاش کرو پس اُسے نکالا گیا تو آپ نے فرمایا: نہ میں نے جھوٹ بولا اور نہ میں جھوٹا قرار دیا جاسکتا ہوں، اگر مجھے خدشہ نہ ہوتا کہ تم سستی کرو گے تو میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے سے آگاہ کرتا جو اس نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ظاہر فرمایا ہے۔ یمن کے کچھ لوگ وہاں موجود تھے، انہوں نے عرض کیا: یا امیر المؤمنین! کیا فیصلہ ہے؟ فرمایا: وہ ان کے حق میں ہے۔“

حدیث نمبر 19:

((اخبِرنا العباس بن عبدالعظیم قال: حدثنا عبدالرزاق قال: اخبِرنا عبدالملك بن ابی سلیمان عن سلمة بن كهيل عن زيد بن وهب 'انه كان في الجيش الذين كانوا مع علي رضي الله تعالى عنه 'الذين ساروا الى الخوارج' فقال علي رضي الله تعالى عنه 'ايها الناس اني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: سيخرج قوم من امتي يقرأون القرآن' ليس قراء تكم الى قراء تهم بشيء ولا صلواتكم الى صلواتهم بشيء' ولا صيامكم الى صيامهم بشيء يقرأون القرآن يحسبون انه لهم 'وهو عليهم' لا يجاوز تراقيهم' يمرقون من الاسلام كما يمرق السهم من الرمية' لو يعلم الجيش الذين يصيبونهم ما قضى لهم علي لسان نبيهم لا تكلوا على العمل' وآية ذلك ان فيهم رجلاً له عضد' وليس له ذراع' على رأس عضده مثل حلمة ثدي المرأة' عليه شعرات بيض' قال سلمة: فنزلني زيد منزلاً حتى مررنا على قنطرة' قال: فلما التقينا وعلي الخوارج عبد الله بن وهب الراسبي' فقال لهم: القوار ما حكم' وسلوا سيوفكم من جفونها (فاني اخاف ان ينادوكم' قال: فسلوا السيوف والقوا جفونها) فشجرهم الناس برماحهم' فقتل بعضهم علي بعض' وما اصيب من الناس يومئذ الا رجلاً' قال علي كرم الله وجهه: التمسوا فيهم المخدج' فلم يجدوه' فقام علي رضي الله تعالى عنه بنفسه حتى اتى ناساً قتلى' بعضهم علي بعض' (قال: جردوهم' فوجدوه مما يلي الارض' فكبر علي وقال) صدق الله وبلغ رسوله' فقام اليه عبيدة اليماني' فقال: يا امير المؤمنين! والله الذي لا اله الا هو لسمعت هذا الحديث من رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قال علي رضي الله تعالى عنه: اني والله الذي لا اله الا هو لسمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى استحلفه ثلاثاً وهو يحلف له))

(سنن الكبرى للنسائي ج 7 ص 477 رقم 8518 وطح آخرج 5 ص 163 رقم 8571 مسند احمد ج 1 ص 83 وطح آخرج 1 ص 259 رقم 226 و 144 رقم 1224 سنن ابی داود ج 4 ص 320 رقم 4768 دلائل النبوة للبيهقي

ج 6 ص 432)

”حضرت سلمہ بن کھیل حضرت زید بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اس لشکر کے ساتھ تھے جو سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ خوارج کی طرف نکلا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: لوگو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا تھا: عنقریب میری امت میں سے ایک قوم نکلے گی جو قرآن پڑھیں گے۔ تمہاری قرأت ان کی قرأت کے سامنے کچھ نہیں ہوگی اور تمہاری نمازیں ان کی نمازوں کے سامنے کوئی چیز نہیں ہوں گی اور نہ تمہارے روزے ان کے روزوں کے مقابلے میں کچھ ہوں گے۔ وہ قرآن کو اس طرح پڑھیں گے کہ لوگ گمان کریں قرآن انہیں کے لیے ہے حالانکہ قرآن ان کے خلاف ہوگا نمازوں کا اثر ان کے حلقوم سے نیچے (دلوں) پر نہیں ہوگا وہ اسلام سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ جو لشکر ان کا قلع قمع کرنے کے لیے جائے گا اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ ان کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے ان کے حق میں کیا فیصلہ ہو چکا ہے تو وہ عمل سے سست ہو کر بیٹھ رہیں گے۔ ان لوگوں (خوارج) کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک شخص ہوگا جس کا بازو کہنی تک ہوگا اور اس کا ہاتھ نہیں ہوگا اس کے (کٹے ہوئے) بازو کا کونہ عورت کے پستان کی طرح ہوگا جس پر چند سفید بال ہوں گے۔ حضرت سلمہ بن کھیل کہتے ہیں کہ زید بن وہب مجھے منزل بہ منزل آگاہ کرتے رہے حتیٰ کہ ہم ایک پل سے گزرے۔ زید نے کہا: پس ہمارا آنا سا منا خوارج سے ہوا۔ ان کا امیر عبداللہ بن وہب الراسی تھا۔ اس نے اپنی فوج سے کہا: اپنے نیزے تیار کر لو اور اپنی تلوار میان سے نکال لو! پس میں خدشہ محسوس کرتا ہوں کہ تمہیں مشغول نہ کر دیا جائے۔ پس لوگ اپنے نیزوں کے ساتھ باہم گتھم گتھا ہو گئے اور ایک دوسرے کو قتل کیا اس دن (ہمارے) فقط دو شخصوں کو نقصان پہنچا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: ان میں ناقص ہاتھ والے شخص کو تلاش کرو تو لوگوں نے اس کو نہ پایا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود اٹھے حتیٰ کہ مقتولین کے پاس آئے جو ایک دوسرے پر پڑے ہوئے تھے۔ فرمایا: ان کو الگ الگ کرو! انہوں نے کیا تو نیچے سے اس شخص کو پایا۔ پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حق پہنچایا۔ اس پر عبیدہ یمانی نے اٹھ کر دریافت کیا: یا امیر المؤمنین! اس اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کیا آپ نے یہ حدیث خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی؟ فرمایا: ہاں! اس اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے میں نے یہ حدیث خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی حتیٰ کہ اس شخص نے آپ سے تین مرتبہ حلف لیا اور آپ نے اس کی خاطر تینوں مرتبہ حلف اٹھایا۔“

حدیث نمبر 20:

((اخبرنا قتیبہ بن سعید حدثنا ابن ابی عدی عن ابن عون عن محمد عن عبیدة قال: علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ: لولا ان تبطروا الحدتکم بما وعد اللہ الذین یقتلونہم علی لسان

محمد صلی اللہ علیہ وسلم، فقلت: انت سمعته من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟

قال: ای ورب الکعبة (ای ورب الکعبة ای ورب الکعبة)

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 478 رقم 8519 وطبع آخرج 5 ص 164 رقم 8572، صحیح مسلم ص 433 رقم 6465، سنن

ابی داؤد ج 4 ص 317 رقم 3763، سنن ابن ماجہ ج 1 ص 108 رقم 167، دلائل النبوة للبیہقی ج 6 ص 431)

”حضرت عبیدہ یمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر عمل

میں تمہاری سست روی کا خدشہ نہ ہوتا تو میں تمہیں اُس وعدہ کے متعلق بتلاتا جو اللہ تعالیٰ نے زبانِ سیدنا

محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر خوارج کے قاتلین کے حق میں فرمایا۔ میں نے عرض کیا: آپ نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے خود سنا تھا؟ فرمایا: ہاں رب کعبہ کی قسم! ہاں رب کعبہ کی قسم!۔“

حدیث نمبر 21:

((اخبرنا اسماعیل بن مسعود قال: حدثنا المعتمر بن سلیمان عن عوف قال: حدثنا

محمد بن سیر بن قال: قال عبیدة السليمانی: لما جئت (حيث) اصيب اصحاب

النهران قال: علي رضي الله تعالى عنه: اتبعوا (ابتغوا) فيهم، فانهم ان كانوا من القوم

الذين ذكرهم رسول الله صلي الله عليه وسلم فان فيهم رجلا مخلدج اليد او مشدون

اليد او مودون اليد واتينا فوجدنا فدللنا (فابتغينا) فوجدناه فدللناه) عليه، فلما رآه

قال: الله اكبر، الله اكبر، الله اكبر، لولا ان يبطروا (ثم ذكر كلمة معناها) لحدثكم

بما قضى الله على لسان رسول الله صلي الله عليه وسلم لمن ولي قتل هؤلاء، قلت: انت

سمعتها من رسول الله صلي الله عليه وسلم؟ قال: اي ورب الكعبة (ثلاثا))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 478 رقم 8520 وطبع آخرج 5 ص 165 رقم 8573، سنن ابی داؤد ج 4 ص 317

رقم 4763، دلائل النبوة للبیہقی ج 6 ص 431)

”حضرت عبیدہ سلمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: جب ہم نے اہل ”نہروان“ کو کیفر کردار تک

پہنچا دیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ان لوگوں میں تلاش کرو اگر یہ لوگ اُس قوم سے ہیں جن

کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا تو ان میں ایک با تمام ہاتھ والا شخص ہوگا، ہم آئے تو اس کو

پالیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا، جب آپ نے اس شخص کو دیکھا تو فرمایا:

اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر! اللہ کی قسم! اگر لوگوں کے عملاً سست ہونے کا خدشہ نہ ہوتا تو میں تمہیں اللہ تعالیٰ

کے اس فیصلہ کے بارے میں ضرور بتاتا جو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس سے ان

لوگوں کی شان میں کیا جنہوں نے ان خوارج کے قتل میں حصہ لیا۔ میں نے عرض کیا: آپ نے یہ حدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنی ہے؟ فرمایا: رب کعبہ کی قسم میں نے یہ حدیث خود سنی ہے اور یہ جملہ

تین مرتبہ فرمایا۔“

حدیث نمبر 22:

((اخبرنا محمد بن عبيد (بن محمد) قال: حدثنا ابو مالك عمرو - وهو ابن هاشم عن اسماعيل وهو ابن خالد قال: عمرو بن قيس الرازي عن المنهال بن عمرو عن زر بن حبيش انه سمع علياً رضي الله تعالى عنه يقول: انا فقات عين الفتنة لو لا انا ما قوتل اهل النهروان واهل الجمل، ولو لا اخشى انتركو العمل لا خبرتكم بالذي قضى الله علي لسان نبيكم صلى الله عليه وسلم لمن قاتلهم مبصراً ضلالتهم عارفاً بالهدى الذي نحن عليه))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 749 رقم 8521 وطبع آخر ج 5 ص 165 رقم 8574، حلیۃ الاولیاء ج 1 ص 109 رقم 213 و ج 4 ص 206 رقم 5269، جمع الجوامع ج 13 ص 104 رقم 5959)

”حضرت زر بن حبیش رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: میں نے فتنہ کی آنکھ پھوڑ دی ہے اور اگر میں نہ ہوتا تو اہل ”نہروان“ مارے جاتے اور نہ ہی اہل جمل۔ اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ تم عمل ترک کر دو گے تو میں تمہیں اس فیصلہ کے بارے میں بتاتا جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر ان لوگوں کے حق میں فرمایا ہے جنہوں نے خارجیوں کی ضلالت پر آگاہ ہو کر اور جس ہدایت پر ہم قائم ہیں اس کی معرفت رکھتے ہوئے ان سے جنگ کی۔“

حدیث نمبر 23:

((اخبرنا عمرو بن علی قال: حدثنا عبد الرحمن بن مهدی قال: حدثنا عكرمة بن عمار قال: حدثنا ابو زرميل قال: حدثني عبد الله بن عباس قال: لما خرجت الحرورية اعتر الوافي دارهم وكانوا ستة آلاف، فقلت لعلی رضي الله تعالى عنه: يا امير المؤمنين ابرد بالظهر لعلی آتی هؤلاء القوم فاكلمهم قال: انی اكافهم عليك، قلت: كلا قال: فقلت وخرجت ودخلت عليهم في نصف النهار، وهم قائلون: فسلمت عليهم قالوا: مرحبا بك يا ابن عباس، فما جاء عند ابن عم النبي صلى الله عليه وسلم وصهره، وعليهم نزل القرآن، وهم اعلم بتاويله منكم، وليس فيكم منهم احد، لا يبلغكم ما يقولون، وابلغهم ما تقولون، فانتحي لي نفر منهم، قلت: (هاتوا) اخبروني ماذا انقمتم على اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم وابن عمه؟ قالوا: ثلاث قلت: ما هن؟ قالوا: اما احدها ان فانه حكم الرجال في امر الله، وقال الله تعالى: (ان الحكم الا لله)

(الانعام: 57؛ ویوسف: 40 و 67) ماشان الرجال والحکم! فقلت: هذه واحدة قالوا: واما الثانية ما حل (سباهم ولا) قتالهم، قلت: هذه اثنان، فما الثالثة؟ قالوا: انه محى نفسه عن امير المؤمنين، فان لم يكن امير المؤمنين، فهو امير الكافرين، قلت: هل عندكم شيء غير هذا؟ قالوا: حسبنا هذا قلت لهم: ارايتهم ان قرأت عليكم من كتاب الله جل ثناءه ومن سنة نبيه صلى الله عليه وسلم ما يرد قولكم، اترجعون؟ قالوا: نعم، قلت: اما قولكم حكم الرجال في امر الله، فانا اقرا عليكم في كتاب الله ان قد صير الله حكمه الى الرجال في ثمن ربع درهم، فامر الله تبارك وتعالى الرجال ان يحكموا فيه، قال الله تعالى: (يا ايها الذين لا تقتلوا الصيد وانتم حرم ومن قتله منكم متعمدا فجزاءه مثل ما قتل من النعم يحكم به ذوا عدل منكم) الآية (المائدة: 95) (وكان من حكم الله انه صيره الى الرجال يحكمون فيه، ولو شاء لحكم فيه، فجاز حكم الرجال فيه) فانشدتكم بالله تعالى: احكم الرجال في ارنب ونجوها من الصيد افضل، ام حكمهم في دماهم وصلاح ذات بينهم؟ وانتم تعلمون ان الله تعالى لو شاء لحكم ولم يصير ذلك الى الرجال؟ قالوا: بل هذا افضل، وفي المرأة وزوجها قال الله عز وجل: (وان خفتن شقاق بينهما فابعثوا حكما من اهله وحكما من اهلها ان يريد اصلاحا يوفق الله بينهما) الآية (النساء: 35) فنشدتكم بالله حكم الرجال في صلاح ذات هذه؟ قالوا: نعم قلت: واما قولكم: قاتل ولم يسب علم يغنم، اقتسبون امكم عائشة، وتستحلون منها ما تستحلون من غيرها، وهي امكم؟ فان قلت ان استحل منها ما استحل من غيرها فقد كفرتم، ولان قلت لست بامنا فقد كفرتم، لان الله تعالى يقول: (النبى اولى بالمؤمنين من انفسهم وازواجه امهاتهم) (الاحزاب: 6) فانتم تدورون بين ضاللتين، فاتوا منهم بمخرج، قلت فخرجت من هذه؟ قالوا: نعم، واما قولكم محى اسمه من امير المؤمنين، فانا آتيكم بمن ترضون، واراكم قد سمعتم ان النبى صلى الله عليه وسلم يوم الحديدية صالح المشركين، فقال لعلى رضى الله تعالى عنه اكتب يا على: هذا ما صالح عليه محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال المشركون: لا والله، ما نعلم انك رسول الله، لو نعلم انك رسول الله لا طعنناك، فاكتب محمد بن عبد الله، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم امع يا على! "رسول الله" اللهم انك تعلم انى رسولك، مع يا على واكتب: هذا ما صالح عليه محمد بن عبد الله، فوالله لرسول الله صلى الله عليه وسلم خير من على، وقد محاه نفسه، ولم يكن محوه نفسه ذلك محاه من النبوة اخرجت من هذه؟ قالوا: نعم

فرجع منهم الفان' وخرج سائرهم' فقتلوا علی ضاللتهم' فقتلهم المهاجرون
والانصار))

(سنن الکبریٰ للسنائی ج 7 ص 479 رقم 8522 وطبع آخر ج 5 ص 165 رقم 8575، مصنف عبدالرزاق ج 9 ص
455 رقم 18949، المستدرک ج 2 ص 150 وطبع آخر ج 2 ص 494 رقم 2703 وج 4 ص 182 وطبع آخر
ج 5 ص 257 رقم 7447)

”حضرت ابو زمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
بیان کیا: جب حروریہ نے بغاوت کی تو وہ اپنے ایک احاطہ میں جمع ہوئے اور ان کی تعداد چھ ہزار تھی۔ میں
نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا: یا امیر المؤمنین! نماز ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھیے تاکہ میں اس
قوم کے پاس جا کر ان سے بات چیت کروں۔ آپ نے فرمایا: مجھے اندیشہ ہے کہ وہ تمہیں
ضرر پہنچائیں گے۔ میں نے عرض کیا ایسی کوئی بات نہیں۔ پس میں اٹھا کپڑے پہنے جوتی پہنی اور دوپہر
کے وقت ان کے پہنچ گیا۔ وہ کھانا کھا رہے تھے۔ کہنے لگے: ابن عباس کو مرحبا (خوش آمدید) کیسے آنا ہوا؟
میں نے کہا میں تمہارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ مہاجرین و انصار کی جانب سے اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد اور داماد کی طرف سے آیا ہوں اور وہ وہ ہیں جن پر قرآن نازل ہوا
اور قرآن کی تفسیر کو تم سے بہتر سمجھتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ تمہارے درمیان ایسا کوئی شخص نہیں ہے جو تم تک
ان کے موقف کو پہنچائے اور ان تک تمہارے موقف کو پہنچائے۔ اس پر ان میں سے کچھ افراد میری طرف
مائل ہوئے تو میں نے کہا: ہلاؤ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور آپ کے چچا زاد
پر تمہارے کیا اعتراضات ہیں؟ انہوں نے کہا: تین باتیں ہیں۔ میں نے کہا کونسی؟ انہوں نے کہا:

1: ان میں سے ایک بات تو یہ ہے کہ انہوں نے دو شخصوں کو حاکم بنا رکھا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد
ہے: ”ان الحکم الا للہ“ (حکم صرف اللہ کا ہے۔ الانعام: 57) نہ کہ اشخاص اور حکومت کا۔ میں نے
کہا: یہ ایک بات ہوئی۔

2: علی نے جنگ کی لیکن نہ قیدی بنائے اور نہ مال غنیمت حاصل کیا۔ اگر وہ کفار تھے تو انہیں قیدی
(غلام اور لونڈیاں) بنانا حلال تھا اور اگر وہ مومن تھے تو نہ انہیں قیدی بنانا درست تھا اور نہ ان سے جنگ
کرنا حلال تھا۔ میں نے کہا: یہ دو باتیں ہوئیں تیسری بات کیا ہے؟

3: انہوں نے کہا: انہوں (مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنی ذات سے امیر المؤمنین کی نفی کی ہے
پس اگر وہ امیر المؤمنین نہیں ہیں تو پھر امیر الکافرین ہوئے۔ میں نے کہا: اس کے علاوہ کوئی اور اعتراض
ہے؟ انہوں نے کہا: بس ہمارے یہی اعتراض ہیں۔ میں نے کہا: اگر میں تمہارے سامنے اللہ جل شفاء کی
کتاب اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ایسے دلائل پیش کروں جن سے تمہارے خیالات کی

تردید ہو جائے تو کیا تم رجوع کر لو گے؟ انہوں نے کہاں: ہاں۔

1: میں نے کہا: تمہارا یہ قول کہ اشخاص کو امر الہی میں حاکم بنایا گیا اور یہ جائز نہیں تھا تو اس سلسلے میں تمہارے سامنے کتاب الہی کی آیات پیش کرتا ہوں: اللہ تعالیٰ نے چوتھائی درہم کی قیمت کے معاملہ میں اپنے امر کا حاکم دو اشخاص کو بنایا اور حکم فرمایا کہ وہ اس میں فیصلہ کریں؛ چنانچہ ارشاد فرمایا: (اے ایمان والو! نہ مارو شکار کو جب کہ تم احرام باندھے ہوئے ہو اور جو قتل کرے شکار کو تم میں سے جان بوجھ کر تو اس کی جزا یہ ہے کہ اسی قسم کا جانور دے جو اس نے قتل کیا ہے؛ فیصلہ کریں اس کا دو معتبر آدمی تم میں سے) (المائدہ: 95) اور یہ اللہ کا حکم ہے کہ اس نے اپنا امر اشخاص کو تفویض کیا تا کہ وہ اس میں فیصلہ کریں، اگر وہ چاہتا تو اس معاملے کا فیصلہ خود کر دیتا، سو اس نے اس مسئلہ میں اشخاص کے فیصلہ کو جائز رکھا۔ میں تم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ اشخاص کا حکم ان کی اپنی باہمی اصلاح اور قتل (وغیرہ) میں افضل ہے یا ایک خرگوش کے شکار کے معاملہ میں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں بلکہ بندوں کے معاملہ میں افضل ہے۔ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کے معاملہ میں ارشاد فرمایا: اور اگر تم خوف کرو نا چاقی کا ان کے درمیان تو مقرر کرو ایک بیچ مرد کے کنبہ سے اور ایک بیچ عورت کے کنبہ سے۔ (النساء: 35) میں نے کہا: میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اشخاص کی حکومت ان کے باہمی معاملات اور قتل و خون کے مقدمات میں عورت کے معاملہ سے افضل نہیں ہے؟ بتلاؤ کیا میں تمہارے اس اعتراض سے نکل گیا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔

2: میں نے کہا: اور تمہارا یہ قول کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ کی لیکن نہ قیدی بنائے اور نہ مال غنیمت لیا۔ (میں کہتا ہوں) کیا تم اپنی ماں عائشہ (صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو لونڈی بناؤ گے اور ان سے وہ سلوک حلال سمجھو گے جو دیگر لونڈیوں سے حلال سمجھتے ہو؟ حالانکہ وہ تمہاری ماں ہے؟ پس اگر تم کہو کہ ان کے ساتھ وہ سب کچھ حلال ہے جو لونڈیوں کے ساتھ حلال ہے تو تم نے کفر کیا اور اگر تم کہو کہ وہ تمہاری ماں نہیں ہیں تو پھر بھی تم نے کفر کیا۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: نبی مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریب ہیں اور آپ کی ازواج (مطہرات) ان کی مائیں ہیں۔ (الاحزاب: 6) پس تم دو گمراہیوں کے درمیان ہو، بتلاؤ ان گمراہیوں سے نکلنے کا کیا راستہ ہے؟ بولو! کیا میں اس اعتراض سے نکل گیا؟ انہوں نے کہاں: ہاں۔

3: میں نے کہا: رہ گیا تمہارا یہ قول کہ انہوں نے (مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنا نام امیر المومنین مٹا دیا ہے تو میں تمہیں ایسی دلیل پیش کرتا ہوں جسے تم پسند کرو گے اور میرا خیال ہے کہ تم سن چکے ہو کہ بیشک اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے روز مشرکین کے ساتھ صلح فرمائی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: لکھو! یہ محمد رسول اللہ کی جانب سے صلح نامہ ہے۔ مشرکین نے کہا: اگر ہم جانتے کہ آپ

اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کے ساتھ لڑائی نہ کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! یہ مٹا دو! اے اللہ! بیشک تو جانتا ہے کہ میں تیرا رسول ہوں۔ اے علی! یہ مٹا دو اور لکھ دو یہ محمد بن عبد اللہ کی جانب سے صلح نامہ ہے۔“ اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی سے بہتر ہیں اور آپ نے اپنا نام (رسول) مٹایا اور آپ کا یہ مٹانا نبوت کو مٹانا نہیں تھا، کیا میں اس اعتراض کی گرفت سے باہر آیا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ پس اُن میں سے دو ہزار افراد نے رجوع کر لیا اور باقی لوگوں نے خروج کو قائم رکھا تو وہ اپنی ضلالت پر قتل کیے گئے اور انہیں مہاجرین و انصار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیغ کیا۔“

حدیث نمبر 24:

((اخبرنی معاویة بن صالح قال: حدثنا عبدالرحمن بن صالح قال: حدثنا عمرو بن هاشم الجنبی عن محمد بن كعب القرظی عن علقمة بن قیس قال: قلت لعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجعل بینك وبين ابن آكلة الاكباد (حكما) قال: انی كنت كاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الحديبية فكتب هذا ما صالح علیه محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسهیل بن عمر فقال سهیل) لو نعلم انه رسول اللہ ما قاتلناه امحها، فقلت: هو والله رسول صلی اللہ علیہ وسلم وان رغم انفك ولا والله لا امحوها، فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارنيه فاريتہ فمحاها، وقال: امان لك مثلها وستاتيه وانت مضطر))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 481، 482 رقم 8523 طبع آخر ج 5 ص 167 رقم 8576، مسند احمد ج 1 ص 86، 87 طبع آخر ج 1 ص 268 رقم 656)

”حضرت علقمة بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا: آپ نے اپنے اور ابن آكلة الاكباد (کلیجہ چبانے والی کے بچے) کے درمیان فیصل مقرر کر دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: حدیبیہ کی صلح میں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب تھا، میں نے لکھا ”یہ صلح نامہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سهیل بن عمرو کی طرف سے ہے“ تو سهیل بن عمرو نے کہا: اگر ہم ان کو ”رسول اللہ“ سمجھتے تو ان سے برسر پیکار کیوں ہوتے؟ اس (لفظ رسول) کو مٹا دو۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! وہ اللہ کے رسول ہیں اگرچہ تمہیں ناگوار ہو۔ اللہ کی قسم! میں نہیں مٹاؤں گا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ لفظ مجھے دکھاؤ! میں نے آپ کو دکھایا تو آپ نے اس کو مٹا دیا اور فرمایا: ایسا معاملہ عنقریب تجھے بھی پیش آئے گا اور تم مجبور ہو گے۔“

حدیث نمبر 25:

((اخبرنا (محمد بن المثنی) محمد بن بشار قال: حدثنا محمد بن جعفر قال اخبرنا

شعبۃ عن ابی اسحق قال: سمعت البراء قال: لما صالح رسول الله صلى الله عليه وسلم (اهل الحديبية) وقال ابن بشار اهل مكة) كتب علي كتابا بينهم قال: فكتب محمد رسول الله فقال المشركون: لا تكتب محمد رسول الله لو كنت رسول الله لم نقاتلك فقال لعلي رضي الله تعالى عنه امحه فقال علي: ما انا بالذي امحاه فمحاه رسول الله صلى الله عليه وسلم بيده وصالحهم علي ان يدخل هو واصحابه ثلاثة ايام ولا يدخلوها الا بجلبان السلاح قال ابن بشار: فسالوه: ما جلبان السلاح؟ قال: القراب (بما فيه)

(سنن الكبریٰ للنسائی ج 7 ص 842 رقم 8524 وطبع آخروج 5 ص 168 رقم 8577 بخاری ص 440 رقم 2698 و ص 441 رقم 2700 و ص 530 رقم 3323184 مسلم ص 795 رقم 4629 مسند احمد ج 4 ص 291 وطبع آخر ج 6 ص 230 رقم 18766 مسند ابی داود الطیالسی ص 97 رقم 713 وطبع آخروج 1 ص 387 مسند ابی یعلیٰ ج 2 ص 159 رقم 1707 صحیح ابن حبان ج 11 ص 212 رقم 4869 سنن الدارمی ج 2 ص 192 رقم 2507)

”حضرت ابو اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل حدیبیہ (ابن بشار نے کہا: اہل مکہ) سے صلح فرمائی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک صلح نامہ تحریر کیا۔ حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا: ”محمد رسول اللہ“ تو مشرکین نے کہا: ”محمد رسول اللہ“ مت لکھو! اگر آپ رسول اللہ ہوتے تو ہم آپ کے ساتھ برسرِ پیکار کیوں ہوتے؟ تو حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اس لفظ کو مٹا دو۔ آپ نے عرض کیا: میں نہیں مٹاؤں گا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے مٹایا۔ پھر مشرکین کے ساتھ اس بات پر صلح ہوئی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم مکہ المکرمہ میں تین روز کے لیے داخل ہوں گے اور ان کا داخلہ ”جلبان السلاح“ کے ساتھ ہوگا۔ میں نے دریافت کیا: ”جلبان السلاح“ کیا چیز ہے؟ فرمایا: میان۔ (تلواریں میان میں رکھ کر آئیں گے)۔“

حدیث نمبر 26:

((اخبرنا احمد بن سلیمان الرهاوی قال: اخبرنا عبيد الله ابن موسى قال: حدثنا اسرائيل عن ابی اسحق عن البراء بن عازب قال: لما اعتمر رسول الله صلى الله عليه وسلم في ذي العقدة و ابی اهل مكة ان يدعوهم يدخل مكة حتى قاضاهم علي ان يقيم بها ثلاثة ايام فلما كتب الكتاب كتبو: هذا ما قاضى عليه محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم قالوا: نقرلك بهذا لو تعلم انك رسول الله ما منعناك (بيته) شيئا ولكن انت

محمد بن عبد اللہؑ قال: انا رسول اللہؑ وانا محمد بن عبد اللہؑ، ثم قال لعلي رضي الله تعالى عنه: امح رسول الله قال علي: لا والله لا امحوك ابدا، فاخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم الكتاب فمحاها، وليس يحسن يكتب، فكتب مكان رسول الله صلى الله عليه وسلم محمد بن عبد الله، وكتب هذا ما قضى عليه محمد بن عبد الله ان لا يدخل مكة بالسلاح، الا بالسيف في القراب، وان لا يخرج اهلها باحدان اراد ان يتبعه، ولا يمنع احدا من اصحابه ان اراد ان يقيم بها، فلما دخلها ومضى الاجل اتو عليا رضي الله تعالى عنه، فقالوا: قل لصاحبك اخرج عنا، فقد مضى الاجل، فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم، فتبعته ابنة حمزة تنادي: يا عم، يا عم، فتناولها علي رضي الله تعالى عنه فاخذ بيدها، فقال لفاطمة رضي الله تعالى عنه: دونك ابنة عمك، فحملتها، فاختصم فيها علي وزيد وجعفر، فقال علي رضي الله تعالى عنه: انا اخذتها وهي ابنة عمي، وقال جعفر: هي ابنة عمي وخالتها، وقال: "الخالة بمنزلة الام"، ثم قال لعلي رضي الله تعالى عنه: انت مني وانا منك، وقال لجعفر: اشبهت خلقي وخلقي، وقال لزيد: انت اخونا ومولانا، فقال علي رضي الله تعالى عنه: الاتزوج ابنة حمزة؟ فقال: انها ابنة اخي من الرضاة))

(سنن الكبرى للنسائي ج 7 ص 482 رقم 8525 وطبع آخر ج 5 ص 168 رقم 8578، بخاری ص 440 رقم 2699 ص 720 رقم 4251 صحیح ابن حبان ج 11 ص 229 رقم 4873)

”حضرت براء عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ماہ ذیقعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کا ارادہ فرمایا تو اہل مکہ نے انکار کیا کہ وہ آپ کا راستہ چھوڑیں اور آپ مکہ میں داخل ہوں۔ حتیٰ کہ آپ نے ان کے ساتھ معاہدہ کیا کہ آپ مکہ المکترہ میں تین روز قیام کریں گے۔ پس جب انہوں نے لکھا: ”ہذا ما قضی علیہ محمد رسول اللہ“ تو مشرکین مکہ نے کہا: ہم تسلیم نہیں کرتے۔ اگر ہم جانتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو اس گھر سے نہ روکتے، لیکن آپ محمد بن عبد اللہ ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں محمد رسول اللہ بھی ہوں اور محمد بن عبد اللہ بھی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ”رسول اللہ“ کے الفاظ مٹا دو۔ انہوں نے عرض کیا: اللہ کی قسم میں آپ (کے نام) کو کبھی نہیں مٹاؤں گا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تحریر لی اور آپ اچھا نہیں لکھ سکتے تھے پھر آپ نے ”رسول اللہ“ کی جگہ ”محمد بن عبد اللہ“ لکھا تو معاہدہ یوں تحریر کیا گیا: یہ معاہدہ ہے محمد بن عبد اللہ کی طرف سے، وہ اسلحہ کے ساتھ مکہ میں داخل نہیں ہوں گے، ماسوا تلوار کے جو میان میں ہوگی، اور یہ کہ اگر کسی مکی شخص نے ان کی پیروی کر لی تو وہ اس کو اپنے ساتھ لے کر نہیں جائیں گے اور اگر ان کے صحابہ میں سے کسی نے مکہ میں رہنے کا ارادہ کیا تو وہ

ان کو منع نہیں کریں گے۔ پھر جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ المکرمہ میں تشریف لے گئے اور میعاد (تین یوم) پوری ہو گئی تو قریش مکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگے: اپنے آقا سے کہو کہ وہ یہاں سے چلے جائیں مدت پوری ہو چکی ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جانے لگے تو آپ کے پیچھے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی چچا چچا پکارتی ہوئی آئی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے ہاتھ کو پکڑ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: اپنے چچا کی بیٹی کو سنبھالو۔ حضرت فاطمہ نے بچی کو اٹھالیا۔ پھر اس معاملہ میں حضرت زید اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: یہ میری چچا زاد بھی ہے اور اس کی خالہ میری زوجہ ہے اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: یہ میری بھتیجی ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچی کو اس کی خالہ کے سپرد کیا اور فرمایا: خالہ ماں کی طرح ہوتی ہے۔ پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: تم صورت اور سیرت میں میرے مشابہ ہو اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: تم ہمارے بھائی اور دوست ہو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے عرض کیا: آپ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لڑکی سے نکاح کیوں نہیں کر لیتے؟ فرمایا: یہ میری رضاعی بھتیجی ہے۔“

حدیث نمبر 27:

((خالفه يحيى بن آدم فروى آخر هذا الحديث عن اسرائيل عن ابى اسحاق عن هانى بن هانى وهبيرة بن يريم عن علي: انهم اختصموا فى بنت حمزة فقضى بهار رسول الله صلى الله عليه وسلم لخالتها وقال: ان الخالة ام قلت: يا رسول الله الاتنزوجهما؟ قال: انها لا تحل لى، انها ابنه انتهى من الرضاة قال: وقال لى: انت منى وانا منك وقال لزيد: انت اخونا ومولانا وقال لجعفر اشبهت خلفى وخلقى))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 483 رقم 8562 وطبع آخر ج 5 ص 169 رقم 8579، مستدرج 1 ص 99 و 115 رقم 770، 931، البحر الرخا المعروف بمسند البرج 3 ص 105، 106 رقم 891)

”یحییٰ بن آدم نے اس حدیث کو کچھ اختلاف سے بیان کیا ہے۔ وہ از اسرائیل از ابواسحاق از ہانی بن ہانی اور از ہبیرہ بن یریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ان کا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی کے معاملہ میں جھگڑا ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خالہ کے حق میں فیصلہ دے دیا اور فرمایا: بیشک خالہ ماں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس کو اپنے عقد میں کیوں نہیں لے لیتے؟ فرمایا: یہ میرے لئے حلال نہیں۔ یہ رضاعی طور پر میری بھتیجی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے مجھے فرمایا: تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: تم

ہمارے بھائی اور دوست ہو اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: تم صورت اور سیرت میں ہمارے
مشابہ ہو۔“



فصل نمبر 102:

ذکر قول النبی علی یقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیلہ:

ارشاد نبوی کہ جس طرح میں نے قرآن کی نزیل پر جنگ کی ہے علی اس کی

تاویل پر (خوارج سے) جنگ کرے گا

((اخبرنا اسحق بن ابراہیم ومحمد بن قدامة واللفظ له عن جریرو عن الاعمش عن
اسماعیل بن رجاء عن ابیہ عن ابی سعید الخدری قال: کنا جلوسا ننظر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فخرج الینا قد انقطع شسع نعلہ فرمی به الی علی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ فقال: ان منکم رجلا یقاتل الناس علی تاویل القرآن کما قاتلت علی
تنزیلہ قال ابو بکر: انا؟ قال: لا قال عمر: انا؟ قال: لا ولكن خاصف النعل))

(سنن الکبریٰ للنسائی ج 7 ص 465 رقم 8488 و طبع آخر ج 5 ص 154 رقم 8541 مصنف ابن ابی شیبہ
ج 6 ص 370 رقم 32073 مسند احمد ج 3 ص 31 رقم 11278 و ص 33 رقم 11309 و ص 82 رقم 11795 فضائل
الصحابہ ج 2 ص 777 صحیح ابن حبان ج 15 ص 385 رقم 6937 و طبع آخر ج 9 ص 46 رقم 6898 مسند ابی یعلیٰ ج 1 ص
463 رقم 1081 المستدرک للحاکم ج 3 ص 122 رقم 4679 دلائل النبوة للبیہقی ج 6 ص 435 و 436 حلیۃ الاولیاء لابن
قیم ج 1 ص 108 البدیۃ والنہیۃ ج 5 ص 478 تاریخ مدینہ دمشق ج 42 ص 451 تا 455 مختصر دمشق لابن منظور
ج 17 ص 389 و ج 18 ص 46 اتحاف الخیرۃ المکرمة ج 7 ص 187 رقم 6640 شرح السنۃ ج 6 ص 167 رقم 2557
المقصد العلیٰ رقم 849 الریاض النضرۃ ج 4 ص 135 مجمع الزوائد ج 9 ص 133 رقم 14763 جمع الجوامع
ج 15 ص 562 رقم 15163 الخصائص الکبریٰ ج 2 ص 234)

”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم بیٹھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انتظار
کر رہے تھے کہ آپ ہماری طرف تشریف لائے۔ آپ کی نعل (جوئی) مبارک کا تسمہ ٹوٹ چکا تھا تو اسے
آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف پھینکا پھر فرمایا: تم میں سے ایک شخص تفسیر قرآن پر اس
طرح جہاد کرے گا جس طرح میں نے تنزیل قرآن پر جہاد کیا ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

عرض کیا: کیا وہ میں ہوں؟ فرمایا: نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: کیا وہ میں ہوں؟ فرمایا: نہیں، لیکن وہ جوتی کی مرمت کرنے والا ہے۔ (اس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتی کی مرمت فرما رہے تھے)۔“



فصل نمبر 103:

فی وصیة وشہادت علی:

حضرت علی کی مظلومیت، وصیت اور شہادت کا بیان

حضرت علی کا ساتھی و دشمن:

((بالاسناد، قال: حدثنی علی بن موسیٰ الرضا عن آباءہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: یا علی! انت المظلوم بعدی، فویل لمن قاتلك وطوبی لمن قاتل معک، یا علی! انت الذی تنطق بکلامی وتتكلم بلسانی بعدی فویل لمن رد علیک وطوبی لمن قبل کلامک، یا علی! انت سید هذه الامة بعدی ومن فارقک فارقنی يوم القيامة، ومن کان معک کان معی يوم القيامة))

”امام علی بن موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! تم میرے بعد مظلوم ہو گے۔ افسوس ہے اس پر جو تمہارے ساتھ جنگ کرے اور خوش نصیب ہے وہ جو تمہارے ساتھ مل کر جہاد کرے۔ اے علی! تم وہی ہو جو میرے بعد میری زبان اور میرے کلام میں گفتگو کرو گے۔ افسوس ہے اس پر جو تمہارے کلام کو قبول نہ کرے اور خوش نصیب ہے وہ جو تمہارے کلام کو قبول کرے۔ اے علی! تم میرے بعد اس امت کے سردار۔ جو تم سے جدا ہو وہ قیامت کے دن مجھ سے جدا ہو گا اور جو تمہارے ساتھ رہا قیامت کے دن میرے ساتھ ہو گا۔“

جس نے علی پر ظلم کیا:

((قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلی: یا علی! انت المظلوم بعدی، من ظلمک فقد ظلمنی، ومن انصفک فقد انصفی ومن والاک فقد والانی، ومن عاداک فقد عادانی، ومن اطاعک فقد اطاعنی، ومن عصاک فقد عصانی))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی! تم میرے بعد مظلوم ہو گے،

جس نے تم پر ظلم کیا اس نے مجھ پر ظلم کیا اور جس نے تمہارے ساتھ انصاف کیا اس نے مجھ سے انصاف کیا اور جس نے تمہارا انکار کیا اس نے میرا انکار کیا اور جس نے تمہیں دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے تمہاری اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے آپ کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی ہے۔“

((عن علی بن موسیٰ الرضا عن آباءہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: یا علی! انت مظلوم بعدی وویل لمن ظلمک واعتدی علیک و طوبی لمن تبعک ولم یجتری علیک))

”امام علی بن موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ نے اپنے اجداد سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! میرے بعد تم پر ظلم و ستم ہوگا۔ افسوس ہے اس پر جو تم پر ظلم کرے اور تمہارے حق پر تجاوز کرے اور خوش نصیب ہے وہ جو تمہاری پیروی کرے اور تم سے قدم آگے بڑھانے کی جرأت نہ کرے۔“

کنویں سے گفتگو:

((بالاسناد عن میثم قال: اصحربی مولای امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ لیلة من اللیالی قد خرج من الکوفة وانتھی الی مسجد جعفی، توجه الی القبلة و صلی اربع رکعات، فلما سلم و سبح یسط کفیہ وقال: الہی کیف ادعوک وقد عصیتک الی آخر الدعاء، ثم قام و خرج، فاتبعته حتی خرج الی الصحراء و خط لی خطة و قال: ایاک ان تجاوز هذه الخطة، و مضی عنی و كانت لیلة مدلهمة، فقلت: یا نفسی! اسلمت مولای وله اعداء کثیرة، ای عذر یكون لک عند اللہ و عند رسولہ؟ واللہ لا قفون اثرہ ولا علمن خبرہ وان کنت قد خالفت امرہ، وجعلت اتبع اثرہ فوجدته رضی اللہ عنہ مطلعاً فی البشر الی نصفہ یخاطب البشر و البشر تخاطبه، فحس بی و التفت رضی اللہ عنہ و قال: من قلت میثم، قال: یا میثم! الم آمرك ان لا تجاوز (لا تتجاوز) الخطة؟ قلت: یا مولای خشیت علیک من الاعداء فلم یصبر لذلك قلبی، فقال: اسمعت مما قلت شیئاً؟ قلت: لا یا مولای فقال: یا میثم!

فی الصدر لبانات

اذا ضاق لها صدری

نکت الارض بالكف

وابدیت لها سری

فمه ما تنسبت الارض

فذاك البت من بدری

”میثم کہتے ہیں کہ ایک رات میرے مولا امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کوفہ سے مجھے لے کر مسجد جعفری پہنچے اور وہاں پر قبلہ کی طرف کھڑے ہو کر چار رکعت نماز ادا کی۔ سلام اور تسبیح کے بعد اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کیا اور عرض کیا: اے اللہ! کس طرح تجھے پکاروں جب کہ میں نے تیری نافرمانی کی ہے۔ دعا مکمل کرنے کے بعد مسجد سے باہر آئے، میں بھی آپ کے پیچھے چل پڑا، یہاں تک کہ آپ صحرا میں پہنچے۔ پس آپ نے میرے ارد گرد ایک لکیر کھینچی اور فرمایا: ہرگز اس دائرہ سے باہر نہ نکلنا۔ اس کے بعد خود روانہ ہو گئے وہ رات بہت تاریک تھی۔ میں نے اپنے آپ سے کہا: میں نے اتنے سارے دشمن ہونے کے باوجود آپ کو اکیلا چھوڑ دیا، کیا میں اللہ اور رسول کے نزدیک معذور ہوں؟ اللہ کی قسم! ان کے پیچھے جاؤں گا اور ان کی حالت معلوم کروں گا، اگرچہ ان کے حکم کی مخالفت کیوں نہ ہو۔ پس ان کے پیچھے ہوا میں نے دیکھا کہ آپ نے اپنے سر مبارک کو کنویں میں داخل کیا ہوا تھا اور کنویں کے ساتھ باتیں کر رہے تھے اور کنواں بھی آپ سے باتیں کر رہا تھا۔ آپ متوجہ ہو گئے کہ میں بھی ان کے پیچھے آیا ہوں، میری طرف نگاہ کی اور فرمایا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: میثم ہوں۔ فرمایا: کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ اس دائرے کو عبور نہ کرنا؟ عرض کیا: اے میرے آقا! آپ کے دشمنوں کے خوف کی وجہ سے میرے دل کو آرام نہیں تھا۔ فرمایا: آیا جو کچھ میں کہہ رہا تھا کوئی چیز تم نے سنی؟ عرض کیا: نہیں اے میرے مولا! فرمایا: اے میثم! میں اپنے سینے میں جو کیفیات محسوس کر رہا ہوں، زمین پر ایک گڑھا کھودوں گا اور اپنے راز اس سے بیان کروں گا اور زمین میں جو پودا آئے گا اس بیج سے ہے جو میں نے اس میں بویا ہے۔“

شہادت کی خبر:

((قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: يا علي! البشر بالشهادة فبانك مظلوم بعدى ومقتول فقال علي: يا رسول الله و ذلك في سلامة من ديني؟ قال: في سلامة من دينك))

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! تمہیں شہادت مبارک ہو! میرے بعد تم پر ظلم ہوگا اور تمہیں قتل کیا جائے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آیا اس وقت میرا دین سالم ہوگا؟ فرمایا: ہاں تمہارا دین سالم ہوگا۔“

منقر و شہید:

((بالاسناد، عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: رايت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم التزم علیا و قبله وهو يقول: بابی الوحید الشہید))

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ علی کو بغل میں لیا ہوا ہے، بوسہ لے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں: میرا باپ اس تنہا شہید پر قربان ہو جائے۔“

موت سے انس:

((فی حدیث، عن علی رضی اللہ عنہ: واللہ لابن ابی طالب (لعلی) آنس بالموت من الطفل بشدی امه))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ابوطالب کا بیٹا اس بچے سے زیادہ موت سے مانوس ہے جو بچہ اپنی ماں کی چھاتی سے مانوس ہوتا ہے۔“

خضاب نہ کرنے کی وجہ:

((عن ابن نباتة قال: قلت لا میر المؤمنین رضی اللہ عنہ: ما منعک من الخضاب وقد اختضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ قال: انتظر اشقاها ان یخضب لِحیتی من دم رأسی، بعهد معہود اخبرنی بہ حبیبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم))

”ابن نباتہ کہتے ہیں، میں نے امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (سرخ) خضاب کیا کرتے تھے آپ خضاب کیوں نہیں کرتے؟ فرمایا: میں اس انتظار میں ہوں کہ اس امت کا بد بخت ترین انسان میرے سر کے خون سے میری ڈاڑھی کو خضاب کرے گا، یہ وہی وعدہ ہے جس کی مجھے میرے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے۔“

خوارج کی سازش:

خوارج کے تین افراد عبدالرحمن بن ملجم المرادی، برک بن عبداللہ تیمیمی اور عمرو بن بکیر التیمی مکہ مکرمہ میں جمع ہوئے اور آپس میں یہ عہد کر لیا کہ ہم تین افراد ان تین افراد یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر کے اصل قضیہ ہی پاک کر دیں گے (کہ انہی لوگوں کی وجہ سے خلافت کی خلفشار برپا ہوا ہے) تاکہ مسلمانوں کو ان جھگڑوں سے نجات مل جائے۔ چنانچہ ابن ملجم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو، برک نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور عمرو بن بکیر نے عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنے کا عہد کر لیا کہ ان تینوں کو ایک ہی رات میں رمضان المبارک میں قتل کر دیں گے۔ چنانچہ یہ تینوں بد بخت ان شہروں کو روانہ ہوئے جہاں جہاں ان کو اپنے نامزد کردہ شخص کو قتل کرنا تھا۔ ان میں سب سے پہلے ابن ملجم کوفہ میں پہنچا، اس نے وہاں پہنچ کر دوسرے خوارج سے رابطہ قائم کر کے اپنا ارادہ ان پر ظاہر کیا کہ وہ 17 رمضان المبارک 40 ہجری کو جمعہ کی شب میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دے گا۔

حضرت علی کی خواب:

ادھر 17 رمضان المبارک 40 ہجری کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علی الصبح بیدار ہو کر اپنے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

”رات میں نے خواب میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شکایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت نے میرے ساتھ کجروی اختیار کی ہے اور اس نے سخت نزاع برپا کر دیا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں مجھ سے فرمایا: تم اللہ سے دعا کرو چنانچہ میں نے بارگاہِ رب العزت میں اس طرح دعا کی کہ الہی! مجھے تو ان لوگوں سے بہتر لوگوں میں پہنچادے اور میرے بجائے ان لوگوں کا واسطہ ایسے لوگوں سے ڈال دے جو اچھے نہ ہوں۔“

شہادت علی المرتضیٰ:

ابھی آپ یہ فرما ہی رہے تھے کہ اتنے میں اباح مؤذن نے آکر آواز دی: الصلوٰۃ الصلوٰۃ! چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھنے کے لئے گھر سے چلے۔ راستے میں آپ لوگوں کو نماز کے لئے آواز دے دے کر جگاتے جاتے تھے کہ اتنے میں ازلی بد بخت ابنِ محجم سے سامنا ہوا اور اس نے اچانک آپ پر تلوار کا ایک بھر پور وار کیا۔ وار اتنا شدید تھا کہ آپ کی پیشانی کنپٹی تک کٹ گئی اور تلوار دماغ پر جا کر ٹھہری اتنی دیر میں چاروں طرف سے لوگ دوڑ پڑے اور قاتل کو پکڑ لیا۔ زخم بہت کاری تھا۔ پھر بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ و ہفتہ تک بقید حیات رہے مگر اتوار کی شب میں آپ کی روح بارگاہِ اقدس کی طرف پرواز کر گئی۔

امام حسن و حسین کو وصیت:

((ومن وصیة له رضى الله عنه: للحسن والحسين لما ضربه ابن ملجم لعنة الله: اوصيكمما بتقوى الله، وان لا تبغيا الدنيا وان بغتكما، ولا تأسفا على شيء منها زوى عنكما وقولا بالحق، واعمالا للاجر، وكونا للظالم خصما، وللمظلوم عوناً اوصيكمما وجميع ولدى واهلى ومن بلفة كتابى بتقوى الله، ونظم امركم، وصلاح ذات بينكم، فانى سمعت جد كما صلى الله عليه وآله وسلم يقول: صلاح ذات البين افضل من عامة الصلاة والصيام، الله الله فى الايتام، فلا تغبوا افوا هم، ولا يضيعوا بحضرتكم، والله والله فى جيرانكم، فانهم وصية نبيكم، ما زال يوصى بهم حتى ظننا انه سيورثهم، والله الله فى القرآن لا يسبقكم بالعمل به غيركم والله الله فى الصلاة فانها عمود دينكم والله الله فى بيت ربكم، لا تخلوه ما بقيتم، فانه ان ترك لم تناظروا والله الله فى الجهاد باموالكم وانفسكم والسنتكم فى سبيل الله و عليكم بالتواصل والتبادل، واياكم والتدابير والتقاطع، ولا تتركوا الامر بالمعروف والنهى عن المنكر فيولى عليكم شراركم، ثم تدعون فلا يستجاب لكم، ثم قال: يا بنى عبد المطلب! لا الفينكم تخرضون دماء المسلمين خوفاً، تقولون: قتل امير المؤمنين الا لا يقتلن بى

الا قتلی انظروا اذا انا مت من ضربته هذه فاضربوه ضربة بضربة ولا يمثّل بالرجل
(لا تمثّلوا الصالح) فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول: ایا کم
والمثلة ولو بالکلب العقور))

”جس وقت ابنِ ملجم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سر پر تلوار سے ضرب لگائی تو حضرت علی نے امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ سے یہ وصیت کی: میں تمہیں تقوی اللہ کی وصیت کرتا ہوں اور جو کچھ دنیا تم پر صدمہ وارد کرے توجہ نہ کرنا اور جو کچھ تمہارے ہاتھ سے نکل گیا ہے اس پر غم نہ کرنا، حق بیان کرنا اور اجر کیلئے کام کرنا، ظالم کے دشمن اور مظلوم کے مددگار رہنا۔ میں تم دونوں اور تمام بیٹوں اور اپنے خاندان کو اور جس کے ہاتھ میں میرا وصیت نامہ پہنچے وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا، اپنے معاملات درست اور آپس کے تعلقات سلجھائے رکھنا، کیونکہ میں نے تمہارے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ آپس کی کشیدگیوں کو مٹانا عام نماز روزے سے افضل ہے۔“ (دیکھو!) یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، ان کے کام و دہن کیلئے فاقہ کی نوبت نہ آئے اور تمہاری موجودگی میں وہ تباہ و برباد نہ ہو جائیں۔ اپنے ہمسائیوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا کیونکہ ان کے بارے میں تمہارے پیغمبر نے برابر ہدایت کی ہے اور آپ اس حد تک ان کیلئے سفارش فرماتے رہے کہ ہم لوگوں کو یہ گمان ہونے لگا کہ آپ انہیں بھی ورثہ دلائیں گے۔ قرآن کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، ایسا نہ ہو کہ دوسرے اس پر عمل کرنے میں تم پر سبقت لے جائیں۔ نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرنا کیونکہ وہ تمہارے دین کا ستون ہے۔ اپنے پروردگار کے گھر کے بارے میں اللہ سے ڈرنا، اسے جیتے جی خالی نہ چھوڑنا کیونکہ اگر یہ خالی چھوڑ دیا گیا تو پھر (عذاب سے) مہلت نہ پاؤ گے۔ جان، مال اور زبان سے راہِ الہی میں جہاد کرنے کے بارے میں اللہ کو نہ بھولنا اور تم کو لازم ہے کہ آپس میں میل ملاپ رکھنا اور ایک دوسرے کو اعانت کرنا اور خبردار! ایک دوسرے کی طرف سے پیٹھ پھیرنے اور تعلقات توڑنے سے پرہیز کرنا، نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے سے کبھی ہاتھ نہ اٹھانا ورنہ بدکردار تم پر مسلط ہو جائیں گے۔ پھر دعا مانگو گے تو قبول نہ ہوگی۔ پھر ارشاد فرمایا: اے عبدالمطلب کے بیٹو! ایسا نہ ہونے پائے کہ تم امیر المؤمنین قتل ہو گئے، امیر المؤمنین قتل ہو گئے، کے نعرے لگاتے ہوئے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنا شروع کر دو۔ دیکھو! میرے بدلے میں صرف میرا قاتل ہی قتل کیا جائے اور دیکھو! جب میں اس ضرب سے مر جاؤں تو اس ایک ضرب کے بدلے میں ایک ہی ضرب لگانا اور اس شخص کے ہاتھ پیر نہ کاٹنا، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ”خبردار! کسی کے بھی ہاتھ پیر نہ کاٹو، اگر چہ وہ باؤلا کتا ہی ہو۔“

اپنے قاتل کے بارے میں حسن سلوک کی وصیت:

((بالاسناد، ان علیاً قال فی ابن ملجم بعد ما ضربه: اطعموه واسقوه واحسنوا اساره، ان عثت فانا ولی دمی، اعفو ان شئت وان شئت استقدت، وان مت فقتلتموه فلا تمثلوا))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابن ملجم کی ضرب لگنے کے بعد اس کے بارے میں اس طرح وصیت فرمائی: اس کو کھانا اور پانی دیں اور اس کی قید کو آسان کریں۔ اگر میں زندہ رہا تو اپنے خون کا خود مالک ہوں اگر چاہوں تو اسے بخش دوں اور اگر چاہوں تو قصاص لوں اور اگر اس دنیا سے چل بسا اور تم نے اسے قتل کیا تو اس کو مثلہ نہ کرنا۔“

((قال علی رضی اللہ عنہ للحسن: یا حسن! ابصروا ضاربی، اطعموه من طعامی، واسقوه من شرابی فان انا عثت فانا اولی بحقی وان مت فاضر بوه ضربة، ولا تمثلوا به، فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول: ایاکم والمثلة ولو بالکلب العقور))

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے حسن! میرے قاتل کی آنکھوں پر پٹی نہ باندھو اور اس کو میرے کھانے سے کھانا دے دو اور جو پانی مجھے دیتے ہو اس کو بھی پلاؤ۔ اگر میں زندہ رہا تو اپنے حق کا فیصلہ خود کروں گا اور اگر میں چل بسا تو اسے ایک ضرب لگانا اور اس کی لاش کا مثلہ نہ کرنا، اس لئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ مثلہ کرنے سے پرہیز کرو اگر چہ وہ باؤلا کتا کیوں نہ ہو۔“

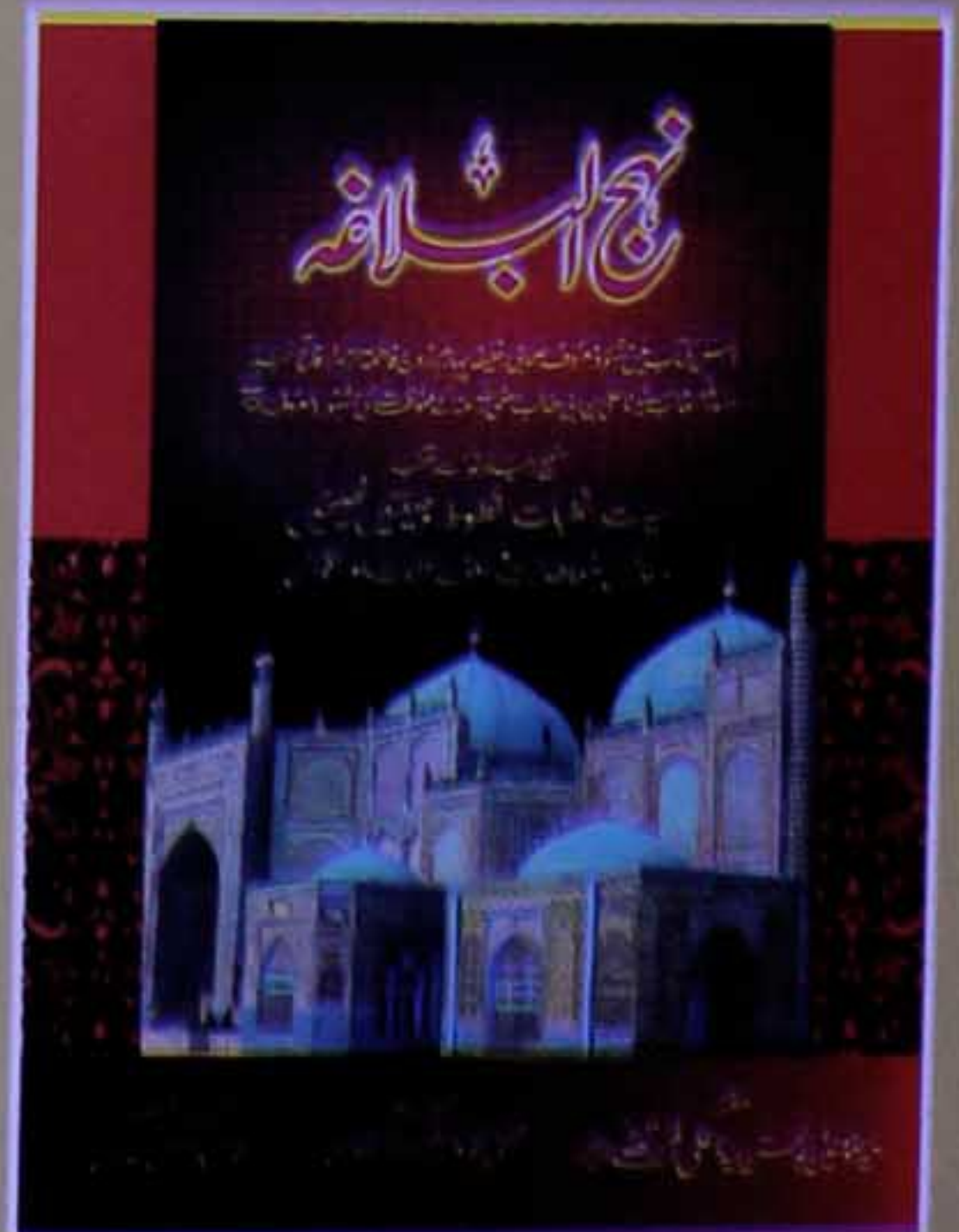
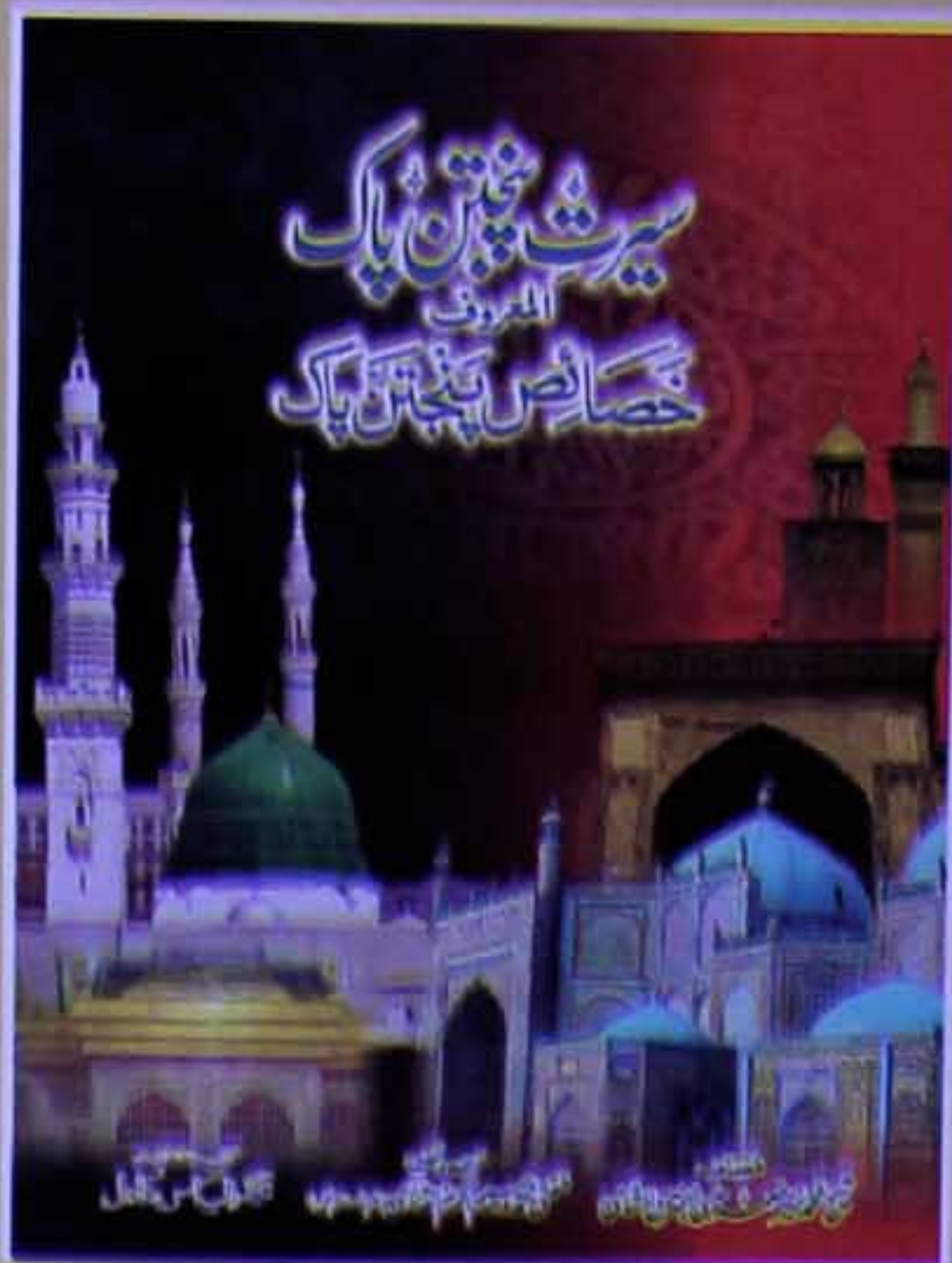
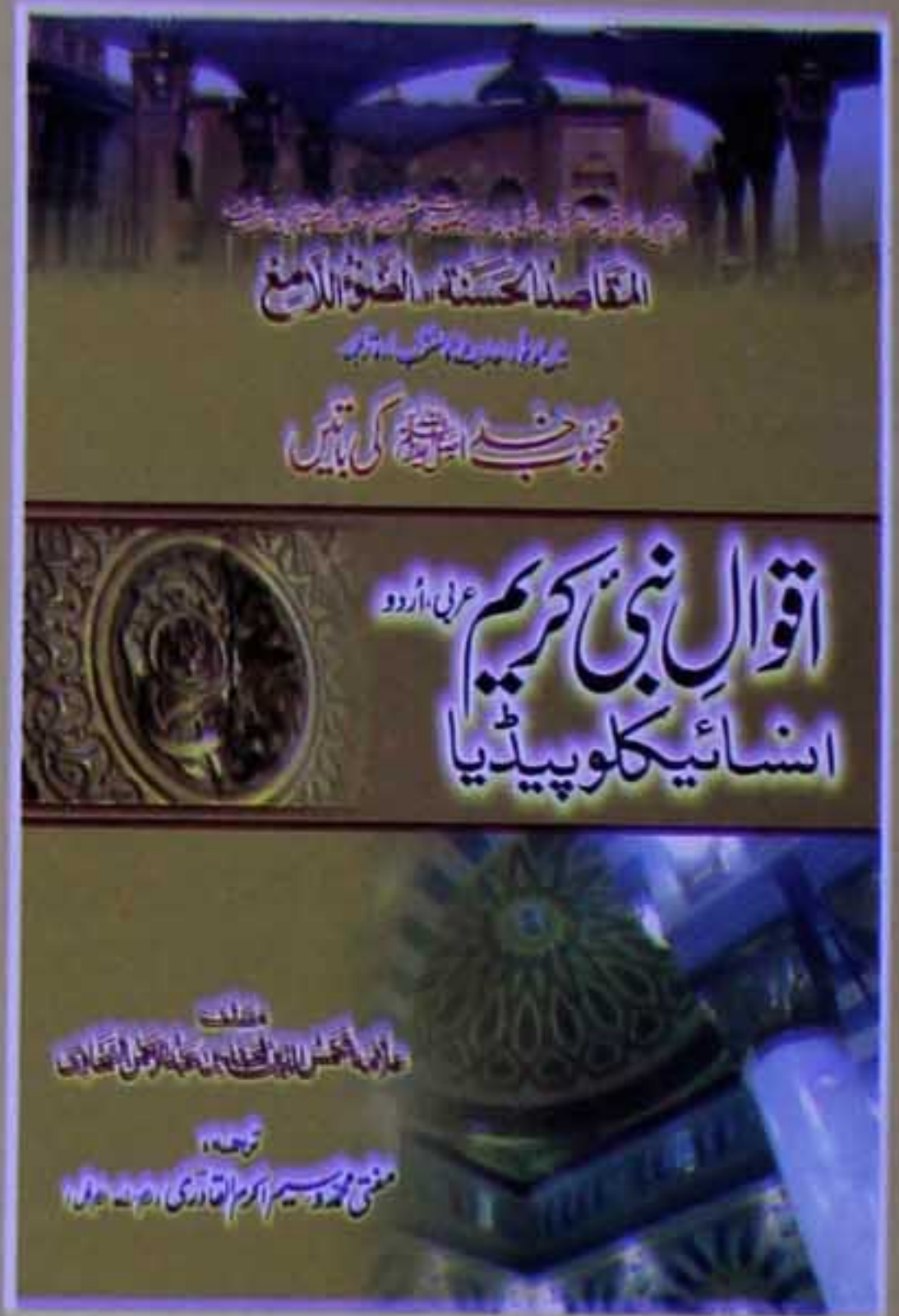
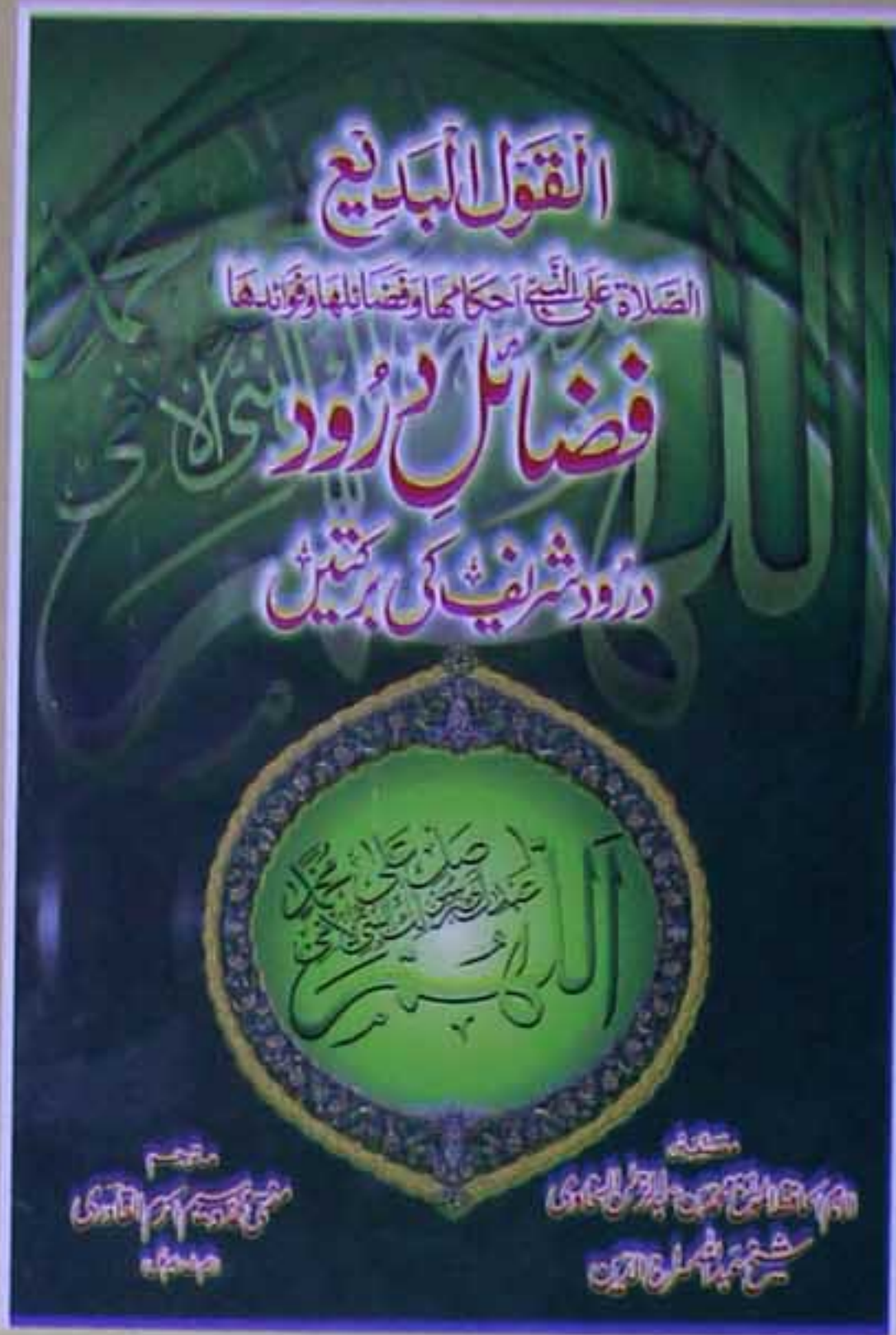
رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا:

((عن القندوزی فی ینابیع المودة قال: ولما ضرب رأسه الشریف بالسيف قال: فزت ورب الكعبة))

”قندوزی نے ینابیع المودہ میں روایت نقل کی ہے کہ جس وقت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے سر پر تلوار کی ضرب لگی تو آپ نے فرمایا: رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔“

((وقوله للحسن لما ضربه ابن ملجم: فزت واللہ، واما یری ابوک سوء بعد هذا الیوم))

”جس وقت ابن ملجم نے امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کو ضرب لگا پتو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند



مکتبہ دارالکرام
 لاہور